تاریخ پٹیالہ

مصنفہ

خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر وزیر اعظم ریاست موصوف

سنہ ۱۸۷۸ء

مطبوعہ سفیر ہند پریس امرتسر

باہتمام پادری رجب علی صاحب پرنٹر

فہرست مضامینِ متنِ تاریخِ پٹیالہ ملقب بہ تحفہ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ

نمبر شمار	مضمون	صفحہ

فہرست مضامین مندرجہ حواشی

مضمون	صفحہ

تاریخ پٹیالہ

جسکو خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر

وزیر اعظم ریاست موصوف نے ریاست کے دفتر

اور معتبر کتابون اور اپنے چشم دید حالات

کی رُو سے تالیف کیا۔

سنہ ۱۸۷۷ء

مطبوعہ سفیر ہندوستان پریس امرتسر

باہتمام پادری رجب علی خان صاحب پروپرائٹر

اعلان

چونکہ یہہ کتاب بموجب قانون بستم سنہ ۱۸۴۷ء داخل رجسٹری گورنمنٹ ہوگئی ہے لہذا کوئی صاحب اہل مطابع وغیرہ سے اسکے چھاپنے کا قصد نکریں

المشتہر

مصنف کتاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انسان کی ہستی پر اگر غور کیجاوے تو اُسمین ایک ایسی صفت پائی جائیگی
جسکے سبب سے وہ اَوْر حیوانات سے ممتاز ہے اگرچہ بظاہر جیسے ہاتھہ
پاؤن آنکھہ ناک اور اَوْر سب اعضا خالق کل نے انسان کو عطا فرمائے
ہین ویسے ہی اَوْر حیوانات کو بہی دیئے ہین۔ لیکن وہ خاص قوت جسکے
باعث سے یہہ اَوْر حیوانات سے برتری کا دعوی کرسکتا ہے صرف
اِسیکو بخشی ہے وہ قوت قوت ممیّزہ یا عقل انسانی سے تعبیر کیجاسکتی
ہے جسکے ذریعے سے انسان حالت وحشت اور بے تہذیبی سے نکلکر انسانیت
اور شایستگی کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے اور اِنسان اِنسان کہلاتا ہے

برخلاف اور حیوانات کے کہ وہ کسی طرح اپنی حالت کو نہین بدل سکتے
اور نہ کچھہ اُسمین ترقی اور اصلاح کرسکتے ہین - دیکھو ابابیل جو کھونسلا
پانچہزار برس پہلے بناتی تھی وہی اب بناتی ہے - اور جو بیا جو ل اُسکے
باپ دادا تیار کرکے اُسمین رہتے تھے ویسا ہی یہہ تیار کرتا ہے کبوتر کو
گرم لباس جو سردی مین پہننا چاہیئے وہی گرمی مین بہی اُسکے زیب بدن
ہے - اور فاختہ جو خاکستری لبادہ خالق نے پہلے دن اُسکو بخشا ہے آج
تک وہی لئیے ہوئے ہے - غرض تمام چرند و پرند اُسی اپنی ایک حالت پر
قایم ہین جو شروع مین قدرت نے اُنکے واسطے پسند کرکے مقرر کردی
ہے - مگر انسان اپنی حالت کو بدل سکتا ہے اور قدرت نے یہہ طاقت
اُسکو بخشی ہے کہ جب چاہے اپنی حالت کو بدل ڈالے اور پستی اور تنزل
سے نکلکر ترقی کے اعلے اور بلند مرتبہ پر پہنچ جاوے - کیا تمنے نہین
پڑہا کہ تمہارا باپ آدم ؑ کسیوقت انجیر کے پتّون سے اپنے بدن کو ڈہانپتا
تہا اور اب تم طرح طرح کے خوبصورت لباس پہنتے ہو - وہ پہاڑ کی کہوہون
اور درختون کے سایہ مین دہوپ اور بارش سے بچنے کے لئے سہارا
لیتا تہا اور تم عمدہ عمدہ محل بناتے اور اُنمین رہتے ہو - تم کسیوقت بغیر

چہنے ہوئے جو کے آٹے کی روٹی کہاتے تہے اور اب تسیرمال ہہی تمہارے گلے مین اٹکتی ہے۔ کسیوقت درختون کے پہل پہول اور جنگل کا ساگ پات تمہاری خوراک تہی اور اب مزعفر اور بریانی کو بہی نام دہرتے ہو۔ تم کبہی سمندر کے کنارے کنارے اپنی کشتیان لیجاتے تہے اور ڈوب جانیکے خوف سے کبہی دور تک پانی کے اندر نجاتے تہے اب تمہارے جہاز اور کشتیان کنارے سے کوسون دور سمندرون کے اندر بلا خوف و خطر تیرتے پہرتے ہین۔ کبہی تم اپنی کشتیون اور جہازون پر پال چڑہاتے اور موافق ہوا کے منتظر رہتے تہے۔ اب تم اُنکو پانی کی بہاپ کے زور سے چلاتے ہو اور ہوا کے موافق یا ناموافق ہونیکی پرواہ نہین کرتے۔ کبہی تم چاند گہن کا سبب یہہ بتاتے تہے کہ اُسکو قرضخواہون نے پکڑ لیا ہے اور گویا وہ کوئی زندہ چیز ہے۔ اور اب تم اُن خیالات کو چہوڑکر اُسکا اصلی سبب زمین کے اُسکے اور آفتاب کے درمیان مین آجانے اور اُسکے سایہ کے اُسپر پڑنے اور چاند کی روشنی کے ماند کردینے کو جان گئے ہو۔ کبہی تم سمجہتے تہے کہ زمین مرکز عالم اور عدیم الحرکت ہے اور اُسکی حرکت کے ماننے والے کو ملحد[*] اور کافر بتاکر آگ مین جلاتے تہے آج

* جارڈینو برونون کی طرف اشارہ ہے جو اٹلی کا رہنے والا تہا اور سنہ ۱۶۰۰ع مین زندہ جلادیا گیا تہا یہہ شخص بہی

تم ہی اُسکو نظام غیر محدود کا ایک سیارہ کہتے ہو۔ کبہی تمہارے پیغام زبانی لسانی ہوتے تہے پہر خط پتر کی وساطت سے ہونے لگے اب برقی اشارون سے یہہ کام لیتے اور ایک منٹ مین ہزارون کوس کی خبر منگا لیتے ہو۔ کبہی تم مطلق لکہنا نہ جانتے تہے پہر لکہنے لگے اور اب چہاپہ کے ذریعہ سے اپنے لکہے کی ہزار نقلین بہت آسانی سے تہوڑی دیر مین کر لیتے ہو۔ کبہی جانورونکی چوڑی ہڈی۔ چوڑی پتہریان۔ لکڑی۔ درختون کی چہال پتے اور چمڑا تمہارے لکہنے کے کام مین آتا تہا اب تم نہایت عمدہ اور صاف طرح طرح کے کاغذ بناتے اور اُنپر لکہتے ہو۔ یہی انگلستان جو آج شائستگی اور علم وعقل کے آسمان کا ستارہ ہے کل کی بات ہے کہ محض جاہل کندۂ ناتراش وحشیونکا مسکن تہا اسکے باشندے کپڑونکی جگہہ جسم پر رنگ لگاتے اور جنگلی جانورون کیطرح درختون کے پہل پہول کہاکر زندگی بسر کرتے تہے اور ایسے بیرحم اور ناخدا ترس تہے کہ ایک مخالف قوم کے ساتہہ لڑائی مین جو اُنکی شکست ہوئی۔ اِنہون نے اُسکو اپنے بڑے بُت کی خفگی کے باعث خیال کرکے اُسکے خوش کرنیکو اپنی قوم کے چار سو معصوم بچونکو

* گیلیلو کیطرح کوپرنکس کی تقلید سے نظام غیر محدود شمسی کا معتقد تہا جسکا بلا سلسلہ یہہ ہے کہ آفتاب مرکز عالم ہے اور سب اجرام فلکی اسکے گرد پہرتے ہین اور زمین بہی ایک سیارہ ہے۔ ۱۲ مولف

اُسکے سامنے زندہ جلادیا۔ یہی انگریز جو آج غلامی کی رسم کے دشمن اور انسانیت
اور ہمدردی کے جوش سے اسکی موقوفی کی خاطر غیر قوموں سے لڑتے
پہرتے ہیں تہوڑے ہی دن ہوئے کہ یہہ اُسکے مؤید تہے اور کئی لاکہہ غلام
اُنکے پاس تہا جنکو انہوں نے کئی کروڑ روپیئے اپنی گورنمنٹ سے لیکر آزاد کیا
تہا۔ عرب کبہی ایسے بیحیا اور بیرحم اور جاہل تہے کہ حج کے دنوں میں ہزاروں
عورت مرد کعبہ کا طواف ننگے ہوکر کرتے تہے اور ایک دوسرے کی جورو کو
آپس میں بدل لیتے تہے۔ لڑکیوں کو خسر ہونیکی شرم سے زندہ زمین گاڑ دیتے
یا پہاڑ پر سے لڑہکا دیتے تہے۔ تمام مُلک میں کوئی لکہنا پڑہنا نہ جانتا تہا اور
اسیواسطے اُمّی کہلاتے تہے پہر اُنہوں نے ہی اس بیحیائی کی رسم کو موقوف
کیا۔ جورونکے مبادلہ کو مکروہ جانا۔ لڑکیوں کے مارنیکو سخت گناہ سمجہا۔ علم کا
وہ چرچا پہیلایا کہ اہل یورپ اندلس میں جاکر اُنسے پڑہنے اور علوم سیکہنے لگے
اور ابتک بہی وہ اُنکو اپنا اُستاد مانتے ہیں۔ پہر ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہی مُسلمان
جنکے بڑے بڑے شہر علم و شایستگی کے مرکز اور اُنمیں بڑے بڑے مدرسے
اور مکتب تہے سب کچہہ بہول بہلا کر قریب قریب اُسی پُرانی حالت پر جا رہے
اور اُنکے علم و فضل کے آفتاب کی روشنی ایک ٹمٹماتے چراغ کی سی رہگئی

اور اب وہی مسلمان ہین کہ اپنی قوم کی ضرورت کے موافق ہندوستان
مین پھر ایک مدرسۃ العلوم بنانے لگے ہین اور غفلت اور سستی کی گہری
نیند سے ذرا چونکے ہیں اور امید ہے کہ اگر انہون نے برابر ایسی ہی کوشش
رکھی جس عمدہ چیز کو وہ کھو بیٹھے ہیں بہت جلد پا لینگے۔

پس ثابت ہے کہ خالق کل نے انسان کو بے شبہ ایک ایسی قوت بخشی
ہے جسکے ذریعہ سے وہ وحشت اور ناشایستگی کی پست اور ذلیل حالت
سے نکلکر تہذیب اور ترقی کے اعلے درجہ پر پہنچ سکتا ہے مگر اسکی اس ترقی
کا بڑا ذریعہ علم تاریخ کا جاننا ہے تاکہ وہ اپنی موجودہ حالت کو اپنے بزرگون کی
حالت سے مقابلہ کرسکے اور انکے حالات کو معلوم کرکے اچھے برے کام کا تجربہ
اسکو حاصل ہو اور وہ اس سے فایدہ اٹھا سکے اور جو اپنی عمر بھر کی محنتون کا
ثمرہ اور معلومات کا ذخیرہ کالے کالے حرفون اور ٹیڑھی سیدھی لکیرون مین
لکھکر وہ اسکے واسطے چھوڑ گئے ہیں اسکا وارث ہو کیا کوئی شخص اپنی اسقدر تھوڑی
سی زندگی کے محدود زمانے مین علم تاریخ کے جاننے بغیر ان تمام مفید باتون
کو معلوم کرسکتا ہے جو صدہا برس مین قدرت نے اسکے فایدہ کیواسطے انسان
پر ظاہر کی ہیں دیا جو مختلف واقعات صدہا ہزارہا برسون مین تقاضای وقت کے

موافق مختلف لوگون پر گذرے ہین کسی ایک آدمی پر گذر سکتے ہین ہرگز نہین
- پس تاریخ ہی ایک ایسا ذریعہ ہے جسکی مدد سے تھوڑی سی شفقت اُٹھا کر ہم
اُن تمام مفید باتون کو معلوم کر لیتے ہین اور جو عمدہ اور بے بہا نتایج مختلف لوگون نے
مختلف وقتون مین اپنے مختلف تجربون سے نکالے ہین تاریخ کو پڑہکر ہم اُنسے
واقف ہو جاتے ہین - جب ہم تاریخ مین کسی بہادر اور محب قوم شخص کی بہادر آنہ
کوشش اور اُسکو اپنے دشمن کو میدان مین للکارتا دیکھتے ہین تو ہمارے دلمین
بہی بہادری کی اومنگ اور نام آوری کا جوش آجاتا ہے اور ہم چاہتے ہین
کہ ہم بہی اُسیطرح اپنے ملک اور قوم کی حمایت مین اپنے دشمنون کو مارین
اور دنیا مین بہادر اور جوانمرد کہلائین - ایسیطرح جب ہم کسی سخی کی سخاوت
کا حال پڑھتے ہین ہمارا دل بہی چاہتا ہے کہ اپنے ہاتہہ پاؤن کی محنت کے
صلہ کو اپنے بنی نوع کے فایدہ کے واسطے خرچ کرین اور جہان مین سخی داتا
مشہور ہون - عزیز مصر کی بی بی زلیخا کا تعشق اور حضرت یوسفؑ سے اُسکا
ایک مکان محفوظ مین گناہ کا طالب ہونا اور یوسف کا یہہ کہکر کہ دور کیا مین اپنے
آقا کی ناموس مین خیانت کرون اور بے انصافی کر کے نقصان مین پڑون
اُس سے بچنا اور زلیخا کا اُنکے پیراہن کو پیچھے سے کہینچکر پہاڑنا اور پہر خودی

اپنے شوہر کے پاس یوسف ؑ کی دست درازی کی شکایت کرنا اور ایک بے زبان
شیر خوار بچہ کا اُنکی پاکدامنی پر گواہی دینا سُناکر تاریخ ہمکو اپنے شریر اور موذی نفس
کی ناپاک اور نالایق خواہشوں سے بچنا اور یوسف ؑ کی سی خالصاً للہ پاکدامنی اختیار
کرنا اور بدکارون کی مکّاری اور اُنکی تہمتون سے ڈرنا اور خدا کی طرف سے
سچّائی کی تائید کو ہمیشہ یقینی جاننا سکہاتی ہے - انگلستان کے بادشاہ
ہنری سوم کے ولیعہد کا اپنے ایک دوست کی حمایت کیواسطے عدالت مین
جانا اور خلاف قانون سفارش کے منظور نکرنیسے خفا ہو کر جج پر حملہ کرنا اور اسکا
اُسکو حوالات مین بھیجدینا اور بادشاہ کا یہہ سُنکر خوش ہونا بارہ وہ ہمکو اس بات
کی تعلیم کرتی ہے کہ ہم بہی اُس جج کی طرح ایمانداری سے قانون کی تعمیل
اور ولیعہد انگلستان کی مانند قانون کی اطاعت اور بادشاہ ہنری کی مثل
اُسکی حفاظت کرین جسنے قانون کے مقابلہ مین ایسے بڑے شخص کی پروا
نکی اور وہ قانون کے ادب سے بغیر لحاظ اپنے عالی مرتبہ کے سر جہکا کر حوالات
مین چلا گیا اور اُسنے قانون کی عزت اپنے عزیز فرزند کی عزت سے زیادہ سمجھی
جب ہم یوسف کے بہائیون کے اپنے بوڑہے باپ یعقوب ؑ کو بہلا کر یوسف کو جنگل
مین لیجانے اور کنوئین مین ڈالکر چلے آنے اور ایک مسافر کے اُسکو وہان سے

نکالنے اور مصر کے بادشاہ کے پاس غلام کہکر بیچڈالنے اور کچھہ عرصہ کے بعد اُسکے
مصر کے بادشاہ ہونے اور اُسکے وطن ملک کنعان مین قحط کے پڑنے اور اُسکے
بہائیون کے غلہ کیواسطے مصر مین جانے اور اُسکے پہچان کر اُنکو ایک بہانیسے اکٹھے
اور اُنسے جوانمردانہ سلوک کرنیکی کیفیت پڑہتے ہین بالطول معاً مختلف نصیحتین حاصل کرتا ہے
اسکو اوّل حسدکی اُس کمینہ خصلت کا خیال آتا ہے جسکے سبب سے کبہی کبہی بہائیون کا
بہی خون سفید ہوجاتا ہے اور جو نکرنا ہو وہ کر بیٹھتے ہین۔ پہر وہ مروّت کی اُس عمدہ
صفت کا دہیان کرتا ہے جو یوسفؑ نے اپنے بہائیون کے بُرے سلوک کے
عوض مین اُنسے برتی تہی۔ پہر خدا تعالی کی قدرت پر غور کرتا ہے جسنے یوسفؑ کے
دشمنون کو اُسکے بادشاہ ہونیکا ایک سبب بنادیا جو گہر سے لیجاکر اُسکو کنوئین مین ڈال آئے
اور مسافرون نے وہان سے نکالکر اُسکو بادشاہ مصر کے ہاتہہ بیچڈالا اور رفتہ رفتہ وہ
بادشاہی کے اعلی مرتبہ کو پہنچگیا اور خدا نے اُسکو اُسکے اُنہین بہائیون پر اختیار بخشا
جنہون نے اُس سے یہہ بدسلوکی کی تہی۔ خدا کے نیک بندہ ایوبؑ کا حال پڑہکر ہمکو مصیبت
کیوقت صبر کرنیکی ہمّت ہوتی ہے اور اپنے اور تمام دنیا کے سچّے ہادی محمدؐ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی بےغرضانہ اور پاک تعلیم کے عوض مین اُنکی قوم کا اُنکو اور اُنکے نیک اور
برگزیدہ اصحاب کو برسون تک طرح طرح کی تکلیفین دینا اور حضرت اور اُن بزرگوارون

کا اُسپر صبر کرنا اور بدستور اُنکی تعلیم اور ہدایت مین مصروف رہنا جب ہم پڑھتے
ھیین تو ہمکو اپنی قوم کے ساتھہ بلا غرض نیکوئی کرنے اور اُن مصایب اور سختیون
کو جو ہمکو اپنے اس نیک کام مین پیش آئین استقلال کے ساتھہ جھیلنے کی ہدایت
ہوتی ہے۔ تاریخ کبھی ہمکو واعظ بنکر ڈراتی ہے۔ اور خدا کے پاک کلام مین
اُن قومون کا حال پڑھکر جنھون نے نبیونکا کہنا نمانا اور خدا کے قہر مین پڑے
ہمارے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین اور ہمارا دل اُسکے پاک فرمانون کی
تعمیل کیواسطے نرم ہوجاتا ھے اور کبھی خدا کے نیک اور پاک بندونکا حال
سُنکر ہمکو تسلّی ہوتی ہے اور ہم اپنے رحمٰن اور رحیم خدا کے سچے وعدون پر یقین
لاکر اُسکی رحمت اور بیحد فضل کی امید پر خوشی خوشی زندگی بسر کرتے ھیین کبھی وہ ہمکو
کلمبس کیطرح جسنے ملکہ اسپین کی مدد سے نئی دنیا (امریکہ) کو تلاش کرکے نکالا
تہا کسی عمدہ مقصد کی تلاش کیواسطے گہر سے نکلنے کی ترغیب دیتی اور اُسکے حصول
مین دیر ہونیسے گہبرا کر اُسکی پیروی چھوڑ دینیسے روکتی ہے۔
کبھی سقراط حکیم کا حال سُناکر جسنے مرتے وقت اپنے ایک دوست کو
اُسکے دیوتا کے مندر پر منّت کی مرغی چڑہانیکی وصیت کی تہی وہ ہمکو یہہ بتاتی
ہے کہ رسم کی سخت زنجیرون کا توڑنا کسی بہادر ہی کا کام ہے۔ تیمور اور نادر کے

قتل عام کے قصے سُنکر وہ ہمکو یہہ سمجہاتی ہے کہ کبہی کبہی انسان بہی قوت غضب
کی تحریک سے وحشی جانورون سے بہی زیادہ خونخوار ہوجاتا ہے - وہ کہتی ہے
کہ عیش اور سلطنت مین دشمنی ہے اگر یقین نہو تو عیاش بادشاہون کا حال
دیکہہ لو کہ کیسے باتون باتون مین سلطنت کہو بیٹہے - وہ پکار کر کہتی ہے کہ علم تمام
برکتون کی جڑ ہے اور اِس سے انسان تمام فضایل اور کمالات کو حاصل کرتا ہی
شبہ ہو تو اہل یورپ کو دیکہہ لو کہ اسیکی بدولت رفتہ رفتہ شایستگی کی معراج پر پہنچگئے
ہین - وہ سمجہاتی ہے کہ نفاق اور خودمطلبی سلطنتون کو غارت اور قومون کو
بیعزت کردیتی ہے ہندوستان کا حال تم روز پڑہتے اور سُنتے چلے آئے ہو اور
اب تازہ قصہ فرانس والون کا سن لو کہ اسی بدخصلت کے سبب سے جرمنون کے مقابلہ
مین ہار گئے اور شہنشاہی کہو بیٹہے وہ کہتی ہے کہ اتفاق اور قومی محبت سب قوتون سے
بڑی ہے اور پروشیہ کا نمونہ ہمکو دکہاتی ہے - یہہ حال تو اُنکا ہے جو تاریخ کو غور کی
نظر سے دیکہتے اور عبرت کی آنکہہ سے پڑہتے ہین مگر نادان اور سادہ لوح شخص
بہی اُسکے فواید سے محروم نہین رہتا اور اُور کچہہ نہین تو چندے تنہائی کیوقت
اُسکا اِس سے دل ہی بہل جاتا ہے نیند ہی آجاتی ہے - غرض جیسا جسکا مذاق ہو
یہہ عمدہ اور شریف فن اُسکی موافق اُسکو فایدہ پہنچاتا ہے دیکہو ملک اٹلی کا مشہور

شاعر اور حکیم پٹیرارک جو چودہوین صدی مین گذرا ہے جبکہ اُسکے ایک دوست نے اُسکے دنیا سے ترک تعلق کرنے اور رات دن کتابون کے مطالبہ مین مصروف رہنے پر اُسکو ملامت کی تہی کن پیارے اور ذی اثر لفظون مین علم تاریخ کی کتابون کے مطالعہ کے فواید سے اپنے دوست کو مطلع کرتا ہے **قولہ** آپ دنیاوی خوشیون کو سب سے بڑہکر سمجھتے ہین اور انکا ترک کرنا آپکے نزدیک مناسب نہین ہے یہان میرے پاس ایک ایسا گروہ سچے دوستون کا ہے جنکی صحبت مجہے غایت درجہ پسند ہے وہ ہر زمانہ اور ہر ملک کے رہنے والے ہین بعض انمین سے جنگ مین بعض انتظام سلطنت مین بعض بعض علومین مشہور ہین انسے ملنا کچہہ دشوار نہین ہے وہ ہر وقت میری خدمت کرنیکو مستعد رہتے ہین جب چاہتا ہون اُنکو بلا لیتا ہون جب چاہتا ہون رخصت کر دیتا ہون وہ کبہی مجہے کسی قسم کی ایذا نہین پہنچاتے بلکہ میرے کل سوالات کا جواب بڑے تحمل سے دیا کرتے ہین اُنمین سے بعض مجہسے قدیم زمانہ کا حال اور واقعات بیان کرتے ہین اور بعض نیچر کے مخفی رازون کو میرے سامنے کہولتے ہین بعض خوشی اور آرام سے اوقات بسری کی تدبیرین بتلاتے ہین۔ بعض وہی تدبیرین ذہن نشین کرتے ہین جنسے ہمارا انجام بخیر ہوا اور صلح کے ساتہہ دنیا سے رخصت ہون بعض

اپنی دانشمندی اور حسن بیان سے دل کی کُل کلفتون کو دور کرتے ہین بعض وہ
نیک صلاحین دیتے ہین جنپر عمل کرنیسے مصیبتون کا جھیلنا جو وقتاً فوقتاً
انسان پر پڑا کرتی ہین سہل ہو جائے بعض بڑی فصاحت سے ہمین سمجہاتے ہین کہ
جہانتک ممکن ہو بجز اپنی قوّت بازو کے کسی اَور پر بھروسہ نکرنا چاہیئے - بعض کان ہنرون
اور علمون کی ایک عجیب و غریب نمایشگاہ میری انکہون کے سامنے کہولدیتے
ہین اُنکے قولون پر مجھے پکّا بھروسہ ہے - اور ان خدمات کے عوض وہ بجُز
میری جہونپری کے ایک کوشہ کے اور کچہہ نہین چاہتے جہان وہ صُلح سے
آرام کرتے ہین،، یہی سبب ہے کہ دنیا کے اکثر اہل علم اور ذوی لیاقت لوگون
نے اپنے اور پرائے مُلکون کے حالات اور تاریخین لکہی ہین اور اہل یُورپ نے
تو اس فن مین ہی وہ کمال بہم پہنچایا ہے جسکی تعریف نہین ہو سکتی پس اگرچہ
مجھکو نہ اُنکی سی لیاقت ہی ہے اور نہ اُنکا سا علم کہ جسکی طاقت سے مین کسی بڑے مُلک
یا سلطنت کی تاریخ لکہہ سکون لیکن تو بہی مینے یہہ چاہا کہ اس عمدہ اور شریف فن مین
مین بہی کچہہ لکہون تاکہ میرے ہمجنسونکو اُس سے فایدہ ہو اور چونکہ ریاست پٹیالہ
کی کوئی مفصّل تاریخ اِس سے پہلے نہین لکہی گئی جسکا مین پشتون سے نمکخوار اور
رعیّت ہون - پس مناسب معلُوم ہوا کہ مین اُسکو لکہون تاکہ پٹیالہ کی رعایا جسکا

حق ہموطنی مجہپر ہے اُس سے فایدہ اُٹہاے - چنانچہ مین اُسکو لکہنا شروع کرتا ہون خدا پورا کرے - آمین -

شبیہ مصنف

ریاست پٹیالہ کی اجمالی اور عام کیفیت

پٹیالہ ملک پنجاب مین ایک مشہور و معروف ریاست ہے جسکا عرض شمالی
اُنتیس ۲۹ درجے پندرہ دقیقے سے تیس درجے پینتالیس ۴۵ دقیقے تک اور طول شرقی
چوہتر ۷۴ درجے پینتالیس ۴۵ دقیقے سے چہتر درجے پینتالیس ۴۵ دقیقے تک ہے اور جسکا رقبہ
بحساب مکسّر پانچ ہزار چار سو بانوے میل اور آبادی قریب سولہ لاکھہ آدمی کے
ہے - اس ریاست کا بڑا حصّہ گو ایک صاف اور مسطح میدان ہے لیکن تہوڑا
سا پہاڑی ملک بہی اسکے ماتحت ہی جسکا طول قریب پچاس ۵۰ میل اور عرض قریب
پندرہ میل کے ہے - ایک حصّہ اسکے ملک کا تینجا واٹی علاقہ ریاست جیپور الور
اور لوہارو سے ملحق الحدود ہی جو بعد غدر ۱۸۵۷ء نواب جہجر کے مضبطہ علاقے
مین سے سرکار انگریزی سے اسکو خیر خواہی کے عوض مین ملا ہے اور ریاست کا بہی

تقریباً ایکسو اسی میل کے فاصلہ پر ہے۔ تقریباً تمام ملک اچھا آباد اور زرخیز ہے اور
ہر قسم کی پیداوار ہوتی ہے اور ترقی کی بہت گنجایش ہی۔ بالفعل اسکی آمدنی
مع جاگیر و خالصہ قریب پینتالیس لاکھہ اسی ہزار روپیہ کے ہے جسمین سے قریب ایک لاکھہ
چوراسی ہزار کے وقف اور معافی اور قریب دو لاکھہ کے ایسی جاگیرین ہین جنسے فی
روپیہ دو آنہ سرکار جنگی خدمت کے عوض مین لیتی ہے اور اُنکی تبلیغ و راثت کیواسطے
یہہ قاعدہ مقرر ہے کہ ۱۸۰۹ء مین اگر جاگیردار کا مورث اپنی جاگیر پر بطور مستقل قابض
تہا اور اُسکی اولاد ذکور مین سے کوئی باقی نہین رہا تو سرکار جاگیر کو خالصہ کرلیتی ہے
اور اگر قابض مستقل نتھا تو جاگیر اُسکے وارثون مین سے قریب تر وارث کو دیتی ہے
مثلاً زید اور بکر جو خالد کے بیٹے ہین خالد کی وفات کے بعد ۱۸۰۹ء مین علٰحدہ علٰحدہ
اپنے اپنے حصہ جاگیر پر قابض تہے یا قابض ہونیکے مستحق ہو چکے تہے تو اس قاعدہ
کی روسے قابض مستقل سمجھے جائینگے اور اُمین سے کسی ایک کی نسل کے منقطع
ہوجانے پر سرکار جاگیر کو ضبط کرلیگی اور اگر ۱۸۰۹ء تک خالد خود قابض جاگیر تہا اور زید
اور بکر اُسکی وفات کے بعد ۱۸۱۰ء مین یا بعد اُسکے کسی وقت قابض ہوئے ہون
یا قابض ہونیکے مستحق ہو چکے ہون تو اُنمین سے کسی ایک کے سلسلہ نسب کے منتہی
ہوجانے پر اُسکے دوسرے بہائی کی اولاد کو شخص لاولد کے حصہ پر قابض کرتی ہے

ہے یہہ قاعدہ سرکار انگریزی کا اُسوقت کا اختراع ہے جبکہ جاگیرداران مذکور اُسکے
ماتحت تھے اور ریاست نے بھی اسکو قایم رکہا ہے باقی خالصہ ہے جسمین سے بعد
وضع اُن رقومات کے جو سرکار مالکان زمین کو بنام نہاو نانکارا و انعام وغیرہ کے
دیتی ہے بالفعل اٹہتیس ۳۸ لاکہہ روپیہ خزانہ مین داخل ہوتا ہے۔ اِسکا دار الحکومت
پٹیالہ تیس ۳۰ درجے چہہ ۶ دقیقے عرض شمالی اور چہتر ۷۶ درجے پچیس ۲۵ دقیقے طول شرقی پر
آباد ہے اور ستر ہزار سے کچہہ زیادہ لوگ اسمین رہتے ہین۔ اِسکی قلمرو مین دو
پُرانی عمارتین ایسی ہین جنکا ذکر کیا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ایک بہٹنڈہ کا
مشہور قلعہ جسکو اکثر مورخون نے راجہ جیپال والی لاہور کی دار السلطنت ہونے سے
بیان کیا ہے اور لکہا ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے جب راجہ جیپال کو پشاور
کے مقام پر ۲۷ نجم اگست ۱۰۰۱ء کو شکست دیکر گرفتار کر لیا تہا دریاے ستلج سے اس پار اُتر کر
اس شہر کو بہی لوٹا تہا جو بقول کرنل ٹاڈ صاحب مولف تاریخ راجپوتانہ کے اُسوقت بہت
آباد اور نامی مقام تہا۔ یہہ قلعہ بشکل مربع چودہ ۱۴ ایکڑ کے قریب عرض و طول مین
چونہ اور اینٹ سے بنا ہوا ہے اور سینہ پناہ کی دیوار کے نیچے سے لیکر اُوپر تک
برابر مٹی سے بہر دیا ہے گویا مٹی کا پہاڑ ہے جو چارون طرف پختہ برجون اور
فصیلون سے گہیر لیا گیا ہے اور اسقدر بلند ہے کہ پندرہ ۱۵ میل کے فاصلہ سے بخوبی

نظر آتا ہے - اِس جگہہ کنوئین اکثر قریب ایکسو پچیس فٹ کے گہرے ہین جنکا
پانی دوری کے سبب سے تارے کیطرح نظر آتا ہے اور نہایت محنت کے ساتھ
بیلون کے زور اور چرس کے ذریعہ سے نکالا جاتا ہے اور کوئی دریا یا جھیل بھی
یہان نہین ہے ایسی حالت مین اتنی بڑی عمارت کا بنایا جانا عجیب معلوم ہوتا ہے
مگر یہہ تعجب اِس روایت کے سُننے کے بعد موقوف ہو جاتا ہے جو یہان کے
لوگون مین مشہور ہے کہ اگلے وقتون مین دریاے ستلج اِس شہر کے قریب بہتا
تہا اور قیاس چاہتا ہے کہ بالضرور یہہ عظیم الشان عمارت اُسی کے پانی سے
بنی ہو گی - اِس روایت کی تائید ڈاکٹر اولڈہم[1] صاحب کے بیان سے بھی ہوتی
ہے جو اُنہون نے اپنے رسالہ موسومہ (صحراے ہندوستان کے غایب شدہ
دریا کا بیان) مین لکہا ہے کہ دریاے مذکور کی شاخ نیول اسکے نیچے بہتی
تہی اور وہ غایب شدہ دریا بھی مشہور و معروف دریاے ستلج تہا جو تیرہوین
صدی مسیحی کے اوایل مین اپنا پرانا راستہ چہوڑ کر دوسری جگہہ بہنے لگا اور اِس سبب
سے وہ تمام ملک جسمین سے اسکی مختلف شاخین گذرتی اور ملک کو سیراب کرتی تہین
خراب اور برباد ہو گیا جب توپ نتہی اور لوگ تیر تلوار سے لڑتے تہے یہہ قلعہ نہایت

[1] ڈاکٹر اولڈہم صاحب کا یہہ رسالہ جولائی ۱۸۷۴ء کے کلکتہ ریویو مین چہپا ہے - ۱۲ مولف

کارآمد تہا اور اسکا فتح کرنا بہت مشکل تہا۔ لیکن اس ترقی یافتہ زمانہ مین جسمین قلعہ گیری کے فن مین یورپ کے لوگون نے نہایت درجہ کی ہنرمندی ظاہر کی ہے اور انواع و اقسام کی توپین ایجاد ہوئی ہین سوائے نمائش کے اور اس بات کے کہ پچہلے لوگون کے فن تعمیر کی لیاقت کو ظاہر کرتا ہے اور کسی گون کا نہین ہے۔

دوسرا وہ باغ جو دامن کوہ مین پنجور کے مقام نواب فدائی خان نے جو اورنگ زیب کے دربار کے بہت بڑے امیرونمین سے تہا اور یہہ ملک اُسکی جاگیر مین تہا بادشاہ مذکور کے جلوس کے چوتہے برس ۱۰۸۱ہجری مین زمین کاٹ کر پست و بلند پانچ درجہ کا بنایا تہا جسکی نسبت صاحب خلاصۃ التواریخ یہہ لکہتا ہے کے بہار کے موسم مین جب مین اسکی سیر کو گیا تہا اُس روز گلاب کے پہول چالیس من عالمگیری وزن [ف] سے اُترے تہے اور روز بروز افزایش تہی ہرچند اس باغ کی وہ حالت جو اُسوقت ہوگی اب نہین رہی مگر تو بہی یہہ ایسا عمدہ اور پرفضا مقام ہے کہ ہندوستان مین اپنا آپ ہی نظیر ہے۔ اور اگرچہ لاہور کا شالامار بہی بہت اچہا ہے اور اسکی وضع قطع بہی اُسکے قریب قریب ہے لیکن جو فضا

[ف] انگریزی من مین سے اگر پانچوان حصہ کم کر دیا جاے تو عالمگیری من کے برابر ہو جاتا ہے ۱۲ منہ

اِسکی ہے اور جو نہرون اور فوارون کے پانی کی لطافت اور صفائی اسمین ہے وہ شالامار مین نہین - اُسمین راوی کی نہر پڑتی ہے جسکا پانی ذرا گدلا ہے اور اس سبب سے اُسکا لُطف کم ہوگیا ہے اور اِسمین قدرتی پہاڑی چشمون کا پانی آتا ہے جو نہایت صاف اور عمدہ ہے اور پہاڑون کے خوشنما منظر اور موقع کی خوبی نے بھی اِسکا حُسن دو بالا کردیا ہے - قریب ایکسو بیس برس سے سلطنت مغلیہ کے خاتمہ کے قریب یہہ ریاست قایم ہوئی ہے اور اِسکا تمام مُلک یا تو وہ ہے جو والیان ریاست نے اپنے اپنے وقت مین بزور شمشیر پیدا کیا ہے - یا وہ ہے جو سرکار انگریزی نے وقتاً فوقتاً جنگی خدمات کے عوض مین اِسکو دیا ہے مثلاً پرگنہ نارنول - کانوڈ - کہنانون - بہدوڑ اور اَوڈ متفرق دیہات اور تمام پہاڑی علاقہ سرکار انگریزی کا بخشیدہ ہے - اِسکی حدود جو بالفعل نقشے مین دکہائی دیتی ہین مہاراج امرسنگہہ بہادر کے عہد مین یہہ نہ تہین بلکہ وہ بہت وسیع تہین جسکے نشان اب تک بہی قایم ہین - مثلاً قصبہ توشام متعلقہ تحصیل ہانسی ضلع حصار عملداری سرکار انگریزی مین دیوان نانون مل کی بنائی ہوئی گڑہی جو ریاست کا ایک مشہور سردار تہا اور موضع گوڑہا ضلع سرسہ مین لالہ دیوی سہا کی حویلی جو ریاست کی طرف سے اُس مُلک کا حاکم تہا موجود ہے شاہ شمیم کا حجرہ

متصل پاک پتن جہان خواجہ فریدالدین شکر گنج کا مزار ہے اُسوقت اسکی قلمرو
مین تہا۔ فتح آباد۔ رتیہ۔ جمال پور وغیرہ جو بالفعل ضلع حصار مین شامل ہین
اُسوقت اسکے ماتحت تہے۔ مگر انقلاب زمانہ سے یہہ ملک وقتاً فوقتاً اسکے تہہ
سے جاتا رہا اور اب سرکار انگریزی کے قبضہ مین ہے۔ یہہ ریاست جبسے قایم ہوئی
ہے خودمختاری کی حالت مین رہی ہے اور اسنے کبہی کسیکو خراج نہین دیا اور
اسیواسطے سرکار انگریزی نے بہی جبسے اُسکے ساتہہ اُسکو پولیٹکل تعلق ہوا ہے
اسکو خراج دینیسے معاف رکہا ہے اور سند (عہدنامہ) مین یہہ شرط لکہدی ہے
۔اسکو موت حیات کا اختیار اپنی رعایا پر حاصل ہے اور سرکار انگریزی کی رعایا
پر بہی اسکو ویسا ہی اختیار ہے جبکہ اُنسے کوئی جرم حدود ریاست کے اندر خلاف
قوانین ریاست سرزد ہوا اور وہ حدود ریاست کے اندر پکڑے ہی جائین
لاولدی کی حالت مین خاندان پہول مین سے (پٹیالہ کا خاندان جسکی فرع ہے)
کسیکو متبنےٰ بنا لینے کا بہی اختیار ہے۔ سرکار انگریزی نے اسکو یہہ تحریری وعدہ
دیدیا ہے کہ اُسکی رعایا۔ اُسکے ملازم۔ اُسکے جاگیردار۔ اُسکے ذیلدار وغیرہ کی نالشر
اُسکے خلاف کسی حالت مین بہی سماعت نکریگی اور خانگی اور خاندانی امور مین کبہی مداخلت
نکریگی بردہ فروشی اور ستی کی دردناک رسم کے امتناع اور تاج انگلستان کی اطاعت

اور فرمان برداری اور ضرورت کیوقت جنگی مدد کرنے کی وہ ذمہ وار ہے عام
شاہراہون اور ریل کی سڑک کیواسطے زمین کا سرکار انگریزی کو بلا قیمت دینا
اسکے ذمہ ہے ۱۸۶۰ء کے بعد سے رئیس کا خطاب خطاب سابقہ مین اضافہ ہو کر فرزند
خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر
سری مہاراجہ راجگان مہندر بہادر سرکار انگریزی کی
طرف سے مقرر ہے اور سترہ توپ کی سلامی ہوتی ہے۔ سرکار انگریزی سے
اس ریاست کا پولیٹکل تعلق مارچ ۱۸۰۹ء سے سمجھا جاتا ہے اور جب سے یہ
تعلق قایم ہوا ہے والیان ریاست کی لیاقت اور دانائی سے اُسمین کبھی فرق
نہین آیا اور گورنمنٹ موصوف نے ہمیشہ اُسکی عمدہ خدمات اور علی الاتصال اور بلا
تزلزل دوستی اور خیرخواہی کی قدر و منزلت کی ہے اور بذریعہ مختلف سندون اور
عہدنامونکے اُسکے بہت بڑے اور وسیع اختیارات حکومت کو تسلیم کیا اور بحال رکھا ہے
اور پکے وعدے اُسکی دایمی ترقی اعزاز او احترام اور قیام اختیارات حکومت کے کیے
ہین۔ اس خاندان کا نکاس شہر جیسلمیر سے ہے جو راجپوتانہ مین ایک مشہور
چندربنسی خاندان راجپوت کا دارالحکومت اور ۲۶ درجے ۵۵ دقیقے عرض
شمالی اور ۷۰ درجے ۵۵ دقیقے طول شرقی پر ایک لق و دق ریگستان

مین آباد ہے اور بقول محرر بنساولی[1] یہہ دونون ایک ہی باغ کے پودے اور ایک ہی شاخ کے پہول ہین۔ راول جیسل جسکے نام پر جیسلمیر کا نام رکہا گیا ہے انکا مورث اعلےٰ ہے جیسلمیر والے سالباہن کی اولاد مین ہین جو راول جیسل کا بڑا بیٹا تہا اور یہہ راؤ ہیم کی نسل مین سے ہین جو راول موصوف کا تیسرا فرزند اور ہیم ہیل کے لقب سے ملقب تہا۔

ذکر راؤ ہیم ہیل کے جیسلمیر سے اس ملک مین آنے اور بہٹنیر سرسہ بٹہنڈہ وغیرہ پر مسلط ہونیکا اور اسکا انجام کار

راؤ ہیم ہیل ۵۸۴ھ ۱۱۸۸ع مین راے پتہورا کے زمانہ مین اپنے ملک سے نکلکر بہٹیانہ مین آیا جہان بہاتی راؤ نامی اسکا ایک بزرگ جگومت کر چکا تہا اور بہٹنیر اور سرسہ کی نواح مین سکونت اختیار کر کے اسکے متعلقہ علاقون مین لوٹ مار شروع کی اور رفتہ رفتہ بہٹنیر اور بٹہنڈہ کے قلعہ پر جو بقول محرر بنساولی اسوقت بکرم گڈہ کے نام سے مشہور تہا قابض ہو گیا جب سلطان شہاب الدین غزنی سے آکر ہندوستان پر مسلط ہوا ۵۸۹ھ ۱۱۹۲ع مین راؤ موصوف دہلی مین طلب کیا گیا

[1] بنساولی سنسکرت زبان مین نسب نامہ کو کہتے ہین اور یہہ کتاب جس سے ہمنے ترجمہ کر کے اپنی کتاب مین لکہا ہے اس خاندان کے بہاٹون کی مرتب کی ہوئی ہے جو جیسلمیر کے رہنے والے اور بیاس کے لقب سے ملقب ہین اور اس وجہ سے بہت اعتبار کے لایق ہے۔ ۱۲ مولف

اور اُسکو کہا گیا کہ اپنا مقبوضہ ملک جسپر ناجایز طور سے قبضہ کرلیا ہے چھوڑ دیوے لیکن جب اسنے یہہ دلیل پیش کی کہ اُسکا ایک بزرگ پہلے اس ملک پر قابض ہوچکا ہے اور یہہ بہی ڈرادا سُنایا کہ اگر اُسکا ملک اُسکے پاس نرہیگا تو اپنی روزمرہ کی لوٹ مار اور دہاوون سے تکلیف دیتا رہیگا - پادشاہ نے اُسکی حکومت بٹھنڈہ - سرسہ - اور اُسکے متصلہ ملک اور نیز ملک مابین دریاے شتلج و جمن پر قایم رکہی - راو نے دہلی سے واپس آکر سمت ۱۴۱۷ مین جسجگہہ اب فیروز شاہ کا آباد کیا ہوا شہر حصار آباد ہے ایک قلعہ تعمیر کیا اور اُنیس۱۹ برس ریاست کرکے سمت ۱۴۳۶ مین اسی قلعہ مین اس جہان سے رحلت کرگیا -

راو جوندہر کی مسندنشینی اور بادشاہ دہلی کی فوج سے اُسکی لڑائی وغیرہ حالات

راو جوندہر جو اس قلعہ کے سال تعمیر کے قریب پیدا ہوا تہا اپنے باپ کا جانشین ہوا اور اس تقریب مین راجگان جیسلمیر نرور[51] اور سرمور[54] کی طرف

---

۵۱ یہہ قدیم شہر گوالیار سے چالیس۴۰ میل جنوب مغرب کیطرف کالی سندھ ندی کے داہنے کنارے پہاڑ کے نیچے آباد ہی اور پہاڑ پر قلعہ بنا ہوا ہے اور بالفعل مہاراجہ گوالیار کی عملداری مین ہے ۱۲ مولف

۵۴ یہہ ریاست بالفعل ضلع شملہ سے متعلق ہے اسکا دارالحکومت ناہن تیس درجہ تیس دقیقہ عرض شمالی اور ستتر درجہ چھیالیس دقیقہ طول شرقی پر سمندر سے تین ہزار فٹ اونچا ہے اور جمنا سے بیس میل اُسکے بائین کنارہ کے جانب آباد ہے ۱۲ مولف

سے تعزیت اور تہنیت کی رسمیں ادا ہوئیں۔ راؤ جوندھر کی تخت نشینی کے بعد
پنوار راجپوت حسد کے مارے بادشاہ دہلی کی فوج چڑھا لائے جسنے قلعہ کو آکر
گھیر لیا۔ چونکہ بادشاہی فوج بہت تھی اور انمیں سردست اُسکے مقابلہ کی طاقت
نتھی راؤ نے اپنے وزرا پروہت ہنس راج اور بیاس رام ناتھہ کے مشورہ سے
اُسکے سردار کے پاس بظاہر صلح کے پیغام بھیجے اور در پردہ فوج جمع کرنی شروع
کی اور اس تدبیر سے اُسکو غافل بناکر کاتک سدی تیتمی ۱۲۴۴ بکرمی کو چالیس ہزار
گوہارا ور دس ہزار ملازم فوج کے ساتھہ جو بیاس رام ناتھہ کے زیر حکم تھی دشمن
پر چھاپا مارا جسمیں بقول محرر منشا ولی (جو مبالغہ سے خالی نہیں) چھتیہ ہزار آدمی بادشاہی
فوج کا مع اُنکے سردار کے مارا گیا اور دس ہزار سپاہ مع پروہت ہنس راج کے
اِنکی کام آئی اور دشمن کو شکست ہوئی۔ جب لڑائی سے کام نہ نکلا پنواروں نے
صلح اور آشتی کا ڈھنگ ڈالا اور اگرچہ اُسکے دور اندیش وزیر بیاس رام ناتھہ
نے رد کا مگر راؤ نے اُنکی بات مان لی اور اُنپر بہروسہ کیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ
وہ کچھہ عرصہ کے بعد کسی حیلہ سے اُسکو دہلی لیگئے اور شراب خواری میں مشغول
اور غافل کرکے ملک کا بندوبست اپنے ہاتھہ میں لیلیا اور اسپر بہی بس نکرکے
زہر دیکر اُسکو مارنا چاہا کسیطرح بیاس رام ناتھہ کے بیٹے پرسوتم کو اس منصوبہ کی

خبر ہوگئی اور وہ دوڑا ہوا اسکی ڈیوڑہی پر آیا اور دو پنوار دربانون کو جنہون نے
مزاحمت کی تھی مارکر اندر چلا گیا اور راؤ کو اس دغا کی اطلاع کی - ابتو اسکی بہی
آنکہہ کہلی اور گہوڑے پر سوار ہو کر اپنے خیرخواہ سردار پرسوتم کے ساتہہ نکل جانیکا
قصد کیا - جونہین باغ کے دروازہ پر پہنچے جسمین ہتے تہے ایک پنوار سپاہی نے
تلوار چلاکر روکنا چاہا مگر راؤ کا ہاتہہ اُسپر پہلے پڑگیا اور وہ مارا گیا اور یہہ چلتے بنے اور
کچہہ دور جاکر جب رات ہوگئی گہوڑے چہوڑ دیئے اور برہم اچاری فقیرون کا
بہیس بناکر وہان سے آگے بڑہے اور جسطرح بنا موضع مان شہر مین جہان اُنکا
پروہت رتن چند پسر ہنس راج رہتا تہا پہنچے - رتن چند نے انکو برہمن صورت
بناکر اپنے گہر مین رکہا اور جب پنوارون نے جو تلاش کرتے ہوے پیچہے پیچہے
آے تہے راؤ کو پروہت سے طلب کیا اُسنے اُسکے اپنے پاس ہونیسے انکار
کیا اور یہہ ثابت کرنیکے لئے کہ وہ اُسکی طلب مین بیجا اصرار کرتے اور ناحق تکلیف
دیتے ہین دس برہمنون نے اپنا خون کرلیا[ف] پنوار برہمنون کے سراپ بد دینے

[ف] یہہ وحشیانہ رسم ہندوستان مین بہت عرصہ سے چلی آتی ہے اور قریب ستر برس کے ہوے کہ اس ریاست مین بہی برہمن لوگ اسکے مرتکب ہوتے تہے لیکن سمت ۱۹۱۱ مین مہاراج نریندر سنگہہ بہادر نے اقدام خودکشی کو بذریعہ قانون جرم قابل سزا قرار دیا تب سے یہہ رسم موقوف ہوگئی ہے اور اب کوئی برہمن اسطرح نہین مرتا - ۱۲ مولف

کے خوف سے ڈر گئے اور یہہ یقین کرکے کہ راؤ جوندہر انکے پاس نہین ہے
واپس چلے گئے اور موقع پاکر یہہ بہر اپنے ملک پر قابض ہوگیا اور فتح پال
پاٹن کے راجہ کی بیٹی سے شادی جس سمیت چودہ رانیان اسکے ہوگئین
جنسے چودہ بیٹے پیدا ہوئے جنمین سے بقول محر ربنساولی اسکا تیسرا بیٹا
بٹے راؤ تمام شاخون سدہو اور بیراڑ قوم جاٹ کا مورث اعلی ہے جو رفتہ رفتہ
وفور اولاد کے باعث سے بہت سے نامون سے مشہور ہوگئی ہین جنکو
ملک کی زبان مین گوت کہتے ہین۔ چنانچہ خاندان پہول (پٹیالہ کا خاندان جسکی
فرع ہے) ایک شاخ خاندان مہراج کی ہے جو خاندان بیراڑ کا ایک شعبہ ہے
اور بیراڑ خاندان سدہو پر پوتے بٹے راؤ کی اولاد ہے۔ اگرچہ ان روایات
کی نسبت جو ہمنے کتاب بنساولی سے نقل کی ہین مسٹر گرفن صاحب کا بیان
ہمسے کسیقدر مختلف ہے مگر ہم تاوقتیکہ کوئی معتبر سند انکے بیان کے لئے نپائین
محرر بنساولی کے قول کو نامعتبر نہین ٹہرا سکتے۔

اس خاندان کے قوم راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہونیکا سبب اور ریاست کا زوال اور اسکا طرز معاشرت اور سردار پہول کی نشو و نما جس سے پٹیالہ کا نامور خاندان منسوب ہے

راؤ بٹلے راؤ کے بیٹے انند راؤ تک اس خاندان کا راجپوت خاندان سے علیحدہ
سے برادرانہ برتوارہ قایم رہا مگر انند راؤ کے بیٹے کہوٹ نے جب ایک جاٹ
قوم کی عورت سے تعشق کے باعث شادی کرلی رسم ملک کے موافق اسکی
اولاد کی تمام شاخین قوم راجپوت سے قوم جاٹ مین منتقل ہوگئین اور شادی
بیاہ کا تعلق راجپوتون سے نرہا اور زمانہ کے انقلاب سے وہ ریاست بہی
نرہی جو اس سے پہلے انکو حاصل تہی - تعجب نہین یہہ امر بہی ایک سبب
زوال ریاست کا ہوا ہو کیونکہ اکثر ایسے باعثون سے وہ اتفاق باہمی جاتا رہتا
ہے جو اکثر حالتون مین ریاست اور حکومت کے قیام کیواسطے ایک عمدہ سبب
ہوتا ہے - کہوٹ کا بیٹا سدہو کثرت اولاد کے باعث سے مشہور ہے اور جاٹونکے
بہت سے گوت اسکی نسل سے ہین اور اسکے بڑے بیٹے بہرا کی اولاد مین بیراڑ
کثیر الاولاد ہوا ہے جو مہاراج کا چہٹی پشت مین دادا تہا - اسکی اولاد مین کپورا اور جودہ
کوٹ کپورہ والہ - ڈلا تلونڈی والہ اور جودہ کوٹ سمیر والہ سلطنت مغلیہ کے ضعف کے
زمانہ مین اپنے ہمقومون مین کچہہ کچہہ طاقتور ہوئے ہین - جسوقت مہاراج پیدا
ہوا تہا معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت قوم سدہو اور بیراڑ کو بسبب کثرت اور وفور انکی
قوم کے لوگون کے بہت زور حاصل ہوگیا تہا اور یہہ لوگ بہٹنڈہ - فیروزپور - اور

فرید کوٹ کے اُس جانب مین رہتے تھے جو ذرا زیادہ ریگستان کی طرف ہی اور
چونکہ اُس زمانہ مین وہ ملک ویرانی اور بے آبی کے باعث سے غیر قومون
یا بادشاہی فوج کے حملون سے محفوظ تہا اسلئے اس قوم کے لوگ جنگلی ریاست
اور حکومت انندراوٗنکے زمانہ کے بعد سے جاتی رہی تہی اُس محفوظ اور غیر آباد
جنگل مین غارتگری سے اپنی اوقات بسر کرتے تہے اور زراعت اور آبادی کیطرف
مایل نتھے اور جیساکہ ایسی حالتون مین دستور ہے خانہ بدوشی اس قوم کا طریق
ہوگیا تہا اور کسی مسکن او رمقام کے زیادہ پابند نتھے چنانچہ پایا جاتا ہے کہ مہراج کے
زمانہ تک وہی خانہ بدوشی اور غارتگری سے اوقات بسر کرنیکا طریق اس قوم مین
قایم تہا۔ مگر مہراج نے بیدوٗوالی کو اپنا مسکن قرار دیا جو بہٹنڈہ کے متصل ایک
گانون ہے اور اپنی قوم مین ایک طرح کی سرداری کے ساتہ بسر کی۔ اُسکا بیٹا
اور پوتا سُتّو اور پکّہو بہی اسیجگہہ رہے لیکن پکّہو کے بیٹے موہن نے بیدووالی
سے نکلکر بہولر قوم کے جاٹون سے اُس زمین کو جہان اب موضع مہراج آباد ہے
لڑکر چہین لیا اور اس گانون کو اپنے دادا کے نام پر تقریباً عہد شاہجہان بادشاہ
مین (جو ۱۶۲۸ء سے ۱۶۵۸ء تک ہندوستان کا فرمان روا تہا) آباد کیا جسکی زمین
بہ نسبت اُنکے سابق مسکن کے زیادہ زرخیز تہی اور ایک شخص پر آنا نام کے ساتہ

جو مہراج کی آبادی مین جساج تہا اور موہن سے مقتدا گرو ہرگوبند صاحب[ط]
اور اُنکے مریدون کو تکلیف دیتا تہا ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین پرانا موہن
کے بیٹے کالا کے ہاتہہ سے مارا گیا اور انکی فتح ہوئی پہر بادشاہی فوج سے لڑائی
ہوئی جو گرو ہرگوبند صاحب کے تعاقب مین آئی تہی اور بسبب ملک کی ویرانی
کے جو کوسون آبادی کا نام نتہا پانی اور رسد کے بہم نہ پہنچنے کے باعث سے
ناکامیاب واپس چلی گئی اور اس سبب سے موہن اور اُسکی قوم کی طاقت
کو اور بہی تقویت ہوگئی لیکن موہن ایک سخت قومی لڑائی مین مع
اپنے شجاع بیٹون رُوپ چند اور پُھل چند کے مارا گیا جو اپنے بہائی
کوٹ کپورہ والون کی حمایت مین بہٹی راجپوتون سے جو بہٹنیر[ع] کے مالک

ط یہہ جناب سکہون کے چہٹے گرو تہے جو اپنے باپ گرو ارجن صاحب کے بعد سجادہ نشین ہوے اور اکتیس برس دو مہینے کے بعد چیت سُدی ۵ سمبت ۱۶۹۵ ب ۱۶۴۴ ع کو دنیا سے رحلت کر گئے ان سے پہلے گرو ارجن صاحب گرو رامداس صاحب گرو امرداس صاحب گرو انگد صاحب گرو بابا نانک صاحب بہ ترتیب نام گدے سے ہین ۔۔ ۱۲ مولف

ع یہہ شہر بہٹنڈہ سے چہتر میل کے فاصلہ پر گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے یہان بہی ایسا ہی قلعہ بنا ہوا ہے جیسا بہٹنڈہ مین ہے اور بالفعل یہان عملداری مہاراجہ بیکانیر کی ہے۔ آٹہوین صدی عیسوی کے وسط مین یہہ قلعہ چوہان راجپوتون کے قبضہ مین تہا اور گیارہوین صدی مین

اور حاکم تھے اُسکو پیش آئی تھی اور اسی سبب سے اس خاندان کا عروج جو شروع
ہوا تھا تھوڑی دیر رک گیا تا انکہ روپ چند خلف موہن کے نامور فرزند سردار
پھول جو تقریباً ۱۶۷۶ب / ۱۶۱۹ع مین علی اختلاف الاقوال بیدو والی یا مہراج مین
پیدا ہوئے تھے اور اپنے باپ کی وفات کیوقت بارہ برس کے تھے جوان ہوئے
اور جب کوٹ کپورہ والون نے بھٹیون سے دوبارہ ایک سخت لڑائی لڑنیکا
ارادہ کیا دیا چند عرف کالا خلف موہن اور سردار پھول جنکو جد و پدر کے انتقام
کے خیال نے بیچین کر رکھا تھا اپنے لوگون کو جمع کر کے اُنکے شریک ہوئے اور بھٹنڈہ
کے قریب موضع بھیکر سر کے مقام بھٹیون سے لڑائی ہوئی جسمین کالا اور سردار پھول
نے سخت حملے کر کے راجپوتون کے سردار حیات خان کے کئی رشتہ دارون کو اپنے
ہاتھ سے مارا اور حیات خان کو شکست دیکر بھٹنیر تک اُنکا تعاقب کیا اور سردار

چوہان راجہ اجمیر کا خراج گذار ہونا اسکا تاریخ سے ثابت ہے اُس زمانہ مین دریائے ستودرا
اسکی فصیل کے نیچے بہتا تھا جو ڈاکٹر اولڈہم صاحب کی تحقیقات کے موافق دریائے ستلج
کی ایک دوسری شاخ تھی اب اُسکی جگہہ دریائے گھگرا اسکے نیچے بہتا ہے جو پہاڑون کے
نزدیک ایک بڑا دریا ہے اور یہان آکر ایک چھوٹا سا نالہ بنگیا ہے جو برسات مین کچہہ طغیانی پر
آجاتا ہے اور باقی اور تمام موسمون مین خشک پڑا رہتا ہے - ۱۲ - مولف

پھول نے کچھ عرصہ کے بعد ایک گانو پھول[1] نامی اپنے نام پر آباد کیا۔ اِس گانوں کو آباد ہوئے تہوڑا ہی عرصہ ہوا تہا کہ عیسیٰ خان راجپوت نے جسنے سلطنت کے ضعف اور سستی اور اپنے بہنوئی نواب حسین خان کی تقویت سے جو قصور کا رہنے والا پٹھان تہا تاخت تاراج کے ذریعہ سے ایک صورت ریاست اور سرداری کی بہم پہنچائی تہی اور این روئے دریائے ستلج متصل فیروزپور ایک موضع بنام کوٹ عیسیٰ خان آباد کرکے رئیس بن بیٹھا تہا بغیر کسی حیلہ او بہانہ کے اُنپر حملہ کیا سردار پھول جو اسوقت پوری طاقت اُسکے مقابلہ کی نرکھتے تہے وہان سے ٹل کر اپنے مسکن قدیم بیدووالی کو چلے گئے اور عیسیٰ خان نے موضع پھول کو لوٹ لیا اور ایک شخص مولا سنگہہ نامی قوم جاٹ کو وہانکا زمیندار بناکر واپس چلا گیا اور یہہ صدمہ اُٹھاکر چند روز بیدووالی مین بیٹھے ہوے انتقام کی تدبیرین کرتے رہے اور آخر اپنی قوم کے لگون کی مدد سے مولا سنگہہ کو خارج کرکے بدستور موضع پھول پر قابض ہوگئے اور عیسیٰ خان کے علاقہ پر چڑہائی کی اور اُسکے باپ دولت خان سے ایک سخت لڑائی لڑکر فتح پائی جسمین بہت سامان و اسباب ہاتہہ آیا۔ اب ایک اور لڑائی بہٹنیر والون سے پیش آئی

[1] یہہ گانون سیتا نابہہ کے قبضہ مین ہے اور بالفعل ریاست مذکور کے ضلع جنگل کی نظامت کا دفتر یہان رہتا ہے۔ ۱۲۔ مولف

جسمین حیات خان حاکم بھٹنیر کے بھتیجے محبّت خان اور محبوب خان مارے گئے اور کھیت انکے ہاتھہ رہا۔ اس لڑائی کا باعث یہہ ہوا تھا کہ بھٹیہ والون نے ڈلّا بیراڑ ساکن تلونڈی کی روزمرّہ کی لوٹ مار اور تکلیف دہی سے تنگ آکے یہہ ارادہ کیا تہا کہ ڈلا پر چڑہائی کرین۔ چونکہ ڈلا انکا ہمقوم تہا اُسنے اسنے مدد چاہی اور یہہ اس خیال سے کہ بیراڑون کی ہارجیت درحقیقت انکی ہارجیت ہے اُسکے شریک ہوگئے اور بھٹیون کے حملہ کا انتظار نکرکے خود اُنکے ملک پر چڑہ گئے جسمین فتح کامل انکو نصیب ہوئی اسوقت مین کہ بسبب متواتر فتوحات کے سردار پہول کی طاقت اور جرات بہت بڑہ گئی تہی اور ایسا زمانہ تہا کہ سلطنت کو کمزور دیکھکر جابجا لوگ سرکش اور آزاد ہوتے جاتے تہے۔ حاکم بادشاہی متعینہ جگرانون نے ادائے زرخراج کیواسطے اُنپر تقاضا کیا اور جب اُنہون نے بسبب اپنی طاقت کے اسکی کچہہ پروا نہ کی حاکم مذکور موضع پہول پر یکایک چڑہ آیا اور بہت سے مویشی اور گانون کے لوگون کو گرفتار کرکے لیگیا یہہ اسوقت کہین باہر گئے ہوئے تہے جب گانون مین آئے اور یہہ حال سنا تو نہایت سرعت اور چستی سے اُسکا تعاقب کیا اور باہم لڑائی ہوکر حاکم مذکور کو شکست ہوئی اور وہ پکڑا گیا اور یہہ اُسکو پہول مین لے آئے مگر دور اندیشی کرکے

اُسکو نہایت عزت سے رکہا اور کسی طرح کی تکلیف نہونے دی۔

سردار پہول کی وفات کا عجیب سبب

انکی وفات کی نسبت ایک عجیب روایت کی گئی ہے کہتے ہین کہ انہون نے بابا سمیر پوری جوگی سے حبس دم کا عمل سیکہا تہا جس سے جوگیون کے عقیدہ کے موافق تمام جسم کی روح دماغ کے کسی مقام مین جمع ہوکر آدمی مثل مردہ کے ہوجاتا ہے اور جب چاہتا ہے پہر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے اور جوگیونمین تزکیہ نفس کا یہہ ایک عمدہ طریقہ گنا جاتا ہے اور اس راز سے سوائے انکی ایک زوجہ کے کوئی واقف نتہا تقریباً سمت ۱۷۰۹ مین ستر برس کی عمر مین جو وہ کسی شاہی مطالبہ کے سبب سے سرہند مین بلائے گئے اور حاکم نے انکو قید کردیا اور وہان ایک روز حسب عادت حبس دم کا عمل کیا۔ لوگون نے جو اس امر سے واقف نتھے اُنکو مردہ سمجھکر وہان سے لاکر متصل موضع بہادرپور جو پرگنہ دہنولہ علداری ریاست نابہہ مین واقع ہے مذہب کی رسم کے موافق آگ مین جلادیا۔ غالباً انکو سکتہ کی بیماری ہوئی ہوگی جس سے حس و حرکت باطل ہوکر انسان مردہ سا ہوجاتا ہے کیونکہ ضعیفی اور قید اور مایوسی کے خیالات نے اُنکے دل اور دماغ کو بہت ضعیف کردیا ہوگا جس سے ایسی بیماریان انسان کو لاحق ہوجاتی ہین اور لوگون نے

نادانی سے اسکو نہین سمجہا اور یہہ روایت گہڑلی جو علم طب کے قواعد کے موافق شاید ناممکن الوقوع ہے۔

سردار رامچند عرف راما کی ولادت اور رفتہ رفتہ اُنکے اقتدار اور ثروت مین ترقی

اگرچہ سردار پہول کے دو بیبیون سے چہہ بیٹے تہے لیکن ہم صرف سردار رامچند عرف راما کا حال لکہتے ہین جو نامور خاندان پٹیالہ کے مورث ہین یہہ تقریباً سمت ۱۶۹۶ مین پیدا ہوئے تہے اور اگرچہ ابتدا ہی سے صاحب ہمت وجرات اور اپنے بڑے بہائی تلوک چند عرف تلوکا کے گویا داہنا ہاتہہ تہے۔ لیکن جسقدر ثروت تلوک چند کو حاصل تہی شروع مین انکو نتہی مگر جب ایک روز لٹیرون کا ایک گروہ جو کسی جگہہ سے بہت سا مال اور گہوڑے اور بیل لوٹ کر لایا تہا اتفاقاً موضع پہول سے قریب ہوکر نکلا انہون نے جرات کرکے تہوڑے سے آدمیون کے ساتہہ اُس سے وہ سب مال چہین لیا اور اس سے انکی جرات وہمت کو ایک طرح کی اشتعالک ہوگئی اور انہون نے اپنے بزرگون کی قدیمی شکارگاہ یعنی بہٹیون کے ملک پر دہاوے کرنے شروع کردیئے اور حسن خان رئیس بہٹنیر کے ساتہہ ایک بڑی لڑائی ہوئی جسمین اُسکو شکست ہوئی اور وہ بہٹنیر کی طرف بہاگ گیا اور

بہت سے گہوڑے اور اسباب اُسکا اُنکے ہاتہہ آیا۔ اب اُنہون نے عیسی خان
سے لڑنیکا ارادہ کیا جو اِن کے باپ کا دشمن تہا اور دونون جانب سے تیاری
ہوکر جنگ عظیم واقع ہوئی۔ اسمین بہی خوش قسمتی سے اُنہین کی جیت رہی اور
بہت سا مال و اسباب ملگیا۔ اس زمانہ مین سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہو گیا
تہا اور اُسکو ریاست جمن کے اُسطرف کے مُلک پر حکومت قایم رکہنی دشوار تھی
۔ پس اُنہون نے اپنی ثروت اور حکومت کو وسعت دینے کیواسطے اس موقع کو
غنیمت سمجہا اور یہہ عمدہ تدبیر اختیار کی کہ حاکم سرہند سے اپنے ایک رشتہ دار
چین سنگہہ نامی کے ذریعہ سے جو اُسکے دربار مین ذی رسوخ ہوگیا تہا قرب و جوار
کے مُلک کی مالگذاری اپنے ذمہ لیلی اور اسکو بہی اپنے ساتہہ رکہا لیکن یہہ شخص
اپنے اُس رسوخ کے گہمنڈ سے اپنے حصہ پر قناعت نکر کے زیادہ ستانی کرتا تہا
اور بالآخر حاکم مذکور کے پاس لگاو بجہاو کر کے اُنکے معاملات مین خلل انداز ہونے
لگا اسواسطے اُنہون نے اپنے بڑے بہائی چودہری تلوک چند کی صلاح
سے اسکو مار ڈالا اور سلطنت کے ضعف کے سبب سے کسی نے اُسکی بات
بہی نہ پوچہی لیکن یہہ قتل بے انتقام کے نرہا اور تقریباً ۱۷۱۴ء مین جبکہ
اُنکی عمر چہتہر برس کی تہی مقتول کے بیٹون نے قابو پاکر کو قتل کیا

کے مقام اِنکے خون سے اپنے باپ کے انتقام کی پیاس بجھائی۔

مہاراج آلا سنگہہ صاحب بہادر کا دشمنون سے اپنے والد ماجد کے خون کا انتقام لینا اور اُنکی ترقی اقبال

سردار راما کے چھہ بیٹون مین سے مہاراج[۵] آلا سنگہہ بہادر جو تقریبًا ۱۷۵۲ب / ۱۶۹۵ع مین موضع پھول مین پیدا ہوئے تھے اور اِس نامور ریاست کے بانی ہین اسوقت تیئس ۲۳ برس کے تھے اور بمقتضاے غیرت اپنے والد کے انتقام کا اُنکو بہت خیال تھا چنانچہ اِس سے دو برس کے بعد جب خبر ملی کہ چین سنگہہ کے تینون بیٹے اگر سین۔ کمالا۔ اور بھیرو موضع گمٹی مین بہ جمعیت قلیل موجود ہین مہاراج باتفاق اپنے بھائی بتہا کے چنے ہوے سپاہی ہمراہ لیکر اُنپر چڑھ گئے اور باہم مقابلہ ہوکر کمالا اور بھیرو مارے گئے اور اگر سین اپنے چند ہمراہیون سمیت بھاگ گیا مہاراج کی پیشانی پر بھی نیزہ کا ایک ہلکا سا زخم آیا اور انہون نے جاکر انکے مسکن موضع تیسے کو لوٹ کر برباد کردیا۔ اب موضع سنگھیڑہ کے زمیندارون نے اپنے حاکم رائے کلہا رئیس کوٹ وجگرانون کے ظلم سے ناراض ہوکر مہاراج کا تھانہ اپنے گانون مین بٹھالیا اور اِس سبب سے کئی مرتبہ اُس سے لڑائی ہوئی

[۵] یہہ لفظ ہمنے صرف تعظیماً اختیار کیا ہے۔ ۱۲۔ مولف

اور مہاراج نے موضع مذکور کے مقدم تبیر بہان کی تحریک سے [illegible]
مین اسکے قریب برنالہ کو آباد کیا (جواب سرکاری کاغذون مین اناحدگڈہ
لکہا جاتا ہے اور جبتک سرہند وغیرہ قبضہ مین نہین آیا تہا اور پٹیالہ آباد نہوا
تہا یہی اس ریاست کا دارالحکومت تہا) اور بہدوڑ[5] کا دہنا ترک کر کے
اسی جگہہ آ رہے۔

کنور ہردول سنگہہ صاحب بہادر کا حملہ موضع نیمہ پر اور راجپوت سردارون سے لڑائی اور انکی شکست

سنگہیڑہ کا تصرف رئیس کوٹ کے ساتہہ خصومت کا باعث ہو ہی چکا تہا اب برنالہ
کی آبادی سے سوندہے خان کے ساتہہ جو رئیس کوٹ کا رشتہ دار اور چند
دیہات متصلہ کا مقتدر زمیندار تہا عداوت کی بنیاد پڑی اور اگرچہ اسکی زندگی
مین کوئی ایسی لڑائی نہین ہوئی جو ذکر کے قابل ہو لیکن جب وہ مرگیا
اور اسکے بیٹا لک نگاہی خان اور اسکی اولاد مین نزاع برپا ہوکر نگاہی خان
نے مہاراج کی نوکری اختیار کر لی مہاراج کے بڑے صاحبزادے کنور ہردول سنگہہ
صاحب بہادر نے باتفاق اسکے موضع نیمہ پر یورش کی جہان سوندہی خان

[5] یہہ برنالہ سی نیدرہ میل جنوب مغرب کیطرف چہوٹا سا قصبہ ہے جسکو مہاراج کے چہوٹے بہائی دتّا نے جو
جاگیرداران بہدوڑ کا مورث ہے مہاراج کی اعانت سی [illegible] مین آباد کیا تہا۔۱۲۔مولف

رہتا تھا اور اُسکو بعد از جنگ تاخت وتاراج کرکے سوندہے خان
کی اولاد کو وہان سے نکالدیا اور اُسکی زمین موضع برنالہ کے شامل کر لی
اِس سبب سے رائے کلہا رئیس کوٹ اور دلیر خان ہلوارہ والہ اور قطب الدین
خان ملسیہان والہ اور اَور راجپوت ہمقوم سوندہے خان اور جمال خان[۱]

---

[۱] خاندان مالیر کوٹلہ کا مورث اعلی شیخ صدر جہان ایک باخدا بزرگ شخص تہا۔ یہہ شخص جلال آباد کے قریب کا
رہنے والا سروانی قوم کا پٹہان تہا جو ۱۴۶۹ء مین عہد سلطان بہلول لودی مین اپنے وطن سے
اِس ملک مین آیا تہا چونکہ سلطان کو اکثر علما و مشایخ کی صحبت پسند تہی اور وہ انکا بہت ادب اور تعظیم کرتا تہا
اُسنے ہمقوم اور بزرگ سمجھکر اپنی بیٹی کا نکاح شیخصاحب سے کردیا اور چند گانون جاگیر مین مقرر کردئیے جنمین سے
ایک گانون بہومسی نامی کی جگہ اُنہونے قصبہ مالیر کو آباد کیا۔ انکے تین بیٹے تہے جنمین سے شیخ حسن شاہزادی کے پیٹ سے تہا
اور باپ کیطرح وہ بہی درویش مسلک تہا اور اُسکی اولاد بہی درویشانہ ہی بسر کرتی رہی جو اب شیخصاحب کے
مقبرہ کی مجاور ہے۔ مگر دوسرے لڑکون شیخ موسی اور شیخ عیسی کی نسل نوکری پیشہ ہوئی۔ انمین سے ایک شخص
بایزید خان نامی نے مالیر کے متصل قصبہ کوٹلہ کو تقریباً ۱۶۵۶ء مین آباد کیا جسکے نام سے اب یہہ ریاست مشہور ہے
بایزید خان کے پانچ بیٹے تہے جنمین سے فیروز خان کے بیٹے شیر خان نے شیرپور بسایا اور اُسمین نجابت قلعہ بنایا جسکو مہاراج
آلا سنگھ بہادر نے پٹہانون سے چہینکر ریاست پٹیالہ مین شامل کرلیا۔ اسی کا بیٹا جمال خان تہا جسکا متن مین ذکر ہے جمال خان
اور اُسکے بزرگ سلاطین دہلی کے ملازم اور چکلہ سرہند مین معزز عہدون پر ممتاز تہے اور یہہ علاقہ جو بالفعل انکی
اولاد کے قبضہ مین ہے مع اُس تمام علاقہ کے جو کچھہ مہاراج آلا سنگھ اور امر سنگھ صاحب بہادر نے اور کچھہ
مہاراج آلا سنگھ بہادر کے چھوٹے بہائی سردار بخمل اور اُنکے فرزند سردار مان سنگھ مورث اعلی خاندان بہدوڑ نے
مختلف اوقات مین دبالیا انکی جاگیر مین تہا۔ جب سلطنت مین ضعف آیا اور چکلہ دار سرہند کا چندان رعب

رئیس کوٹلہ مالیر انتقام کے واسطے جمع ہوئے اور نواب

داب نرپال سنگھ کے اور رئیسوں کی طرح یہہ بھی رفتہ رفتہ آزاد اور خودسر رئیس بن گئے۔ جمال خان کے پانچ بیٹے
بھیکن خان۔ بہادر خان۔ عمر خان۔ اسد اللہ خان اور عطاء اللہ خان یکے بعد دیگرے موافق رسم خاندان کے
رئیس ہوئے مگر بالفعل صرف بہادر خان اور عطاء اللہ خان کی نسل باقی ہے اور اور تمام شاخین وقتاً
فوقتاً منقطع ہو گئین۔ بہادر خان کی اولاد مین اُنکے پوتے غلام محمد خان صاحب موجود ہین اور اُنکے کئی صاحبزادے
ہین۔ عطاء اللہ خان صاحب کی شاخ مین اُنکے پڑپوتے نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب بہادر اور محمد عنایت علیخان
صاحب ہین۔ سولہوین جولائی ۱۸۷۱ء کو جب نواب سکندر علیخان صاحب مرحوم نے جو جمال خان کے بڑے بیٹے
بھیکن خان کی اولاد مین تھے اور دستور خاندان کے موافق اُسوقت رئیس تھے لاولد قضا کی بابت حق مسند نشینی
غلام محمد خان اور ابراہیم علیخان صاحب مین جھگڑا ہوا یہہ مقدمہ بہت پیچیدہ تھا۔ شرع شریف محمدی کا بھی
لحاظ رکھنا واجب تھا۔ دعویداروں کی حیثیت کا خیال تھا اور رواج خاندان پر توجہ واجب تھی اور ان
امور کے علاوہ جو سند نواب سکندر علیخان صاحب کو ۱۸۶۲ء مین سرکار انگریزی سے ملی تھی جسمین یہہ درج ہے
کہ اگر کوئی وارث صلبی نہو گا تو سرکار انگریزی اُس شخص کو اُنکے علاقہ کا رئیس منظور کریگی جو از روے
شرع محمدی حق وراثت کا رکھتا ہو گا اُسکے معنی قایم کرنے تھے اور چونکہ موافق دستور العمل مجوزہ کرنل ہیکس صاحب
کمشنر و ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کے جو ۱۸۴۳ء مین مرتب ہوا تھا ہر ایک رئیس شاخ خاندان مالیر کوٹلہ یعنی
شاخ بھیکن خان بہادر خان اور عطاء اللہ خان صاحب کو اپنے اپنے علاقہ مین اختیار مالکانہ حاصل تھے اور
شہر مالیر کوٹلہ مین بھی اُنکے اپنے حصوں مین اُنکو اختیارات مذکورہ کے استعمال کا اختیار تھا اور اسکا نتیجہ یہہ تھا کہ ہمیشہ
طرح طرح کے جھگڑے برپا ہوتے رہتے تھے اور غایت درجہ کی بدانتظامی اور فتور رہتا تھا۔ سرکار نے
اُسکی اصلاح کا بھی موقع دیکھا اور اگرچہ از روے رسم خاندان مسند نشینی غلام محمد خان صاحب کا حق تھا مگر خان صاحب کے
بیجا اصراف اور بیماری قرضداری اور بدانتظامی اور نواب محمد ابراہیم علیخان صاحب کی اچھی تربیت و عمر کے لحاظ

سید اسد علیخان[54] بہادر فوجدار دوآبہ جالندھر کو اپنے ساتھ شریک کرکے

سے ان سب وجوہات پر نظر کرکے ۱۸۷۷ء مین نواب ابراہیم علیخان صاحب بہادر کو جنکی عمر اسوقت قریب پندرہ سال کے تھی منصب نوابی پر ممتاز فرمایا اور چالیس ہزار روپیہ کا علاقہ نواب مرحوم کے علاقہ مین سے غلام محمد خانصاحب کو دیدیا اور شہر کوٹلہ مالیر پر کامل اختیار نواب صاحب کو عطا ہوا اور یہ لکھا گیا کہ جو اختیارات ابتک غلام محمد خانصاحب کو حاصل تھے وہ صرف انکی حیات تک حاصل رہینگے اور بعد انکے ان اختیار دیوانی و پولیس رئیس کیطرف منتقل ہوگا اور صرف وصول مال کا اختیار اولاد غلام محمد خانصاحب اور نواب صاحب کے چھوٹے بھائی عنایت علیخانصاحب کو رہیگا۔ شہر کوٹلہ لودیانہ سے ستائیس میل جنوب کی طرف ہے اور ایکسو تین گانون اس علاقہ کے ہین۔ آبادی قریب پچہتر ہزار آدمی کے ہے اور اس کل علاقہ کی آمدنی قریب تین لاکھ روپیہ سال کے اور رقبہ ایکسو پینسٹھ میل مربع ہے اور نو ضرب توپ رئیس کی سلامی سرکار انگریزی سے مقرر ہے ۱۲۔ مولف۔

[55] انکے چچیرے بھائی نواب سید فقیر اللہ خان اور نواب سلطان علیخان بہادر بھی تہارہ اور لودیانہ کے فوجدار تھے۔ انکی اولاد قصبہ جگرانون مین آباد ہے۔ مولوی سید حبیب علیخان بہادر ارسطو جاہ جو ایک مشہور و معروف شخص تھے نواب سید فقیر اللہ خان بہادر کے پرپوتے تھے۔ انہون نے اپنی موروثی جاگیر مین سے قریب تین ہزار روپیہ کی آمدنی کی جاگیر سرکار انگریزی سے دوام کیواسطے حاصل کی اور ستائیس ستمبر ۱۸۹۹ء کو دنیا سے رحلت کر گئے۔ انکے دو بیٹے مولوی سید شریف حسن خان اور مولوی سید شریف حسین خان موجود ہین۔ یہ دونون بھائی بہت لیق اور صاحب علم و فضل ہین نواب سید سلطان علیخان کی اولاد کو اگرچہ اپنے بزرگون کی سی ثروت حاصل نہین مگر دولت علم سے محروم نہین ہین۔ مولوی سید مقرب علیخان عربی کے نہایت عمدہ ادیب ہین انکی انشا کی تعریف صاحب الجوائب مصری اور الرائد تونسی نے اپنے پرچون مین کی اور اڈورڈ ہنری پامر

برناله پر چڑہ آئے اور جنگ عظیم واقع ہوئی جسمین فوجدار شاہی مارا گیا
جو مخالفون کی تقویت کا باعث تہا اور انمین بہاگڑ پڑ گئی اور بہت سی لوٹ
مہاراج کو ملی اور تمام ملک مین انکا رعب بیٹہہ گیا اور انہون نے بہت سے
دیہات مثل ادہیہ وال اور شیرون وغیرہ کے جو غیر آباد پڑے تہے آباد
کئے اور بہت سے گانون فتح کرکے اپنا قبضہ کرلیا اور انکی جرات وجلادت
کی خبر دہلی کے اہل دربار کے کانون تک بہی پہونچگئی اور وہ انکو کچہہ
چیز سمجہنے لگے۔ یہہ ایسا وقت تہا کہ محمد شاہ شہنشاہ دہلی کے دربار
مین بالکل مسخرے بہرے ہوئے تہے اور بادشاہ کا قلمدان اسکی کوکی
بی رحیم النسا کے سپرد تہا اور وہی صاحب دستخط تہی۔ عرایض پر اسی کے
احکام جاری ہوتے تہے۔ نظام الملک آصف جاہ جو منتظم اور دانشمند وزیر
تہا جب کچہہ پیش نہ چلی ناراض ہوکر دکن کو چلا گیا تہا اور بادشاہ سلامت کو سوائے

صاحب پروفیسر عربی کیمبرج کالج نے جو عربی فارسی اور اردو زبان کے خوب ماہر ہین انکی تحریر کو
علمائے مصر و شام پر ترجیح دی۔ یہہ پانچ سال تک عربی اخبار النفع العظیم لاہل ہذا الاقلیم کے جو لاہور
مین چہپتا تہا اڈیٹر رہے ہین۔ انکے بڑے بہائی مولوی سید فرزند علیخان مرحوم فرخ تخلص فارسی
کے زبردست شاعر تہے انکی تصنیفات سے کئی مثنویان اور قصاید اور غزلیات وغیرہ فارسی کا بہت بڑا مجموعہ انکے
خاندان مین موجود ہے اور انکے تیسرے بہائی سید امداد علیخان بہی شاعر ہین۔ ۱۲ مولف۔

بہڑو سے بہگیتیون اور ڈوم ڈہاریون کی باتین اور گانا بجانا سننے کے سلطنت
کے کاروبار کیطرف مطلق توجہ نتھی اور سرہند کے گرد و نواح کے ملک اور نالی[۵۱] کے
علاقہ مین ڈاکے پڑتے اور راستے لُٹتے تہے اور وہ بہت غیرآباد تہا چنانچہ ایک
فرمان سے جو اکیسوین رمضان ۱۱۶۳ھ ہجری کو شہنشاہ موصوف نے مہاراج کے
نام صادر فرمایا تہا اور نواب میر منوخان اور سمیع یارخان کے ہاتہ انکے پاس بہیجا
تہا اور اسمین حکم تہا کہ بہدوڑ کا رہنا چہوڑکر سرہند مین سکونت اختیار کرین اور
ملک کا انتظام کرین اور یہہ بہی درج تہا کہ تمہارا انتظام دیکہکر راجگی کا خطاب تمکو
دیا جائیگا۔ اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

مہاراج کے حملے بہٹی راجپوتون پر

چونکہ بہٹیون سے پرانا عناد چلا آتا تہا اور بادشاہی فرمان کے آجانے
سے اسکی اجازت بہی گویا حاصل ہوگئی تہی مہاراج نے اُنکے ملک پر تصرف کا
ارادہ کیا اور اس غرض سے الہ داد خان بوہا والہ اور عنایت خان رئیس دلاخان
بولاڈہ والے اور باقرخان ہریاؤ والہ پر حملے شروع کئے جو محمد امین خان رئیس
بہٹنیر کے بہائی برادر تہے اور یہہ حملے تقریبا سمت ۱۸۰۹ تک برابر جاری رکہے

[۵۱] مونک اور فتح آباد وغیرہ کا علاقہ جسمین سے دریاے گہگر گذرتا ہے اسکو نالی کا علاقہ کہتے مین ۱۲ مؤلف

اور اگرچہ اس دس سال کے عرصہ مین مختلف مقامات پر لڑائیان ہوتی رہین لیکن کبہی کوئی ایسی لڑائی نہین ہوئی جسکا حال تاریخ مین لکہنے کے قابل ہو

نواب علی محمد خان بہادر کا سرہند کا چکلہ دار مقرر ہو کر آنا اور مہاراج کو نظر بند کر لینا اور انکا قید سے نکلجانا

۱۷۹۸ب / ۱۷۴۱ع موافق ۱۱۵۶ ہجری مین جب نواب علی محمد خان[۱] بہادر اخیر زمانہ محمد شاہ

---

[۱] اس اقبالمند شخص کا حال جیسا سیر المتاخرین وغیرہ نے یون لکہا ہے کہ داؤد خان افغان عالمگیر کے عہد مین جب اپنے ملک سے ہندوستان مین آیا اور نوکری نملنے کی وجہہ سے قزاقی کر کے بسر اوقات کرنے لگا ایکدن اُسنے راہ مین ڈیڑہ برس کا لاوارث لڑکا پڑا پایا چونکہ اُسکے کچہہ اولاد نتہی اُسنے اسکو لیکر پالا اور علی محمد خان نام رکہا اور تہوڑے وقت مین اسکو اپنا وارث کر گیا چند روز بعد یہہ خوش نصیب جوان بہار سنگہہ فوجدار بریلی کا ملازم ہوا اور اسی سبب سے اسکا عروج شروع ہوا اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ نوبت خانہ ڈیوڑہی پر رکہوا نواب کہلانے لگا اور جب کسینے کہا کہ یہہ باتین کرنی بدون حکم شاہی کے زیبا نہین تو کہا بادشاہ کے حکم کی ضرورت ملازمون اور نوکرون کو ہے جو شخص خود شمشیر سے ملک حاصل کرے اُسکو ان حکمونکی احتیاج نہین شدہ شدہ جب یہہ خبرین دربار دہلی مین پہنچین راجہ ہرنند فوجدار مراد آباد کے نام حکم آیا کہ علی محمد خان کو سزا دے لڑائی ہوکر ہرنند مارا گیا اور علی محمد خان کی فتح ہوئی بادشاہ کامت سے گنگا پار کے ملک کی سیر کرنیکا ارادہ تہا اسلئے وہ خود بہت سا لشکر اور توپخانہ ساتہہ لیکر ادہر کو چلا علی محمد خان اول تو بہہ لشکر دیکہکر لڑنیکا ارادہ مصمم کر کے لڑائی کیلئے مستعد ہوا اور کئی مہینے بادشاہی لشکر کو جنگل مین حیران رکہا اور آخر کار نواب قمر الدین خان بہادر وزیر کو عرضی عفو تقصیر کیلئے لکہی اُسپر بادشاہ نے اس شرط پر قصور معاف کیا کہ دہلی تک لشکر کے ساتہ

مین سرہند کا حکلہ دار مقرر ہو کر آیا - اوّل اوّل مہاراج کی اُس سے بہت موافقت رہی چنانچہ جب اُسنے رائے کلّہا رئیس کوٹ وجگرانون پر فوج کشی کی مہاراج اس یورش مین اُسکے مددگار رہے تھے اور اسوجہہ سے نواب اُنسے بہت راضی تہا لیکن جب رائے مذکور اپنے بہائی ملّہن خان کے لڑائی مین مارے جانیکے بعد بہاگ کر ستلج کے اُس پار پاک پٹن کیطرف (جسکا قدیمی نام اجودّہن ہے) چلا گیا اور نواب لوٹ کر سرہند مین آیا اور مہاراج نے یہہ خیال کرکے کہ خودمختار رئیس ہوکر حکلہ دار شاہی کے دربار مین حاضر رہنا اُنکی خودمختاری کیواسطے مُضر ہے رخصت چاہی - بہیکن خان رئیس کوٹلہ اور اور ہمسایہ سرداران نے جو رشک اور خوف کے باعث سے دشمنی رکہتے تہے نواب کو کچہہ کہہ سنکر اُنکی طرف سے بدظن کردیا اور اُسنے اُنکو نظربند کرلیا لیکن جب وہ کسی تقریب سے سنام کو گیا اور مہاراج کو بہی نظربند اپنے ساتہہ لیگیا کرانامی ایک شخص جو اُسی چین سنگہہ کا قرابتی تہا جسکو مہاراج کے والد ماجد راما نے قتل کروایا تہا اور کچہہ دنون سے مہاراج نے اُسکو نوکر رکہہ لیا تہا جانبازی کرکے قلعہ مین پہنچگیا اور اُنکو اپنا لباس پہنا کر اُس مکان سے نکالدیا جہان قید تہے اور خود اُنکی جگہہ ہو بیٹہا اور

قیدیون کی طرح جا رہے یہہ اُسنے قبول کرلیا اور قید سے رہا ہو کر سرہند مین صوبہ دار مقرر ہوا - نواب جسا بہادر والی راجپورہ اُسی کی اولاد مین ہین ۱۲ - مولف

مہاراج برنالہ پہونچکر نواب سے بدلہ لینے کا سامان کرنے لگے مگر اس سبب سے کہ انہین
دنون مین نواب کی بدلی ہوگئی یہہ لڑائی جو اُسکی بدسلوکی کے باعث ہونے
والی تہی ملتوی رہگئی اور مہاراج رلّہ جوگہ وغیرہ دیہات کے مطیع کرنے مین
مصروف ہوگئے جو سردار جودہ رئیس بٹھنڈہ کی تحریک سے باغی ہوگئے
تہے اور پانچ مہینے کے عرصہ مین وہ انسے اطاعت کرانیمین کامیاب ہوئے

موضع ڈہوڈان کی آبادی اور فرید خان راجپوت کا قتل اور اُس علاقہ کا مہاراج کے تصرف مین آنا

چونکہ احمد شاہ ابدالی کے ساتہہ لڑائی مین جو مارچ ۱۷۴۸ء مین ہوئی تہی
سرہند کے قریب مانوپور کے مقام نواب قمرالدین خان بہادر وزیر کے مارے
جانیکے بعد محمد شاہ بادشاہ دہلی ہی مرچکا تہا اور ملک مین بدنظمی اور ابتری پہیل
رہی تہی اور سرہند مین کوئی لایق اور منتظم حاکم نتہا مہاراج نے موقع دیکہکر سرہند
کی طرف قدم بڑہایا اور تقریباً سلمنۂ مین موضع ڈہوڈان کو آباد کرکے وہان ایک
قلعہ بنانا شروع کیا مگر فرید خان راجپوت جو یہان سے دو میل موضع کاکڑہ مین
رہتا تہا اسمین حارج ہوا اُسکو یہہ خیال تہا کہ اگر اُسکے گانون کے قریب
قلعہ تیار ہوا تو اُسکی آزادی کے واسطے سخت مضر ہوگا اور چونکہ وہ خود

لڑائی کی طاقت نرکہتا تہا اس سبب سے سامانہ کے بادشاہی حاکم سے مدد مانگنے کو گیا جب اسکی خبر مہاراج کی فوج کے ایک افسر امر سنگہہ نامی کو ہوئی اُسنے اُسکو رستے مین جا گہیر لیا اور طرفین سے گولی چلنے لگی اور فرید خان مارا گیا اور اُسکا تمام علاقہ جو قریب چوتہائی پرگنہ سامانہ[۵۱] کے تہا مہاراج کے قبضہ مین آگیا اور بہت سے دیہات قرب وجوار پر تسلط ہو گیا۔

قصبہ سنور پر مہاراج کا تصرف اور پٹیالہ کی آبادی

یہہ حال دیکہکر محمد صلاح کہوکہر[۵۲] وغیرہ جو سنور کے پرگنہ مین صاحب سوخ زمیندار تہے از خود حاضر ہو گئے اور سنور پر (جو ایک اچہا قصبہ پٹیالہ سے تین[۳] میل جنوب مشرق کی طرف ہے) مع اُسکے پرگنہ کے چوراسی[۸۴] دیہات کے قبضہ ہو گیا اور مہاراج کا سالا سوا گوربخش سنگہہ کالیکا ایکہزار سوار کے ساتہہ وہان رہنے لگا اور چونکہ اس نو مقبوضہ علاقہ پر رعب ودأب قایم رکہنے کے واسطے یہان ایک

---

۵۱ یہہ قصبہ پٹیالہ سے پندرہ[۱۵] میل جنوب کی طرف ہے اور اگرچہ اب اسکی آبادی بلدہ تیرہ ہزار آدمی سے زیادہ نہین ہے مگر کسی زمانہ مین یہہ بہت بڑا اور حاکم نشین مقام تہا۔ سلطان جلال الدین فیروز خلجی جو ۶۹۸ھ مین سلطان معزالدین کیقباد کے بعد تخت دہلی پر بیٹہا تہا اسی سامانہ کا نایب ناظم تہا۔ راقم کا نشو ونما اگرچہ پٹیالہ مین ہوا ہے مگر اصلی وطن یہی باجڑا شہر ہے۔ ۱۲- مولف

۵۲ ایک قوم کا نام ہے جو اپنے کو سورج بنسی راجپوت بیان کرتی ہے۔ ۱۲ مولف

مستحکم مکان بنایا جانا ضرور تہا مہاراج نے پٹیالہ کا مقام اس مقصد کیواسطے پسند
کیا جو اسوقت ایک گمنام اور چہوٹا سا موضع پرگنہ سنور کا تہا اور آج خدا کے فضل
سے کثرت آبادی اور خوبصورت اور عالیشان مکانون کے ساتہہ اس نامور ریاست کا
دارالحکومت اور پنجاب کے نامی شہرون مین ہے - اور اگلے برس یعنی ۱۸۱۰ب
مین وہان ایک کچی گڑہی بنائی گئی - یہہ گڑہی یہان نہتی جہان اب پختہ قلعہ بنا
ہوا ہے بلکہ اُس سے تہوڑی دور مشرق کیطرف تہی اور ابتک بہی اُسکے کچہہ کچہہ
نشان موجود ہین اور اس سبب سے کہ سوڈہی لوگ وہان رہتے ہین سوڈہیون[1]
کی گڑہی کے نام سے مشہور ہے -

عبدالصمد خان چکلہ دار سرہند کا پٹیالہ پر چڑہ آنا اور ڈہوڈان کے مقام اُسکی شکست

اسوقت لچھمی نراین جو احمد شاہ درانی کے چکلہ دار سرہند عبدالصمد خان محمدزی
کا دیوان تہا بہاگ کر سنور مین چلا آیا اور جب گوربخش سنگہہ نے اسکو چکلہ دار کے
نذیادہ خفا ہو کر سنور پر چڑہ آیا یہہ سنکر مہاراج بہی گوربخش سنگہہ کی امداد کے
واسطے پٹیالہ مین آ گئے اور قصبہ سنور جو لڑائی کی کون کا تہا گوربخش سنگہہ دیوان کو

[1] کہتری قوم کی ایک شاخ کا نام ہے ۱۲ - مولف

وہان سے پٹیالہ مین سے آیا چند روز یہان لڑائی ہوتی رہی اور آخر کار مہاراج اسکو
دہوڈان مین لیگئے جو یہان کی نسبت زیادہ مستحکم مقام تہا اور لڑائی کی یہہ عمدہ تدبیر
اختیار کی کہ کسیقدر سپاہ تو قلعہ مین چہوڑدی اور باقی فوج کے ساتہہ وقت بیوقت
پچلہ دار کی فوج پر باہر سے حملے کرنے اور سرہند کے قرب وجوار کے علاقون کو
لوٹنے لگے جس سے وہ نہایت دق ہوا اور آخر کار ایک بڑی لڑائی مین شکست
کہاکر سرہند کو واپس چلا گیا۔

سردار جودہ رئیس ہٹنڈہ پر فوج کشی

گینڈا جاہل زمیندار پرگنہ نہیکی کی لڑکی بہائی گوربخش سنگہہ صاحب بانی
ریاست کیتہل سے منسوب تہی سردار جودہ رئیس ہٹنڈہ نے خلاف انسانیت
اسکا کچہہ خیال نکر کے اُس سے اپنی نسبت کرلی - یہہ امر بہائی گوربخش سنگہہ کو
سخت ناگوار ہوا اور اُنہون نے اسکی شکایت مہاراج کے پاس کی مہاراج نے
اپنے بہتیجے گلہا سنگہہ خلعت وٹا کو جودہ کی فہمایش کیواسطے بہیجدیا مگر اُسنے انکے
کہنے کا بہی کچہہ خیال نکیا اور اُس عورت سے اپنی شادی کرلی اسپر مہاراج کو
بہی طیش آگیا اور بہائی گوربخش سنگہہ صاحب کو ساتہہ لیکر تین چار ہزار سوار کے ساتہہ
اُسپر چڑہگئے جودہ خود کبہی مقابلہ مین نہین آیا مگر اُسکی فوج سے کئی دفعہ لڑائی ہوئی

اتنے مین معلوم ہوا کہ ستلج پار کے سکہون نے دَل[۵] باندہا ہے مہاراج نے لوٹ کا لالچ دیکر اُنکو ادہر آنے کی تحریک کی یہہ تو ایسی لڑائی خود اسے چاہتے تہے جسمین لوٹ معاف ہو پیغام کے پہنچتے ہی فوراً آ شامل ہوئے اور دونون فوجون نے ملکر جودہ کے علاقہ کو لوٹنا شروع کیا اور بہت سی گانون اُسکے انکے قبضہ مین آگئے اور آخرکار دَل کے لوگ تو لوٹ کا مال و اسباب لیکر چلدیئے اور نو مقبوضہ علاقہ مہاراج کے قبضہ مین رہا جسمین سے چند گانون بہائی گوربخش سنگہہ صاحب کو بہی دیدیئے گئے جسکی خاطر سے یہہ لڑائی ہوئی تہی۔

مہاراج کے حملے بہٹی راجپوتون پر

اسکے بعد مہاراج نے بہولاڈہ اور بوہا کے راجپوت سردارونکی طرف پہر توجہ کی یہہ دیکہکر اُنہون نے بہی اپنے ہمقوم سردارون حسن خان اور محمد امین خان

[۵] دَل ایسے قزاق سکہون کے لشکر کو کہتے تہے جو لوٹ کے لالچ سے ادہر اُدہر سے بلا لگام جمع ہو کر ملک مین لوٹ مار کرتے اور جب چاہتے متفرق ہو جاتے تہے اس گروہ کا سب سے بڑا سردار کپور سنگہہ فیض اللہ پوریہ تہا جو آخر کو نواب کپور سنگہہ مشہور ہوا۔ یہہ خود سر جتہا گروہ فرخ سیر کے زمانہ مین پیدا ہوا تہا جو سلطنت کی کمزوری سے رفتہ رفتہ زور پکڑ گیا اور مذہبی جوش نے اُنکو ایسا قوی کر دیا تہا کہ بہت جلدی اُنمین بڑی بڑی فوجون کا مقابلہ کر سکتا تہا۔ اِنکی بارہ جماعتین تہین اور ہر ایک جماعت کو مِسل کہتے ہے ۱۲ مولف

سے مدد چاہی مگر وہ کسی وجہہ سے نہ آسکے اور بناچاری اُنکو اپنے ہی دست و
بازو پر بہروسہ کرنا پڑا اور آخرکار بڑی مردانگی سے میدان مین لڑکر مارے
گئے اور کئی سو آدمی طرفین سے کام آئے اور اُنکا علاقہ مہاراج کے قبضہ مین
آگیا جسمین سے تین چار برس بعد بہلاڈہ بہائی گوربخش سنگہہ صاحب کو
مرتّا دیدیا گیا جو ابتک اُنکی اولاد کے قبضہ مین ہے اِسکے بعد کنور لال سنگہہ بہادر
نے قصبہ ٹونک کو فتح کیا۔ اتفاق یہہ ہوا کہ جب اُنہون نے ایکدن مہاراج
سے اپنے واسطے ایک علیحدہ جاگیر مانگی اور اُنہون نے یہہ فرمایا کہ تُم جوان ہو
اپنی زور بازو سے اپنے واسطے کوئی جگہہ فتح کرلو تو اُنہون نے سردار خان راجپوت
کے اتفاق سے جو ٹونک کا اصل مالک تہا اور بہونہ کے راجپوتون ابوخان اور
تسلیم خان نے حصار کے بادشاہی حاکم کو نالائق اور کمزور دیکھکر دس بارہ
برس سے اُسکو وہان سے نکالدیا تہا اور جب ہی سے یہہ کنور صاحب بہادر
کی رفاقت مین بسر کرتا تہا ٹونک پر حملہ کرنے کی ٹہرائی۔ اگرچہ وہ جانتا تہا
کہ اس تدبیر سے ٹونک اُسکے قبضہ مین نہین آئیگا لیکن یہہ سوچکر کہ دشمنون
سے انتقام لینے کا یہہ اچہا موقع ہے جبکہ ابوخان اور تسلیم خان کہین
باہر گئے ہوئے تہے موقع پاکر معہ چند ہمراہیون کے قلعہ مین جاگہسا

اور توپین چلاکر کنور صاحب کو اپنی کامیابی سے مطلع کیا۔ وہ فوراً اپنی سپاہ لیکر
وہان جا پہنچے اور مونگ اور اُسکے قرب جوار کے دیہات پر قبضہ کرلیا اسکے بعد
مہاراج نے باتفاق اپنے اِن شجاع اور لایق فرزند کے متواتر حملون مین ٹوہانہ
جمال پور۔ وانا سول۔ اور شنکر پورہ کو جو بہٹیون کی ریاست کے بڑے بڑے تھے
اور گانون تھے فتح کرلیا۔ یہہ دیکھکر محمد امین خان نے حصار کے حاکم نواب
نصیر خان سے مدد چاہی اُسنے کچھہ فوج بہیجدی اور مونگ کے قریب کہوڑال
کے مقام لڑائی ہوئی جسمین بہٹیونکو شکست ہوئی۔ دوسری لڑائی اَہرورہ
مین پہر ہوئی اسمین جب لڑتے لڑتے دو دن گذر گئے تیسرے دن مہاراج
نے رات کیوقت اُنپر چہاپا مارا جس سے اُنکے پانون اُکہڑ گئے اور محمد امین خان حصار
کی طرف بہاگ گیا اور نصیر خان کو اپنی بیٹی کا ڈولہ دیکر پہر ایک بڑی فوج
کے ساتھہ اپنی حمایت کو لایا اور رتیہ کے قریب ونا رسول کے مقام
لڑائی ہوئی۔ آٹھہ سات روز تک تو کچھہ چہینا جہپٹی سی ہوتی
رہی اور دونون طرف کا پلہ برابر رہا مگر جب آٹھوین دن ایک
سخت لڑائی ہوکر نصیر خان مارا گیا مہاراج نے حملہ کرکے بہٹیون
کو کہیل کہیل کردیا۔ یہہ واقعہ جسکے سبب سے مہاراج کی طاقت کی بڑی شہرت

ہوگئی ہے ۱۱۵۸ھ مطابق سنہ ۱۷۴۵ء میں ہوا تہا۔

کوٹلہ مالیر کے پٹہانون پر فوج کشی

جمال خان کوٹلہ مالیر کے رئیس نے رائے کلہا کو برنالہ کی لڑائی مین مدد دی تہی اور اس سبب سے اُسکے ساتہہ اَن بن چلی آتی تہی اب جو بہٹیون کو متواتر شکستین ہوئین اور انکا بہت سا علاقہ قبضہ مین آگیا تو مہاراج نے پٹہانون سے بہی بدلہ لینے پر کمر باندہی اور شیرپور اور بہسوڑ کو لڑکر اُنسے چہین لیا اور پہر جمال خان کے بیٹے بہیکن خان اور مہاراج کے پوتے کنور ہمت سنگہہ بہادر سے موضع کاکڑہ کے قریب اتفاقاً مڈبہیڑ ہوگئی اور تقدیر سے پہلے ہی حملہ مین بہیکن خان مارا گیا اور اُسکی کمر کی نہایت عمدہ ولایتی تلوار کنور صاحب کے قبضہ مین آگئی جو بطور یادگار اس فتح کے ابتک ریاست کے سلح خانہ مین موجود ہے

احمد شاہ درانی کی فوج کا حملہ برنالہ پر اور مہاراج کا پادشاہ موصوف کی خدمت مین حاضر ہونا اور سکہون کا مکرر خروج سرہند کے صوبہ دار زین خان پر اور سرہند کا مہاراج کے قبضہ مین آنا اور شہر پٹیالہ کی آبادی

آغاز ۱۱۷۳ ہجری مین جب احمد شاہ درانی پہر ہندوستان مین آیا اور اگلے

برس جمادی الثانی مہینہ کی چھٹی تاریخ کو اُس سے اور مرہٹون کے مشہور و
معروف سردار سداشیوراؤ عرف بہاؤ سے پانی پت کے مقام آخری لڑائی
ہوکر بہاؤ وغیرہ بڑے بڑے نامی گرامی سردار مرہٹون کے مارے گئے اور انکی
تین لاکھہ فوج غارت اور تتربتر ہوگئی انہین دنون مین احمدشاہ کی فوج نے برنالہ
پر جو اسوقت اس ریاست کا دارالحکومت تھا حملہ کیا وجہہ یہہ تھی کہ لوگون نے
جنمین کوٹلہ مالیر کے پٹھان بہی تھے مہاراج کی طرف سے یہہ شبہہ ڈالدیا تھا کہ انکی
مرہٹون سے سازش ہے اور سرہند کی طرف سے یہہ انکے لشکرمین رسد پہنچاتے ہین
مہاراج اسوقت ٹونک کیطرف گئے ہوئے تھے اور صرف رانی فتو صاحبہ اور مہاراج
کے پوتے کنور امرسنگھہ پہلو یہان موجود تھے - رانی صاحبہ نے جو فوج کی آمد آمد سنی
فوراً اپنے چار اہلکارون بہولا سنگھہ کشمیری مل کاہنا مل اور بیرم ڈہلون کو مصالحت
کے واسطے شاہ کے کیمپ مین بہیجدیا اور آپ کنور صاحب بہادر کو ساتھہ لیکر ٹونک
کو چلی گئین اگرچہ ان لوگون کے وہان پہونچنے سے پہلے برنالہ کو فوج نے آکر لوٹ
لیا مگر چار لاکھہ روپیہ نذرانہ دینا کرکے انہون نے بادشاہ کو رضامند کرلیا اور مہاراج
جب اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے تو اُسنے خلعت فاخرہ اُنکو عطا فرمایا اور
بائیسوین شعبان سنہ مذکور مطابق اکتیسوین مارچ سنہ ۱۷۶۱ع کو اُسکے وزیر نواب شاہ ولی خان

بہادر کی مہر اور دستخط سے صوبہ دار سرہند کے نام اِس مضمون کا شقہ جاری ہوا
کہ وہ انکے متعلقہ علاقہ کو اپنی حکومت سے علحدہ سمجھے اور اِن کے دوست کو
دوست اور دشمن کو دشمن جانے اور جو کوئی انکے ساتھہ دشمنی کریگا گویا سرکار
کے ساتھہ دشمنی کریگا اور ایک شخص میرزا محمد تقی نامے کا ذمہ خراج مقررہ کے وصول
کرنیکا ہوا۔ اِس کاغذ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت یہہ ریاست صرف سات
سو چھبیس ۷۲۶ قصبے اور گانوون پر مشتمل تہی جنکی تفصیل یہہ ہے۔ پرگنہ سنام
مع قصبہ دوسو چوبیس ۲۲۴ - پرگنہ سامانہ دوسو چہیاسٹھہ ۲۶۶ - پرگنہ حویلی سرہند باون ۵۲
پرگنہ سنور نواسی ۸۹ - پرگنہ چھت آٹہہ ۸ - پرگنہ منگان سترہ ۱۷ پرگنہ گہڑام
چہہ ۶ - پرگنہ بنوڑ سینتیس ۳۷ - پرگنہ منصورپور تینتیس ۳۳ - اور چار گانون ایک
اَور پرگنہ مین تہے جسکا نام نہین پڑہا گیا مگر خراج کی تعداد اسمین کچھہ
درج نہین ہے۔ اب احمد شاہ تو زین خان کو سرہند مین اپنا صوبہ دار
مقرر کرکے ولایت کو چلا گیا اور دَل کے سردار جو اکثر ستلج پار کے رہنے
والے تہے مہاراج کے ساتھہ بگاڑ کرنے پر آمادہ ہوئے کیونکہ اُن کو
انکا غیر مذہب اور غیر ملک کے بادشاہ سے توسل پیدا کرنا بہت
ناگوار ہوا اور انہون نے چاہا کہ متفق ہو کر انکے ملک پر حملہ کرین

مگر سردار جسا سنگھ صاحب[1] آہلووالیہ کی دوستی جو انمین سب سے بڑے سردار تھے
کام آگئی اور یہہ قصہ رفع دفع ہوگیا مگر تاہم مہاراج کو یہہ ثابت کرنا ضرور

[1] یہہ سردار صاحب ۱۷۱۸ع مین پیدا ہوتے تھے اور آغاز حال مین نواب کپور سنگھ فیض اللہ پوریہ ایک کم رتبہ کے ملازم تھے لیکن چونکہ خدا نے انکو ایک بڑی سرداری کی لیاقت دی تہی شدہ شدہ ایک مشہور سپہ سالار بنگئے اور بسبب انکی دینداری کے سکہ انکو اپنا مقتدا سمجہنے لگے اور اکثر نامی گرامی سردارون نے اُنسے پاہل لی چنانچہ مہاراج امر سنگھ بہادر نے بہی انسے پاہل لی تہی انکی قوم کلال مشہور ہے لیکن انکی اولاد اپنے خاندان کو بہی جیسلمیر کے راجپوتون سے ملاتی ہے یہی سردار صاحب خاندان کپورتہلہ کے بانی تہے۔ انہون نے اپنا سکہ بہی چلایا تہا جسمین یہہ بیت کندہ تہی ؎ سکہ زد در جہان بفضل اکال ⁂ ملک احمد گرفت جسا کلال۔ انکے نوکر چاکر اور ہواخواہ انکو بادشاہ کہتے تہے مگر عام سکہون نے اس لقب کو تسلیم نہین کیا۔ انہون نے جب ۱۸۴۰ب ۱۷۸۳ع مین بمقام امرت سر وفات پائی انکے چچیرے بہائی سردار بہاگ سنگہہ انکے جانشین ہوئے اور ۱۸۵۸ب ۱۸۰۱ع مین انکے مرنیکے بعد انکے فرزند سردار فتح سنگہہ صاحب ریاست کے مالک ہوئے یہہ بہی اپنے وقت مین بڑے نامور شخص تہے اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر نے سکہہ مذہب کی مقدس کتاب گرنتہہ صاحب ہاتہہ مین لیکر انکے ساتہہ ہمیشہ کی دوستی کی قسم کہائی اور پگڑی بدلی تہی یہہ ۱۸۰۵ع مین مہاراج رنجیت سنگہہ بہادر کے ساتہہ جنوب ستلج کی مہم مین اور ۱۸۰۶ء مین جہنگ کی لڑائی مین شریک تہے اور جب ستمبر ۱۸۰۸ع مین سر چارلس مٹکاف صاحب سفیر انگریزی قصبہ قصور مین وارد ہوئے مہاراجہ نے انکو اور اپنے دیوان محکم چند کو دو ہزار سوارون کے ساتہہ پیل

ہوا کہ بادشاہ موصوف کی خدمت مین حاضر ہوا اور اُس سے عزت حاصل کرنا درحقیقت وقع الوقتی کے سوا کچہہ نہ تہا۔ پس جب ۱۲ دسمبر ۱۸۴۵ء مین ستلج

کے فاصلہ پر انکی پیشوائی کو بہیجا تہا ۱۸۳۷ء مین جب انہون نے قضا کی انکے ولیعہد سردار نہال سنگہہ صاحب انکے جانشین ہوئے انکے وقت مین سکہون کی پہلی لڑائی کے بعد بسبب اُن اُمور کے (جو کپورتہلہ کی تاریخ سے علاقہ رکہتے ہین) انکا علاقہ جو ستلج کے اِس طرف واقع تہا سرکار انگریزی نے ضبط کرلیا ستمبر ۱۸۵۲ء مین انکی وفات کے بعد راجہ رندہیر سنگہہ بہادر جو سب بہائیون مین بڑے تہے راج کے مالک ہوے اور بموجب وصیت نامہ اپنے باپ کے کنور سوچیت سنگہہ اور سردار بکرم سنگہہ بہادر کو ایک ایک لاکہہ روپیہ کا علاقہ ملا راجہ رندہیر سنگہہ صاحب اگرچہ بہت عیش پسند تہے لیکن بہادر راستباز عالی حوصلہ اور مستقل مزاج تہے۔ انہون نے ۱۸۵۷ء مین اودہ مین سرکار انگریزی کی بہت خدمت کی اور سرکار موصوف سے زمینداری کا ایک بہت بڑا علاقہ اور اوّل درجہ کا خطاب سٹار آف انڈیا کا اسکے عوض مین پایا ۱۸۷۰ء مین انگلستان کو جاتے ہوے عدن کے مقام جگر کی بیماری سے جو شراب خوری کی کثرت سے انکو لاحق ہوگئی تہی انکا انتقال ہوا اور اگرچہ یہہ ہندو مذہب کے معتقد نہ تہے اور ایک دفعہ اِن کا عیسائی ہوجانا بہی مشہور ہوگیا تہا مگر توبہی اُنکے ولیعہد راجہ کہڑک سنگہہ صاحب بہادر نے وہان سے لاکر گوداوری کے کنارہ قصبہ ناسک مین ہندوؤن کے مذہب کے موافق انکی لاش کو جلا دیا اور وہین اُنکی سمادہ بنوادی افسوس ہے کہ راجہ کہڑک سنگہہ صاحب بہادر بہی گدّی پر بیٹہتے ہی زیادہ شراب خوری کرنے لگے جسکے باعث سے خلل دماغ کے

کے دونون طرف کے رہنے والے سکھون نے متفق ہوکر مکرر سرہند پر حملہ
کی تیاری کی مہاراج بہی مصلحتاً انکے شریک ہوگئے اور سرہند کے قریب
منہیڑہ کے مقام زین خان مارا گیا اور سکھون نے لوٹ کھسوٹ کر
سرہند کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور کچھ سردار تو لوٹ کا مال و
اسباب لیکر حسب عادت ادہر اُدہر منتشر ہوگئے اور کچھ اپنی اپنی حیثیت

مرض مین مبتلا ہوکر قریب چار سال کے زندہ رہے اور قریب اٹھائیس کی عمر مین
پانچوین ستمبر سنہ ۱۸۷۷ء کو جسمین یہہ کتاب لکھی جاتی ہے یکایک اُنکا پیمانہ عمر لبریز ہوگیا
- انکے ولیعہد کنور جگت جیت سنگھہ صاحب بہادر قریب چار سال کے ہین اور
انتظام ریاست ایک انگریز عہدہ دار کے متعلق ہے جو گورنمنٹ کیطرف سے بطور
سوپرنٹنڈنٹ ریاست مقرر ہے - اس ریاست کا رقبہ پانسو اٹھانوے میل مربع اور آبادی
دو لاکھہ تیرہ ہزار اور آمدنی قریب چھہ لاکھہ روپیہ کے ہے - یہان کے رئیس پہلے سردار
کہلاتے تھے لیکن سنہ ۱۸۴۹ء مین سرکار انگریزی نے سردار نہال سنگھہ صاحب بہادر کو راجہ
کا خطاب دیا اور غدر سنہ ۱۸۵۷ء کی خدمات کے عوض (فرزند دلبند راسخ الاعتقاد دولت
انگلشیہ راجہ راجگان بہادر) کا خطاب عطا فرمایا مگر جو حکم ہوا کہ راجہ راجگان کا لفظ
ملک اودہ سے متعلق سمجھا جائیگا اس ملک سے نہین اور اُس ملک مین بونڈی
بہونی کے علاقہ کی زمینداری نصف جمع پر بطور استمرار و رعایت کرنے کا اختیار
ریاست کو مرحمت ہوا - ۱۲ مولف

کے موافق تہوڑا تہوڑا ملک دبا بیٹھے مگر سرہند اور اُسکے قرب وجوار کا علاقہ اور بادشاہی توپخانہ وغیرہ مہاراج کے قبضہ مین آیا اور اُنہون نے ماگہہ سدی دسمی سمت ۱۸۲۰ مطابق سنہ ۱۷۶۳ع کو پٹیالہ مین پختہ قلعکی بنیاد رکہی اور سرہند کے محصول راہداری کی آمدنی سے اُسکا بنوانا اور شہر پٹیالہ کا آباد کرنا شروع کیا۔ چونکہ سرہند کے ساتہہ سکہون کو ایک خاص دشمنی تہی اور وہ اُس راستہ پر واقع تہا جو دہلی سے کابل کو جاتا تہا اور اِس سبب سے ابتک تین دفعہ لٹ چکا تہا وہان کے لوگ اپنا پرانا وطن چہوڑ کر پٹیالہ مین آ کر بسنے لگے اور اِس نئے شہر کی آبادی جلد رونق پکڑ گئی۔

زین خان کا قتل اور اس صوبہ کی بے انتظامی سنکر احمد شاہ کا پہر اس ملک مین آنا اور مہاراج کو راجگی کا خطاب دیکر اِس ملک کا حاکم مقرر کرنا اور انکی وفات

زین خان کے قتل اور سکہون کے فساد کا حال سنکر اگلے برس احمد شاہ پہر اس ملک مین آیا چہوٹے چہوٹے سکہہ سردار جو زین خان کے قتل کے بعد اِس ملک کے مختلف مقامات پر قابض ہو گئے تہے شاہ کے آتے ہی اپنی اپنی جگہہ چہوڑ کر کافور ہو گئے مگر مہاراج اُسکی خدمت مین حاضر ہوے

احمد شاہ بڑا دانشمند اور مآل اندیش تھا اُسنے دیکھہ لیا کہ اب اگر کوئی غیر ملکی حاکم یہان مقرر کیا جائیگا اُسکا حال بھی زین خان کا سا ہوگا پس اُسنے مناسب سمجھکر سرہند کا چکلہ (ضلع) اس شرط پر مہاراج کو دیدیا کہ ساڑہے تین لاکھہ روپیہ سال بطور مالگزاری ادا کیا کرین اور خلعت دیکر راجگی کے خطاب سے سرافراز فرماکر اپنے مُلک کو واپس چلا گیا۔ مہاراج لاہور تک اُسکے ساتھہ گئے اور وہان سے واپس آگر ستر ہزار روپیہ جو ساڑہے تین لاکھہ روپیہ مین سے دینا باقی رہگیا تھا ہنڈیون کے ذریعہ سے کابل بھیجدیا اور دو دن تپ سے بیمار رہکر بہادون بدی جیٹھہ روز پنجشنبہ سمت ۱۸۲۲ مطابق بائیسوین اگست ۱۷۶۵ء کو ستر برس کی عمر مین اس دنیا سے سفر کر گئے مہاراج جیسے بہادر اور اولوالعزم تھے ویسے ہی عفیف النفس اور سخی بھی تھے ایکدن کا ذکر ہے کہ موضع لونگووال مین جو اتفاقاً کوٹھے پر چڑہے اور ایک پڑوسی کی ناکتخدا لڑکی کو جو ہمسایہ مین رہتا تھا اپنے گھر مین نہاتے دیکھہ لیا آنکھین بندکرکے فوراً نیچے اُتر آئے اور اُسکے باپ کو بلاکر اِس بلاقصد گناہ کی معافی چاہی اور اُس لڑکی کو اپنی لڑکی کہکر اچھے جہیز و سامان کے ساتھہ بیاہ دیا۔ اسیطرح ایک دن ایک ضعیفہ برہمنی نے جو بہائی موتیچند صاحب کے

پاس جو قصبہ سنام مین ایک مشہور خدا پرست درویش تھے آکر یہہ بیان
کیا کہ میری لڑکی جوان ہوگئی ہے اور مجھکو اتنا مقدور نہین ہے کہ اُسکی
شادی کا سرانجام کرسکون لہذا آپ مجھکو کچھہ مدد دو اور بھائی صاحب نے
لوگون کیطرف مخاطب ہوکر یہہ کہا کہ جو کوئی اس عورت کو جسقدر روپیہ دیگا
خدا اُسکو اُسیقدر گانون عطا کریگا۔ مہاراج جسقدر روپیے گہر مین تھے
اُسکے دینکو اُنکے پاس لیگئے اور اُنکے پوچہنے پر جب یہ کہا کہ جسقدر تھے بغیر
گننے کے لے آیا ہون تو بھائی صاحب نے یہہ دعا دی کہ خدا تمکو گانون
بھی ان گننے دیوے اور وہ روپیہ اُس عورت کو دیکر لڑکی اُسکے دروازہ
سے اُٹہوا دی۔ مہاراج اپنے بزرگان دین کا بہت ادب کرتے تھے اور
اس خاندان کے رئیسون مین سے پہلے پہل پاہل اُنہون ہی نے لی
تھی جو سکہہ مذہب مین اصطباغ کیطرح کی ایک مقدس رسم ہے۔ مگر وہ
نہایت غیر متعصب اور دل کے وسیع اور طبیعت کے فیاض تھے اور اپنی
رعایا کے ساتہہ خواہ وہ کسی مذہب وملت کے ہون یکسان سلوک کرتے
تھے چنانچہ اُنکا سپہ سالار ڈوگر قوم کا لکھنا نامے ایک مسلمان شخص تھا جو بدت العمر

لہ اس ملک مین ایک مشہور قوم ہے جو اکثر مویشی پالتی اور دودہ بیچکر اوقات بسر کرتی ہے۔ مسٹر گرفن صاحب
نے جو لکھا ہے کہ ڈوگرا قوم کا راجپوت تھا صحیح نہین ہے اُنکو مشارکت نام کیوجہہ سے دہوکا ہوا ہے۔ ۱۲ مؤلف

اُسی معزز عہدہ پر ممتاز رہا۔ مہاراج کی طبیعت مین عیاشی کا مطلق اثر نہتھا
اور اُنکے صرف ایک رانی صاحبہ تہین جنکے بطن سے تین صاحبزادے کنور
سرڈول سنگہہ صاحب۔ بہومیان سنگہہ صاحب اور لال سنگہہ صاحب بہادر
اور ایک صاحبزادی جنکا نام بی بی پردہان تہا پیدا ہوئے اور تینون
مہاراج کی زندگی مین ہی انتقال کر گئے اور انمین صرف دو صاحبزادے
صاحب اولاد ہوئے ایک کنور بہومیان سنگہہ صاحب بہادر مگر انکے صرف
ایک صاحبزادی بی بی راجندر صاحبہ ہوئین جو بہگواڑہ کے رئیس چوہدری
تلوک چند کو بیاہی گئین۔ دوسرے کنور سرڈول سنگہہ صاحب بہادر انکے
دو صاحبزادے ہوئے۔ ایک راجہ راجگان مہاراج امر سنگہہ صاحب بہادر
جو رانی حکمان صاحبہ کے بطن سے جو اُنکی بیاہتا رانی تہین اساڑہ بدی ۹
روز دوشنبہ سمت ۱۸۰۵ مطابق ۱۷۴۸ء کو مکر لگن یعنی طالع جدی مین پیدا
ہوئے تہے[۱]۔ دوسرے کنور ہمت سنگہہ بہادر جو رانی ریسان صاحبہ کے پیٹ سے
تہے جنمین کنور سرڈول سنگہہ بہادر نے اپنے چہیرے بہائی سردار جودہ سنگہہ خلف

[۱] یہہ سال و تاریخ مہاراج امر سنگہہ بہادر کی ولادت کے زائچہ سے نقل کیا گیا ہے جو بڑی تلاش سے ایک
برہمن کے پاس سے ہمکو ملگیا تہا اور بہت پرانا ہوئیکی وجہ سے اُسکی صحت مین کسیطرح شک نہین ہو سکتا
پس مسٹر گرفن صاحب نے جو اُنکا سال پیدایش ۱۷۴۸ء لکہا ہے کسی نا معتبر روایت کی رو سے معلوم ہوتا ہے

چودہری سبہا کے انتقال کے بعد رسم ملک کے موافق چادر ڈال لی تھی۔

مہاراج امر سنگھ بہادر کی مسند نشینی اور اُسکے متعلق حالات

مہاراج آلا سنگھ صاحب بہادر کی وفات کی خبر جب یکایک برنالہ مین اُنکی زوجہ رانی فتو صاحبہ کے پاس پہنچی وہ فوراً کنور امر سنگھ صاحب بہادر کو ساتھ لیکر پٹیالہ مین آئین اور اُنکو گدی پر بٹہا دیا اور بسبب اسکے کہ یہہ پیا بہتا رانی کے پیٹ سے تھے (جو علاوہ عمر کی بڑائی کے یہہ وجہ

١٥؎ برہمن چہتری اور بیس لوگون مین عورت بیوہ کا نکاح ثانی جایز نہین سمجہا جاتا مگر اور قومون مین ہو سکتا ہے اور اس ملک کی زبان مین اُسکو کریوہ یا چادر ڈال لینا کہتے ہین اور اسکا طریق یہہ ہے کہ جب عورت کریوہ کرنے پر رضامند ہوجاتی ہے تو ناکح اپنے اوڑہنے کی چادر اُسپر ڈال دیتا ہے اور عورت اور مرد اہل برادری یا حاکم کے روبرو اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہین اور بلاکسی اور شرط کے صرف عورت مرد کی رضامندی اور چادر ڈالدینے سے عقد صحیح سمجہا جاتا ہے خاندان پھول مین اسکی بہت سی نظیرین پائی جاتی ہین مگر مہاراج نرندر سنگھہ صاحب بہادر سرگباشی نے راجہ سروپ سنگھ صاحب بہادر والی جیند اور راجہ بہرپور سنگھہ صاحب بہادر والی نابہہ کی اتفاق رائے سے ۱۰ نومبر اکتوبر سنہ ۱۸۶۰ء کو ٹپیالہ جیند اور نابہہ کے خاندان کے واسطے اسکو ممنوع قرار دیا اور ایک کاغذ بطور عہدنامہ کے لکہا گیا اور اُسپر تینون صاحبون نے اپنی مہرین ثبت کین۔ ۱۲۔ مولف

بہی انکی ترجیح کی کنور ہمت سنگہہ بہادر سے تہی) تمام فوج کے سرداروں اور ملکی افسرون نے انکو پٹیالہ کا راجہ تسلیم کیا اور نذرین پیش کین - یہہ بات صحیح نہین ہے جو مستر گرفن صاحب نے اپنی کتاب مین لکہا ہے کہ کنور ہمت سنگہہ بہادر مہاراج امر سنگہہ بہادر سے بڑے تھے کیونکہ واسطے کہ دو پُرانے کاغذون سے جو مہاراج آلا سنگہہ اور امر سنگہہ بہادر نے نوّاب شاہ ولی خان بہادر کو لکہے تہے مہاراج امر سنگہہ بہادر سے اُنکا چہوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے کنور ہمّت سنگہہ اسوقت ہڈیایہ مین تہے جہان اُنکی والدہ رہتی تہی اور چونکہ ایسے کم ہمّت نتھے کہ ایسی ریاست کو بغیر ہاتہہ پیر ہلائیکے یون ہی بڑے بہائی کے قبضہ مین جانے دیتے وہ بھی ہڈیایہ سے فوراً پٹیالہ کو آئے لیکن قابو نہ پاکر ڈہوڈان کو چلے گئے اور اُسکی متصلہ دیہات موضع درتہبہ وغیرہ پر (جو قریب دو سو کے تھے) اپنا تصرف کرلیا - ایک بہت پُرانے کاغذ سے جو مہاراج آلا سنگہہ بہادر نے اپنی وفات سے چند روز پہلے نوآب شاہ ولی خان بہادر کو لکہا تہا معلوم ہوتا ہے کہ جب احمد شاہ درانی سرہند کا چکلہ مہاراج کو دیکر ولایت کو چلا گیا مہاراج نے نئی فوج بہرتی کرکے مُلک کا بخوبی انتظام کرلیا اور سرہند کی

آبادی بھی کچھ ہو گئی اور بادشاہ کے پیرون کے مقبرون کی بھی جو سرہند مین تھے اور سکھون نے ڈہا دیئے تھے تعمیر اور مرمت ہو گئی لیکن اچانک ہری سنگھ۔ جے سنگھ۔ تارا سنگھ۔ لکھا سنگھ۔ جسا سنگھ آلہو والیہ اور جسا سنگھ رام گڑھیہ وغیرہ دل کے سردارون نے ستلج کے اس پار آکر بڑے زور وشور کے ساتھ ملک مین پھر لوٹ مار شروع کی اور سرہند کی نواح مین ایک ڈندمچا دی اسلئے مہاراج خود تو پٹیالہ مین رہے اور اپنے دونون پوتون کنور امر سنگھ اور ہمت سنگھ بہادر کو برنالہ اور ہڈیایہ کی حفاظت کیواسطے بھیجدیا جنکی کوشش سے سکھ اُسطرف کچھ فساد نکر سکے اور اپنے سردارون ہمیر سنگھ بہولا سنگھ بہادر سنگھ ہری سنگھ اور بخشی لکھنا کو جابجا سکھون کی سرزنش کیواسطے متعین کیا۔ دل کا مشہور سردار ہری سنگھ بھنگی[۱]

[۱] بھنگیون کی مسل (گروہ) کا بانی چھجا سنگھ خیال کیا جاتا ہی جو قصور کا رہنے والا تہا یہ قزاق تہا اور کوئی تین سو آدمی کی بھیڑ بھاڑ اسکے ساتھ رہتی تہی اسکے بعد اسکا بھتیجا ہری سنگھ اسکا جانشین ہوا چونکہ اسکو بھنگ پینے کی بڑی لت تہی اس سبب سے اسکی مسل کا نام بھنگی مشہور ہوا یہ بڑی لیاقت کا شخص تہا اسنے لٹیرون سے سپاہیون کا کام لیا۔ سیالکوٹ بٹالہ کریال وغیرہ مقامات پر قابض ہو گیا۔ چنوٹ۔ جہنگ۔ سیالکوٹ۔ جمون پر حملے کرکے اُنکو اپنا خراج گذار بنایا۔ ملتان پر بھی حملہ کیا مگر ناکامیاب۔ ۱۷۶۲ء مین خواجہ سعید کے کوٹ

اور جسّا سنگھ[۵۴] رام گڈھیہ کا بھتیجا بدہ سنگھہ اور تارا سنگھہ کا بہائی اور

---

۵۴ سکہونکی مثلون مین رام گڈہیون کی مسل بہی نہایت طاقتور تہی - اٹہارہوین صدی کے اخیر مین تقریباً آٹہہ ہزار نبرد آزما سپاہی اسمین موجود تہے - اسکے سرغنون مین جسا سنگہ بڑا نامی گزرا ہے اسکا اداذات کا بڑہئی تہا اور موضع سر سنگ ضلع لاہور مین رہتا تہا اور اپنے پیشہ سے اوقات بسر کرتا تہا مگر اسکا بیٹا بہگوانا پاہل لیکر سکہہ بنا اور قرب وجوار کے مقامات مین پہر کر اسنے بہت سے آدمیونکو اپنے مذہب مین ملایا - اسکے جسا سنگہہ مالی سنگہ جے سنگہہ خوشحال سنگہہ تارا سنگہ پانچ لڑکے تہے - انہین سے جسیگہ کے سوا اور سبنے نام پایا اور فرقہ رام گڑہیون کے سرگروہ بنے ۱۷۵۸ء مین جب یہہ سن بلوغ کو پہنچے تو نواب آدینہ بیگ خان کے ملازم ہوئے جو احمد شاہ درانی کے بیٹے کیطرف سے صوبہ جالندہر کا حاکم تہا - جب تیمور شاہ کے بلانے سے آدینہ بیگ لاہور گیا اور اُسنے مراد خان کو دوآبہ مین اُسکی جگہ مقرر کیا - آدینہ بیگ خان نے جو بڑا ہوشیار اور چالاک شخص تہا درانیون کے مقابلہ کیواسطے سکہون کو بڑہاوا دیا اور خود پہاڑون کو بہاگ گیا سکہون کی مراد خان سے لڑائی ہوئی اور اُنہون نے اُسکو مارکر دوآبہ سے نکالدیا - اب جسا سنگہہ اور اُسکے بہائی امرتسر چلے گئے اور

---

* پرجو لاہور سے دو میل کے فاصلہ پر تہا اور جہان احمد شاہ درانی کے صوبہ دار خواجہ عبید کا میگزین رہتا تہا چڑہائی کی اور بہت سامال متاع اور گولہ بارود وغیرہ لوٹ کر لیگیا ۱۷۶۱ء مین جب احمد شاہ دلی کو لوٹ گیا اور سردار جے سنگہ اور حقیقت سنگہہ کنیا اور سردار جسا سنگہہ رام گڈہیہ نے قصور پر جو پٹھانون کا شہر تہا حملہ کیا اور اُسکو لوٹا کہسوٹا یہہ اُنکا شریک تہا مگر اسکے تہوڑے ہی سے عرصہ کے بعد ہی سنگہہ کی سردار جے سنگہہ کنہیا کے ساتھہ بگڑ گئی اور ایمن آباد کے قریب لڑائی ہوئی مگر بازی برابر رہی - ۱۲ - مؤلف -

اکثر نامی سردار انکے ہاتہہ سے مارے گئے اور وہ بہاگ کر کچہہ جالندہر کیطرف

وہان پہنچتے ہی نند سنگہہ سنگہانی کی فوج مین بہرتی ہوگئے - انہین دنون مین جیسنگہہ ڈرانیوکی
اُس لڑائی مین جو مجیٹہہ کے قریب ہوئی تہی مارا گیا - اِس زمانہ مین امرت سر صرف ایک گاؤن
تہا جب افغانون کو شکست ہوئی تب نند سنگہہ اور جسا سنگہہ نے اسکے کسیقدر حصّہ کے گرد
بمشکل تمام ایک دیوار بنوائی اور اسکا نام رام رونی کہا - آدینہ بیگ نے پہاڑون سے واپس آ
کر دیکہا کہ سکہونکی طاقت زور پکڑتی جاتی ہے اسلئے اُسنے مرزا عزیز بخشی کو اِس نئے قلعہ کے
فتح کرنیکی غرض سے بہیجا مگر اِس قلعہ کی کیا بساط تہی جسا سنگہہ اور اُسکے حامی پہلے تو خوب
لڑے اور قلعہ سے نکلکر کئی دہاوے ہی کئے مگر آخر کار مغلوب ہوے اور رات کیوقت قلعہ چہوڑ کر بہاگ گئے
چونکہ غنیم کے لشکر مین ہوکر گذرے اِس سبب سے انکی طرف کے بہت سے آدمی ضایع ہوے
اور نقصان عظیم اوٹہانا پڑا - رام رونی بہی مسمار ہوگئی - اِس معرکہ کے تہوڑے عرصہ بعد آدینہ بیگ
قضائے الہی سے فوت ہوا اور جسا سنگہہ نے اپنے فرقہ کا سردار بنکر اِس قلعہ کا نام جسکے بچانے
مین اسنے بڑی داد شجاعت دی تہی رام گڈہہ اور اپنی نسل کا نام رام گڈہیہ رکہا اور انہون
کی امداد سے دینہ نگر - بٹالہ - کلانور - سری ہرگوبندپور - کادیان - گہومان اور بہت سے مقام
واقع ضلع امرتسر اور گورداسپورہ جنکی آمدنی سالانہ آٹہہ دس لاکہہ روپیہ تہی اپنے قبضہ مین
کر لئے جسا سنگہہ نے جالندہر دوآبہ مین بہی اکثر دیہات فتح کئے اور اپنے بہائیون کو علحدہ علحدہ
جاگیرین دیدین - اب انکی ناعاقبت اندیشی سے انکے خاندان پر تباہی آئی - اتفاق یہہ ہوا کہ
سردار جسا سنگہہ صاحب اہلووالیہ مقام اچل کو جو ہندو نکا بڑا معبد ہے جاتے تہے جب وہ گورداسپورہ
کے قریب پہونچے تو خوشحال سنگہہ اور مالی سنگہہ اور تارا سنگہہ نے دفعتًا اُن پر حملہ کیا اور انکو

چلے گئے کچھ ادہر ادہر منتشر ہوگئے اور ایک بڑا گروہ انکا مالیر اور رائے کوٹ کیطرف

گرفتار کرلیا۔ اگرچہ جسّا سنگہ دل مین یہہ ہی چاہتا تہا کہ اِس سردار کو میرے بہائی قتل کرڈالتے تو خوب ہوتا مگر جب وہ اُسکے روبرو گئے تب اُسنے کچھ نذر نیاز لیکر رہا کردیا۔ سردار جسّا سنگہ آہلووالیہ تمام سکہون کے پیشوا مانے جاتے تہے اور اُنکے متوسل لوگ انکو سکہہ قوم کا بادشاہ کہتے تہے اب جوان نوجوان رامگڈہیون سے جنکی ابہی مسین ہی بہیگی تہین انکو اتنی بڑی ہتک دیکہی اس سے انکو بڑی غیرت ہوئی اور اُنہون نے یہہ قسم کہائی کہ جبتک مین رامگڈہیون کے کُل علاقہ کو اپنے قبضہ مین نہ کرلونگا اسوقت تک پگڑی کا پیچ کہولنا مجہپر حرام ہے۔ انکی امداد کے واسطے بہت سے سکہہ سردار کچھ انکی ہمدردی کے خیال سے نہین بلکہ لوٹ کی چاٹ اور دشمنے علاقون کے ہاتہہ آنیکی امید پر کمرین کس کس کر آئے اور اگرچہ رام گڈہیون اور کنہیون میں دیرسے دوستی تہی مگر جیسنگہ اور جسّا سنگہہ کے باہم قصور کی لوٹ کی بابت کچھ رنج ہوگئی تہی اس باعث سے جیسنگہ بہی اُنکے مخالفونکا شریک ہوا۔ القصہ سردار گنڈا سنگہہ اور جہنڈا سنگہہ بہنگی اور سردار جیسنگہہ اور حقیقت سنگہہ کنہیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کا دادا سردار چڑہت سنگہہ ہوکر چلیا اور اور بہت سے سردار اگر جمع ہوئے اور انہون نے جسّا سنگہہ پر چارون طرف سے حملہ کیا اور لڑا لڑا کر رام گڈہیون کے کُل علاقہ پر قابض ہوگئے۔ ادہر تو خوشحال سنگہہ بمقام بیکووال جے سنگہہ کنہیا سے لڑکر سخت مجروح ہوا اور دوہر تارا سنگہہ کے ہاتہہ سے کلانور چہن گیا اور جسّا سنگہہ اپنے دونون لڑکون کو مہاراج امر سنگہہ صاحب بہادر کے پاس استمداد کیواسطے بہیجکر خود چند سوارون کے ساتہہ سرسہ پہنچا اور سنہ اعمین ملک کو لوٹتا ہوا دہلی کی شہر پناہ تک آیا اور ایک دفعہ شہر مین جاکر چار تربین لوٹ لایا۔ نواب ضابطہ خان نے اپنے علاقہ

بہاگ گیا اور چونکہ یہان کی فوج اُنکے تعاقب مین تھی وہ آگے نہ بڑھ سکے

باون محال سہارنپور کو غارتگری سے بچانیکے واسطے جسمین مظفرنگر - میرٹھ وغیرہ شامل تھے جسا سنگھہ کو دس ہزار روپیہ سال دینا منظور کیا - کہتے ہین کہ ایک روز جسا سنگھہ کے پاس ایک برہمن یہہ فریاد لیکر آیا کہ حاکم حصار اُس شخص کی دو لڑکیون کو جبرًا پکڑ لیگیا ہے - اِسنے یہہ بات سُنتے ہی حصار کیطرف کوچ کیا اور اُسکو لوٹ کر برہمن کو اُسکی لڑکیان دلا دین جسا سنگھہ کو ایک دفعہ مفلسی مین دولت ملنے کا ایک قصہ مشہور ہے اور شاید سچ ہی ہو اور وہ یہہ ہے کہ مقام سرسہ مین اسکے کسی ملازم کا لوٹا کنوئین مین گر پڑا جب غوطہ خور اُسکے نکالنے کو اُترا تو کنوئین مین سے چار صندوق اُسکو ملے انمین چار لاکھہ روپیہ کی اشرفیان تہین جسا سنگھہ نے اس دولت کو غنیمت سمجھکر تمام فوج کی تنخواہ بانٹ دی اور نئی فوج بہرتی کرنی شروع کردی ۱۷۸۳ء مین جب سرسہ مین ایک قحط عظیم نمودار ہوا تب جسا سنگھہ وہان سے پنجاب کی طرف چلا آیا ابہی لودہانہ ہی مین تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کے والد سردار مہان سنگھہ سوکرچکیا اور راجہ سنسارچند رئیس کانگڑہ کے ایلچی یہہ پیغام لیکر اسکے پاس آئے کہ اگر تم جے سنگھہ کنہیا پر دہاوا کر کے ہماری مدد کروگے تو ہم تمہارا ساتھہ دیکر تمہارا تمام علاقہ تمکو دلا دینگے - جسا سنگھہ فورًا اِس بات پر راضی ہوگیا اور یہہ سب سردار ملکر بٹالہ کو روانہ ہوئے - انکے مقابلہ کو جے سنگھہ کا بیٹا گوربخش سنگھہ آٹھہ ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھہ آیا مگر شکست کہاکر مارا گیا - جے سنگھہ نے مجبور ہوکر رامگڑھیہ کا علاقہ جسا سنگھہ کو اور کانگڑہ کا قلعہ جو چار سال سے اُسکے قبضہ مین تہا راجہ سنسارچند کو دیدیا مگر جسا سنگھہ کی قسمت مین چین ملنا لکہا ہی نہ تہا اِس سبب سے سالہا سال تک کنہیون کے ساتھہ لڑتا رہا ۱۷۹۶ء مین اسکی کنہیون سے اخیر لڑائی بڑے زور شور کی ہوئی اسوقت رانی سدا کنور

اور لوٹ کر انبالہ اور شاہ آباد کی طرف نکل گئے۔ پس اسوقت کنور امر سنگہ صاحب

گوبخش سنگہ متوفی کی بیوی اس مسل کی سرگروہ تھی اسنے تمام اپنی اور اپنے خورد سال
داماد رنجیت سنگہ کی فوج ہمراہ لیکر جسا سنگہ کو میانی کے قلعہ مین جو ضلع ہوشیارپور مین دریائے
بیاس کے قریب ہے جا گھیرا جسا سنگہ تھوڑے عرصہ تک تو قلعہ کو بچاتا رہا مگر جب خوراک وغیرہ کا
سامان کم ہوگیا تب بابا صاحب سنگہ بیدی کے پاس بمقام امرتسر یہہ پیغام بھیجا کہ آپ واسطہ
ہوکر میرے اور مخالفون کے باہم صلح کرادین۔ جب یہہ پیغام لیکر قاصد امرتسر پہنچا اسوقت
وہان رنجیت سنگہ کی طرف سے جودہ سنگہ وزیرآبادیہ اور دل سنگہ گل بیدی صاحب کی خدمت مین
آئے ہوئے تھے بیدی صاحب نے سدا کنور اور رنجیت سنگہ کو کہلا بھیجا کہ میانی کا محاصرہ اٹھالو مگر سدا کنور ایسی
حالت مین کہ دشمن گھرا ہوا تھا اپنے شوہر کے قتل کا انتقام لئے بغیر واپس آنا نہین چاہتی تھی اسی
سبب سے اسنے بیدی صاحب کے ارشاد پر کچھہ توجہ نہ کی جسا سنگہ نے پھر بیدی صاحب کی خدمت مین اپنا
آدمی بھیجا انہون نے جواب دیا کہ وہ میرا کہنا نہین مانتی نہ تمہاری مدد کریگا جب رات یہہ ایلچی واپس آیا
اتفاقاً اسی شب دریائے ستلج ایسی طغیانی پر آیا کہ کنہیون کے لشکر کے بہت سے آدمی اور گھوڑے
اور اونٹ بہا کر لیگیا اور سدا کنور اور رنجیت سنگہ بمشکل بھاگ کر گوجرانوالہ پہنچے جسا سنگہ سنہ ۱۸۰۳ء مین
مرگیا اور اسکا برادر کا جودہ سنگہ اسکا جانشین ہوا۔ یہہ شخص کچھہ صاحب لیاقت نہ تھا اس سبب سے اسکے
چچیرے بھائی دیوان سنگہ نے اسکا بہت سا علاقہ دبالیا اور رنجیت سنگہ کے دل مین بھی یہہ
خیال پیدا ہوا کہ جسنے تو اس موقع پر رامگڈھیون کے علاقہ پر قابض ہوجائے چنانچہ اسنے یہہ چال
چلی کہ جودہ سنگہ سے ظاہر مین بڑا اختلاط اور ارتباط پیدا کیا اور امرتسر مین بمقام دربار صاحب ایک
عہدنامہ اس مضمون کا لکھا کہ مین رامگڈھیون کے خاندان سے ہمیشہ دوستی رکھونگا اور انکا [illegible]

بہادر اور کنور ہمت سنگہہ کے برنالہ اور ٹہنایہ مین ہونے کی یہی وجہہ معلوم ہوتی ہی۔ مہاراج امر سنگہہ بہادر جب مسند نشین ہوئے ملک کی جو کچہہ حالت تھی وہ ہم ابھی لکھہ چکے ھین پس اُنہون نے مسند پر بیٹھتے ہی اوّل سکھون کے دل کی

ہاتہہ سے زعفران کا چہاپہ لگایا جو قسم کے موکد کرنیکا اس ملک مین ایک طریق ہی اور جودہ سنگہہ کو اپنی دوستی کا یقین دلانیکی خاطر جریدہ رام گڈہ کے قلعہ مین گیا اور وہان جاکر یہہ حکم دیا کہ قلعہ گوبندگڑہ ہی اسی قطع کا تعمیر ہو۔ رنجیت سنگہہ کو قسم کا توڑ دینا خواہ وہ کیسی ہی سخت کیون نہو کچہہ بات نتہا مگر جودہ سنگہہ اسکا ایسا تابع فرمان اور حاضر باش خدمت رہا کہ رنجیت سنگہہ اُسکے علاقہ پر ہاتہہ ڈالنے کے واسطے کوئی حیلہ نہ اُٹہا سکا جودہ سنگہہ قصور کی اخیر لڑائی مین جو سنہ ۱۸۰۷ مین قطب الدین خان کے ساتہہ ہوئی تہی مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ہمرکاب تہا سنہ ۱۸۱۶ مین جودہ سنگہہ کی آنکہہ بند ہوتے ہی اس خاندان مین آپا دہاپی پڑگئی۔ دیوان سنگہہ بیر سنگہہ اور جودہ سنگہہ کی بی بی یہہ سب اسکے علاقہ پر اپنے اپنے دعوی پیش کرنے لگے۔ رنجیت سنگہہ نے یہہ خبر سنکر بیر سنگہہ اور دیوان سنگہہ اور مہتاب سنگہہ ان تینون کو اپنے پاس نادون مین بلایا اور یہہ وعدہ کیا کہ مین ثالث بنکر تمہارے تنازع کا فیصلہ کرادونگا۔ جب یہہ تینون سردار وہان پہنچے تو رنجیت سنگہہ اُنسے نہایت خوش خلقی سے پیش آیا مگر تہوڑی دیر بعد کسی بہانہ سے ملاقات کے خیمہ سے جو چارون طرف فوج سے گہرا ہوا تہا باہر چلا گیا اور یہہ وہین کے وہین قید ہو گئے۔ ان سردارون کو قید کرکے رنجیت سنگہہ نے امرتسر کی طرف کوچ کرکے رام گڈہ کا قلعہ لڑاکر فتح کیا اور وہان سے شمال کیجانب روانہ ہوکر رام گڈیون کے تمام علاقون پر قابض ہو گیا اور تہوڑے ہی عرصہ مین اُنکے تمام قلعے جو تعداد مین سو سے زیادہ تھے اپنے زیر حکم کر لئے غرضکہ اُس عہدنامہ کا جسپر زعفران کا چہاپا تسلی سی لگایا تہا یہہ انجام ہوا۔ ۱۲ مولف

روک تہام شروع کی اور اپنے سرداروں کو ملک کی حفاظت کیواسطے جابجا
مامور کیا۔ اور چونکہ وہ بہت بلند نظر تھے اور اُسقدر ملک پر جو انکو وراثت مین
ملا تہا قناعت کرنا نہین چاہتے تھے اپنی مسندنشینی کے دوسرے سال قصبہ
پایل پر چڑہ گئے اور کوٹلہ مالیر کے پٹہانون سے جو احمد شاہ کو برنالہ پر حملہ کرنے
کی ترغیب دینے مین شریک تھے لڑکر اُسے چہین لیا اور سردار جسّا سنگہہ صاحب
آہلو والیہ کی وساطت سے جو مہاراج آلا سنگہہ بہادر کے دوست اور دَل کے
سردارون مین بڑے نامی اور بڑے مقتدر شخص تھے دَل کے سردارونکو
اپنا دوست اور خیرخواہ بنالیا اور اُنکے اتفاق سے قصبہ ایسڑو کو کوٹلہ مالیر کے
پٹہانون سے چہین لیا اور اُسکی آمدنی مین سے چہارم سردار جسّا سنگہہ صاحب
کی مقرر کردی اور اِس تدبیر سے وہ تمام لوگ دوست اور مطیع ہوگئے اور
مہاراج اُنکو رخصت کرکے پٹیالہ کو چلے آئے۔ تہوڑے عرصہ کے بعد دَل پہر
اسطرف آیا اور سردار جسّا سنگہہ صاحب بہادر اور بگہیل سنگہہ[۱] مہاراج کی ملاقات
کو پٹیالہ مین آئے اور اتفاقاً مہاراج پٹیالہ کے قلعہ سے کہین باہر تشریف لیگئے

[۱] یہ شخص کروڑا سنگہیون کی نسل مین سے تہا جو انکے جتہے کے بانی کروڑا سنگہہ کے نام سے مشہور
ہوئی۔ زین خان کے مارے جانیکے بعد شمال پنجاب اور ہمجنسون کے اسنے بہی ایک چہوٹی سی

تہے اور یہہ دو نوزرانی فتو صاحبہ سے بیٹہے باتین کرتے رہے گہیل سنگہہ
جو فریبی اور بدنیت شخص تہا اُسکو یہہ خیال ہوا کہ پٹیالہ پر اپنا تصرف کر لینے کے
لیئے یہہ اچہا موقع ہے مگر سردار حبا سنگہہ صاحب نے مہاراج کی دوستی کی وجہہ سے اس سے
انکار کیا اور فوراً قلعہ سے باہر چلے گئے مہاراج کو جب اِس حال کی خبر ہوئی وہ
بہت خوش ہوئے اور تمام و کمال اسیرو کا پرگنہ سردار صاحب ہی کو دیدیا اور
گہیل سنگہہ نے نادم ہو کر معذرت کی۔

احمد شاہ کا اخیر حملہ ہندوستان پر اور مہاراج کو راجہ راجگان کا خطاب دینا

۱۸۲۴/۱۷۶۷ ب کے شروع مین جب احمد شاہ پہر اِس مُلک مین آیا اور مہاراج
بمقام کرڑہ بوانہ (جوادمیلا ندی کے کنارہ انبالہ سے چوبیس[۲۴] میل جنوب
مغرب کیطرف ہے) اُسکی خدمت مین حاضر ہوئے تو شاہ بہت مہربانی
سے پیش آیا اور نقارہ اور نشان وغیرہ جو سرداری اور راجائی کی علامتین

ریاست قایم کرلی تہی۔ اسکا دارالحکومت (جہلونڈی) تہا جو کرنال سے قریب بیس میل
جگادہری کی طرف واقع ہے۔ اسکے انتقال کے بعد اُسکی دو عورتین رام کنور اور رباج کنور کئی
سال تک جہلونڈی پر قابض رہین اور چونکہ اسکا کوئی وارث تہا اُنکی وفات کے بعد اُسکا علاقہ
ستمبر ۱۸۵۸ع مین سرکار انگریزی نے ضبط کرلیا۔ مولف

ہین اور راجہ راجگان بہادر کا خطاب جو اپنے معنون کے لحاظ سے مہاراجہ کے خطاب سے بہت بڑا ہے عطا فرمایا اور سکہ جاری کرنے کی اجازت دی جسمین ایک طرف یہہ عبارت تہی ۔ حکم شد از قادر بیچون باحمد بادشاہ سکہ زن بر سیم و زر از اوج ماہی تا بماہ - اور دوسری طرف (سنہ جلوس میمنت مانوس ضرب سرہند) کندہ تہا - مہاراج نے اِس خوشی مین از راہ رحملی و حب الوطنی بہت سا روپیہ جو علی اختلاف الاقوال ایک لاکہہ روپیہ سے کسیطرح کم نتہا بادشاہ کو نذرانہ دیکر اُن قیدیون کو چہوڑا دیا جو اُسکی فوج نے سہارنپور وغیرہ کے نواح سے گرفتار کرلئے تہے اور اِس سبب سے زمانہ مین بندی چہوڑ راجہ کے معزز لقب سے مشہور ہوگئے -

مہاراج کا دوسرا حملہ کوٹلہ مالیر کے پٹہانون پر

احمد شاہ کے ہندوستان سے جاتے ہی مہاراج نے قرب وجوار کے رئیسون پر پہر حملے کرنے شروع کردیے - پہلا حملہ کوٹلہ مالیر کے پٹہانون پر ہوا اور موضع ٹبہ اُنسے چہین لیا اور عطاء اللہ خان نے جو جمال خان کی اولاد مین اُسوقت رئیس تہا عہدہ برائی مشکل دیکہکر صلح کی درخواست کی اور اقرار کیا کہ ہم خدمتگذاری اور اطاعت مین کبہی پہلوتہی نکرینگے اور لڑائی کے موقع

مین اپنی فوج کے ساتہہ حاضر ہوجایا کرینگے۔ مہاراج نے یہہ شرط منظور کرلی اور اُنکے علاقہ سے پہر کبہی تعرض نہین کیا۔

منی مزرعہ کے رئیس غریب داس پر فوج کشی اور راجہ کیرت پرکاش بہادر رئیس سرمور کا مہاراج کی ملاقات کو آنا

اِسکے بعد غریب داس[۵۱] رئیس منی مزرعہ سے لڑائی ہوئی جسنے اُن بدعملی کے زمانہ مین جو مہاراج آلا سنگہہ بہادر کی وفات کے بعد چند روز رہی تہی بسبب بیار ہوکر چلے آنے وہان کے تہانہ دار کے پنجور پر مع اُسکے تمام پرگنہ کے قبضہ کرلیا تہا۔ ملک لکہنا بخشی نے ایک ہزار سوار کے ساتہہ اُسپر حملہ

[۵۱] غریب داس ریاست منی مزرعہ کا بانی تہا۔ زین خان کے قتل اور سلطنت دہلی کے زوال کے بعد یہہ اُن چوراسی دیہات کو جو اُسکے باپ گنگا رام پرگنہ دار شاہی کے تحت مین تہے دبا بیٹہا ۱۷۸۲ع مین جب یہہ مرگیا اسکے بیٹے گوپال سنگہہ اور پرکاش چند ریاست کے مالک ہوے۔ گوپال سنگہہ نے اول ۱۸۰۳ع مین اور بعد ۱۸۱۴ع مین گورکہون کی لڑائی مین سرکار انگریزی کی بہت خدمتین کی تہین اسواسطے سرکار موصوف سے اُسکو راجہ کا لقب دیا گیا ۱۸۱۶ع مین اسکا انتقال ہوا اور ہمیر سنگہہ اُسکا جانشین ہوا جب چند سال کے بعد وہ بہی مرگیا اوسکا بیٹا گوردہن سنگہہ مالک ریاست ہوا اور اسکے مرنیکے بعد ۱۸۰۴ع مین گوربخش سنگہہ گدی پر بیٹہا ۱۸۶۶ع مین جب وہ لاولد مرگیا اُسکا چچیرا بہائی راجہ بہگوان سنگہہ جو گوردہن سنگہہ کے چہوٹے

کیا اور ڈیڑہ مہینے تک اُسکو متواتر شکستین دیکر پنجور پر پہر اپنا قبضہ کرلیا اور اُسکی پاداش مین اُسکے علاقہ کو نہایت تاخت وتاراج کیا- اِس لڑائی مین غریب داس کا باپ گنگارام مارا گیا اسوقت سرمور کے قدیمی رئیس راجہ کیرت پرکاش صاحب جنکی غریب داس سے ہمیشہ لڑائی رہتی تھی اپنے ملک سے مہاراج کی ملاقات کیواسطے آئے اور قصبہ نوڑ مین ملاقات ہوکر رسم ملک کے موافق باہم پگڑی بدلی گئی جس سے یہہ مطلب ہوتا ہے کہ گویا پگڑی بدلنے والون کی عزت ایک ہے اور ایک دوسرے پر اُسکی حفاظت لازم ہے اور مہاراج نے پنجور کا پرگنہ اُنکو بخشدیا اور چیر آ سنگہ اور حکومت سنگہ اپنے دو سردارون کو اُنکی امداد کیواسطے مقرر کرکے حکم دیا کہ اُاہر پور کو سردار کلیہ والے سے چہڑا کر راجہ صاحب کا قبضہ کرادین-

---

۷۵ خاندان کلیسہ کا بانی ایک شخص گوربخش سنگہ نامی موضع کلسی کا رہنے والا تہا جو لاہور کے علاقہ مین

٭ بہائی امر سنگہ کا بیٹا تہا بحکم سرکار انگریزی ملک ریاست ہوا ۱۸۰۲ مین اُسکے لاولد مرنیسے خاندان مذکور کا خاتمہ ہوگیا اور رشتہ دیہات اُسکی جاگیر کے ضبط سرکار انگریزی ہوگئے جو دامن کوہ مین اُس مقام کے قریب تہے جہان ندی گہگر جو ایک برساتی دریا ہے پہاڑون سے جُدا ہوتا ہے یہہ رئیس قوم کا جاٹ تہا اور خاندان نابہ اور پٹیالہ سے اسکا ملا رشتہ تہا اور راجہ گوپال سنگہ صاحب سے لیکر ابتک اُنکو راجا لکہا جاتا تہا - ۱۲ مولف

کنور ہمت سنگہہ بہادر پر فوج کشی

جب ان بیرونی جہگڑون سے فراغت ہوگئی کنور ہمت سنگہہ کی تنبیہ کے

ایک گانون ہے - یہہ کچہہ زیادہ ذی قدرت شخص نتہا مگر اسکا بیٹا جودہ سنگہہ جو سنہ ۱۷۸۱ء
مین پیدا ہوا تہا ایک نامور سردار ہوا اور شجاعت اور سپاہگری مین مشہور تہا سنہ ۱۸۰۸ء مین جب
مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر والی لاہور نے راجہ ناہن کے قلعہ نراین گڈہہ پر جو ضلع انبالہ مین
بالفعل ایک تحصیلدار کے رہنے کا مقام ہے حملہ کیا یہہ اُسکی طرف سے خوب لڑا تہا اور اسی سبب
سے جب سنہ ۱۸۰۹ء مین سرکار انگریزی نے این روے ستلج کے رئیسون کی حفاظت کا اعلان
کیا اور رئیسون کیطرح اسکے پاس اشتہار کی نقل نہین بہیجی گئی تہی کیونکہ اسکا میلان گورنمنٹ
انگریزی کی نسبت مشتبہہ تہا اور یہہ تجویز ہوئی تہی کہ اگر وہ حفاظت انگریزی کی پروا نکرے
اور رنجیت سنگہہ کے ساتہہ ملا رہے تو وہ دشمن قرار دیا جائیگا اور اُسکا علاقہ ضبط ہوگا مگر وہ نہین
بعد جب اُسنے درخواست کی اُسکو بہی وعدہ حفاظت دیا گیا سنہ ۱۸۱۰ء مین جب اسنے انتقال کیا
قضا کی ریاست اسکے دونون بیٹون سردار سوبہا سنگہہ اور ہری سنگہہ مین برابر تقسیم ہوئی
ہری سنگہہ کی شادی سنہ ۱۸۳۰ء مین مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کی ہمشیر بی بی کرم کور صاحبہ
سے ہوئی تہی مگر یہہ شاخ سردار امراؤ سنگہہ کے مرنے سے ختم ہوگئی جو سردار دیوا سنگہہ کے بیٹے اور
سردار ہری سنگہہ کے پوتے تہے اور اُنکا علاقہ بہی سردار سوبہا سنگہہ صاحب کو ملگیا جو سردار بشن سنگہہ
صاحب رئیس حال کے دادا تہے - سردار بشن سنگہہ کے والد کا نام سردار لہنا سنگہہ تہا جو اوایل
سنہ ۱۸۵۵ء مین اپنے باپ کے جانشین ہوئے تہے اور شروع سنہ ۱۸۶۹ء مین قضا کر گئے - سردار صاحب کے
رہنے کی دو جگہہ مین ایک قصبہ چہچہرولی جو انبالہ سے شمال مشرق کیطرف قریب پچیس میل کے

واسطے سپاہ مامور ہوئی جسنے جاکر قلعہ ڈہوڈان (جسمین کنور صاحب رہتے تھے) اور اُنکے تمام مقبوضہ علاقہ پر اپنا قبضہ کرلیا مگر رانی فتو صاحبہ نے ڈہوڈان اور چند اور گانون کنور صاحب کو مہاراج سے پہر دلوا دیئے اور دونون بہائیون کی صلح کرادی کیونکہ ایسے وقت مین اس خانگی لڑائی کو طول دینا خلاف مصلحت تھا۔

سردار جودہ کوٹ کپورہ والہ پر فوج کشی

پٹیالہ سے نوّے میل مغرب کیطرف قلعہ کوٹ کپورہ[۵۴] بیراڑ قوم کے ایک سردار

۵۴ خاندان کوٹ کپورہ بہی قوم کا بیراڑ جاٹ ہے۔ اس خاندان کا بانی ایک شخص ہلّن نامی تہا جو شہنشاہ اکبر کے وقت مین اسنے قوم بیراڑ کی چودہرات کی سند حاصل کی۔ اسکے بیٹے کپورا نے کوٹ کپورہ آباد کیا ۱۱۰۰ہ مین اُسکے مرنیکے بعد اُسکا بیٹا مُکھ سنگھ اُسکا جانشین ہوا۔ جب یہہ مرگیا جودہ جسکا ذکر ہم ابہی لکہہ چکے ہین بڑا ہونیکے سبب سے کوٹ کپورہ کا مالک ہوا۔ خاندان راجگان فریدکوٹ اسکے چہوٹے بہائی ہمیر سنگھ کی اولاد مین سے ہے ۱۸۴۵ء کی لڑائی سے پہلے یہہ خاندان کچہہ نامور نہ تہا لیکن مذکورہ بالا لڑائی مین سردار پہاڑ سنگھ نے سرکار انگریزی کی خدمت کی اور راجائی کا خطاب پایا اور کوٹ کپورہ کا علاقہ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر نے ۱۸۰۷ء مین چہین کر اپنے قبضہ مین

ہے۔ دوسری بسی جو انبالہ سے اٹہارہ میل شمال کی جانب ہے۔ اس ریاست کا رقبہ ایکسو پچپن میل مربع اور آبادی باسٹہہ ہزار اور آمدنی مع جاگیر وغیرہ قریب ڈیرہ لاکہہ روپیہ سال کے ہے اور سوا قصاص کے اپنی رعایا کے سب طرح کے دیوانی فوجداری جہگڑون کے فیصلہ کا اختیار ہے۔ ۱۲ مولف

جودہ نامی کی ملکیت سے تہا جسکو اُسکے دادا کپور انے جسنے ۱۸۱۱ء مین وفات پائی تہی بنوایا تہا۔ ان دنون مین کہین سے جودہ کے پاس جو ایک گہوڑا اور گہوڑی آئے خدا جانے سچ کہ جہوٹ مہاراج کو کسی نے یہہ کہدیا کہ اُسنے گستاخی سے اُنکا نام آپکے دادا اور دادی صاحبہ کے نام پر رکہا ہے۔ مہاراج یہہ سنکر بہت ناراض ہوئے اور اُس گہوڑے اور گہوڑی کے چہین لانے اور جودہ کو سزا دینے کیواسطے سردار جہنڈو سنگہہ کو مامور فرمایا۔ جب یہہ وہان پہنچے جودہ مختصر لوگون کے ساتہہ شکار کہیلتا پہرتا تہا اُنہون نے اُسکو وہان گہیر کر مار ڈالا مگر مرتے مرتے اُسنے بہی بہتون کو تیرون سے ہلاک کیا اور اُسکا بڑا بیٹا جیت سنگہہ بہی سخت زخمی ہوا جو تین دن کے بعد وہ بہی مرگیا اور دیا سنگہہ اُسکا چہوٹا بیٹا بہاگ کر کوٹ کپورہ کے قلعہ مین پناہ گیر ہوا اور فوج پٹیالہ کو واپس چلی آئی مہاراج نے جب اُسکے مرنیکی خبر سُنی بہت افسوس کیا کیونکہ وہ اُسکو برادری

کرلیا تہا اُنکو دیگیا راجہ پہاڑ سنگہہ کے بعد راجہ وزیر سنگہہ صاحب فریدکوٹ کے راجہ ہوئے ۱۸۷۴ء کے شروع مین جب اُنہون نے قضا کی اُسوقت سے اُنکے ولیعہد راجہ بکرم سنگہہ صاحب بہادر فریدکوٹ کے راجہ ہین یہہ راجہ صاحب کچہہ انگریزی اور فارسی بہی جانتے ہین اس ریاست کا رقبہ چہہ سو بیالیس میل مربع اور آبادی قریب پچاس ہزار آدمی کے ہے گیارہ توپ کی سلامی سرکار انگریزی سے مقرر ہے اور متبنے کرنے کا بہی اختیار ہے ۱۲ مولف

کی وجہہ سے قتل کرانا نہین چاہتے تھے۔

مہاراج کا حملہ بہٹیانہ پر

اسکے بعد مہاراج نے بہٹیون پر چڑہائی کی اور اہرنا اور سنگھا جو دو بڑے گانون تھے فتح کر لیئے بہٹی یہہ دیکھکر فتح آباد مین جمع ہوئے اور دس بارہ ہزار آدمی نے رات کیوقت چہاپا مارا اور تمام لشکر مین کہلبلی ڈالدی اور بہت سی آدمی اسطرف کے ضایع ہوئے مگر آخر کو انکو شکست ہوئی اور مہاراج اُنکا ملک فتح کرتے ہوئے روڑی کے مقام سے جو سرسہ کے قریب ایک چہوٹا سا قصبہ ہے کنور ہمت سنگہہ بہادر اور چودہری ہمیر سنگہہ صاحب نابہہ والہ کو وہان چہوڑکر پٹیالہ کو واپس چلے آئے

بہٹنڈہ کا محاصرہ اور آخر کار اُسکی فتح

اِسوقت بہٹنڈہ کا قلعہ ایک شخص سُکہہ چین سنگہہ نامی کے قبضہ مین تہا جو سابو گوت کا جاٹ تہا اُسنے ایک عورت گوری نام کا سر کسی وجہہ سے تلوار سے کٹوادیا تہا جب مہاراج روڑی مین تہے اُس عورت کے رشتہ دار گوجر سنگہہ اور جیت سنگہہ نے آکر مہاراج کے پاس فریاد کی اور عرض کیا کہ اگر آپ ہماری مدد کرین تو ہم اُس سے تمام

لیلین مہاراج تو ایسے موقع کی تلاش مین ہی رہتے تھے پس فوراً بھٹنڈہ
کے فتح کرنے کو فوج بھیجدی اور چند روز بعد آپ بھی وہان تشریف لیگئے
اور شہر کو فتح کرلیا مگر سکھہ چین سنگھ قلعہ مین بیٹھکر لڑنے لگا مگر اسوجہہ سے کہ اُس
زمانہ کی حالت اور تدبیر جنگ کے لحاظ سے اِس عظیم الشان اور مضبوط
قلعہ کا فتح کرلینا آسان نہ تھا مصلحت سمجھکر مہاراج نے اوّل اُس کچی گڑہی
پر قبضہ کیا جو قلعہ کے متصل امر سنگھہ سابو کا کے نام سے مشہور تھی اور اُسکی
دیوارین پختہ بنواکر ایک ہزار سپاہی اُسمین چھوڑ دیئے اور ایک بھاری
فوج زیر حکم سردار سکھدا س سنگھہ کالیکا اور ہزاری بخت سنگھہ کے جو پورب کا
رہنے والا راجپوت تھا قلعہ کی فتح کے واسطے مامور کرکے پٹیالہ کو واپس
چلے آے اور اگرچہ پٹیالہ سے تھوڑی بہت فوج برابر کمک کیواسطے جاتی
رہی اور ایک برس تک روزمرّہ لڑائیان ہوتی رہین مگر قلعہ فتح نہوا
اسلئے مہاراج دوبارہ وہان تشریف لیگئے اور بڑی شدّت اور سختی محاصرہ
مین کی گئی جس سے تنگ آکر قلعہ والون نے جی چھوڑ دیا اور سکھہ چین سنگھہ نے
یہہ پیغام بھیجا کہ اگر آپ پٹیالہ کو کوچ کرجائین تو آپکے جانیکے بعد مین قلعہ کو
فوراً خالی کردونگا۔ مہاراج کو چونکہ یہہ بات پسند تھی کہ زیادہ خونریزی ہو اُسکی

قلعہ کے واخا مین باقی تھے کہ پنڈتون نے ایک اور وقت وقت مجوزہ سابق
سے بہتر اِس مقصد کیواسطے بیان کیا اور چونکہ اُسمین کچہہ عرصہ تہا یہہ صلاح
ٹہری کہ اُس وقت تک بہٹیون کے مُلک کے تاخت وتاراج کرنے مین ایام
گذاری کیجاوے اب ادہر تو یہہ ہورہا تہا اودہر یار لوگون نے یہہ شوشہ چہوڑا
کہ کچہہ کہہ سُنکر مہاراج کا مزاج سردار سکہداس سنگہہ کیطرف سے برگشتہ کردیا
اور وہ ناراض ہوکر اور یہہ کہکر کہ بہٹیون کی لڑائی کیواسطے فوج جمع کرنے
جاتا ہون باصرار رخصت لیکر پٹیالہ کو چلا آیا اور رانی فتو صاحبہ کو جو پہلے ہی سے
ناراض تہین بہسلاکر اپنے ساتھہ شریک کرلیا او کنور ہمت سنگہہ کو ڈہوڈان سے
لاکر ۱۲۰۸ ہجری مطابق سمت ۱۸۴۹ اکرما جیتی مین پٹیالہ پر قابض کردیا اُسوقت مہاراج
مُونک کیطرف جانے اور بہٹیون پر حملہ کرنیکے ارادہ سے سُنام مین بہونچگئے تہے
کہ یکایک یہہ خبر معلوم ہوئی اور وہ مُونک کی طرف جانا موقوف کرکے سانا
مین آئے اور قبل اسکے کہ کنور صاحب کو دم لینے اور لڑائی کیواسطے سامان کافی
جمع کرنے دین پٹیالہ پر چڑہ آئے اور شہر کی دیوار کے نیچے لڑائی ہونے لگی
لیکن اب اسکا فتح کرلینا آسان نہ تہا ناچار موضع لہل مین آاُترے (جو پٹیالہ
سے شمال مغرب کی طرف ایک میل کے قریب ہے) راجہ کیرت پرکاش صاحب

والی نابہ جن اسوقت جوالا مکہی کے جانیکے ارادہ سے نراین گڈہ مین پہنچے تھے جب اُنہون نے یہہ خبر سُنی جوالا مکہی کا جانا ملتوی کر کے چہت اونبوڑ کے راستہ سے بن بُلائے پٹیالہ کو چلے آئے اور وہان کے قلعہ دارون کو بہی جو باغی ہو گئے تھے سمجہا کر ساتہہ لیتے آئے۔ راجہ صاحب کے آنیکے بعد ایکطرف سے مہاراج نے اور دوسری طرف سے اُنہون نے شہر پر حملہ کیا اور فوج شہر پناہ کو توڑ کر اندر گہُس گئی اور ایک سخت لڑائی ہوئی اور شہر کو فوج نے لُوٹ لیا۔ اب شہر پر انکا قبضہ اور قلعہ پر کنور ہمت سنگہہ کا قبضہ تہا۔ ہر روز لڑائی ہوتی تہی۔ طرفین سے تیر گولی چلتی تہی اس عرصہ مین راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر والی جیند اور چودہری ہمیر سنگہہ صاحب رئیس نابہہ بہی مہاراج کی مدد کیواسطے آگئے اور بہائی دیسو سنگہہ صاحب والی کیتہل اپنے بہائی تخت سنگہہ اور سکہا سنگہہ کو ساتہہ لیکر اپنے ایک گانون مین پٹیالہ سے تین کوس پر آن اوترے لیکن سمجہانے بجہانے کے سوا طرفین مین سے کسی طرف شریک نہین ہوئے۔ دو ہزار سہجیل سکہہ انبالہ اور شاہ آباد سے کنور صاحب کی حمایت کو چلے آئے اور پٹیالہ کے گرد نواح مین لُوٹ مار شروع کردی۔ مہاراج نے بہائی بُدہا سنگہہ اور بخشی لکہنا اور نانون سنگہہ کو اُنکے مقابلہ

کیواسطے مامور کیا لیکن سامنا ہوتے ہی انکو شکست ہوئی سبب یہہ ہوا کہ
دہانون کے کہیت مین انکے گہوڑے گر گئے اور بہائی بڈہا سنگہہ پکڑا گیا جو آخر کار
بہائی ویسو سنگہہ کی سفارش سے دشمنون نے اُسکو چہوڑ دیا اس سبب سے
مہاراج نے خود اُنپر حملہ کا ارادہ کیا یہہ دیکہکر وہ طرح دیگئے اور فریب کے ساتہہ ضلع
بہنکہر کی گڑہی کو جو پٹیالہ سے سات میل مشرق کیطرف ایک بڑا گانون ہے
فتح کر لیا۔ مہاراج نے بہائی ویسو سنگہہ کو جنکی طرف سے شبہ تہا کہ وہ کنور صاحب
سے سازش رکہتے ہین رخصت کر دیا اور بہیکن خان کے بیٹے وزیر خان صاحب
کوٹلہ والہ اور راجہ کیرت پرکاش صاحب کو سکہون سے لڑنیکے واسطے بہیجا
اور ایک سخت لڑائی ہوئی۔ اگرچہ راجہ کیرت پرکاش صاحب نے بہی اس معرکہ
مین بہت کوشش کی مگر وزیر خان صاحب نے بڑی بہادری دکہلائی اور
آخر اس بات پر صلح ٹہر گئی کہ جتنا روپیہ کنور صاحب نے دینا کرکے انکو اپنی
حمایت کیواسطے بلایا تہا وہ انکو دیکر رخصت کیا جائے۔ مہاراج نے زر مقررہ
سکہون کو دیدیا اور وزیر خان صاحب کو کسیقدر فوج ساتہہ دیکر اس غرض
سے انکے ہمراہ بہیجدیا کہ وہ سرحد تک ملک مین کچہہ فساد نکرنے پائین اور
خود پٹیالہ کو لوٹ آئے۔ اب عمر خان رئیس کوٹلہ اور سائے احمد صاحب رئیس

کوٹ وجگرانون بھی چار پانچ ہزار سوار وپیادہ کی بہیڑ بہاڑ سے مہاراج کی
مدد کو آگئے تہے اور یہہ سب فوجین ملکر ایک مڈی دل جمع ہوگیا تہا۔
رائے احمد صاحب نے جو کنور صاحب کے پگڑی بدل یار تہے انکو اور سردار سکہہ سنگہ
کو سمجہا بجہا کر اپنے ڈیرہ مین بلالیا اور مہاراج سر سواری عمر خان اور رائے صاحب
کے خیمہ مین چلے آئے اور انہون نے ملکر اور ان دونون کو ساتہہ لیکر راجہ کیرت سنگہ کا
صاحب سے ملاقات کرائی اور اگلے روز رائے صاحب کی سفارش سے سکہہ سنگہ
کا قصور معاف کردیا اور کنور صاحب کو بہی انہون نے مہاراج سے ملادیا اور
ایک مہینہ دو روز کے بعد یہہ فساد جسکے سبب سے تمام ملک مین ایک آفت برپا
ہوگئی تہی موقوف ہوگیا۔ مہاراج نے علاوہ جان بخشی کے اس خیال سے
کنور صاحب آیندہ فساد نکرین پرگنہ درہبہ کے چھبیس گانون اور سامانہ کا قلعہ
انکی جاگیر مین اور دیدیئے کنور صاحب کے دلمین یہہ خیال سمایا ہوا تہا کہ
گو ہم راجائی کے لقب سے محروم رہے تاہم ایک باپ کے دو بیٹون مین
ترکہ کا برابر تقسیم ہونا تو رواج عام ہی ہے پس جسقدر علاقہ انکے دادا صاحب نے
اپنی قوت بازو سے پیدا کیا ہے اسکے نصف حصہ کے حقدار ہین کنور صاحب کے
ان خیالات سے یہہ امید ہرگز نہین ہوسکتی تہی کہ وہ کبہی راہ راست پر آئینگے مگر

ریاست کی کچھہ قسمت اچھی تھی کہ پٹیالہ پر حملہ کرنیکے دو برس بعد انکا پیمانہ عمر شراب خوری کی کثرت سے لبریز ہوگیا اور چونکہ اُنکے کوئی لڑکا نہتا انکی جاگیر خالصہ ہوگئی اور اُنکی زوجہ رانی دیسو صاحبہ کو مطابق رواج قوم کے مہاراج نے اپنی زوجیت مین لیلیا۔

راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر رئیس جیند کی امداد بمقابلہ شمرو صاحبہ فرانسیسی کے اور اُسکی شکست

اس سے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد پانچہزار سپاہ کے ساتھہ سردار سُکھہ دیال سنگھہ کو راجہ گجپت سنگھ صاحب بہادر رئیس جیند کی امداد کیواسطے بہیجا گیا جسنے شمرو صاحب[1]

---

[1] اسکا صحیح نام سومبر ڈالیسن تہا جسنے زمانہ میں نواب میر قاسم علیخان عالیجاہ ناظم بنگالہ کا سرکار انگریزی سے بگاڑ ہوا یہ اسکا نوکر تہا مگر یہہ بڑا بیوفا شخص تہا۔ جب عالیجاہ سپاہ انگریزی سے شکست کہاکر شجاع الدولہ کے پاس آیا اسنے اُسکے اشارہ سے عالیجاہ کا خیمہ گہیر کر اپنی تنخواہ وصول کی اور جب اُسنے حکم دیا کہ زیادہ فوج کے رکہنے کی گنجایش نہین صرف دو پلٹنین رکہلو اور توپین اور بندوقین حوالہ کردو یہہ بگڑکر شجاع الدولہ کے پاس چلاآیا اور عالیجاہ کو گیارہوین نومبر ۱۷۶۳ ہجری کو گرفتار کرادیا۔ چندے شجاع الدولہ کے پاس رہا اور جب سرکار انگریزی نے سولہوین اگست ۱۷۶۵ء کے صلحنامہ کی دفعہ سویم مین شجاع الدولہ سے یہہ شرط لکہوالی کہ وہ اُسکو اپنے پاس نہ رکہے تب یہہ ایک پلٹن ہندوستانی اور ایک توپخانہ اور تین سو یورپین

کو جو دہلی سے جیند کے فتح کرنے کو آتا تہا پانی پت کے متصل لڑکر شکست دی اور وہ پچہلے پانون دہلی کو بہاگ گیا۔

سپاہیون کے ساتہہ مہاراجہ سورج مل والی بہرتپور کے پاس نوکر ہوا اور بعد ازان وہان یہہ اُس لڑائی مین شریک تہا جو امیر الامرا نجف خان بہادر اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ سے سنہ مذکور مین برسانہ کے مقام ہوئی تہی پہر یہہ مرزا کے پاس چلا آیا کیونکہ اسکا یہہ قاعدہ تہا کہ جسکو زبردست دیکہتا اُسی کے ساتہہ اپنی پلٹنون سمیت ہو لیتا۔ امیر الامرا نجف خان نے جب نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ پر فوج کشی اور اُسکے قلعہ غوث گڈہ کو جا گہیر لیا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی۔ شمرو اس موقع پر خوب لڑا اور اُسکے صلہ مین ظفر یاب خان بہادر کا خطاب اور چہہ لاکہہ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ ضابطہ خان کے ملک سے ملا ہوا اسکو جاگیر مین دیا گیا جسکا صدر مقام اُسنے سردہنہ مقرر کیا۔ چوتہی مئی ۱۷۷۸ء کو جب یہہ آگرہ کے مقام مر گیا امیر الامرا نجف خان نے اسکی ریاست اسکی بیگم کو عنایت کی یہہ ایک عرب کی بیٹی کسبی کے پیٹ سے تہی جو ۱۷۵۳ء مین پیدا ہوئی اور کوتانہ مین رہتی تہی جب باپ مر گیا اپنے سوتیلے بہائی کے ہاتہہ سے عاجز ہو کر یہہ اور اسکی مان ۱۷۶۰ء مین دہلی جا رہی۔ یہان اسکی شادی شمرو سے ہو گئی۔ یہہ عورت بڑی عقلمند مستقل مزاج اور عالی حوصلہ تہی ہمیشہ لڑائیون مین اپنی فوج کے ساتہہ خود جاتی تہی چنانچہ اپریل ۱۷۸۸ء مین جب نجف قلیخان اور شاہ عالم بادشاہ دہلی [illegible] کے مقام لڑائی ہوئی یہہ پالکی مین بیٹہی ہوئی اپنی فوج کو لڑاتی تہی اور اگرچہ توپ کے گولے سے اسکا حقہ بردار اوڑ گیا مگر اسکے تیور پر ذرا بل نہ آیا اور اسی طرح اپنی فوج کو بڑہاتے چلی گئی اور نجف قلیخان کو شکست دیکر اپنی معرفت اُسکا قصور بادشاہ سے معاف کرایا جسکے صلہ مین بادشاہ نے اُسکو زیب النساء

رانی فتو صاحبہ کی وفات اور مہاراج صاحب سنگھہ بہادر کی ولادت

اگلے برس رانی فتو صاحبہ نے قضا کی اور اس تقریب مین رسم ملک کے موافق مہاراج نے دو لاکہہ روپیہ خیرات کیا - یہہ رانی صاحبہ چودہری کہانا کی بیٹی تہین جو موضع کالیکا رہنے والا سہبر انو گوت کا زمیندار تہا - انکے باب مین یہہ روایت مشہور ہے کہ جب یہہ پیدا ہوئی تہین انکی والدہ نے جو بیٹے کے پیدا ہونے کی امید وار تہین ناخوش ہوکر بموجب وحشیانہ اور بیرحم رسم دختر کشی کے جو اُس زمانہ مین اس قوم مین جاری تہی انکو ایک مٹی کی ٹہلیا مین رکہکر زندہ زمین مین گاڑ دیا اور چونکہ خدا تعالے کو منظور یہہ تہا کہ انکے پیٹ سے بہت سے صاحب اقبال اور نامور شخص پیدا ہون بہائی دیال داس صاحب جو اپنے زمانہ مین ایک مشہور درویش تھے اتفاقاً کہانا کے گہر آئے اور اُسکی زوجہ کو مغموم دیکہکر سبب پوچہا اور فوراً لڑکی کے زمین سے نکال لینے کیواسطے ارشاد کیا - کیا خدا کی شان ہے جب یہہ زمین سے نکالی گئین تو زندہ تہین - سچ ہے جسکو خدا رکھے اُسکو کون مار سکتا ہے - یہہ رانی صاحب بڑی

کا خطاب دیا - سنہ ۱۸...ء مین معلوم نہین انہنے کس سبب سے مذہب عیسائی اختیار کر لیا تہا جو عیسائی نام رکہا گیا
مولف

خوش نیت اور نیک نہاد اور صاحب عقل تہین - اسی سال رانی راج کنور صاحبہ کے

بطن سے مہاراج صاحب سنگہہ بہادر پیدا ہوے -

قصبہ سیف آباد پر حملہ اور اُسکی فتح

پٹیالہ سے چار میل شمال مشرق کیطرف سیف آباد ایک قصبہ تہا جسکو نواب

فدائی خان کے بہائی نواب سیف خان نے اپنے نام پر ۱۰۶۶ ہجری مین

آباد کیا تہا اور اُسکی آبادی کی تاریخ شیخ ناصر علی سرہندی نے جو ایک مشہور

شاعر تہا (آباد نمود سیف خان سیف آباد) کہی تہی - اسوقت یہہ قصبہ مع اور

چند دیہات کے سیف خان کی اولاد کے قبضہ مین تہا اور اُنکی نابالغی کی وجہہ

سے ایک شخص گُل بیگ خان نامی اُنکی طرف سے اُسپر متصرف تہا اور پٹیالہ

کی قرب کیوجہہ سے مہاراج کی نظر مین ہمیشہ کہٹکتا تہا - اسلئے راجہ کیرت پرکاش

صاحب کی تحریک سے مہاراج نے اُسپر فوج کشی کی اور سات ہزار سپاہ مع

توپخانہ زیر حکم دیوان نانون مل کے جو بڑا بہادر شخص تہا اس کام کیواسطے

مامور فرمائی - گُل بیگ خان قلعہ نشین ہوکر چہہ روز تک لڑتا رہا لیکن ساتوین

دن نانون مل نے موضع روڑکی معروف قصبہ پر قابض ہوکر جب سیف آباد

پر گولے مارنے شروع کئے تو گُل بیگ خان نے مجبور ہوکر شہر کو خالی کر دیا مہاراج

نے ایک گانو جو چھوٹے رسول پور کے نام سے مشہور ہے سیف خان کی اولاد کی جاگیر مین مقرر کردیا جو اتبک اُنکے قبضہ مین ہے اور گل بیگ خان کے واسطے سات روپیہ روز پنشن مقرر کردی جسکو وہ اپنے جیتے جی پاتا رہا۔

راجہ کیرت پرکاش صاحب کی وفات اور مہاراج کا ناہن تشریف لیجانا اور اُنکے بیٹے کو ملکی سرکشی کے فرو کرنے مین مدد دینا۔

جب اس لڑائی سے فارغ ہوکر راجہ کیرت پرکاش صاحب اپنی دارالریاست ناہن مین جاکر مر گئے اور انکے ولیعہد راجہ جگت پرکاش صاحب اُنکے جانشین ہوے اُنسے اپنے علاقہ کا انتظام نہو سکا اور رعایا باغی ہوکر مقابلہ پر کھڑی ہوگئی اسلئے مہاراج ناہن تشریف لیگئے اور راجہ صاحب کو مدد دیکر سرکشی موقوف کرادی۔

مہاراج کا دوسرا حملہ بھٹیانہ پر اور راجہ گج سنگھ صاحب والی بیکانیر کی ملاقات

سمت ۱۸۳۲ کے پوس کے مہینہ مین مہاراج نے بڑے ٹھاٹھ کے ساتھ بھٹیانہ کی فتح کے ارادہ سے کوچ کیا اس حال سے واقف ہوکر بھٹی بہی کثرت سے جمع ہوے اور موضع بیگہڑان کے متصل جو بالفعل ضلع حصار سے متعلق ہے

لڑائی ہوئی جسمین طرفین کے سپاہی خوب جان توڑ کر لڑے اور قریب تمام ہزار سکھہ جسّا سنگھہ نے مہاراج کے حکم سے حملہ کیا اور ایک گھمسان لڑائی ہوئی اور موضع بگھڑان قبضہ مین آگیا۔ اس لڑائی مین بھٹیون کا چودہ سو آدمی مارا گیا اور اسطرف کے سو سپاہی مع سردار تھا سنگھہ کالیکا کے کام آئے اور چار سو آدمی زخمی ہوے اس فتح کے بعد سرسہ فتح آباد وغیرہ بھی تصرف مین آگئے۔ بخشی لکھنا ڈوگر فتح آباد کا تھانہ دار اور موتی رام راجپوت قلعہ دار مقرر ہوا اور سرسہ کی تھانہ داری سردار ہمیر سنگھہ کالیکا اور قلعہ داری بہوانی داس راجپوت کو جو وہ بھی پورب کی طرف کا تھا سپرد ہوئی اور مہاراج نے قلعہ رانیان پر مورچے جا لگائے جہان بھٹیون کا سردار نواب محمد امین خان بھاگ کر جا چھپا تھا مہاراج اس قلعہ کے محاصرہ مین ابھی مصروف ہی تھے کہ راجہ گج سنگھہ صاحب والی بیکانیر نے جنکی سرحد سرسہ اور رانیان سے ملتی تھی بیکانیر سے آکر مہاراج سے ملاقات کی اور تبدیل دستار کی رسم عمل مین آئی۔ یہہ دوستی آجتک دونون ریاستون مین قایم ہے اور غم و شادی کے موقعون مین برادرانہ سب رسمین ادا ہوتی ہین۔

راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر رئیس جیند

کی امداد بمقابلہ حاکم بادشاہی متعینہ ہانسی کے

ابہی قلعہ رانیان کا محاصرہ ہوی رہا تہا کہ راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر رئیس جیند کے وکیل پہنچے اور یہہ ظاہر کیا کہ ہانسی کے حاکم ملا رحیمداد خان نے جیند کو آکر گہیر لیا ہے ہماری مدد کیجئے یہہ حال سنکر مہاراج سردار سکہہ داس سنگہہ کو رانیان کے محاصرہ پر چہوڑکر خود فتح آباد مین تشریف لے آئے اور وہان سے دیوان نانون مل کو پانچہزار فوج کے ساتہہ راجہ صاحب بہادر کی مدد کیواسطے روانہ کیا۔ نانون مل نے جیند کی سپاہ کے ساتہہ ملکر غنیم پر دہاوا کیا اور اسکو بڑے قتل اور خونریزی کے ساتہہ شکست دی اور ملا گولی سے میدان مین مارا گیا اور بہت سا اسباب اور گہوڑے اور ہاتہی لوٹ مین دیوان کے ہاتہہ آئے (یہہ واقعہ سمت ۱۸۳۲ مطابق ۱۷۷۴ء کا ہے) اور اسنے برفاقت راجہ صاحب بہادر جیند کے ہانسی حصار۔ رہتک۔ توشام اور مہم وغیرہ پر بہی تصرف کرلیا اور راجہ صاحب بہادر اضلاع گوہانہ اور رہتک پر قابض ہوے۔ جب اس فتح کی خبر مہاراج نے سنی فتح آباد سے ہانسی کیطرف کوچ کیا اور وہان کا انتظام کرکے اور زر خطیر بابت مالگذاری وصول کرکے پٹیالہ کو تشریف لے آئے۔

قلعہ رانیان کی فتح اور بہٹیونکی ریاست کا خاتمہ

چار مہینے کے بعد رانیان کا قلعہ بھی فتح ہو گیا اور بھٹیون کے ساتھہ اس بات پر صلح ہو گئی کہ محمد حسینخان اور محمد امین خان قلعہ رانیان کو خالی کر دین اور قلعہ بھٹنیر مع بارہ گانوونکے اُنکے قبضہ مین رہے چنانچہ وہ رانیان سے نکلکر بھٹنیر مین جا رہے اور وہ تمام علاقہ جو اب ضلع سرسہ کہلاتا ہے مہاراج کے قبضہ مین آگیا۔

نواب نجف خان وزیر کی فوج کشی بغرض واپس لینے ملک مفتوحہ دیوان نانون مل کے

اُس زمانہ مین سلطنت دھلی کا کوئی فرمان روا ایسا لایق نتہا جو اُسکو زوال سے بچاتا اور سب پرزے اُسکے ڈھیلے ہو گئے تہے اور امیرون مین بڑے سرے کی پہوٹ اور نااتفاقی تہی اور کوئی پوچہنے والا نہ تہا صرف ایک امیر الامرا مرزا نجف خان بہادر ایسا شخص تہا جسکی عقلمندی اور شجاعت سے سلطنت دہلی کی کچہہ ہوا بندہ جانیکی بہہ اُمید ہو سکتی تھی پس اُسنے جب یہہ حال سُنا اُن مقامات کے واپس لینے کا ارادہ کیا جو رحیم داد خان کے مارے جانیکے بعد دیوان نانون مل نے فتح کر لئے تہے اور نواب نجف قلیخان کو جسپر اُسکو بڑا اعتماد تہا اور وہ اُس ملک کا حاکم تہا جو سرہند سے راجپوتانہ تک پہیلتا ہے

ایک بڑی سپاہ کے ساتہہ روانہ کیا۔ دیوان نے خبر پاکر نواب ضابطہ خان بہادر سے جو اُسکا حریف تہا سازش کرنی مناسب سمجھی اور فوج گوہانہ مین چھوڑ کر جمنا کے کنارے جا ٹہرا۔ اودہر سے ضابطہ خان فرید پور کے گہاٹ ادہر اُتر آیا اور باہم گفتگو ہوکر نواب نے اپنے بیٹے غلام قادر خان کو ایکہزار پیدل اور پانسو سوار کے ساتہہ دیوان کی مدد کیواسطے چھوڑ دیا۔ دیوان غلام قادر خان کو ہمراہ لیکر گوہانہ مین آیا اور وہان سے کوچ کرکے موضع چرخی چاندی مین جا اُترا۔ اب اگرچہ شاہ عالم کی سلطنت کا یہہ زمانہ اس قابل نتہا کہ اُسکو واقعی طور پر سلطنت کا زمانہ کہا جائے لیکن پہر بھی اُسوقت تک بلکہ اُس سے کسیقدر مدّت بعد تک بھی زمانہ کی کچہہ ایسی حالت تہی کہ ہندوستان کے بڑے بڑے خود مختار اور صاحب طاقت لوگ دہلی کے تخت کا بہت ادب کرتے تہے اسواسطے باہم لکہا پڑہی ہوکر ایک صورت صلح کی ہوگئی اور مہاراج مونک سے سوار ہوکر موضع کسوہن[۱] مین جا اُترے جہان راجہ بہگونت سنگہہ اور رہیسین نواب نجف قلیخان کے دو معزز سردارون نے اُنکا استقبال کیا اور وہان سے جیند مین پہنچگئے اور نواب ضابطہ خان کو بہی بلا لیا اور نجف قلیخان نے بہی جیند مین آکر ملاقات کرنا منظور کیا اور یہہ قرار پایا کہ

[۱] یہہ آٹہہ کہیڑے کے پرگنہ کا ایک گانون ہے جسکا ذکر آئین اکبری مین بہی ہے۔ ۱۲ مولف

بہٹیون کا تمام ملک اور کسوہن وغیرہ ملک بانگر اور پرگنہ بروالہ اور پرگنہ بال سمند
مہاراج کے قبضہ مین رہے اور ہانسی حصار رہتک جہم وغیرہ متعلق سلطنت
دہلی تصوّر ہو کر چھوڑ دیئے جائین لیکن گوہانہ وغیرہ سات گانون جو نانون مل
کی مدد سے راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر کے قبضہ مین آگئے تھے بدستور راجہ
صاحب بہادر کے پاس رہین۔ اسموقع پر مہاراج نے واسطہ ہو کر نواب ضابطہ خان
اور نواب نجف قلیخان کی بھی صفائی کرادی اور وہ دونون دہلی کو چلے گئے
اور مہاراج پٹیالہ کو تشریف لے آئے۔ یہہ فیصلہ اگرچہ پٹیالہ کے لئیے موجب فخر
تہا مگر سلطنت دہلی کی شان کے لائق نہتہا اس سبب سے لوگون نے یہہ کہنا
شروع کیا کہ نجف قلیخان نے رشوت لیکر یہہ معاملہ کرلیا ہے لیکن دراصل یہہ محض
تہمت تہی جو مرزا نجف خان کے دشمنون نے اُسکے بدنام کرنیکے واسطے یہہ
بات مشہور کردی تھی اور یہہ کچھہ تعجب کی بات نتھی کیونکہ جب نواب ضابطہ خان
مجدالدولہ عبدالاحد خان کے بہکانیسے بادشاہ سے باغی ہو گیا اور مرزا نجف خان
نے حملہ کرکے اُسکے لشکر کو تباہ کیا اور اس سبب سے کہ اُسکو مرہٹون اور مہاراجہ
سورج مل رئیس بہرت پور کے خاندان سے اعانت کی اُمید نرہی تھی اُسنے
سکہون سے ملاپ کرلیا اُسکے دشمنون نے مشہور کردیا تہا کہ ضابطہ خان سکہہ

ہو گیا حالانکہ کسی مسلمان کے سکھہ ہو جانیکا کوئی شخص بہی گمان نہین کر سکتا

مہاراج کا سلوک اپنے اہلکارون سے

اِس معاملہ سے فارغ ہو کر جب مہاراج پٹیالہ مین آئے رانی کھیم کنور صاحبہ کی تحریک سے نانون مل وغیرہ اہلکارون کو کچھہ کچھہ بہانہ کر کے قید کر لیا اور قریب بیس لاکھہ روپیے کے بطور ڈنڈ اُن سے وصول کیا - ایسے ڈنڈون کا لینا اکثر سکھہ ریاستون مین ایک عام دستور تہا - مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کے ہان بہی ایسے معاملات ہمیشہ ہوتے رہتے تہے اور لاکھون روپیہ امیرون اور سردارون سے بنام ڈنڈ (جسکو چٹی بہی کہتے تھے) وصول کیا جاتا تہا اور اُسوقت کا یہہ مقولہ مشہور ہے کہ اگر گناہ نہین کیا تو کیا سرکار چٹی بہی نہین لیگی اس ناپسندیدہ دستور کا نتیجہ اہلکارون کے ہی حق مین غیر مفید نہوتا تہا بلکہ ریاست کے واسطے زیادہ مضر تہا کیونکہ اہلکار لوگ اِس یقینی تاوان کے ڈر سے خیانت اور بددیانتی کرنے پر مجبور ہوتے تہے اور اپنی اہلکاری کے زمانہ کو غنیمت سمجھکر جایز و ناجایز کا لحاظ نکر کے روپیہ کے جمع کرنے مین کوشش کرتے تہے تاکہ اُس سے بقدر امکان خود بہی فایدہ اُٹہائین اور وقت معین پر ڈنڈ کے ادا کرنیکے بہی قابل ہون جسکا نتیجہ یہہ ہوتا تہا کہ خزانہ خالی اور رعیت تباہ ہتی تہی اور

سرکار اور اہلکار دونون کے باہم بدگمانی رہتی تہی اہلکار یہہ سمجہتے تہے کہ جسقدر لوٹا جائے لوٹین اور سرکار یہہ خیال کرتی تہی کہ خیر لوٹین آخر مال ہمارا ہے اور اس سبب سے نہایت خراب نتیجے پیدا ہوتے تہے۔

رانی کہیم کنور صاحبہ کا زور شور اور اُنکے بیٹے کنور سندہ سنگہہ کا خلاف حق ولیعہد مقرر ہونا

اسوقت رانی کہیم کنور صاحبہ کا بڑا زور شور تہا اور یہان تک مہاراج کے مزاج پر وہ حاوی تہین کہ انکی خاطر سے مہاراج نے اُنکے بیٹے کنور سندہ سنگہہ کو (جو ساون بدی پنچمی روز شنبہ سمت ۱۸۳۳ مطابق انیسوین جمادی الاولی ۱۱۹۰ ہجری کو کنبہ لگن مین پیدا ہوا اور اسوقت دو ڈہائی برس کا تہا) راج تلک دیکر اپنا ولیعہد مقرر کرنا چاہا۔ جب دربار کی تیاری ہوئی اور سب امیر اور سردار جمع ہوئے اور قریب تہا کہ وقت معہود پر سندہ سنگہہ کو راج تلک دیا جائے مہاراج صاحب سنگہہ بہادر کو اُنکا خدمتگار سوہان سنگہہ معلوم ارادتاً یا کسطرح دربار مین لے آیا اور یہہ اُسکی گود سے اُترکر سیدہے اُس مسند پر جو سندہ سنگہہ کے بیٹہنے کیواسطے بچہائی گئی تہی جا بیٹہے۔ مہاراج یہہ دیکہکر نہایت منغص ہوئے اور ہرچند یہہ بات بے انصافی کی تہی مگر تاہم اپنی بات کی پیچ سے سندہ سنگہہ کو راج تلک دیدیا اور

رانی صاحب نے اُسکو ساتہہ لیکر ملک مین دورہ کیا اور رعایا سے نذرین دلوائین
لیکن جب یہہ لڑکا تین برس کا ہو کر گذر گیا رانی صاحب کی بہی بات پہیکی پڑ گئی
اور مہاراج صاحب سنگہہ بہادر جنکا حق اُنہون نے چہیننا چاہا تہا بدستور ولیعہد سمجہے گئے

سردار جہنڈو سنگہہ کا کوٹ کپورہ اور ستلج کے اُس پار فتوحات حاصل کرنا

۱۷۶۶ء اب مین سردار جہنڈو سنگہہ کوٹ کپورہ اور فرید کوٹ کی تسخیر کیواسطے مامور ہوا اسنے اکثر دیہات اُس علاقہ کو مطیع کیا اور ستلج کے اُس پار اُتر کر پاک پٹن اور حجرہ شاہ مقیم تک اپنا تصرف کر لیا لیکن قحط کی سختی نے جو اُسوقت اِس تمام ملک مین پہیل رہا تہا اُسکے وہان پانون جمنے ندیئے اور وہ وہان زیادہ ٹہر نہ سکا اور جب وہ اپنی فوج کو واپس لیکر آیا موضع جبیتہ کے زمینداروں نے جو سر راہ واقع تہا مقابلہ کیا چونکہ اُسوقت ان اضلاع کی باشندے وحشی اور نہایت سرکش تہے اور خراج اور مالگذاری کو بالکل بہولے ہوئے تہے اور ملک کی بدانتظامی اور امن کے ہونیکے باعث سی اُنہون نے اپنے اپنے دیہات کو خوب مضبوط اور مستحکم بنا رکہا تہا اور اِس سبب سی اُنکے سر کرنیمین بہت عرصہ لگتا تہا اور فتح ہونیکے بعد فایدہ کچہہ نہین ہوتا تہا اسواسطے دو مہینے کے محاصرہ کے بعد بہائی دیسو سنگہہ

صاحب والی کیتہل کی سفارش سے مہاراج نے اس فوج کو وہان سے چلے آنیکو فرما بہیجا۔

بی بی چند کنور اور صاحب کنور صاحبہ کی شادی

اس برس کے منگہسر مہینے مین کنور ہمت سنگہ صاحب بہادر کی بیٹی بی بی چند کنور صاحبہ کی شادی رچائی گئی جو سردار تارا سنگہ غیبہ[1] رئیس راہون کے بیٹے سردار دسوندہا سنگہ سے منسوب تہین اور ماہ ماگہہ مین مہاراج کی دختر نیک اختر بی بی صاحب کنور صاحبہ کی شادی ہوئی جنکا رشتہ دار جیمل سنگہ خلف سردار

[1] یہہ شخص ڈلہ والون کی نسل کا ایک بڑا سردار تہا جو ڈلّہ نامی ایک گانون کے نام پر جو دریاے راوی کے کنارے آباد تہا مشہور ہوئی تہی جسکے سات ہزار یا سنو سوار تہے تارا سنگہ نے اپنے ہمراہیون کی مدد سے سلطنت کے ضعف اور بدعملی کے زمانہ مین بہت سا حصّہ دوآبہ جالندہر کا اور شمالی حصّہ اضلاع انبالہ اور لودہیانہ کا اپنے قبضہ مین کرلیا تہا اور ضلع فیروز پور مین دہرم کوٹ اور فتح آباد بہی اسکے قبضہ مین تہا۔ راہون جو ستلج کے اُس پار دریا کنارے ایک اچہا قصبہ ہے اسکا مقر و مسکن تہا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہ بہادر والی لاہور نے جب ۱۸۰۶ع مین ملک این روے ستلج پر دو بارہ مہم کی یہہ اُسکی رفاقت مین تہا۔ اُس سنہ مین اسکے مرنیکے بعد رنجیت سنگہ نے اسکے بیٹے گوجر سنگہ کو قید کرلیا اور اسکی ریاست ضبط کرکے اپنے سپہ سالارون مین تقسیم کردی جسمین سے دہرم کوٹ کا علاقہ دیوان محکم چند کو ملا۔ ۱۲۔ مولف۔

حقیقت سنگہہ کنہیّا رئیس فتحگڈھ[۵۴] سے ہوا تہا یہہ پہلی شادی میں پانچ لاکہہ روپیہ اور

۵۴ اپنے زمانہ مین ستلج کے شمال کیطرف سکہون کے گروہون مین کنہیّون کا گروہ سب سے زیادہ طاقتور تہا اسکا بانی سردار جیسنگہہ ہوا جو موضع کانہا کا رہنے والا سندہو گوت کا جاٹ تہا۔ یہہ گانو لاہور سے پندرہ میل پر آباد ہے اور اسیکے نام پر اس گروہ کا کنہیّا نام پڑا۔ اس گروہ کا دوسرا سردار حقیقت سنگہہ سنگت پورہ تہا جو وہ بہی اسی قوم کا تہا اور موضع کانہا کے قریب موضع جلکہ مین رہتا تہا۔ یہہ دونون نواب کپور سنگہہ سنگہہ پوریہ کے رفیقون مین تہے اور اُسکی وفات کے بعد خود مختار رئیس بنگئے۔ سنہ ۱۷۶۰ء مین سردار حقیقت سنگہہ نے موضع چڑیان والہ کی جگہہ سنگت پورہ آباد کیا اور ایک قلعہ تعمیر کرایا جسکا نام اپنے بہتیجے فتحسنگہہ کے نام پر فتحگڈہ رکہا۔ حقیقت سنگہہ اگرچہ جیسنگہہ کا ہمسر تہا مگر اکثر مہمون مین اُسکا دوست اور شریک حال رہا۔ احمد شاہ کے ہندوستان سے چلے جانیکے بعد ۱۷۶۲ء مین انہون نے باتفاق سردار جسّا سنگہہ آہلو والیہ اور ہری سنگہہ بہنگی اور جسّا سنگہہ رامگڈہیہ کے قصور پر حملہ کیا اور اسکو خوب لوٹا۔ اسکے تہوڑے عرصہ بعد جیسنگہہ کی ہری سنگہہ کے ساتہہ امین آباد کے قریب لڑائی ہوئی مگر کوئی مغلوب نہوا۔ یہان سے جیسنگہہ سرہند کی طرف لوٹ مار کرتا ہوا آگیا اور اس معرکہ مین شریک ہوا جسمین زین خان مارا گیا ۱۷۶۴ء مین یہہ دونون راجہ رنجیت دیو رئیس جمون کے بیٹے برج راج دیو کی مدد کیواسطے گئے جسکو اُسکا باپ ولیعہدی سے خارج کرکے چہوٹے لڑکے میان دلیل سنگہہ کو ولیعہد بنانا چاہتا تہا اور جہنڈا سنگہہ اور اور تمام بہنگی سردار اپنے باجگذار رنجیت دیو کی مدد کیواسطے آگئے تہے۔ کئی مہینے تک لڑائی کی چہیڑ چہاڑ ہوتی رہی اور سردار چڑہت سنگہہ سوکرچکیّا کے مرنیسے بہنگی غالب معلوم ہونے لگے جسکا تدارک کنہیون نے یہہ کیا کہ سردار جہنڈا سنگہہ بہنگی کو ایک مذہبی سکہہ کے ہاتہہ سے مروا ڈالا جسکے

دوسری مین سات لاکھہ روپیہ صرف مین آیا جسمین سردار تارا سنگھہ بارہ ہزار اور

مرتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہوگیا اور ریاست جمون سردار حقیقت سنگھہ کی باجگذار ہوگئی اگلے برس
انہون نے امرتسر مین ایک بازار بنوایا جو ابتک کنہیون کے کٹرہ کے نام سے مشہور ہے سنہ ۱۷۷۴ ء
مین جیسنگھہ کے بیٹے گوربخش سنگھہ نے قلعہ کانگڑہ کو فتح کیا اس سے پہلے بعض پہاڑی ریاستین حقیقت سنگھہ
کی باجگذار تہین مگر اب جیسنگھہ کا زور زیادہ ہونے سے تمام پہاڑی راجے اُسکی دوستی کا دم بھرنے
لگے۔ جب سردار جسا سنگھہ آہلووالیہ نے جسا سنگھہ رامگڈہیہ پر حملہ کرکے اُسکو پنجاب سے نکالا یہہ
دونون سردار اُنکے شریک تہے اور جب راجہ رنجیت دیو سنہ ۱۷۸۱ مین مرگیا اور برج راج دیو اُسکا جانشین
ہوا اور اُسنے اپنا وہ علاقہ جو بہنگیون نے دبا لیا تہا چہوڑانا چاہا اور ان سے مدد مانگی۔ اگرچہ
بہنگیون کی دوستی کے سبب سے یہہ چاہتے تو تہے مگر کریان والہ کی طرف گئے جہان
برج راج دیو کنہیون سے لڑ رہا تہا اس مقام کو راجہ نے بہت جلد فتح کرلیا مگر اب یہہ دونون
سردار اسکا ساتہہ چہوڑ کر اپنے پرانے دوستون سے جا ملے اور حقیقت سنگھہ نے سردار گوجر سنگھہ
بہنگی اور جیسنگھہ کے خسر سہاگ سنگھہ آلووالیہ کی مدد سے کریان والہ کو چہین کر جمون پر
حملہ کیا۔ یہہ خبر سنکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کا باپ سردار مہا سنگھہ رامنگر سے جہان وہ چٹہون
کے ساتہہ لڑ رہا تہا اپنے پگڑی بدل دوست برج راج دیو کی مدد کو آیا اور حقیقت سنگھہ کے لشکر
پر حملہ کیا مگر بڑے نقصان کے ساتہہ پس پا ہوا اب اسنے جیسنگھہ اور سردار جسا سنگھہ آہلووالیہ کو
اپنی مدد کیواسطے بلایا اُنہون نے اگرچہ بہاؤ کرنا چاہا مگر جب دیکہا کہ صلح ہونی ناممکن ہے
تو وہ امرتسر کو چلے گئے ناچار مہا سنگھہ کو اطاعت قبول کرنی پڑی اور راجہ نے تیس ہزار روپیہ
بابت خراج حقیقت سنگھہ کو دینا منظور کیا مگر جب چہہ مہینے گزر گئے اور تیس ہزار مین سے

سردار حقیقت سنگھ بیس ہزار آدمیون کی بہیڑ بہاڑ کے ساتھ بیاہنے کو آئے تہے

راجہ نے ایک کوڑی بہی ادا نہ کی تو حقیقت سنگہہ نے مہا سنگہہ کے پاس یہہ پیغام بہیجا کہ مین
جمون پر حملہ کرتا ہون اگر تم میرے شریک ہوگے تو ہم دونون وہان کی لوٹ آپسمین بانٹ
لینگے اس بات پر سردار مہا سنگہہ راجہ کی دوستی اور پگڑی بدلنے پر خاک ڈالکر فوراً راضی ہو گیا
اور دونون نے مختلف رستون سے جمون کیطرف کوچ کیا مگر مہا سنگہہ عجیب شخص تہا جب اسنے
دیکہا کہ راجہ شہر چہوڑکر بہاگ گیا اور مین اکیلا ہی سب کچہہ کر سکتا ہون تب اسنے جمون کو
لوٹکر آگ لگادی حقیقت سنگہہ اس دغا بازی کا انتقام لینا چاہتا تہا مگر قضا نے فرصت نہ دی
اور بیمار ہوکر دنیا سے رخصت ہوا جیسنگہہ نے جب یہہ حال سنا اسکو نہایت رنج ہوا اور مہا سنگہہ
کو انتقام لینے کی دہمکی دی اور سنہ ۸۳ مین جندیالہ پر چڑہائی کی اور رسول پور اور منڈیالہ کو
لوٹ کر وزیر سنگہہ اور بہاگ سنگہہ کو جو مہا سنگہہ کے متوسل تہے اپنا مطیع بنایا اور انکے علاقے
چہین لئے اگلے برس دیوالی کے موقع پر مہا سنگہہ امرتسر گیا اور جیسنگہہ کے ساتہہ صلح کرنے مین بہت سی
کوشش کی مگر وہ ایسی کج خلقی سے پیش آیا کہ وہ بدلہ لینے پر کمر باندہ کر امرتسر سے چلا گیا اور
راجہ سنسار چند والی نادون اور جسا سنگہہ رامگڈہیہ اور بہت سے سردارون کو جو جیسنگہہ پر حملہ کرنیکو ادہار
کہائے بیٹہے تہے ساتہہ لیکر بٹالا کیطرف روانہ ہوا یہان سے آٹہہ میل کے فاصلہ پر انکا جیسنگہہ کے
بیٹے گوربخش سنگہہ سے مقابلہ ہوا چہہ گہنٹے تک لڑائی ہوتی رہی مگر گوربخش سنگہہ تیر سے مارا گیا
اور کنہیونکی شکست ہوئی۔ گوربخش سنگہہ کے مرنے سے جیسنگہہ ایسا پریشان خاطر اور مغموم ہوا کہ
اُسنے جنگجوئی کی عادت کو بالکل چہوڑ دیا قلعہ کانگڑہ سنسار چند کے حوالہ کردیا جسا سنگہہ رامگڈہیہ کے علاقے اسکو واپس دیئے
اور مہا سنگہہ کو دوست بنانے کی خاطر اپنی پوتی مہتاب کور کی نسبت مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر

اور دس دن برات پٹیالہ مین رہی تہی۔

مہاراج کی مکرر فوج کشی غریب داس اور اُسکے دوست سردار ہری سنگھ سیالبہ والہ پر

مہاراج اُس گستاخی کو نہین بہولے تہے جو غریب داس رئیس منی مزرعہ نے بامداد اپنے دوست سردار ہری سنگھ[1] سیالبہ والہ کے کی تہی اور انکہو نپر

[1] سردار ہری سنگھ لنگہ (لنگرملا) ٹلہ والونکی مسل (گروہ) مین سے تہا۔ اسنے سنہ ١٧٦٣ع کے قریب جبکہ سکھ بہت طاقتور ہو گئے تہے اکثر مقامات پر جنمین سے بعض اینروے ستلج اور بعض آنروے ستلج واقع تہے قبضہ کرلیا۔ انمین سے بڑے بڑے مقامات یہہ تہے۔ روپڑ سیالبہ خیرآباد۔ کرالی۔ اسکے دو لڑکے چڑہت سنگہہ اور دیوا سنگہہ تہے۔ چڑہت سنگہہ کو اسنے علاقہ روپڑ دیا جسکی آمدنی قریب اسی ہزار روپیہ کے تہی اور دیوا سنگہہ کو سیالبہ اور اور دیہات دو لاکہہ روپے کی آمدنی کے دیئے۔ یہہ تقسیم اُسنے اپنی وفات سے ایک برس پہلے ١٧٩٢ع مین کردی تہی روپڑ کا علاقہ ستلج کی لڑائی کے بعد سرکار انگریزی نے چڑہت سنگہہ کے بیٹے سردار بہوپ سنگہہ سے سرکار لاہور کی سازش کے جرم مین ضبط کرلیا اور اُسکو سہارنپور مین رہنے کا حکم ہوا۔ سردار دیوا سنگہہ کا علاقہ اُسکے مرنیکے بعد ١٨٥٥ع مین اُسکے فرزند سردار نراین سنگہہ صاحب کے قبضہ مین آیا۔ مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کی منجہلی صاحبزادی بی بی بہگوان کنور صاحبہ کی شادی اُنسے فروری ١٨٥٨ع مین ہوئی تہی لیکن افسوس ہے کہ اکتوبر ١٨٦١ع مین بی بی صاحبہ کا انتقال

کے ساتہہ جو اسوقت خورد سال تہے کردی ١٨٩٠ع مین ہرگز دنیا کے دہندون سے چہوٹ گیا ١٨١٠

ٹہیکری رکہکر پنجور کے علاقہ پر تصرف کرلیا تہا۔ پس ان شادیون سے فراغت پاتے ہی مہاراج نے اُسکی کامل سزادہی کا ارادہ کیا اور اپنے سالے سردار مہاسنگھہ اور بابا کہڑسنگھہ کو اس کام پر مامور فرمایا۔ ان سردارون نے اپنے متواتر حملون مین اُسکا تمام علاقہ چہین لیا اور وہ مجبور ہو کر منی مزرعہ کے قلعہ مین گہس بیٹہا اور چند روز بعد اطاعت کے پیغام بہیجنے لگا لیکن مہاراج نے حکم دیا کہ اگر پٹیالہ مین حاضر ہونا قبول نکرے تو منی مزرعہ بہی چہین لینا چاہیے اسی چہین چہیں مین تین مہینے تک قلعہ پر مورچے لگے رہے۔ آخرکار وہ نذر کا گہوڑا لیکر پٹیالہ مین حاضر ہوا اور اپنے قصور کی معافی چاہی اور مہاراج نے براہ مہربانی اُسکا ملک پہر اُسکو بخشدیا اور فوج کو جو منی مزرعہ کی لڑائی سے فارغ ہو چکی تہی ہری سنگہہ کے علاقہ پر دہاوا کرنیکا حکم ہوا اور اُسنے جاکر پہلے ہی حملہ مین سیالبہ کا قلعہ اُس سے چہین لیا۔ چونکہ وہ مانجہہ کے علاقہ کا رہنے والا تہا اور جان چکا تہا کہ منی مزرعہ سے فراغت پاکر پٹیالہ کی سپاہ اُسکی بہی ضرور خبر لیگی پس اتنے مین جو اُسکے ہموطن سردار جبا سنگہہ رام گڈہیہ

ع ہوگیا ۔ یہ سردار صاحب بہی اٹہارہ برس کی عمر مین سنہ ۱۸۵۶ع مین لاولد قضا کرگئے اور اُنکا علاقہ جو انکی وفات قریب تین ہزار روپیہ سال کی آمدنی کا تہا ضبط سرکار انگریزی ہوگیا ۔ ۱۲ مولف ۔

اور کرم سنگہ شہید[۵] شہزادپوریہ اور گوربخش سنگہ انبالہ والا اور گوردت سنگہ اور دیوان سنگہ لاڈوہ والا اور اور چہوٹے چہوٹے سکہہ رئیس جنکے علاقے ستلج کے اسطرف تھے جمناپار کے ملک مین حسب عادت تاخت و تاراج کرکے واپس آئے ہری سنگہ انکو اپنی حمایت کیواسطے لے آیا اس طرف سے

[۵] گوردوارہ دمدمہ صاحب واقع موضع تلونڈی کا بڑا مہنت دیپ سنگہ مغلیہ فوج کے ساتہہ لڑائی مین مارا گیا اور جب اسکا چیلہ سدا سنگہ اسکی جگہہ مہنتی کی گدی پر بیٹہا - یہہ بہی اسیطرح لڑائی مین مارا گیا اس وجہہ سے سکہون نے انکو شہید کا لقب دیا - کرم سنگہ جسکا ذکر متن مین ہے سدا سنگہہ کا جانشین ہوا - اسنے کچہہ علاقہ اپنے زور و ہمت سے پیدا کیا اور کچہہ گانون اسکو اور سکہہ رئیسون نے گوردوارہ کا متولی سمجہکر بطور معاش کے دیئے - چنانچہ موضع سنگہ پورہ جو بالفعل ضلع سرسہ کے متعلق ہے مہاراج امر سنگہ صاحب بہادر نے عطا فرمایا تہا ۱۷۸۴ء مین جب اسنے وفات پائی تب اسکا بڑا بیٹا گلاب سنگہ اسکا جانشین ہوا - یہہ اچہا ذی مروت اور عالی حوصلہ شخص تہا ۱۸۴۴ء مین جب یہہ مرا اسوقت اسکا بیٹا شیو کرپال سنگہ چہہ برس کا تہا اگرچہ سرکار انگریزی کی زیر نگرانی اسکی تعلیم و تربیت ہوئی مگر یہہ ایسا شرابی نکلا کہ جوان ہوتے ہی بہی اسکا علاقہ سرکار انگریزی ہی کی زیر نگرانی رہا اور آخر اسی علت مین اسنے اپنی جان کہوئی - اب اسکا بیٹا سردار جیون سنگہ موجود ہے اور شہزادپور مین (جو ایک بہت چہوٹا سا قصبہ انبالہ سے قریب پچیس میل شمال کیطرف ہے اور یہہ ہی رئیس کے رہنے کی جگہہ ہے) رہتا ہے - اسکے علاقہ کی آمدنی قریب تیس ہزار روپیہ سال کے ہے - ۱۲ مولف -

سرداروں کو یہہ گمان بھی تھا کہ ایسے بڑے انبوہ سے مقابلہ کرنا پڑیگا جو پہلے
سے اسکی کچہہ فکر کرتے مگر اب لڑائی کے سوا چارہ نہ تھا پس سیالبہ کے مقام ایک
سخت معرکہ ہوا جسمین تین سو آدمی اس طرف کے مارے گئے اور بخشی لکہنا بھی
کام آیا اور دیوان نانومل زخمی ہوا اور سردار جہنڈو سنگہہ اور مہا سنگہہ پکڑے
گئے اور سردار گوربخش سنگہہ ڈہلون جو قلعہ دار مقرر ہوا تہا وہین گہر گیا
اور تمام فوج تتر بتر ہو گئی - نانون مل نے نندپور کلوڑ کے مقام جب مہاراج
کو آکر یہہ خبر دی وہ اگرچہ بہت پریشان خاطر ہوئے مگر استقلال کو ہاتہہ سے
نہ دیا اور جلد جلد اسکی تلافی اور تدارک کا سامان کرنے لگے اور اپنے
دوستون اور قرابت دار راجے اور سردارون کو بلا بھیجا - راجہ گجپت سنگہہ
صاحب بہادر جیند سے - چودہری ہمیر سنگہہ صاحب نابہہ سے - احمد
صاحب کوٹ سے - عمر خان - اسد اللہ خان - عطاء اللہ خان صاحب
کوٹلہ مالیر سے - بہائی دہنا سنگہہ و سکہا سنگہہ کیتہل سے - سردار جودہ سنگہہ
بہدوڑ سے - سردار دلیل سنگہہ ملود سے - میان کشن سنگہہ ناہن سے
- سردار تارا سنگہہ راہون سے وغیرہ سرداران کہ جنکا نام لکہنا طوالت
سے خالی نہین ہے اپنی اپنی فوج کے ساتہہ فوراً آموجود ہوئے - پہگواڑہ

سے جہان وہ بیاہی ہوئی تہین مہاراج کی بہن بی بی راجندر صاحبہ بھی جو
اپنے خاندان کے مرد رئیسون سے ہمّت وشجاعت مین کم نہ تہین تین ہزار
فوج کے ساتہہ روانہ ہوئین اور ہری سنگہہ کے ستلج کے پار کے علاقہ پر قبضہ
کرتی ہوئین بہلول پور کے گہاٹ ستلج سے عبور کرکے اپنی فوج کو سردار جودہ سنگہہ
اپنے نواسہ کے ساتہہ مہاراج کے پاس چہوڑکر پٹیالہ مین آگئین غرض یہہ سب بندوبست
دس روز کے عرصہ مین ہوگیا اور قریب چالیس ہزار سوار وپیادہ کے مہاراج
کے لشکر مین جمع ہوگئے۔ مہاراج نے سردار چوہر سنگہہ بہدوڑیہ کو سپہ سالار
بناکر بارہ ہزار سوار پانچہزار پیدل چہہ توپین دو سو زنبورک ملازمان خاص
مین سے اور قریب بیس ہزار مذکورہ بالا سردارون کی فوج مین سے اُسکو دیکر
سیالبہ کیطرف روانہ کیا۔ جب یہہ لشکر سیالبہ کے قریب پہنچا دَل کے لوگون
سے ایک ہلکی سی لڑائی ہوئی اور وہ بہاگ کر سیالبہ مین چلے گئے اور
اُس بڑی شکست کے بعد جو ایسی جلدی بہر ایسا بڑا لشکر جمع ہوگیا یہہ
دیکہکر ہری سنگہہ اور اُسکے رفیقون کے چہکّے چہوٹ گئے۔ سردار چوہر سنگہہ
نے مخفی تدبیرون سے بہی غفلت نہین کی اور دَل کے سردارون سے جوڑ
توڑ لگانے شروع کئے اور روپیہ کا منتر اُنکے کان مین پہونچا اور یہہ جادو

اُسکا چل گیا - یہہ لوگ جو گویا اُجرت پر صرف لوٹ کی خاطر لڑتے تہے اور
اسکی اُنکو کبھی پروا نہوتی تہی کہ ایک شخص کا ساتہہ چہوڑکر دوسرے کے مددگار
ہونیسے کچہہ شرم کرین بہت سے انمین سے مثل سردار کرم سنگہہ اور
دہرم سنگہہ شہید اور رائے سنگہہ اور بہاگ سنگہہ بڑیہ والے وغیرہ ہری سنگہہ
کی رفاقت چہوڑکر سوار پیچہے ایک روپیہ یومیہ لینا کرکے جوہر سنگہہ کے پاس
چلے آئے اور جبنے شروع مین ایک خفیف سا مقابلہ ہوا تہا اپنے ساتہیونکا
نفاق دیکھکر ادہر اودہر چلدیئے اور بہا سنگہہ وغیرہ مہاراج کی فوج کے سردار
جو گرفتار ہوگئے تہے صحیح وسالم اپنے لشکر مین آگئے - ہری سنگہہ یہہ دیکھکر
ہکا بکا رہگیا اور ہرچند وہ اپنے رفیقون کے پاس بہت گڑگڑایا مگر کسینے
اُسکی نہ سنی اور بالآخر اُسکو یہہ صلاح دی کہ وہ مہاراج کے پاس حاضر
ہوکر اپنے قصور معاف کرائے اور اُسکو ہمراہ لیکر مہاراج کی خدمت مین حاضر ہوئے
اور اُسنے نذر کا گھوڑا پیش کرکے عفو تقصیر کی التجا کی چونکہ قریب دس
لاکھہ روپیہ کے اس کھیڑے مین صرف ہوچکا تہا اور ایک گروہ کثیر سکہونکا
جوہری سنگہہ کا مددگار بنگیا تہا اس معاملہ سے درگذر کے واسطے ملتجی
تہا مہاراج نے اُسکی معذرت اور دل کے سردارونکی سفارش کو قبول

کرلینا ھی مصلحت سمجہا اور پٹیالہ کو واپس تشریف لے آئے اور چونکہ بہائی دیسو سنگہ رئیس کیتہل رشتہ داری کے سبب سے ہری سنگہ کا دم بہرتا تہا اور مہاراج کے دل مین یہہ بات کہٹکتی تہی اس سے تہوڑے ھی دنون کے بعد سروار بگہر سنگہ اُسکی سزادھی کیواسطے مامور ہوا اور اُسنے ایک ہی مہینے کے عرصہ مین متواتر حملی کر کے اُسکا سب ملک چہین لیا اور صرف کیتہل اُسکے قبضہ مین رہگیا مگر دہنا سنگہ اور سکہا سنگہ اور بخت سنگہ اُسکے بہائی جو ہری سنگہ کے ساتہہ لڑائی مین مہاراج کے طرفدار تھے بمقتضای برادری دیسو سنگہ کو لیکر پٹیالہ مین حاضر ہوے اور اُسکے اس قصور کی معافی چاھی چونکہ سکہون مین یہہ لوگ واجب الاحترام تہے مہاراج نے اُنکی سفارش منظور کرلی اور بہائی دیسو سنگہ کا قصور معاف کر کے اُسکا ملک پہر اُسکو بخشدیا۔

مرزا فرخندہ بخت شاہزادہ دھلی اور نواب عبد الاحد خان کا بعزم ملک گیری دہلی سے آنا اور مہاراج کو مستعد اور آمادہ جنگ دیکہکر مایوس واپس جانا

عبد الاحد خان کشمیری نے جسکو الہ آباد سے آکر دسمبر ۱۷۷۱ء مین شاہ عالم بادشاہ دہلی نے مجد الدولہ کا خطاب دیکے اپنا مدار المہام بنایا تہا یہہ سوچکر کہ مین سکہونکو مطیع

کرکے امیر الامرا نجف خان کا ہم پلہ ہو جاونگا اس مہم کا بیڑا اٹہایا اور نوامبر ۱۷۷۹ء
مین نئی پرانی بیس ہزار فوج ساتہہ لیکر روانہ ہوا ایک توپخانہ ہی ساتہہ تہا اور مرزا
فرخندہ بخت شاہزادہ کو بہی ساتہہ لیلیا کرنال تک اس لشکر کا کسی سے مقابلہ نہین ہوا
- یہان گہیل سنگہہ کروڑا سنگہیہ اور صاحب سنگہہ کُنڈہ والا اور کرم سنگہہ
شہید اس سے آکر ملے بہائی دیسو سنگہہ کیتہل والہ کے وکیل تو دلی ہی سے اُسکے ساتہہ
تہے اور اس سبب سے دیسو سنگہہ کو یقین تہا کہ اب اُسکا رسوخ بڑہ جاویگا اور جمنا وستلج
کے رئیسون مین وہی سب سے بڑا رئیس ہوگا مگر یہہ سب اُسکا خیالی پلاؤ نکلا
جب عبدالاحد خان پہناوہ مین جو کیتہل کے قریب ایک گانون ہے پہنچا
اور بہائی دیسو سنگہہ کے وکیل اُسکو وہان اُسکی ملاقات کیواسطے لیگئے چونکہ
شاہان دہلی کے ادبار کا زمانہ تہا اور اُنکے سب امرا اور وزرا کی عقلین برگشتہ
ہو رہی تہین اور اُنکے پاس روپیہ پیسہ بہی کچہہ ایسا ہی تہا اور اس سبب سے اُنکی نیت ہمیشہ
یہہ رہتی تہی کہ جہان سے اور جس طرح ممکن ہو روپیہ حاصل کرین خواہ نتیجہ اُسکا
برا ہو یا بہلا نواب نے بغیر اس بات کے لحاظ کے کہ سکہہ سردارون کی طبیعتون
پر اس سے کیا اثر ہوگا بہائی دیسو سنگہہ کو اس نامعقول بہانہ سے قید کر لیا
کہ وہ دلی سے بغیر اُسکی اجازت کے کیون چلا آیا تہا اور اس قصور کے عوض

مین چار لاکہہ روپیہ مانگا جو آخر مین لاکہہ روپیہ لیکر دیسو سنگہہ کو توچہوڑ دیا اور
اُسکے بیٹے بہائی لال سنگہہ صاحب کو باقی روپیہ کے واسطے ضمانت کے طور پر
نظر بند رکہا اور چونکہ اُسکو یہہ یقین تہا کہ مجہسے سکہہ مقابلہ نکرینگے بید ہڑک بڑہا
چلا آیا اور گہوڑام مین آن پہنچا جو پٹیالہ سے پندرہ میل شرق کیطرف ایک نہایت قدیم
قصبہ ہے۔ مہاراج بہی غافل تہے انہون نے جب سے یہہ سُنا تہا کہ عبد الاحد خان اس
ملک کے فتح کرنیکو آتا ہے تب ہی سے اپنے تمام دوستون اور قرابتیون اور فیلدار
سردارون کو پیام بہیجدیئے تہے کہ اپنی اپنی فوج لیکر پٹیالہ چلے آئین چنانچہ نواب کے
گہوڑام تک پہنچتے پہنچتے ایک بڑی بہاری سپاہ یہان جمع ہو گئی تہی اور روز
مرہ چلی آتی تہی پس اگرچہ مہاراج نے گہوڑام کے مقام اپنے دیوان نانون مل
اور لالہ رام دیال میر منشی کو نواب اور شاہزادہ کی مدارات کیواسطے بہیجا مگر
عبد الاحد خان سے یہہ سُنکر کہ پٹیالہ مین کثرت سے فوج موجود ہے اور عنقریب
اور آجاویگی ہاتہہ پانون ڈہیلے ہو گئے اور سب ارادے چہوڑ چہاڑ کر دہلی کو واپس
جانے پر تیار ہوا اور سردار بگہیل سنگہہ سے جو بظاہر اُسکا صلاح کار اور رفیق بنگیا تہا یہہ
خواہش کی کہ کرنال تک اُسکے ساتہہ رہے بگہیل سنگہہ نے موقع دیکہکر اُس سے یہہ کہا کہ جبتک
مین بعض سردارون کو کچہہ دے دلاکر اس بات کا اطمینان نکرلون کہ وہ آپ کا

تہ پہانکرین کوچ کرنا مناسب نہین اور اس بہانہ سے جو روپیہ اُسنے بہائی دیسو سنگہہ سے حاصل کیا تہا اُسمین سے بہت سا لیلیا اور کچہہ تو آپ رکہہ لیا اور کچہہ اور سرداروں کو دیکر اُنکا مونہہ میٹہا کرایا اور اپنے وعدہ کے موافق اُسکو کرنال پہنچا دیا اور اگرچہ سردار جسا سنگہہ آلہو والیہ اور جسا سنگہہ رام گڈہیہ اور تارا سنگہہ غیبہ اور جودہ سنگہہ[۱] وزیر آبادیہ وغیرہ سرداروں نے اُسکے تعاقب کیواسطے اصرار

[۱] سردار جودہ سنگہہ کا باپ گوربخش سنگہہ اور اُسکا چچیرا بہائی دیسا سنگہہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کے دادا سردار چڑہت سنگہہ کے رفیقوں مین تہے جب سردار چڑہت سنگہہ نے ضلع گوجرانوالہ کے شمالی حصہ کو فتح کیا تب وزیرآباد کا علاقہ دیسا سنگہہ اور گوربخش سنگہہ کے ہاتہہ آیا اور اُنہون نے اُسکو آپسمین تقسیم کرلیا گوربخش سنگہہ نے اپنی لڑکی دیسان کی شادی سردار چڑہت سنگہہ کے ساتہہ کردی اور اسکے سبب سے اسکے اقتدار کو بڑی ترقی حاصل ہوئی احمد شاہ درانی کے حملہ کیوقت ۱۷۶۲ء مین گوربخش سنگہہ اور دیسا سنگہہ اپنا وطن چہوڑکر بہاگ گئے تہے مگر جب لڑائی کا طوفان فرو ہو گیا تب پہر اپنے وطن مین چلے آئے ۱۷۶۵ء مین گوربخش سنگہہ نے قضا کی اور اُسکا بیٹا جودہ سنگہہ اُسکے علاقہ کا مالک ہوا جسکی آمدنی اُسوقت ڈیرہ لاکہہ روپیہ سال تہی اسکے اور سردار مہا سنگہہ کے باہم بڑی محبت تہی اور یہہ دونون سردار صاحب سنگہہ بہنگی رئیس گجرات کے ساتہہ جو سردار مہا سنگہہ کا بہنوئی تہا ہمیشہ لڑتے رہتے تہے اس لڑائی کی وجہہ یہہ تہی کہ ایک دن مہا سنگہہ اور جودہ سنگہہ جو اُس سے شرقیہ ملنے کو گئے تو وہ بظاہر اُنسے بڑے اخلاق سے پیش آیا مگر جب یہہ دونون قلعہ مین پہنچے تو اُنکو قید کرلیا اور اس خوشی مین

کیا مگر مہاراج نے اس وجہ سے کہ اُن بے سروپا سکہون کے گروہ کا کچہہ اعتماد تہا
اور اُنسے یہہ اندیشہ تہا کہ سب لڑائی کا کام کیوقت بچل جائین اور یہہ مفت کی فتح ہاتہہ سے
جاتی رہے اس بات کو مناسب سمجہا اور اُنکو اس قصد سے روک تہام کر رخصت واپس کردیا

کہانا کہانے کو جا بیٹہا ابہی وہ کہانا کہا ہی رہا تہا کہ ان نوجوان سرداروں نے دفعتاً حملہ کرکے
اُن سپاہیونکو جنکی یہہ حراست مین تہے تہ تیغ کیا اور بہاگ کر اپنے لشکر مین چلے آئے اسکے
بعد بڑی لڑائی ہوئی اور سردار مہا سنگہہ وزیر آباد اور صاحب سنگہہ کے علاقہ کا بڑا حصہ اسکے
قبضہ مین آگیا کہتے ہین کہ قصبہ سودہرہ کے محاصرہ کے موقع پر جودہ سنگہہ نے مہا سنگہہ کو بڑی
دغا دی یعنی جبکہ صاحب سنگہہ قلعہ مین محصور تہا اُسکے پاس گولا بارود نہین رہا تہا مگر جودہ سنگہہ
نے اس خیال سے کہ اگر صاحب مارا گیا تو مہا سنگہہ بڑا طاقتور ہوجائیگا اُسکے پاس گولا بارود
بہجوا دیا اس لڑائی کے بعد جو سنہ ۱۷۹۰ء مین ہوئی تہی مہا سنگہہ گیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر
اسکے جانشین ہوئے۔ جودہ سنگہہ اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کی آنکہہ مین مدت سے
کہٹکتا تہا مگر رنجیت سنگہہ یہہ جانتا تہا کہ اسکو گہر بیٹہے چہیڑنا بہی مناسب نہین اسلئے اُسنے ملاقات
کیواسطے اُسکو لاہور بلایا یہہ ایک سپاہ جرار اپنے ہمراہ لیکر آیا رنجیت سنگہہ نے کہلا بہیجا کہ سپاہ کے
لانیکی کیا ضرورت ہے اسے واپس بہیجدو جودہ سنگہہ نے اپنی مردانگی کے خیال سے رنجیت سنگہہ
کے کہنے پر عمل کیا اور صرف دو سو برچہی برداروں کے ساتہہ لاہور پہنچا دوسرے روز پچیس
آدمی ہمراہ لیکر دربار مین گیا مگر انکو بہی باہر چہوڑ گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر اول تو بہت خوش
خلقی سے پیش آئے۔ شوقیہ باتین کہتے رہے مگر بعد ازان دفعتاً کہڑے ہوگئے اور اشارہ کیا
کہ اسکو گرفتار کرلو یہہ دیکہکر جودہ سنگہہ نے تلوار میان سے کہینچکر للکار کر کہا کہ مین بہاگنا نہین جانتا

مہاراج کی وفات اور خورد سال مہاراج صاحب سنگھہ بہادر کی مسند نشینی اور اُسکے نتایج

اِسکے بعد دو برس تک کسی سے لڑائی بہڑائی نہین ہوئی اور نہ کوئی نیا
مُلک فتح ہوا سبب یہہ تہا کہ اگرچہ کمبخت شراب دیر سے مہاراج کے مونہہ لگ گئی
تہی لیکن اب اوسکا ہوکا ہو گیا تہا اور بہت کثرت سے پینے لگے تہے
آخر جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ استسقا کے مرض سے بیمار ہوکر پہاگن بدی آٹھمی سمت ۱۸۲۱
کو چونتیس ۳۴ برس کی عمر مین اِس جہان سے رحلت کی اور اپنی فتوحات اور نام آوری
کا خوفناک ورثہ جسکو ابہی وہ بخوبی استحکام نہ دیسکے تہے اپنے نابالغ جانشین

جسمین ہمت ہو آگے بڑہے اور مجہپر وار کرے۔ رنجیت سنگہہ دل چلے آدمی کی بڑی قدر کرتا تہا جو سنگہہ
کی شجاعت کو دیکہکر بڑا خوش ہوا اور بڑا بہاری خلعت دیکر بڑے اعزاز کے ساتہہ اُسکو رخصت کیا
اور علاقہ جہدی آبادہی عطا فرمایا۔ ۱۸۲۷ع مین جودہ سنگہہ کا انتقال ہوا اِسوقت اُسکے بیٹے
امر سنگہہ اور گنڈا سنگہہ دونون خورد سال تہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے موقع دیکہکر فیروز آباد
پر حملہ کیا مگر گنڈا سنگہہ نے اسکو ایک رقم کثیر نذر کی اسواسطے اُسنے اپنے ارادہ کو اُسوقت
تو ملتوی کر دیا اور گنڈا سنگہہ کو خلعت دیکر چلا گیا مگر اُسکے تہوڑے عرصہ بعد فوج بہیجکر
اُسکے علاقہ کو چہین لیا اور دس ہزار روپیہ کی جاگیران دونون بہائیون کو دیدی
اگرچہ اسوقت رنجیت سنگہہ نے یہہ اقرار کیا تہا کہ جب یہہ بالغ ہو جاینگے تب اُنکا علاقہ اُنکو
واپس دیدیا جاویگا مگر یہہ صرف ایک بات ہی بات تہی۔ ۱۲ مولف

کے واسطے چہوڑ گئے جس زمانہ مین مہاراج پیدا ہوے تہے اور جس وقت مین
اُنہون نے نشو ونما پایا تہا تعلیم و تربیت کے لحاظ سے ہندوستان شمالی
مین نہایت تاریک اور خراب زمانہ تہا لیکن صاحب ہمت اور عالی حوصلہ
لوگون کے لئے بیشبہہ ایک بہت بڑی جنگی تعلیم گاہ کی حیثیت رکہتا تہا
پس اگرچہ اُنہون نے کچہہ تعلیم و تربیت نہائی تہی لیکن روزمرہ کی مار دہاڑ اور
رات دن کے لڑنے بہڑنے سے اُنکو ملک گیری اور طاقت آزمائی کا ایسا
ملکہ حاصل ہوگیا تہا کہ جسکے سبب سے یہہ کہنا مبالغہ نہین ہے کہ اگر وہ چند سال اور
بہی جیتے رہتے تو این روے ستلج مین ایک ایسی خودمختار ریاست قایم کر لیتے جسکے
اقبال اور طاقت کے اعتراف سے ہمسایہ سلطنتون مین سے کسیکو بہی انکار نہوتا اور
اس نازک اور پُرآشوب وقت مین جبکہ ایکطرف سکہون کی جمہوری اور جنگجو گروہ نے
پشاور سے لیکر دریاے جمن کے پار انوپ شہر وغیرہ تک اودہم
مچا رکہا تہا اور دوسری جانب مرہٹون کے جفاکش اور دُوردُم گہوڑون نے
دکہن سے لیکر دہلی کے اس طرف تک ملک کو اپنی ٹاپون سے روند ڈالا تہا جو
جو فتوحات اُنہون نے حاصل کین اور جس زور اور حکمت سے اُنہون نے
اپنی ریاست جمائی بیشک انہین کا کام تہا - مہاراج امر سنگہہ کی وفات کے بعد

مہاراج صاحب سنگھہ بہادر جنکی پیدایش بہادون بدی پندرس سمت ۱۸۳۰ کو مکر لگن مین ہوئی تہی سات برس کے سن مین اُنکے جانشین ہوئے سب راجون اور ذیلدارون اور سردارون نے تحایف اور نذرانے پیش کئے اور حضرت شاہ عالم بادشاہ دہلی کیطرف سے بہی خلعت آیا اور مہاراجہ مہندر کا لفظ خطاب مین بڑہایا گیا اور مہاراج کی دادی رانی حکمان صاحبہ کی تجویز سے دیوان نانون مل جسنے مہاراج امر سنگھہ بہادر کے روبرو ملکی اور جنگی دونون طرح کی خدمتین کی تہین مدار المہام اور نایب ریاست مقرر ہوا - دیوان اگرچہ بہت لایق اور منتظم تہا لیکن چونکہ یہہ وقت بہت نازک اور ایک نہایت شجاع اور اولوالعزم اور ذی رعب رئیس کے وجود کا محتاج تہا مہاراج امر سنگھہ بہادر کی ناوقت وفات سے ریاست کو بڑا نقصان پہنچا اور جیسا کہ شخصی سلطنتون کو لازم ہے فوراً اُس رعب و داب مین فتور آگیا جو مہاراج ممدوح کے عہد دولت مین اس ریاست کو حاصل تہا اور ملکی بغاوتین اور خانگی فتنہ فساد شروع ہو گئے -

سردار مہا سنگھہ کی سرکشی

سب سے پہلے رانی رتیہ صاحبہ کا بہائی سردار مہا سنگھہ جسکو اپنی بہن کی حمایت کا گھمنڈ تہا قلعہ بہٹوان مین جہان کی حکومت اُسکے سپرد تہی جا کر

باغی ہوگیا دیوان نانون مل نے جاکر قلعہ کو گہیر لیا اور تین مہینے تک برابر لڑائی ہوتی رہی اور جب دیوان نے سردار تارا سنگہہ رئیس راہون کو جو مہا سنگہہ کو خفیہ مدد دیتا تہا سردار جیسنگہہ کنہیا رئیس فتحگدہ کی معرفت دہمکایا تو اُسنے باتفاق سردار جیسنگہہ اُسکا شفیع بنکر مہا سنگہہ کو دیوان جی کی خدمت مین حاضر کردیا دیوان نے ان دونون سردارون کی سفارش کے لحاظ سے اگرچہ اُسکو کچہہ اور سزا نہدی مگر قلعہ ڈہوڈان اور اُسکے متعلقہ علاقہ کی حکومت چہین لی اور مہا سنگہہ اپنے گہر مُدکی کو چلا گیا جہان اکیسوین دسمبر ۱۸۴۵ء کو سرکار انگریزی اور مہاراجہ دلیپ سنگہہ نابالغ والی سابق لاہور کی فوج سے ایک سخت لڑائی ہوئی تہی جسکی یادگار کے طور پر سرکار انگریزی نے وہان ایک بڑا مینار بنا دیا ہے۔ جو طبیعت انسانی کے ہولناک جذبون اور خوفناک امید دلی کی گویا تصویر ہے جنکے جوش سے آدمی آدمی کا دشمن ہوجاتا ہے اور ایک دوسرے کے مارنے اور جان لینے پر فخر کرتا اور اُسکے مُلک اور دولت کے چہین لینے کو اپنا حق سمجہتا ہے اور پہر ایک دن یہہ سب فخر اور حوصلے خاک مین ملجاتے ہین اور مُلک و دولت سب یہین پڑے رہجاتے ہین اور یہہ جسطرح سے آیا تہا اُسیطرح خالی ہاتہہ دنیا سے چلا جاتا ہے اور تاریخ کی کتابون مین اسکا ذکر کہانی کی طرح لکہا رہجاتا ہے۔

مسماۃ راجو کا تصرف قلعہ کوٹ سمیر پر اور نانون مل کی اسپر چڑھائی

ابہی یہہ سرکشی ہو کر ہٹی ہی تھی کہ یہہ خبر لگی کہ بخشو سنگھہ کی زوجہ مسماۃ راجو
نے جو سنگھہ چین سنگھہ سابق مالک بہٹنڈہ کی اولاد مین سے تہا کوٹ سمیر کے
قلعہ پر قبضہ کر لیا ھے - دیوان فوراً وہان پہنچا اور لڑائی شروع کی اور دو مہینے تک
وہان رہکر اُس ملک کا انتظام کرتا رہا اور راجو کی سرزنش کیواسطے کوٹ سمیر کے
متصل ایک کچی گڑہی بنا کر کسیقدر فوج اُسمین چہوڑ دی اور خود پٹیالہ کو چلا آیا

رانی کہیم کنور صاحبہ کے بہائی سردار آلا سنگھہ کی بغاوت بمقام بہیکی اور نانون مل کا وہان جانا اور آلا سنگھہ کو سزا دینا

نانون مل یہان پہنچا ہی تہا کہ مہاراج امر سنگھہ بہادر کی رانی کہیم کنور صاحبہ کے
بہائی آلا سنگھہ نے اپنے بہائی سردار بالک سنگھہ اور موضع بہیکی کے زمینداروں کی
سازش سے سردار تہمن سنگھہ ان کے قلعہ دار اور تہانہ دار پر اچانک حملہ کر کے اُسکے
گہر کو لوٹ لیا اور اُسکو قلعہ سے نکال کر خود قابض ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت مہاراج
امر سنگھہ بہادر کی رانیون کے بہائی برادرون کا بہت زور تہا اور انکی والدہ مائی
هکان صاحبہ کے سوا سب رانیان نانون مل کے انتظام سے ناراض تہین۔ نانون مل

نے رانی حکمان صاحبہ سے جو اُسکی تقویت کا بڑا سبب تہین اس معاملہ مین مشورہ
کیا اور اسوجہہ سے کہ پٹیالہ کے خزانہ کا روپیہ مہاراج امر سنگہہ بہادر کی وفات اور
مہاراج صاحب سنگہہ بہادر کی مسندنشینی کی رسمون مین خرچ ہو چکا تہا اور ملک کا
محاصل بہت وقت سے بغیر کسی مقررہ اور مساوی قاعدہ کے وصول ہوتا
تہا۔ دوسرے سمت ۱۸۴۰ کے اُس ہولناک قحط کے سبب سے جسمین ہزارون
آدمی بہوک سے مر گئے اور ملک تباہ اور برباد ہو گیا تہا اور اپنی شدت اور سختی کے
سبب سے ابتک بہی وہ ضرب المثل ہے۔ روپئے کی آمدنی کے راستے اکثر
بند تھے۔ بہٹنڈہ کے خزانہ سے جہان احتیاطاً کسیقدر روپیہ رکہا جاتا تہا بقدر
ضرورت منگاکر اپنی فوج کو مرتب کیا اور رفیق اور ذیلدار راجے اور سردارون کو
بہی بلا بہیجا اور رانی حکمان صاحبہ کو ساتہہ لیکر قلعہ بہیکی کو جا گہیرا۔ اگرچہ الا سنگہہ
چند روز لڑتا رہا مگر آخر مایوس ہو کر ایکدن رات کو سُرنگ کے راستہ قلعہ سے
نکلکر اپنے مسکن تلونڈی مین جا رہا۔ دیوان نے بہی اُسکے تعاقب مین کوچ کیا
اور آلا سنگہہ بناچاری چودہری ہمیر سنگہہ صاحب رئیس نابہہ کے ذریعہ سے
رانی صاحبہ کی خدمتمین حاضر ہو کر طالب عفو ہوا۔ لیکن دیوان اُسکو قید کر کے
پٹیالہ مین لے آیا اور سردار مہر اج سنگہہ کو اُسکی جگہہ فوج کافی دیکر اُس ضلع کا

حاکم مقرر کیا اور آخر کار جب سوڈھی ناہر سنگھہ رئیس آنندپور نے سفارش کی تو بعلم وعدہ نمک حلالی اور خیرخواہی کا لیکر رانی صاحب نے دیوان کو بہت سا کہہ سنکر اور بہاری جرمانہ لیکر اُسکو قید سے چہڑا دیا اور چند دیہات بعوض نوکری اُسکی جاگیر مین مقرر کردیئے۔

سردول سنگھہ قلعہ دار موڑے پور کی بغاوت اور نانون مل کی اُسپر فوج کشی اور رانی حکمان صاحبہ کی وفات اور دیوان کا قید ہونا

چونکہ ان فسادون کے باعث سے ریاست کے خزانون کا روپیہ بہت کچھہ خرچ ہو چکا تہا اور باقی ماندہ کی نسبت بہی لوگون کو یہی توقع تہی۔ رانی کہیم کنور صاحبہ نے غالباً اس خیال سے کہ نانون مل کہین اُسکو بہی خرچ کیواسطے نہ لے اُنکے پاس جو روپیہ تہا چپکے چپکے سردول سنگھہ قلعہ دار موڑے پور کے پاس جو اُنکا دور کا رشتہ دار اور اُنکی جاگیر کا جو موڑے پور کے پرگنہ مین تہی مہالج امر سنگھہ بہادر کی حیات مین سربراہ کار تہا بہیجنا شروع کیا اسطرح سے جب قریب دس لاکہہ کے مال و نقد اُسکے پاس جمع ہو گیا اُسکی بہی عقل بگڑ گئی اور قلعہ مین بگڑ بیٹہا۔ دیوان کو اب اِس نئے جہگڑے کی فکر ہوئی اور چونکہ

غالب ہے کہ اُس زمانہ مین مرہٹون کی فوج کے حالات سن سنکر جسکو فرانسیس
لوگون نے مرتب کیا تہا ہمارے ملک کے لوگ بہی قواعددان فوج اور توپخانہ
کے فواید سے کسیقدر واقف ہوگئے تہے اسلئے دیوان نے ایک شخص گاجر بیگ
نامی کو نوکر رکہکر جو غالباً پورب کا رہنے والا تہا اور غازی بیگ شاید نام تہا
جسکو بے علمی کے سبب سے لوگون نے بگاڑکر گاجر بیگ بنالیا اُسکے اہتمام سے
ایک پلٹن تیار کی اور توپخانہ کو بہی درست کیا جسکے چلانے والے اوّل اوّل
لکہنؤ۔ جونپور وغیرہ سے آئے تہے اور خاص اپنی اور ذیلدار سرداروں کی فوج
ساتہہ لیکر موے پر مورچے جالگائے اور بیس دن تک توپ بندوق چلتی رہی
اس عرصہ مین شردول سنگہہ نے پلٹن مذکور کے ایک الوسدار[۱] خرم بیگ نامی
کو لالچ دیکر دیوان کے قتل پر آمادہ کیا اور جب ایک روز دیوان نے اُسکو حملہ کا
حکم دیا اُسنے گستاخانہ طور پر انکار کیا اور کہا کہ ہم اپنی تنخواہ اسیوقت لینگے دیوان
نے اس گستاخی اور بے محل سوال سے ناراض ہوکر اُسکے گرفتار کرلینے کا اشارہ
کیا لیکن اُسنے چالاکی کرکے دیوان کو تلوار سے زخمی کیا اور بہاگنا چاہا مگر لوگون

---

[۱] کمیدان کے ماتحت ایسے عہدہ دار ہوتے تہے جنکے آدہی پلٹن سپرد ہوتی تہی اور وہ انکو الوسدار کہتے تہے جو انگریزی یا فرانسیسی زبان کا بگڑا ہوا کوئی لفظ ہے ۱۲۔ مولف

نے مارکر اسکا وہین ڈہیر کردیا - اس شورش سے لشکر مین بڑی کہل بل مچی اور
لوگ دیوان کو اٹھا کر خیمہ مین لے آئے - جب یہہ خبر رانی حکمان صاحبہ عیادت
کو آئین دیوان کو گہایل اور لہولہان دیکہکر بیہوش ہوگئین اور چونکہ عمر کی
ضعیف تہین اسی غشی کی حالت مین ایک دن کے بعد گذر گئین اب موے پورنے
تو کیا فتح ہونا تہا اسپر طرہ یہہ ہوا کہ سوہان سنگہہ ہمیر سنگہہ تہمن سنگہہ وغیرہ
سرداروں اور مہاراج امر سنگہہ بہادر کی پہوپہی بی بی پردہان صاحبہ اور رانی
کہیم کنور صاحبہ نے جو دیوان سے ناراض تہین مرہم پٹی کی جگہہ اٹہا اسکو پٹیالہ مین
لاکر قید کردیا اور لالہ کو ماکو جو پہلے ہی ایک دفعہ دیوان ہوچکا تہا نایب ریاست مقرر کیا

سردار خوشحال سنگہہ فیض اللہ پوریہ کا تصرف قصبہ بنوڑ پر اور بی بی راجندر صاحبہ کا دیوان نانون مل کو اُسکے عہدہ پر بحال کرنا وغیرہ حالات

سردار خوشحال سنگہہ فیض اللہ پوریہ قصبہ بنوڑ مین جو تہائی کا حصہ دار تہا اب
ریاست مین بدانتظامی تو پہیل ہی رہی تہی موقع دیکہکر اُسنے سرکاری تہانہ دار
کو بنوڑ سے نکالدیا اور قصبہ اور قلعہ پر قبضہ کرلیا یہہ خرابیان دیکہکر بی بی راجندر صاحبہ

---

۱۵۷ اپنے زمانہ مین فیض اللہ پوریہ ہی جسکو سنگہہ پوریہ بہی کہتے ہین ایک بڑا طاقت ور خاندان ہے

پہگواڑہ سے پٹیالہ مین آئین اور نانون مل کو جس سے یہہ توقع ہوسکتی تھی کہ پہر انتظام کو درست کریگا اُسکے عہدہ پر بحال کیا۔ اتنے مین مرہٹون کا ایک سردار دہارا راؤ نامی کور چہیتر کے یہان کو آیا چونکہ لوگون کے نفاق اور نااتفاقی کیوجہہ سے نانون مل کو توقع نہ تہی کہ بغیر امداد کسی غیر شخص کے وہ ان بغاوتون کے دبانیمین کامیاب ہوگا اُسنے دہارا راؤ کے ساتھہ سازباز کرنا اور اُس سے مدد لینا مناسب سمجہا اور سردار چین سنگہہ اور منشی رام دیال کو اُسکے پاس بہیجا اور اُنہون نے سردار بہگیل سنگہہ کروڑا سنگہیہ کی معرفت جسکا یہہ وتیرہ تہا کہ جو زبردست شخص اسطرف کا قصد کرتا یہہ کسی نہ کسی بہانہ سے اُسکا پیشدست اور اُسکی کامیابی

ے تہا اسکا بانی سردار کپور سنگہہ تہا جسنے فیض اللہ پور جو امرتسر کے قریب ایک گانون ہے اُسکے بانی فیض اللہ خان سے فتح کرکے سنگہہ پورہ نام رکہا اور اسکے نام پر یہہ خاندان مشہور ہوا اگیوہ سکہونکی جمہوری سپاہ کا سب سے بڑا سردار تہا اور اسنے نواب کا لقب اختیار کیا تہا جب ۱۷۵۳ء مین اسکا انتقال ہوگیا اسکا بہتیجا سردار خوشحال سنگہہ جسنے یہہ ہنگامہ برپا کیا تہا اُسکے علاقہ کا مالک ہوا جو چار لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کا تہا اور قصبہ جالندہر اُسمین شامل تہا۔ ستلج پار کا علاقہ اسکے بیٹے بدہ سنگہہ کے وقت مین جو خوشحال سنگہہ کے مرنیکے بعد ۱۷۹۵ء مین اس جاگیر کا مالک ہوا تہا مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر والی لاہور نے چہین لیا اور صرف وہ علاقہ اسکے پاس رہگیا جو ضلع انبالہ کے گرفتہ شمال و مغرب مین دریائے ستلج کے موڑ پر کیرت پور کے قریب سے ماچہی واڑہ تک تہا اور ابہی اُسکی اولاد کے قبضہ مین ہے مہاراج آلا سنگہہ صاحب بہادر نے بابل اسکے ہاتہہ سے لی تہی اور نواب زین خان

کے لئے اوزار بہجاتا۔ تین لاکہہ روپیہ دینا کر کے اپنی مدد پر آمادہ کرلیا جب وہان اراو تہا نیسر مین پہنچا بی بی راجندر صاحبہ اور دیوان نانون مل نے سومان سنگہہ کو خوشحال سنگہہ کی سازش کے شبہ یا حیلہ سے قید کرلیا اور راجہ جسپت سنگہہ صاحب بہادر اور سرداروں اور ذیلداروں کو ہمراہ لیکر اُس سے وہان جاکر ملے اور اُسکو تہا لیکر رئیس کیتہل کے علاقہ کے دیہات سارسا اور گتہلہ سے نذرانہ لیکر سنوٹہہ اسمٰعیل پور کی راہ سے ملانہ ہوتے ہوئے انبالہ آئے۔ راجہ جسپت سنگہہ صاحب بہادر تو بیمار ہوکر راستہ مین سے اپنے علاقہ سفیدون کو چلے گئے جہان جاکر اخیر سنہ ۱۷۸۹ء مین انکا انتقال ہوگیا اور بی بی راجندر صاحبہ انبالہ سے پٹیالہ کو چلی آئین انبالہ والے سکہہ جنہون نے ریاست کے بعض دیہات پر قبضہ کرلیا تہا اور بڑا فساد کر رکہا تہا خود بخود بہاگ گئے اور دیوان نے اُنہین بدستور اپنا تہانہ بٹہلادیا اور بنور کیطرف کوچ کیا جو انبالہ سے بارہ میل شمال مغرب کی طرف ہے۔ خوشحال سنگہہ کو اگرچہ مکرر کہا گیا کہ قلعہ کو بغیر لڑائی کے چہوڑ دے مگر اُسنے سردار کرم سنگہہ شاہ آبادی[۱۵]

[۱۵] سردار کرم سنگہہ ۹ئسنہ اہو مین علاقہ مانجہہ سے اِس ملک مین آیا اور علاقہ شاہ آباد مین سے جسکو نشانون والی مثل (گروہ) نے فتح کیا تہا اِس گروہ مین کے ایک شخص ہمت سنگہہ نامی کی بیوہ نے پانچ گانون اسکو دیئے تہے یہہ اپنی تدبیر اور ہمت سے اُس سارے علاقہ پر قابض ہوگیا جو چہبیس ہزار روپیہ سال کی آمدنی کا

[۲] صوبہ دار سرہند اسکے ایک سوار کی گولی سے مارا گیا تہا۔ ۱۲۔ مولف

اور اور سکہہ سرداروں کی حمایت سے جنکو کرم سنگہہ نے پنتہہ^ع کی عزت بچانیکے حیلے سے اپنا شریک کرلیا تہا صلح سے قلعہ خالی نکیا اور بناچاری دیوان نے حملہ کرکے دو گہنٹہ کی لڑائی میں قلعہ فتح کرلیا - اور سکہہ تو حسب عادت اِدہر اُدہر بہاگ گئے مگر کرم سنگہہ موے پور کے باغیوں کی حمایت کو گیا اب اُنکی کیفیت سنیے کہ سردول سنگہہ اور ہمیر سنگہہ نے ایک روز حسب عادت خوب شراب میں اور طرایف اور نشہ کی ترنگ میں کسی بات پر بگڑکر ہمیر سنگہہ نے سردول سنگہہ کو جام اجل سے سیراب کیا کرم سنگہہ شکست کہاکر تو آیا ہی تہا یہہ دیکہکر اُسکا اُور بہی نشہ کرکرا ہوگیا اور آخر یہی سوجہی کہ مال و زر جو کچہہ ہاتہہ لگا لیکر قلعہ چہوڑ دونوں کہیں کو رفوچکر ہوئے اور دیوان بے روک ٹوک جاکر قلعہ پر قابض ہوگیا جب ان

ع پنتہہ عربی لفظ طریق کا ترجمہ ہے سکہہ اپنے مذہب کو پنتہہ خالصہ کہتے تہے - ۱۲ مولف

تہا [illegible] میں سکے مرنیکے بعد اسکا علاقہ اسکے چاروں بیٹوں نجیت سنگہہ نہیر سنگہہ کاہنہ سنگہہ کہڑک سنگہہ میں باہم برابر تقسیم ہوا - سردار کہڑک سنگہہ کی شادی [illegible] میں مہاراج کرم سنگہہ بہادر کی بہن بی بی [illegible] صاحبہ سے ہوئی تہی سردار کہڑک سنگہہ کے [illegible] میں لاولد مرنیسے اُسکا حصہ سردار نہیر سنگہہ کو ملگیا یہہ [illegible] میں مرا اور اُسکا بیٹا کیسر سنگہہ جو اسکے ڈیرہ برس بعد لاولد مرگیا اُسکا علاقہ جو اُسوقت گیارہ ہزار سے کچہہ زیادہ آمدنی کا تہا گورنمنٹ انگریزی کے قبضہ میں آیا - نجیت سنگہہ کے بیٹے دہرم سنگہہ اور کشن سنگہہ بقید حیات موجود ہیں اُنکے ہاتہہ اسی کچہہ زیادہ آمدنی کے گانون اُنکے قبضہ میں ہیں کاہنہ سنگہہ کا بیٹا نام سنگہہ بہی زندہ ہے اور کوئی ساڑہے تین ہزار روپیہ کی آمدنی اُسکو دیہات کی بہی ہے ۱۲ مولف

جہگڑون سے فراغت ہوگئی دیوان نے کچہہ اپنے اور کچہہ اور سکہہ سردارون کے علاقہ سے حسبطرح بنا روپیہ تحصیل کر کے دہارا راو کو دیکر رخصت کردیا اور بہیل سنگہہ کو ساتہہ لیکر ملک مین دورہ شروع کیا اور دہینگا و مینگی جس سنگہہ سے جو کچہہ ملا لیا اور مہر سنگہہ وغیرہ سکہون کو جو چہارمی کہلاتے تہے اور نیم باغی سے تہے خوب بگڑا اور پایل کے علاقہ موضع کٹانہ مین ایک کچا قلعہ بنایا مگر سرائے دوراہہ کی سکہون نے سرکشی کی دیوان انکی سزادہی کیواسطے کسیقدر فوج دہان چہوڑ کر کوٹ کپورہ کیطرف روانہ ہوا راستہ مین سردار دلیل سنگہہ[1] ملودیہ نے جو ریاست کا ذیلدار

[1] خاندان ملود مہاراج آلا سنگہہ صاحب بہادر کے چہوٹے بہائی بخت مل کی اولاد ہے جنہون نے ۱۱۰۰ سمت مین موضع کوٹ بخت مل معروف مہنا اپنے نام پر آباد کیا تہا۔ بخت مل کا بیٹا سردار مان سنگہہ ہوا اسکے دو بیٹے سردار دلیل سنگہہ اور باگہہ سنگہہ پیدا ہوے جنکا متن مین ذکر ہے۔ سردار دلیل سنگہہ کے دو بیٹے سردار فتح سنگہہ اور سردار امت سنگہہ ہوے۔ سردار فتح سنگہہ نے سمت ۱۹۰۶ مین قضا کی اور جب اسکا بڑا بیٹا سردار حضورا سنگہہ سمت ۱۹۱۱ مین لاولد مرگیا فتح سنگہہ کا تمام حصہ سردار اوتم سنگہہ کے قبضہ مین آگیا جو اب بقید حیات موجود ہے۔ سردار دلیل سنگہہ کا چہوٹا بیٹا سردار امت سنگہہ بہی ابتک زندہ ہے۔ اس شاخ کی جاگیر قریب چوالیس ہزار روپیہ کے ہے جسمین سے موضع تہنا اور باگڈہ وغیرہ جمعی تینتیس ۳۳ ہزار چارسو پچپن ۵۵ روپیہ سردار اوتم سنگہہ او قصبہ ملود (جسکے نام پر یہہ خاندان مشہور ہے) اور پہوکے وغیرہ جمعی تینس ہزار اکتالیس روپیہ بقبضہ سردار امت سنگہہ ہے۔ باگہہ سنگہہ کی اولاد مین سردار رنجیت سنگہہ اور حقیقت سنگہہ ہوے۔ رنجیت سنگہہ کے سمت ۱۹۱۱ مین لاولد مرنے سے اسکا حصہ بہی حقیقت سنگہہ

تہا اپنے چہوٹے بہائی باگہہ سنگھہ کی شکایت کی جو موضع سہنا معروف کوٹ بخت یا
پر زبردستی قابض ہوگیا تہا دیوان نے آٹہہ دن تک لڑکر یہہ مقام باگہہ سنگھہ
سے چہین کر پہر دلیل سنگھہ کو دیدیا اور اسکے عوض مین بیس ہزار روپیہ نقد
اور ایک توپ بطور نذر اُس سے لی اور کوٹ کپورہ کی سرحد پر اس سے دو کوس
کے فاصلہ پر موضع ڈہلوان کے مقام ایک گڑہی بناکر کچہہ فوج اُسمین چہوڑ دی
اور باغی دیہات کو لُوٹ کہسوٹ کر نذرانے اور معاملے وصول کئے اور جو
نذرانہ ادا نکر سکے وہان کے لوگون کو ضمانت کے طور پر اپنے ساتہہ لے آیا اور
بہٹیانہ مین جاکر موضع سنگہا اور جہنڈہ کو مطیع کرکے تین برس کا محاصل جو
باقی تہا وصول کیا اور موضع بہونہ کے لوگون نے جو مقابلہ کیا اُنکو بہی لڑکر مغلوب
کیا اور تہانہ دار کے رہنے کیواسطے ایک گڑہی وہان بناکر اور ملک کا انتظام
کرکے پٹیالہ کو واپس چلا آیا اور بہیل سنگھہ کو بہی زرموعودہ دیکر رخصت کیا

مہاراج کی شادی

سردار گنڈا سنگھہ[۵۷] بہنگی رئیس امرت سر کی بیٹی رانی رتن کنور صاحبہ مہاراج

۵۷ سردار جھنڈا سنگھہ اور گنڈا سنگھہ یہہ دونون ہری سنگھہ کے رفیقون مین تھے جب ہری سنگھہ کی قبضہ مین آیا حقیقت سنگھہ نے چوبیسوین اکتوبر ۱۸۳۱ کو قضا کی اسکا نابالغ بیٹا بلونت سنگھہ قابض ہوگیا ہے اور قصبہ بیروا وغیرہ جسکی چودہ ہزار دو سو نو روپیہ کے اسکے پاس ہین اور یہہ علاقہ ضلع لودہیانہ کے ماتحت ہے - امولف

سے منسوب تھین سردار گنڈا سنگھہ تو کبھی سے مرچکا تہا لیکن اب اُسکے پوتے سردار

۱۷۶۴ء مین پٹیالہ کی سپاہ کے ہاتہہ سے مارا گیا تو یہہ دونون بہنگیون کے ایک فرقہ کے افسر ہوگئے یہہ سردار ڈہلون قوم کے جاٹ اور ترن تارن کے قریب کے رہنے والے تہے انکے زمانہ مین اس گروہ کو بڑی طاقت اور ثروت حاصل ہوئی - انکے ساتہہ بہاگ سنگھہ ہالووالیہ اور تارا سنگھہ اور شیر سنگھہ ریاست بوڑیہ کا مورث اعلے سردار ہری سنگھہ اور سدہ سنگھہ دودیہ اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کا چچا سردار صاحب سنگھہ سیالکوٹیہ اور ندہان سنگھہ اٹوا اور گوجر سنگھہ اور لہنا سنگھہ تہے ۱۷۶۶ء مین جہنڈا سنگھہ اور گنڈا سنگھہ نے ایک بڑی فوج کے ساتہہ ملتان پر چڑہائی کی مگر طرفین مین سے کوئی غالب نہوا اور باہم یہہ عہد ہوگیا کہ سکہون اور افغانون کے علاقہ کے مابین مقام پاک پٹن سرحد گنا جائے - یہان سے لوٹ کر جہنڈا سنگھہ امرتسر آیا اور اُس قلعہ کے تعمیر کرانیمین مصروف ہوا جسکی ہری سنگھہ نے بنیاد ڈالی تہی - اس قلعہ کے کچہہ نشان لوہا منڈی کے پیچہے تک نظر آتے ہین - جہنڈا سنگھہ نے بدعہدی کرکے ۱۷۷۲ء مین پہر ملتان پر حملہ کیا ڈیرہ مہینے تک قلعہ کا محاصرہ کئے پڑا رہا مگر اُسکو سر نکرسکا اور آخر کار جب پٹہانون کی فوج جہان خان کے ماتحت قلعہ والون کی مدد کیواسطے قریب پہنچگئی تب محاصرہ اُٹہاکر چلا گیا - اگلے برس اسکے اقبال نے پہر کچہہ زور کیا - ملتان کے حاکم شجاع خان اور شریف بیگ تکلو (ترکون کی ایک قوم ہے) کے باہم جہگڑے برپا ہوے اور شریف بیگ نے جہنڈا سنگھہ اور گنڈا سنگھہ کو اپنی مدد کیواسطے بلایا انہون نے فوراً سپاہ لیکر جنوب کی طرف کوچ کیا اور شجاع خان اور اُسکے رفیق بہاول پور والون کو شکست دیکر ملتان پر قبضہ کرلیا اور اپنے ایک رفیق دیوان سنگھہ نامی کو وہان چہوڑکر شمال کیطرف لوٹ آیا اول رامنگر گیا اور چہٹون سے اُس توپ کو جسکا

گلاب سنگھ نے شادی کا پیغام بھیجا اور شروع سمت ۱۸۴۴ مطابق ۱۷۸۷ء میں مہاراج

نام زمزمہ تہا چھین کر اپنے رفیق اور خراجگذار راجہ رنجیت دیو والی جموں کی امداد کیواسطے
گیا جو اپنے بڑے لڑکے برج راج دیو سے ناراض ہوکر یہہ چاہتا تہا کہ اسکو خارج کر کے چھوٹے
لڑکے میاں دلیل سنگھ کو ریاست کا مالک بنائے اور برج راج دیو نے سردار جیسنگھ اور
حقیقت سنگھ کنہیا اور مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر کے دادا سردار چڑہت سنگھ سوکرچکیا کو اپنی
مدد کیواسطے بلایا تہا۔ کئے مہینے تک یہہ سردار باہم لڑتے رہے مگر جب چڑہت سنگھ بندوق
پہٹکر بے موت مرگیا اور جنگی غالب معلوم ہونے لگے کنہیوں کی تحریک سے ایک خادم نے جہنڈا سنگھ
کے جبکہ وہ گہوڑے پر سوار اپنے لشکر کو جاتا تہا گولی ماردی اور اُسکے مرتے ہی اس لڑائی
کا خاتمہ ہوگیا اور ریاست جموں حقیقت سنگھ کی باجگذار بنگئی یہہ واقعہ ۱۷۷۴ء کا ہے۔ اب
گنڈا سنگھ مسل کا سردار بنا اسکو اپنے بہائی کے انتقام لینے کی دہن لگی ہوئی تہی اور یہہ موقع
کا منتظر تہا اب جو جہنڈا سنگھ کے ایک رفیق نند سنگھ نامی کی بیوہ نے جسکا انتقال انہیں دنوں میں
ہوا تہا جب جہنڈا سنگھ مارا گیا تہا اپنی لڑکی کی شادی حقیقت سنگھ کنہیا کے ایک رشتہ دار تارا سنگھ
کے ساتھہ کردی اور لڑکی کے ساتھہ پٹہان کوٹ کا علاقہ بہی جو جہنڈا سنگھ نے نند سنگھ کو دیدیا
تہا داماد کو دیدیا اس بات پر گنڈا سنگھ نہایت افروختہ ہوا اور تارا سنگھ کو اس جاگیر کے چہوڑ
دینیکے واسطے کہہ بہیجا مگر اُسنے نمانا اسلئے گنڈا سنگھ نے زمزمہ توپ اور سردار جہنڈا سنگھ مرحوم کو
ساتھہ لیکر پٹہان کوٹ کی طرف کوچ کیا۔ راستہ میں سردار حقیقت سنگھ اور تارا سنگھ اور سردار جے سنگھ
کے بیٹے گوربخش سنگھ کنہیا سے مقابلہ ہوا مگر دو تک لڑائی نہیں ہوئی اور گنڈا سنگھ کو جبکہ وہ دینا نگر
مین مقیم تہا اجل نے آن گہیرا اور بیمار ہوکر مرگیا اسکا لڑکا دیسو سنگھ بہت خورد سال تہا اسلئے
اسکی بیوہ نے اسکے ایک رشتہ دار چڑہت سنگھ کو اسکا جانشین کیا مگر چڑہت سنگھ پہلے

بڑی دہوم دہام سے وہان تشریف لیگئے اور شادی کرکے واپس آئے اس

ہی میدان مین جو کنہیون کے ساتہہ ہوا الڈا گیا اور فوج بے سری ہوکر واپس امرت سر چلے آئے زمزمہ
توپ کا حال بہی کسیقدر قابل ذکر ہے اسکو ۱۱۷۶ہ ہجری مین ایک اور توپ کے ساتہہ جسکا نام دمدمہ
تہا احمد شاہ نے بنوایا تہا اسکے بننے کی تاریخ یعنی سنہ ۱۱۷۴ ہجری اس مصرعہ سے جو اسپر کندہ ہے
نکلتی ہے ع پیکر اژدہائے آتش بار - یہہ دونون توپین جو ساتہہ ڈہالی گئی تہین پیتل اور
تانبے کی مرکب دہات سے بنائی گئی تہین اور انکے بنانے کے واسطے لاہور کے رہنے والون سے
گہر پیچھے ایک دہات کا برتن بطور جزیہ لیا گیا تہا - جب احمد شاہ نے پانی پت کی مشہور و معروف لڑائی
فتح کے بعد کابل کیطرف معاودت کی تب زمزمہ کو جسکے چلنے کا سامان تیار نہ تہا لاہور مین اپنے
صوبہ دار خواجہ عبید کے پاس چھوڑ گیا اور دمدمہ کو اپنے ساتہہ لیگیا جو دریائے چناب کی نذر ہوئی
کہتے ہین کہ جب ہری سنگہہ بہنگی نے خواجہ عبید کا میگزین لوٹا تب اس توپ کو امرت سر لیگیا مگر یہہ روایت
صحیح نہین کیونکہ یہہ بات تحقیق ہے کہ یہہ توپ خواجہ عبید کے زمانہ یعنی سنہ ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ھ مین لاہور کے
شاہ برج مین ناکمل پڑی رہی اور سنہ ۱۱۶۴ مین جب لہنا سنگہہ اور گوجر سنگہہ بہنگی نے لاہور کو فتح کیا تب
انکے ہاتہہ آئی اس فتح کے دو روز بعد مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا دادا سردار چڑہت سنگہہ بہنگیون کو
مبارکباد دینے آیا اور یہہ کہا کہ لوٹ کا کچہہ حصہ مجہکو بہی ملنا چاہیئے - بہنگی اس بات کو جانتے تہے کہ
چڑہت سنگہہ مبارکباد دینیکو نہین آیا ہے بلکہ جسطرح ایک مردہ جانور کی لاش کی بو سونگہتے ہی
گدہ جہپٹ کر آتا ہے اسی طرح یہہ یہان آیا ہے مگر وہ اب ایسے زبردست شخص کو اپنا دشمن
بنانا نہین چاہتے تہے اور ساتہہ ہی یہہ بہی چاہتے تہے کہ اسکو کچہہ ندین اسلئے انہون نے اس
سے نہایت خوش خلقی کے ساتہہ کہا کہ اس مقام کی لوٹ مین سب سے عمدہ زمزمہ توپ ہے

شادی پر پانچ لاکھ روپیہ خرچ ہوا تھا۔

جو ہمارے ہاتھ آئی اگر اسکا لینا منظور ہے تو اسکو لیجائے۔ انکو یہہ یقین تھا کہ وہ اس اجگر کو کسی طرح نہ لیجا سکیگا مگر چڑہت سنگہہ یہہ دیکھکر کہ اسکے سوا اور کچھہ ہاتھہ نہیں آسکتا اسکو پینسٹہ آدمیون سے کہچواکر بمشکل تمام اپنے لشکر مین لیگیا اور یہان سے لیجاکر اپنے قلعہ واقعہ گوجرانوالہ مین رکہا جہانسے احمد خان چٹھہ اسکو احمد نگر لیگیا۔ اس بات پر اسکا بہائی پیر محمد جو اس توپ پر کچھہ اپنا بھی حق سمجھتا تہا، بہت ناراض ہوا اور دونون بہائیون مین اس توپ کی خاطر لڑائیان ہوئین جن مین ایک لڑکا پیر محمد کا مارا گیا اور دو لڑکے احمد خان کے کام آئے۔ آخر کار پیر محمد نے گوجر سنگہہ بہنگی کو اپنی مدد کے لئے بلایا اسنے آتے ہی احمد خان کو قید کرلیا اور ایسا تنگ کیا کہ ایک دن رات پانی تک پینے ندیا آخر کار احمد خان نے توپ کے دیدینے کا اقرار کیا اور گوجر سنگہہ اپنے دوست پیر محمد کو جل دیکر اسکو اپنی ریاست گاہ گجرات مین لے آیا۔ یہان یہہ دو برس تک رہی بعدہٗ جو سردار چڑہت سنگہہ کے ساتہہ لڑائی ہوئی اور اسمین بہنگیونکو شکست ہوئی پھر چڑہت سنگہہ کے قبضہ مین آگئی ۱۸۰۲ء مین چیٹھون نے جو آئے دن چڑہت سنگہہ سے لڑتے رہتے تہے زمزمہ کو اس سے چہین کر تہوڑے عرصہ تک ہمارے کے قلعہ مین رکہا پہر رسول نگر مین جو اب رام نگر کہلاتا ہے پہنچوا دیا اسکے دوسرے سال سردار جہنڈا سنگہہ بہنگی نے ملتان پر حملہ کرتے ہوئے اسکو وہان سے لیکر لاہور مین پہنچوا دیا۔ یہان وہ ۱۸۱۸ تک بہنگیون کے قلعہ مین رہی اور اس سال مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر نے جسکو اسکے لینے کی بڑی تمنا تہی بہنگیونکو شکست دیکر لیلیا۔ رنجیت سنگہہ کے عہد مین بڑی دہوم دہام کے ساتہہ ڈسکہ قصور سجان پور وزیر آباد اور ملتان کی مہم مین گئی ۱۸۱۸ء مین ملتان کی مہم کے موقع پر اسکو ضرر صدمہ پہنچا اور چونکہ اب کام کے لائق خیال نہین کیجاتی تہی اسمین

سردار چوہڑ سنگھہ بہدوڑیہ اور کوٹلہ مالیر کے پٹھانون کی لڑائی

انہین دونون مین جب دیوان رانی رلیان صاحبہ والدہ کنور ہمت سنگھہ صاحب بہادر کی وفات کے سبب سے بڈیارہ کی طرف گیا ہوا تہا جہان وہ بہی تہین سردار چوہڑ سنگہہ بہدوڑیہ نے کوٹلہ مالیر کے پٹھانون سے لڑائی شروع کر رکہی تہی اور کئی گانون انکے چہین لئے تہے چونکہ کوٹلہ والے سرکار کے خیرخواہ اور ذیلدار تہے اور چوہڑ سنگہہ بہی ذیلدار تہا عطاء اللہ خان رئیس کوٹلہ نے نانونمل کے پاس اسکی شکایت کی اور وہ شیرپور سے چڑہکر کنگنوال مین جا اترا جہان چوہڑ سنگہہ پٹھانون سے لڑ رہا تہا اور اسکو اس زیادتی سے روکا اور پٹھانون کے گانون اس سے واپس دلا دیئے اور اس سبب سے کہ چوہڑ سنگہہ کی بہی دل شکنی مناسب نہ تہی پرگنہ جنگوئیان کے بعض دیہات مین رعایا اسکی چوتہائی مقرر کردی اور دونون کو اسطرح پر راضی کر دیا۔

انبا راؤ مرہٹہ کا اس ملک مین آنا اور اسکے متعلق حالات

دہارا راؤ کی کامیابی سے جو اسکو اپنی اسطرف کی مہم مین حاصل ہوئی تہی

دہلی دروازے کے اوپر چڑہا دی گئی۔ پہر وہان سے اتار کر قلعہ مین عجایب خانہ کر سامنے رکہی گئی جہان وہ ابتک موجود ہے ۱۲ منہ

اور مرہٹے سرداروں کو بھی جمنا ستلج کے دوآبہ میں قسمت آزمائی کرنے کی
تحریک ہوئی چنانچہ اسی برس کے گرمی کے موسم میں انکا ایک اور سردار انبا راو
نامی اسطرف کو آیا - جب وہ برہنٹ مین پہنچا جو کرنال کے قریب جمنا کے
کنارے ایک قصبہ ہے ہزار بھیل سنگھہ کروڑا سنگھیہ نے حسب عادت اُسکو خیرمقدم
کہا اور جسطرح شیر کے پیچھے پیچھے گیدڑ شکار کیواسطے ہو لیتا ہے اُسکی ساتھہ ہو لیا
اور نواب غلام قادر خان روہیلہ بھی اُسکے آشامل ہوا - جب یہہ لوگ
ریاست کیتھل کی عملداری کے ایک گانون موضع بہاگل مین پہنچے
نانون مل نے بھی اُسنے آکر ملاقات کی - مرہٹون نے رئیس کیتھل کے بھائی
بحال سنگھہ سے یہہ گانون جسکی جاگیر مین تھا سات ہزار روپیہ نذرانہ مانگا جو اُس
سے ادا نہو سکا اور نانون مل نے وہ روپیہ مرہٹون کو دیکر بہاگل وغیرہ کیتھل
والون کے سات گانون گرو کر لئے اور چونکہ غلام قادر خان کا اتفاق مرہٹون کے
ساتھہ انکی زیادہ تقویت کا باعث تھا نانون مل نے مناسب سمجھکر کچھہ ایسی حکمت
کی کہ وہ انبا راو اُسسے جدا ہو کر دہلی کو چلا گیا - غلام قادر خان کے چلے جانے
سے انبا راو کا سکھون پر سے دباو جاتا رہا اور اسلئے اگرچہ اُسنے چند روز تک تہہ
پاون مارے مگر کچھہ حاصل نہوا - اور مایوس ہو کر آخر وہ بھی لوٹ گیا -

سردار ہری سنگہہ سیالبہ والہ کی حمایت مین دیوان کی فوج کشی سردار بدہ سنگہہ فیض اللہ پوریہ پر

سردار خوشحال سنگہہ فیض اللہ پوریہ نے اوان کوٹ وغیرہ کو سردار ہری سنگہہ سیالبہ والہ سے چہین کر اپنے ماتحت کر لیا تہا اور اس سبب سے ان دونون خاندانون کے باہم دیر سے اَن بَن تہی اور سردار ہری سنگہہ اگرچہ بنوڑ کی لڑائی مین خوشحال سنگہہ کا مددگار تہا لیکن اُسکے فتح ہونیکے بعد وہ نانون مل سے ملگیا تہا اب جو خوشحال سنگہہ نے قضا کی جبکا سکہون کو بہت لحاظ تہا ہری سنگہہ کو اپنے مذکورہ بالا دیہات کے واپس لینے کی ہوس ہوئی اور اسلئے پٹیالہ مین آکر نانون مل سے امداد کا خواہان ہوا - دیوان نے اُسکی درخواست منظور کی اور پانچ چہہ ہزار فوج کے ساتہہ سرہند مین جا اُترا اور اُس علاقہ کے سکہہ سردارون سے نذرانے اور پیشکش لیکر کوٹلہ کی گڑہی کو جا گہیرا جسپر خوشحال سنگہہ کا داماد مان سنگہہ قابض تہا - دو دن کی لڑائی کے بعد گڑہی فتح ہوگئی اور مان سنگہہ پکڑا گیا اور اُنہون نے اوان کوٹ پر مورچے جا لگائے - اتنے مین اتفاقاً سردار تارا سنگہہ رئیس راہون دَل کو لیکر ستلج کے اس پار اُتر آیا اور سردار کرم سنگہہ شاہ آبادی اور اُسکے ہمجنس اور ہموطن سکہہ سردار اُس سے جا شامل ہوئے اور خوشحال سنگہہ کا بیٹا بدہ سنگہہ انکو اپنی مدد کیواسطے

چڑہا لایا اوہر نانون مل نے بہی کمک منگائی اور عطاء اللہ خان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر اور رائے احمد صاحب رئیس کوٹ اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب والی نابہہ اور روسائے کیتہل و جیند اپنی اپنی فوج کے ساتہہ آگئے اب کئی دن تک تو جو لڑائیان ہوتی رہین وہ چہینا جہانٹی سی ہی تہین مگر آخر کو ایک بڑی لڑائی ہوئی جسمین مخالفون کے تین سو چار سو آدمی مارے گئے اور بہت سے زخمی ہوئے اور وہ بہاگ کر ستلج کے اُس پار چلے گئے اور جن جن سردارون کے علاقے ستلج کے اسطرف تہے اُن سے نانون مل نے مستحکم وعدہ لیلیا کہ وہ پہر دل باندہنے کا قصد نکرینگے اور پٹیالہ مین آکر اس فتح کے انعام اور شکریہ مین سب راجے اور سردارون کو خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا اور سرکاری ملازمون کو سونے کے کڑے اور گہوڑے اور دو شالے عطا کئے۔

دیوان کا اقتدار اور سکہہ سردارون سے اُسکا طرز سلوک اور اُسکے برخلاف لوگون کا سازش کرنا

یہہ زمانہ نانون مل کے بڑے عروج کا تہا اور اگرچہ وہ خود ہی بڑا مدبر اور صاحب ہمت اور جری تہا لیکن اُسکے آٹہہ سات بیٹون اور تین چار بہائیون سے بہی اُسکو بڑی مدد ملتی تہی اور اُسنے اپنی شجاعت اپنی جانفشانی مستقل مزاجی اور دور اندیشی

کے کامون سے ثابت کر دیا تہا کہ وہ ایک نہایت لایق اور خیر خواہ اور ریاست
کے لئے کار آمد ملازم ہے اور چونکہ اُسکو اپنی عقل و تدبیر اور ہمت و شجاعت
پر بہروسہ تہا وہ کسی سکھہ سردار کو خیال مین نہ لاتا تہا اور اُسکو کبہی اِسکی پروا
نتھی کہ کوئی اُس سے ناراض ہو جائیگا اور غرور کا ایسا دہوان اُسکے مغز مین
بہرا تہا کہ دربار مین بیٹہکر حقہ پیتا اور سکھہ سردار جو اُس سے ملنے کو آتے اُنکا
سلام اپنے پیچوان حقہ کی نے سے لیتا اور اِس سبب سے لوگ اُس سے بہت
جلتے تہے۔ اب چونکہ مہاراج بہی جوان ہو چلے تہے جیسا کہ بدقسمتی سے تمام
ایشیائی بخصوص ہندوستانی ریاستونمین عام رسم پڑی ہوئی ہے سوہان سنگھہ[۱]
دہالی وال وغیرہ خود مطلب لوگون نے جنکو یہہ مدنظر تہا کہ ریاست کا انتظام
بگڑے یا رہے مگر ہمارے رات دن کلچھرے اوڑا کرین اور ناچ رنگ کہیل تماشے
اور سیر و شکار سے رئیس کو امور ریاست کی طرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملے
یہہ کہکر کہ آپ تو صرف نام کے راجہ ہین راج ریاست کا مالک درحقیقت دیوان
ہے اور وہ آپ کو کچہہ نہین سمجہتا مہاراج کو نانون مل کی طرف سے بہڑکانا
شروع کیا اور بسبب نوعمری اور ناتجربہ کاری کے اُنکے دل مین بہی اِن باتون کا

[۱] یہہ وہی سوہان سنگھہ ہے جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ چکے ہین۔ اِسکی زوجہ نے مہاراج کو دودہ پلایا تہا اور اِس سبب سے اُنکے مزاج مین دخیل ہونیکا اُسکو زیادہ موقع حاصل تہا۔ ۱۲۔ مولف

کچھہ کچھہ اثر ہونے لگا۔ ادہر دیوان جو اپنی تجربہ کاری اور عمدہ خدمات پر نازان تہا
اس سے بیخبر کہ لوگ اُسکے حق مین کیا کانٹے بو رہے ہین صاف دلی اور نمک حلالی
سے بغیر اسکے کہ مہاراج کے میلان خاطر کا لحاظ کرے مقتضائے وقت اور مصلحت
ملکی کے موافق آزادانہ طور پر کام کئے جاتا تہا۔ اگرچہ آغاز حال مین دیوان کی رفتار
اور طرز کارروائی گرفت کے لایق نتھی اور وہ جو کرتا تہا نمک حلالی اور خیرخواہی
کے جوش سے کرتا تہا مگر آخر کو دانائی اور تجربہ کاری کے گہمنڈ اور خیرخواہی اور
خدمتگذاری کے ناز نے اُسکی عقل ماردی اور وہ گمراہ ہونیسے نہ بچ سکا اور اپنی
مقتضیات طبع کو مہاراج کی واجبی خواہشون پر بہی ترجیح دینے لگا مثلاً اُسکے
بیٹے نوندہ رائے نے جو ایک گہوڑا خریدا اور وہ اتفاقاً مہاراج کی پسند آگیا اور
اُنہون نے یہہ چاہا کہ قیمت لیکر وہ اُسکو مہاراج کو دیدے اور اُسنے اپنے باپ
کی مختاری کے گہمنڈ سے صاف انکار کردیا نانون مل نے خبر ہونے پر بہی
اپنے بیٹے کی اس نامناسب بات پر کچھہ توجہ نہ کی اور اسپر طرّہ یہہ کیا کہ نسبت اُسکے
قلعہ دار سروان پور کو جسپر مہاراج اور اُنکی پہوپہی بی بی راجندر صاحبہ بہت مہربان
تہین اپنی ذاتی رنجش سے جسکے واسطے وہ موقع ڈہونڈہتا تہا اِس نامعقول بہانہ
سے کہ اُسپر ایک شخص نے پانسو روپیہ قرض کی نالش کردی قید کرلیا اور اکیس ہزار روپیہ

جرمانہ اُسکا گھر ضبط کرکے وصول کیا اور ایسی ہی اور چند باتین کین جنکے سبب سے
مہاراج کو نہایت ملال ہوا اور انمین اور دیوان مین بگاڑ بڑہ گیا

داداجیا اور علی بہادر مرہٹہ کا اِس مُلک مین آنا اور ریاست کے برخلاف دیوان کا اُنسے سازش کرنا اور اُسکے متعلق حالات

اوہر تو یہہ کیفیت تہی اودہر یہہ اتفاق ہوا کہ جب غلام قادر خان روہیلہ کو شاہ عالم بادشاہ کے اندہا کرنیکے انتقام مین میرٹھہ کے قریب مرہٹون نے گرفتار کر پکڑ لیا اور متہرا مین لیجاکر بہت عذاب کے ساتہہ مار ڈالا اور انکو اپنے اس زبردست حریف کے خلش سے اطمینان ہوگیا رانی خان اور داداجیا اور علی بہادر[1] پیشوا ملک گیری کے ارادہ سے فوج لیکر اسطرف کو آئے چونکہ تہانیسر کے قریب انہون نے بیش مقام کیئے اِس سے نانون مل کو خیال تہا کہ شاید وہ آگے نہ بڑہینگے مگر چونکہ وہ دل برداشتہ ہی تہا اسلئے اُسنے پہلے سے اُسکا کچہہ تدارک نکیا۔ لیکن جب سردار بہنگا سنگہہ تہانیسری نے انکی رسد وغیرہ لوٹ کر انکو نہایت دق کیا اور وہ تہانیسر سے ڈیرہ اُٹہا کر اجرانہ مین آگئے جو تہانیسر سے پٹیالہ کے رخ ایک گانون ہے تو اُسنے بی بی راجندر صاحبہ کو یہہ کہا کہ اسوقت آپکا پٹیالہ مین رہنا مناسب

---

[1] یہہ شخص باجی راؤ پیشوا کا بیٹا تہا جو ایک مسلمان کسبی عورت کے پیٹ سی پیدا ہوا تہا اور نواب کہلاتا تہا۔ اِسکی اولاد باندہ مین رہتی تہی جو بغاوت ۱۸۵۷ء کی علت مین اپنی نوابی کہو بیٹہی

نہین بہٹنڈہ یا مونک کو چلے جانا چاہیئے ورنہ مرہٹون کے نذرانہ کی فکر کرنی چاہیئے جس سے اُسکا یہہ مطلب تہا کہ یہہ ڈر کر اُس سے ملتجی ہون اور انکی اور مہاراج کی ناراضگی کے سبب سے جو ذرا اُسکی ہوا بگڑ چلی تہی پہر بندہ جائے مگر بی بی صاحبہ جو مہاراج آلا سنگہہ بہادر سے شخص کی پوتی اور مہاراج امر سنگہہ سے شیر کی بہن تہین اس گیدڑ بہبکی مین کب آتی تہین نذرانہ کا لفظ جو ریاست کی عزت کے برخلاف تہا سنکر بہت ناراض ہوئین اور انہون نے بہٹنڈہ وغیرہ کے جانیسے انکار کرکے اُسکو یہہ جواب دیا کہ ہمسے کیا پوچہتا ہے جو مقتضاے نمک حلالی ہو وہ کر اور اگر خود غرضی سے مطلب ہے تو ویسا اختیار ہے دیوان یہہ سنکر بہت متفکر ہوا اور اُسنے اپنے مشیرون سے یہہ کہا کہ مہاراج اور اُن کے خاندان کے لوگ مجہسے ناراض ہین اور خزانہ مین بہی صرف خدا کا نام ہے پس بہتر ہے کہ کام چہوڑکر مین علیحدہ ہو جاؤن چونکہ ایسے وقت مین اُسکا یہہ ارادہ نمک حلالی سے بعید تہا لوگون نے اُسکو منع کیا اور یہہ صلاح دی کہ تمام ملک کے پٹواریون سے جنہون نے کبہی ضرورت کیوقت مین کچہہ نہین دیا بطور ڈنڈ سویہ لیکر رفع الوقتی کرنی چاہیئے ۔ انکے سمجہانیسے دیوان اپنے اس ارادہ سے باز آیا اور مرہٹے سردارون کے پاس اپنے وکیل روانہ کیئے اور

فوج جمع کرکے اور سب ذیلدار سرداروں کو ساتھہ لیکر بمقام اجرانہ رانی خان
سے جاملا اور ملک کے اکثر سرداروں کی ملاقات اپنی معرفت کرا اور اُنسے
خاطرخواہ نذرانے دلاکر اُسکو اپنا رفیق شفیق بنالیا لیکن جب وہ اس ریاست سے
نذرانہ کا طالب ہوا تو اُسنے اسکی اطلاع بی بی راجندر صاحبہ کے پاس بہیجی اور
یہہ بہی کہہ بہیجا کہ اگر نذرانہ ندیا جائیگا تو مرہٹوں کی فوج پٹیالہ پر چڑہ آئیگی اگرچہ
معلوم نہین کہ یہہ سوال رانی خان نے از خود کیا تہا یا نانون مل نے اُسکو
ترغیب دی تہی مگر بی بی صاحبہ نے اُسکو دیوان ہی کی کارسازی سمجھکر یہہ جواب
دے بہیجا کہ ہمکو کیا ڈر آتا ہے اگر وہ نذرانہ مانگتا ہے تو تو اپنے پاس سے دیدے
اور مہاراج کو جو ابہی نو عمر تہے احتیاطاً جنگل کے ملک کی طرف بہیجدیا اور نانون مل
کے بیٹے دیوی دتّامل کو قید کرلیا تاکہ نانون مل کچہہ بدی نکرسکے مگر اسکا نتیجہ اچہا
نہوا اور نانون مل بی بی صاحبہ کی صفائی مزاج سے ناامید ہوکر کہلم کہلا مخالف ہوگیا
اور اس امید سے کہ مرہٹوں کی حمایت سے اُسکو ریاست مین پہر وہی اقتدار حاصل
ہوسکیگا انکو بہکا کر تیس ہزار فوج کے ساتھہ پٹیالہ پر چڑہا لایا اور یہہ فوج پٹیالہ سے دو میل
سنولہ کے مقام آکر اوتر پڑی اور دادا جیانے بی بی راجندر صاحبہ کے پاس
دیوی دتامل کی رہائی کیواسطے پیغام بہیجا کیونکہ نانون مل نے اُن سے وعدہ

کیا تہا کہ اگر وہ اُسکے بیٹے کو قید سے چہڑا دینگے تو وہ نذرانہ کا بندوبست کردیگا
- اگرچہ بی بی صاحبہ مرہٹون کے ساتہہ مقابلہ کرنے پر آمادہ تہین مگر سردار چین سنگہہ
اور منشی رام دیال کی صلاح سے خواہی نخواہی بات کا بڑہانا خلاف مصلحت سمجہکر دیوی دیال
کو قید سے چہوڑ دیا اور اگرچہ سردار بگہیل سنگہہ کروڑا سنگہیہ وغیرہ مرہٹون کے ساتہہ
معاملہ کرانیمین ساعی ہوئے اور بی بی راجندر صاحبہ راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر
رئیس نابہہ کی والدہ رانی دیسو صاحبہ کی تقلید سے مرہٹون کے لشکر مین ایکدفعہ
آئین گئین مگر آپس کے فساد کے باعث سے کچہہ تصفیہ نہوا کیونکہ بی بی صاحبہ تو اس
بات پر جمی ہوئی تہین کہ نانون مل نذرانہ دیوے اور وہ یہہ کہتا تہا کہ نذرانہ بی بی
صاحبہ دیوین آخرش مرہٹون نے تنگ اگر یہہ سوال پیش کیا کہ جبتک معاملہ
یکسو نہو ہمارے ٹہرنے کے لئے قلعہ سیف آباد خالی کردیا جائے اور سولہر سے چڑہکر
سیف آباد پر ڈیرے آ ڈالے اور مورچے باندہ کر لڑائی شروع کی بی بی صاحبہ نے
بہی سردار تلوک سنگہہ جنید اور سوہان سنگہہ مہتہ کا کو قلعہ کی حفاظت کیواسطے بہیجدیا
تہا پس اگرچہ دونون طرف کی فوج کے سردار سینہ بسینہ ہوکر لڑنا نہین چاہتے
تہے لیکن تو بہی ڈیڑہ مہینے تک اکثر چہیڑ چہاڑ ہوتی رہی اب سردار بگہیل سنگہہ
اور اَور سردارون نے مرہٹون کا دیر تک اس ملک مین ٹہرنا نامناسب جانکر حیلہ

اور تدبیر سے انکو واپس چلے جانے پر آمادہ کیا اور بی بی راجندر صاحبہ نے انکو کہہ
بہیجا کہ اگر نذرانہ ہی لینا ہے تو دیوان سے لیلو اور اگر خاص ہمسے نذرانہ لینے پر
تمکو اصرار ہے تو ہم تاوقتیکہ پٹیل[۵] بہادر سے خود ملکر اسکا تصفیہ نکرلین تمکو نذرانہ نہین
دینگے چنانچہ بعد اس تکرار و مدار کے مرہٹون نے سیف آباد پر سے مورچے اٹہا لئے
اور متہرا کی طرف کوچ کردیا اور بی بی صاحبہ ہی اپنی فوج کا ایک معقول حصہ ساتہ لیکر
ماہ اسوج سمت ۱۸۴۶ مین متہرا کو چل پڑین مرہٹون نے نانون مل کو ہی جبراً ساتہ لیلیا
مگر وہ منت سماجت کرکے اپنے بیٹے دیوی دتامل کو ضمانت کے طور پر اُنکے پاس چہوڑکر
کرنال سے واپس چلا آیا۔

مہاراج کا سلوک نانون مل کے خاندان سے اور اُسکی تباہی اور بی بی صاحبہ کا متہرا سے واپس آنا اور انکی وفات

جب مرہٹے یہان سے چلے گئے مہاراج نے ڈہوڈان مین اگر اول نانون مل کے
گہوڑون کا طویلہ ضبط کیا اور پہر اُسکے بیٹے نوندہ رائے کو جو ضلع برنالہ کا تہانہ دار اور
تحصیلدار تہا قید کرکے تمام مال و اسباب اُسکا ضبط کرلیا اور مائی دتامل کی گرفتاری کے

[۵] دکن کے ملک مین جاگیردارون وغیرہ کو جنکو کوئی ملک یا اسکا کسیقدر حصہ انتظام کے واسطے بذریعہ پٹہ اور سند کے دیا جائے پٹیل کہتے ہین چونکہ مرہٹون کے رئیس اعظم پیشوا کی طرف سے مادہوجی سیندہیا دہلی کا صوبہ دار اور حاکم تہا اسواسطے مرہٹے اُسکو پٹیل کہتے تہے ۱۲ مولف

ارادہ سے جو اسکا تیسرا بیٹا تہا ٹونک کی طرف کوچ کیا اور اگرچہ وہ باغی ہوکر قلعہ مین
اکڑ بیٹہا مگر مہاراج کا حکم پہنچتے ہی قلعہ کی فوج نے اسکو پکڑ کر حاضر کردیا اور قریب چالیکہہ
روپیہ کے اسکا ضبط سرکار ہوا اور گہوڑے اور اونٹ اور ڈیرے خیمے وغیرہ مال و اسباب
بطور انعام اور لوٹ کے لشکر کے تصرف مین آیا اور مہاراج نے پٹیالہ آکر قلعہ کنہور پر
چڑہائی کی جہان نانون مل کے بہتیجے دیوان سنگہہ اور ذوقی مل حاکم تہے - نانون مل
نے کرنال سے پٹیالہ کو واپس آتے وقت جب یہہ خبرین سنین سردار دیوان سنگہہ اور
گوردت سنگہہ لاڈوہ والہ سے ملکر انکو اپنے ساتہہ شاہ آباد مین لایا اور وہان کے
رئیس سردار کرم سنگہہ نرملہ سے امداد کا طالب ہوا - کرم سنگہہ نے بظاہر اسکو امداد کا
متوقع کیا اور خفیہ اسکے آنیکی خبر مہاراج کے پاس بہیجدی اور کہہ بہیجا کہ جسطرح ممکن ہو
اسکے پہنچنے سے پہلے قلعہ فتح کرلینا چاہیئے ورنہ دقت ہوگی - مہاراج نے یہہ سنتے
ہی ایک سخت حملہ کرکے قلعہ فتح کرلیا اور دیوان سنگہہ اور ذوقی مل وغیرہ تینسو
آدمی اسکے کنبہ کے قید ہوئے اور نقد و جنس اور توپ زنبورک وغیرہ سامان جنگ
جو کچہہ قلعہ مین تہا سرکار کے قبضہ مین آگیا جب یہہ خبر نانون مل اور اسکے رفیقون کو پہنچی
اسکو اکیلا چہوڑکر سب اپنے اپنے چلدیئے اور یہہ ناامیدی کی حالت مین موضع مہیکہ
مین جو ایک گانون رئیس کیتہل کی عملداری مین تہا وہان کے زمیندارون کی خوشامد

کر کے مقیم ہوا مہاراج قلعہ کنہور پر اپنا عمل دخل کر کے پٹیالہ کو تشریف لے آئے اور اُسکی
ہوا بگڑی دیکھکر جہان کہین کوئی اُسکا آدمی تہا تہانہ دارون نے پکڑ کر اُسکو پٹیالہ بہیجدیا
اور اگرچہ یہہ وقت بڑی خبرداری کا تہا مگر مہاراج جو حد سے زیادہ بے پروا اور سیر و تماشے
کے شایق اور اکثر کوتہ اندیش اور خودغرض لوگ اُنکے پیشدست تہے اکثر پٹیالہ سے
باہر سیر و شکار مین مصروف رہتے تہے چنانچہ بی بی راجندر صاحبہ جب مادہو جی سیندہیا
سے جو پٹیل بہادر کے لقب سے مشہور تہا ملکر اور اپنے معاملات کی درستی حسب دلخواہ کر کر
واپس آئین مہاراج حسب عادت جنگل کے ملک مین سیر و شکار مین مصروف تہے اُنکی
بی بی صاحبہ نے پٹیالہ سے اُسطرف کو کوچ کیا اور نانون مل جو جہیکہ مین بیٹہا ہوا اپنے مطلب
کام کی درستی کیواسطے رات دن کاغذون کے گہوڑے دوڑاتا تہا بی بی صاحبہ
کی خدمت مین عرضی پرچے بہیجکر اُنکی مہربانی کا متوقع ہوا اور مہاراج کے مصاحبون کو
جو دیوان کو نکالکر اُنکی نہایت بے آزار اور مسرف اور سیدہی سادی حکومت
کے زمانہ مین مزے کر رہے تہے اور گیرو گرفت کے خوف سے جو اچہے انتظام کے
لوازم مین سے ہے آزاد تہے بی بی صاحبہ کے آنیسے اپنے حلوے مانڈے کے جاتے
رہنے کا اندیشہ ہوا اور اُنہون نے مہاراج کے دل مین یہہ بات بٹہادی کہ نانون مل
بی بی صاحبہ [illegible] ریاست سے تمام کاروبار

مین اُنکا دخل ہو جائے۔ اسلئے تعجب نہین کہ وہ نانونمل کی تقصیر معاف کردین اور
بی بی صاحبہ کا حکم تمام مُلک پر جاری ہوکر آپ ویسے کے ویسے ہی رہجائین یہہ
چلتا ہوا فقرہ اپنا کام کرگیا اور مہاراج بی بی صاحبہ سے ناراض اور اُنکی صُورت سے
بیزار ہوگئے اور یہہ حالت ہوگئی کہ جب وہ یہہ سُنکر کہ مہاراج فلان جگہہ مقیم ہین ملاقات
کیواسطے وہان پہنچین تو مہاراج فوراً کسی دوسری جگہہ چلے گئے۔ کچہہ عرصہ تک یہی
حالت رہی اور وہ لشکر کے پیچھے پہرتی پہرتی حیران ہوگئین اور مہاراج نے ایکدن
بہی اُنکو اسبات کا موقع نہ دیا کہ وہ آکر اپنے پیارے بہتیجے کو دیکہین۔ پس اس باعث
سے وہ ناراض ہوکر نہایت غمناکی کی حالت مین پٹیالہ کو واپس تشریف لے آئین اور
مہاراج کی اس بیوجہہ رنجش اور اپنی محنت اور تکلیفات کی ناقدردانی کے افسوس سے
جو اُنہون نے صرف محبت کے سبب سے اختیار کی تہین غم مین گہٹ گہٹ کر مرگئین
یہہ بی بی صاحبہ بہی اپنے زمانہ مین ایک تہین جرأت۔ استقلال اور دور اندیشی
یہہ تمام اوصاف جنکا مرد فخر کی راہ سے دعوی کیا کرتے ہین سب اُنکی ذات مین
موجود تہے اور عورتون کی سی ضعیف العقلی اور بزدلی اُنمین نام کو بہی نہتی۔

نانونمل کا کوٹلہ مالیرکے پٹہانون کو اُبہار کر مہاراج سے لڑوانا

ا ۔ ۔ ۔ وفات

ناتون مل اگرچہ بظاہر تلی بنا بیٹھا تھا مگر ادہر اُدہر چو ہے دوڑانے اور توڑ جوڑ لگانیسے غافل تھا اُسکو اُمید تہی کہ کسی نہ کسی وجہ سے ایکدن اُسکو پٹیالہ مین پہروہی عزت اور اقتدار حاصل ہو جایگا جو پہلے تہا اور اسلئے رات دن اِس فکر مین رہتا تہا کہ کوئی چہوٹا بڑا رئیس تابو چڑہ جائے تو اُسکو اُبہار کر اپنی مدد پر کہڑا کرے عطاء اللہ خان رئیس کوٹلہ مالیر آخر اُسکی باتو نمین آگیا اور اُسنے اُسکو یہہ پٹی پڑہائی کہ پٹیالہ مین نہ اب روپیہ ہے اور نہ پہلی سی فوج ہے اور کوئی سردار ہی ایسا نہین ہے جو کسی نازک موقع پر کچہہ کام دیسکے۔ پس جو علاقہ تمہارا پٹیالہ نے مختلف اوقات مین دبالیا ہے اُسکے چہوڑ لینے کا اب وقت ہے۔ یہہ باتین اگرچہ کسیقدر صحیح تہین مگر اُسکی یہہ توقع محض لغو تہی کہ پٹیالہ مین اب ہی اسکا کچہہ رعب داب باقی ہے اور موقع ہوا تو لوگ اُسکے حامی بنجا ئینگے۔ الغرض عطاء اللہ خان لڑائی کے لئے تیار ہو کر خانپور مین آن اُترا جو پٹیالہ سے قریب بیس میل کے کوٹلہ کی نواح مین ایک گانون ہے اور آنکہون پر ٹہیکری رکہکر ناتون مل ہی آموجود ہوا۔ یہہ خبر سنکر مہاراج ہی آٹہہ سات ہزار فوج کے ساتہہ اُسکی سرزنش کیواسطے جا پہونچے اور کئی لڑائیان ہوئین اور ہر دفعہ کوٹلہ والون ہی کو شکست ہوئی اور مجبور ہوکر عطاء اللہ خان کوٹلہ کو بہاگ گیا اور اِس گستاخی اور عہد شکنی کے جرم مین اُسکے

بہت سے گانون مہاراج نے چہین لئے اور یہ کلنک کا ٹیکا لیکر نانون مل جو اپنے
نے دوست بنہا نون کی نظرون سے بہی اُتر گیا تہا چند روز کے بعد کاتب بدی تیمی
سمت ۱۸۴۵ کو وہین مرگیا - اور عطار اللہ خان ایک ہتنی جو نانون مل چہوڑ مرا تہا اور کچہ
اور نقد وجنس بطور نذر لاکر معافی قصور کا طالب ہوا اور پکّا وعدہ کیا کہ پہر کبہی اطاعت
اور خدمتگذاری سے انحراف نکریگا اور مہاراج نے جو نہایت بے کینہ اور رحم دل تہے
اسکی خوشامد اور ندامت دیکہکر جو علاقہ اُسکا اس لڑائی مین چہین لیا تہا اُسکو پہر بخشدیا

سردار آلبیل سنگہہ وغیرہ کا میر الٰہی بخش کو قتل کرنا

جب نانون مل کی مدار المہامی کا زمانہ ختم ہوگیا - مہاراج نے لالہ کیسر مل کو دیوان
بنایا اور سر منشی کا عہدہ منشی کشن چند کہتری باشندہ قصبہ پایل کو دیا اور اگرچہ منشی
کشن چند پر بہی مہاراج بہت مہربان تہے مگر سب سے زیادہ سید الٰہی بخش پر جو سامانہ
کے رہنے والے سادات رضویہ مین سے تہے مہربانی فرماتے تہے اور اُنکا بہت
رسوخ تہا - اب سکہہ سردار اُنکو بہی اُنہین آنکہون سے دیکہنے لگے جنسے نانون مل کو
دیکہتے تہے کو دیکہتے تہے اور سردار آلبیل سنگہہ کالیکا اور سردار فتح سنگہہ مہر میہ اور
منشی رام دیال جنکی بات اب ذرا ہلکی پڑگئی تہی اُنکے درپے قتل ہوئے اور
بارہوین صفر سنہ ۱۲۰۳ مطابق پچیسوین اکتوبر سنہ ۱۷۸۹ء کو جب مہاراج شکار کی تقریب سے

موضع گہنگہ مین جو پٹیالہ سے قریب پچیس میل کے جنوب کی طرف ایک گانون ہے تشریف رکہتے تہے الیل سنگہہ اور فتح سنگہہ وغیرہ نے سکہا سنگہہ ڈہلون اور دیال سنگہہ وڑن کے ساتہہ سازش کرکے اُنکو میر الہی بخش کے قتل پر آمادہ کیا اور جب سب لوگ دربار مین حاضر تہے دیال سنگہہ نے اچانک میر الہی بخش پر بندوق چلائی اور سکہا سنگہہ نے چہاتی مین نیزہ مارا اور ہرچند بندوق اور نیزہ کے زخم نے اُنکا کام تمام کردیا تہا مگر اسپر بہی اسیطرح شخص نے فتح سنگہہ مہر میہ اپنے حریف کو کٹار سے زخمی کیا اور وہین مہاراج کی مسند کے پاس جان دیدی اور میر الہی بخش کے بہائی میر امام بخش اور اُنکے رشتہ دار میر جلال الدین اور اُنکے بارہ نوکر چاکرون کو بہی مفسدون نے وہین تہ تیغ کیا اور سامانہ مین آکر اُنکے اور اُنکے پاس پڑوس لوگون کے گہرون کو لوٹ لیا۔ اس فساد مین منشی کشن چند بہی کسیقدر زخمی ہوا اور مہاراج گہبراکر دربار سے اوٹہہ گئے اور مجبور ریاست کی دیوانی کا عہدہ رام دیال کو دیا اور الیل سنگہہ کو مدار المہام بناکر سب کام کاج اُنکی اور اُنکے دوست فتح سنگہہ وغیرہ کی مرضی پر چہوڑدیا اور خود پہلے سے زیادہ سیر و شکار مین رہنے لگے۔

سردار چوہڑ سنگہہ کا دغا سے مارا جانا اور اُسکے انتقام مین موضع گہنیان باجہ کی بربادی وغیرہ

بہدوڑ کے قریب کہنیان باجہ ایک گاؤن ہے وہان کے زمیندار سرا (سرائے) بہہ (بہہ) جاگیردار بہدوڑ سے دشمنی رکہتے تہے اب اُنکو بیٹہے بیٹہے یہہ سوجہی کہ شروع ماہ بیساکہہ سمت ۸۵ مین چوہڑ سنگہہ کو یہہ دم دیکر اسکا تہانہ اپنے گاؤن مین بٹہا لینگے ابٹہے وہان لیگئے اور ایک بالاخانہ مین اُتار کر اُسکی ضیافت کی اور اُسکو اور اُسکے سوتیلے بہائی دل سنگہہ اور نوکر چاکرون کو خوب شراب پلائی اور جب وہ مدہوش ہوکر سو گئے اپنے ہمقوم بہتر زمیندارون کو جمع کرکے اُنکے قتل کے ارادہ سے اُس مکان کا محاصرہ کرلیا دشمنون کا شور و غل سُنکر چوہڑ سنگہہ کی ہی آنکہہ کہلی اور اجل سر پر کہڑی دیکہائی دی لیکن اب جان دینے کے سوا اور کیا ہوسکتا تہا تقدیر اپنا کام کرچکی تہی ناچار تلوار لیکر لڑنے لگا اور بہتون کو تیر اور گولی سے مارا اور جو کوئی دل چلا حوصلہ کرکے نزدیک آیا اُسکو تلوار کے گہاٹ اُتارا دشمنون نے یہہ جرات و ہمت دیکہکر لڑنے سے تو ہاتہہ کہینچ لیا مگر یہہ حکمت کی کہ جس مکان مین وہ تہے اُسکی نیچے کے مکان کو لکڑیون سے بہر کر آگ دیدی اور اِس ترکیب سے اپنے بدنصیب مہمانونکو آگ مین جلا کر اپنے دل کے پہپولے پہوڑے مہاراج اِسوقت برنالہ مین تہے جب یہہ خبر سُنی تین ہزار فوج کے ساتہہ اپنے خیرخواہ اور بہادر ذیلدار کے انتقام لینے کو چڑہ گئے قریب سا ٹہہ کے مفسد مارے گئے اور کہنیان باجہ مع چند اور دیہات کے جو اس

مفسدہ مین شریک تھے جلاکر خاک سیاہ کردیا گیا اور وہان سے بہیدوڑ جاکر چوہڑ سنگھہ کے
بیٹے دیپ سنگھہ اور بیر سنگھہ کو اُنکے باپ کا پرسہ دیا اور بمشورہ سردار البیل سنگھہ
پرگنہ بوہا اور رتیہ وغیرہ کیطرف جنہون نے کچھہ عرصہ سے محاصل ادا نہین کیا تہا کوچ
کیا بوہا کے زمینداروں بہر توڑتے رہے مگر رات کو گانونکو خالی چہوڑکر بہاگ گئے
اور البیل سنگھہ نے سرکاری تہانہ وہان بٹہادیا اور موضع گاڈران کے چالیس آدمیونکو
قتل کرکے گانون کو لوٹ لیا رتیہ کا قلعہ ازسرنو تعمیر کیا گیا اور موضع جوڑا وہاڑ
اور کانون اور گورکہپور بہونہ وغیرہ سے باقیماندہ محاصل لیکر براہ سنام پایل
کے علاقہ مین پہنچے یہان ملک روشن خان گوجر مدار المہام رئیس کوٹ وجگرانون
کی عرضی آئی جسمین لکھا تہا کہ اگر حضور تودیانہ مین تشریف لائین تو بہت خوب ہے
ورنہ مجھکو اجازت ہو کہ حاضر ہوکر خدمت بجالاؤن اور سردار سدا سنگھہ عرف کاکڑ
پہلّو والے نے بہی عرضی بہیجی اور درخواست کی کہ اسکو اُسکے چچا کپور سنگھہ کے
ظلم سے بچایا جاوے اسلئے مہاراج تودیانہ مین تشریف فرما ہوئے۔ روشن خان
نے گہوڑا اندر کیا اور اپنے آقا کی جانب سے اخلاص اور دوستی کا اظہار کیا سدا سنگھہ
بہی آکر قدمبوس ہوا اور اُسکے چچا کو سمجہا کر نزاع دُور کرائی گئی اور چونکہ کرم سنگھہ
سوڈہی ساکن ناچہی واڑہ نے براہ شرارت راجگڈہ کے سرکاری قلعہ کو دبا دیا تہا

اسلئے وہان تشریف لیگئے اور سوڈہی کے نام یہہ حکم بہیجا گیا کہ قلعہ کو ویسا ہی بنا دے
ورنہ سزا دیجائیگی اور تعمیر کا خرچہ لیا جائیگا سوڈہی حاضر ہوا اور اپنے قصور کا معترف
ہو کر یہہ عرض کیا کہ مجہکو سوڈہی اور دعا گو سمجہکر معاف کیجے مہاراج نے جو رحم مجسّم
تہے سوڈہی کی خطا معاف کر دی اور سردار النبیل سنگہ کو حکم دیا کہ بصرف سرکار
قلعہ تعمیر کیا جائے۔ سوڈہی تو اسطرح بچگیا مگر قرب وجوار کے زمیندار جو قلعہ کا سامان
اُٹہا لیگئے تہے خوب ڈانڈے گئے اور کچے قلعہ کی جگہہ پختہ برج بنایا گیا اور یہان سے
کوچ کر کر چڑہت سنگہ[۵۱] لدہر سے گہوڑا اور نذرانہ لیکر سرہند مین آئے۔

بی بی صاحب کنور صاحبہ کا اپنی سسرال سے پٹیالہ مین آنا اور مدار المہام مقرر ہونا

جب لوگون نے میر الہی بخش کو عین دربار مین مہاراج کی مسند کے سامنے قتل کر ڈالا
اور گستاخی اور بے ادبی کی ذرا پروا نکی مہاراج کو یہہ خیال ہو گیا کہ یہہ لوگ ایکدن

۵۱ چڑہت سنگہ کا باپ جی سنگہ علاقہ مانجہہ کا رہنے والا تہا اسنے سنہ [illegible]ھ کے قریب نشانون والی مثل کے سردارون سے ملکر قریب تیس[۳۰] ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ اپنے قبضہ مین کر لیا۔ احمد شاہ درانی کے حملہ کیوقت اور سکہون کی طرح یہہ بہی پہاڑون کو بہاگ گیا تہا اور اسکے علاقہ مین کے سات گانون مہاراج آمر سنگہ صاحب بہادر نے دبا لئے تہے مگر جب یہہ واپس آیا تو انمین سے چار گانون پہر اسکو واپس دیدیئے سنہ [illegible] مین اسکی وفات کے بعد چڑہت سنگہ جسکا متن مین ذکر ہے اس علاقہ کا

ہمسے بہی وہی سلوک کرینگے جو اُنکے خیر خواہ میر الہی بخش کے ساتہہ کیاہے اسلیے
اُنکو کسی پر اعتبار نرہا اور اگرچہ مصلحتاً سب کاروبار اُنہین لوگونکی سپرد کردیا تہا جنہون
نے میر الہی بخش کو قتل کیا تہا اور آپ سیروشکار مین جی بہلاتے تہے مگر وسپردہ اپنی
چہوٹی بہن بی بی صاحب کور صاحبہ کو جو بڑی عاقلہ اور صاحب ہمت تہین اُنکی
سسرال سے بلوا بہیجا تہا تاکہ اُنکی صلاح سے کچہہ انتظام کرین - اب سرہند مین اُنکی
تحریر پہنچی جس سے معلوم ہوا کہ وہ پٹیالہ کو آتی ہین پس مہاراجہ الیل سنگہہ وغیرہ کو
سرہند مین چہوڑکر جریدہ پٹیالہ کو چلے آئے اور بی بی صاحبہ کو مختار اور مدار المہام اور
اُنکے ایک ذی اعتبار ملازم بہائی تارا سنگہہ نامی کو اُنکا نایب مقرر کیا اور نانون مل کا
بہتیجا دیوان سنگہہ پہر مورد عنایت ہوکر دیوان اور منشی کشن چند بدستور میر منشی
کے عہدہ پر ممتاز ہوا - بی بی صاحبہ کو پٹیالہ مین آئے کچہہ عرصہ نہین ہوا تہا کہ اُنکے پاس
یہہ خبر آئی کہ اُنکے شوہر سردار جمل سنگہہ کو اُسکے چچیرے بہائی سردار فتح سنگہہ نے قید
کرلیاہے اسلیے بخشی کیما ڈوگرا اور سردار جودہ سنگہہ کالیکا اور ملک شیر اڈوگر وغیرہ
سرداروں کو ساتہہ لیکر فتحگڈہ پہنچین اور فتح سنگہہ سے لڑکر سردار جمل سنگہہ کو چہڑا لیا

مالک ہوا - یہہ علاقہ اب بہت چہوٹے چہوٹے حصون مین تقسیم ہوگیاہے صرف ایک سردار بدہ سنگہہ کے پاس قریب
پانچہزار روپیہ کی آمدنی کے دیہات ہین - اس تمام علاقہ کی آمدنی بالفعل قریب چوبیس ہزار
روپیہ سال کے ہے اور ضلع لدہیانہ کے متعلق ہے ۱۲ مولف

اور جب وہان کا انتظام بخوبی ہوگیا پھر پٹیالہ کو چلی آئین اور مہاراج کے ساتھ جالندھر
ٹوہانہ وغیرہ کا دورہ کیا۔

بی بی صاحب کنور صاحبہ کی لڑائی مرہٹون سے

اب سمت ۱۸۵۱ شروع ہوا اور مرہٹون کی ایک بڑی بھاری فوج لچھمن راؤ اور
انٹاراؤ کے ساتھ اس ملک کو آئی اور تمام چھوٹے چھوٹے سردارون نے اُنکی اطاعت
قبول کرلی اور بڑے رئیسون مین سے بھی راجہ بھاگ سنگھ صاحب رئیس جھیند اور
بھائی لال سنگھ صاحب رئیس کتیھل نے اپنے وکیلون کو خوشامدانہ پیغام دیکر اُنکے
پاس بھیجا مگر بی بی صاحب کنور صاحبہ نے بسبب جدالی قتال مرہٹون کی اطاعت قبول
کرنی پسند نکی اور راجہ بھاگ سنگھ صاحب بہادر کے مشورہ سے جو اُسوقت پٹیالہ
مین تشریف فرما تھے لڑائی کی تیاری کی اور سب رفیق اور ذیلدار سرداروں کو بلابھیجا
- سردار بھنگا سنگھ[۵۷] اور مہتاب سنگھ تھانیسری - سردار جودھ سنگھ کلسیہ اور سردار

۵۷ سردار بھنگا سنگھ کا ایک رشتہ دار مت سنگھ نامی علاقہ باکھہ کا رہنے والا سردار تارا سنگھ غیبہ رئیس انبالہ کا خدمتگار تھا سنہ ۱۸۔۔ء مین وہ کسی بات پر اپنے آقا سے ناراض ہوگیا اور بھاگ کر بہت سے لاکر اُسنے اسکے دو سو سوارون کو اپنے ساتھ شامل کرلیا اور قسمت آزمائی کیواسطے ستلج کے اس پار اتر آیا - بھنگا سنگھ بھاگ سنگھ نودھ سنگھ جو تینون حقیقی بھائی تھے یہ بھی اسکے ساتھ تھے اب اُنہون نے ملک کو لوٹنا شروع کیا اور ادھر اُدھر اپنا قدم جمانے لگے چنانچہ اوّل سرہند کے متصل موضع کھیڑی سردار بسنت سنگھ والی

دیپ سنگھ و بیر سنگھ بیدڑ والے آموجود ہوئے اور کسیقدر فوج سردار تارا سنگھ کی بہی
راہون سے آگئی - جب مرہٹے مردان پور مین پہنچے جو پٹیالہ سے قریب پندرہ میل
کے شرق کی طرف ایک گانون ہے - بی بی صاحبہ سرداران مذکورۃ الصدر کو ساتھ لیکر

اور اُسکے متصل دیہات پر قبضہ کیا بہر بہائی دیسو سنگھ کے تہانہ دار کو نکال کر تہانیسر پر قابض ہوگئے
اور قریب ڈیرہ لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کا علاقہ اودہر اُدہر سے دبالیا مت سنگھ کے مرنیکے بعد
کہیٹری کا علاقہ نودہ سنگھ کو ملا اور تہانیسر کا علاقہ بہنگا سنگھ اور بہاگ سنگھ نے بانٹ لیا۔ سردار
بہنگا سنگھ ایک بیباک اور تندخو اور مشہور شخص تہا اور اُسکو لوٹ کا ایسا چسکا تہا کہ جبتک اُسکی
بیٹی رانی روپ کنور صاحبہ کی نسبت مہاراج کرم سنگھ بہادر سے نہین ہوئی تہی پٹیالہ کی حدود
گہاٹ کو اکثر آکر لوٹ لیجاتا تہا ۱۸۱۵ء مین اُسکے انتقال کے بعد سردار فتح سنگھ باپ کا جانشین
ہوا لیکن پس سے چار برس بعد اُسنے لاولد قضا کی اور اُسکے علاقہ پر اُسکی والدہ سردارنی جیان
اور پہر ۱۸۳۶ء مین اُسکے مرنیکے بعد سردار فتح سنگھ کی زوجہ چند کنور ۱۸۵۰ء تک قابض رہی اور
اُسکے مرنیسے یہہ علاقہ ضبط سرکار انگریزی ہوگیا - سردار بہنگا سنگھ کا ایک لڑکا صاحب سنگھ نامی
لونڈی کے پیٹ سے بہی تہا جسکا نام رام دیوی تہا اور تہوڑا سا علاقہ سردار بہنگا سنگھ نے اُسکو بہی
دے رکہا تہا جو ابتک اُسکے بیٹے کشن سنگھ کے قبضہ مین ہے - سردار بہاگ سنگھ کے چار بیٹے
سردار مہتاب سنگھ گلاب سنگھ پنجاب سنگھ باج سنگھ تہے سردار مہتاب سنگھ اُس لڑائی مین مارا گیا جو
۱۸۰۶ء مین پٹیالہ اور نابہہ کے باہم مہاراج صاحب سنگھ بہادر کے عہد مین بمقام نروانہ ہوئی تہی اور
اُسکے بعد گلاب سنگھ پنجاب سنگھ باج سنگھ نوبت بنوبت قابض جاگیر ہوئے اور باج سنگھ کے بیٹے جمعیت سنگھ
کے ۱۸۳۲ء مین لاولد مرنیسے یہہ علاقہ بہی سرکار انگریزی کی انیکسیشن پالیسی کی نذر ہوا - اموت

سات ہزار فوج کی جمعیت سے اُنکے مقابلہ کیواسطے روانہ ہوئین بہر اور اودراجگڈہ کے
میدان مین مخالفونکا سامنا ہوا اور دو گہنٹے تک لڑائی ہوتی رہی اب چونکہ مرہٹونکی
فوج بہت تہی اس سے ہماری سپاہ کا دل چہوٹ گیا اور قریب تہا کہ پاون اُکہڑ جائین پس فوج
کی بزدلی اور ہلچل دیکہکر یہہ شیر دل رانی صاحبہ تلوار ہاتہہ مین لیکر اپنی رتہہ سے نیچے اُتریں اور فوج
کے سردارون کو یہہ کہکر للکارا کہ عورت کو جو تمہارے رئیس کی بہن ہی ہے میدان
مین اکیلا چہوڑکر جہان کو کیا مونہہ دکہاؤ گے اور مین تو یہان سے ایک قدم بہی
پیچہے نہ ہٹونگی پہر تو فوج کے لوگون کو بہی بڑی غیرت آئی اور خوب جی توڑکر لڑے
اور قریب شام دونون طرف کا لشکر تہک کر اپنی اپنی جگہہ اُتر پڑا چونکہ اسطرف کی
فوج مرہٹون کی فوج سے بہت کم تہی اور دن کی لڑائی سے نقصان بہی بہت ہو چکا
تہا سردارون مین یہہ مشورہ ہوا کہ پٹیالہ کو کوچ کرنا چاہئے لیکن بی بی صاحب اسپر
راضی نہوئین اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر اور سردار بہگا سنگہہ اور سردار جودہ سنگہہ
کو بلا کر یہہ کہا کہ جس حالت مین اپنی فوج بہت کم ہے اور لڑائی سے تہک بہی گئی
ہے پٹیالہ جاکر اس سے کچہہ کام نہوسکیگا اور دشمن دلیر ہوکر صبح ہوتے ضرور پٹیالہ پر
دہاوا کرینگے پس مناسب یہہ ہے کہ دل مضبوط کرکے رات کو اُنپر چہاپا مارا جائے
یہہ صلاح ٹہن گئی اور جب مرہٹے غافل ہوکر سو گئے یہہ تلوارین پکڑ اندہیرے مین اُنپر

لوٹ پڑے۔ اگرچہ اس لڑائی سے مرہٹون کی سپاہ کے کچہہ بہت آدمی ضایع
نہین ہوئے لیکن اُنکے دلونمین ایک خوف سا بیٹہہ گیا اور یہہ خبر سنتے ہی (جو
محض اُنکے ڈرانے کو مشہور کی گئی تہی) کہ اور فوج پٹیالہ کی مدد کو عنقریب آنیوالی ہے
بغیر اسکی کہ کچہہ تحقیق کرین پچہلے پاؤن کرنال کو بہاگ گئے اور بی بی صاحب نے پٹیالہ
آکر سب سردارون کو فتح کے شکریہ مین خلعت وغیرہ دیکر رخصت کیا۔

بیدی صاحب سنگہہ اونہ والہ کا کوٹلہ مالیر پر حملہ کرنا اور مہاراج کا پٹہانون کو مدد دینا

اِس سے کچہہ عرصہ کے بعد بیدی صاحب سنگہہ اونہ والہ نے ستلج کے اِس پار
آکر کوٹلہ مالیر پر حملہ کیا یہہ شخص بابا نانک صاحب کی اولاد مین تہا جو سکہون کے
سب سے پہلے گُرو اور بیدی قوم کے کہتری تہے۔ اسکا باپ اجیت سنگہہ بڑا مسکین اور
حلیم الطبع شخص تہا اور کبہی اونہ سے باہر نہین گیا تہا اور اُس تہوڑی سی زمین
کی آمدنی پر قانع تہا جو اُسکے باپ کلادہر کو اُسکے کسی سکہہ (مُرید) نے دی تہی
مگر برخلاف اپنے باپ کے صاحب سنگہہ ایک صاحب عزم شخص تہا اور اُسکے دماغ
مین سپہ سالاری اور ملک گیری کے خیالات سمائے ہوئے تہے۔ مہاراجہ
رنجیت سنگہہ بہادر کے عروج سے پہلے پنجاب مین یہہ بہی اپنی ہمت وجرات سے

ایک ذی قدرت شخص بنگیا تہا مگر اسکا عروج اور اقتدار جو کچہہ تہا وہ سب ستلج کے اُسطرف تہا- اب اسکو ستلج کے اِس جانب بہی اپنا اقتدار قایم کرنیکا خیال آیا اور اُسنے یہہ سوچکر کہ مخالفت مذہب کے سبب سے سکہہ رئیس پٹہانون کی حمایت نکرینگے سب سے پہلے کوٹلہ مالیر کی ریاست کو تاک لیا اور سکہون کے غصہ دلانیکے واسطے پٹہانون پر گاؤکشی کا الزام لگاکر جہاد کی شہرت دی اب ایک تو اس شخص کا بابا نانک صاحب کے خاندان مین سے ہونا- دوسرے اُسکا یہہ شہرت دینا کہ مذہب کیواسطے لڑائی ہے کام کرگیا اور جہاد کی صدا کان مین پہنچتے ہی سردار تارا سنگہہ غیبہ اور بگہیل سنگہہ کروڑہ سنگہیہ اور سردار بہنگا سنگہہ تہانیسری اور اور کئی سکہہ سردار لڑنے مرنے پر طیار ہو بیدی صاحب کے ساتہہ کوٹلہ مالیر پر چڑہ آئے- عطاء اللہ خان اور اُسکے بہتیجون وزیر خان- فتح خان- ہمت خان اور دلیر خان نے تہوڑی دیر مقابلہ کیا مگر آخرکار شکست کہاکر کوٹلہ کو بہاگے اور مالیر پر بیدی صاحب کا قبضہ ہوگیا اور سکہون نے کوٹلہ کا محاصرہ کرلیا- اتفاقاً اُسوقت مہاراج یہان سے سات میل پر امرگڈہ مین تشریف رکہتے تہے- عطاء اللہ خان نے جو کوٹلہ کے محفوظ رہنے سے بہی مایوس ہوچکا تہا نہایت

ف سنہ ۱۸۹۴ء مین کوکا فرقہ کے لوگون نے بہی جب اُنہون نے کوٹلہ مالیر پر حملہ کیا تہا ہندوؤن کی طبیعت کے بہڑکانیکے لئے یہی بہانہ بنایا تہا جسکا ذکر ہم مہاراج مہندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد کے حال مین کرینگے- ۱۲ مولف

ہر اس کے ساتھ اپنے بھتیجے وزیرخان کو یہہ پیغام دیکر مہاراج کی خدمت مین بھیجا کہ اُنکے قبایل کو کوٹلہ سے نکالکر اپنی حفاظت مین لیلین - چونکہ کوٹلہ والے اس سرکار سے ذیلدارانہ توسل رکھتے تھے مہاراج نے فوراً بخشی سید اوڈوکر کو دو ہزار سوارون کے ساتھہ اُنکی مدد کیواسطے بہیجدیا اور اپنے اہلکار سردار چین سنگھہ کی زبانی سردار بگھیل سنگھہ وغیرہ کو یہہ کہہ بہیجا کہ یہہ لڑائی کوٹلہ سے نہین ہے بلکہ ہمسے ہے پس سمجھہ لینا چاہیئے کہ اِسکا انجام کیا ہوگا اور بیدی صاحب کو بہی سمجہا بوجہا کر بہیجا کے پٹھانون کی عزت بچائی اور بیدی صاحب اپنے ملک کو واپس چلے گئے -

رئیس ناہن کی رعایا کی سرکشی اور مہاراج کا راجہ صاحب کو مدد دینا

اِسوقت ناہن کے رئیس راجہ دہرم پرکاش صاحب کا انتقال ہوچکا تہا اور اُنکے چہوٹے بہائی راجہ کرم پرکاش صاحب ناہن کی گدّی پر بیٹھے تھے لیکن اُنکے مقابلہ مین موجی رام مہتا - پہار سنگھہ خواص - بلاقی داس بخشی وغیرہ اہلکارون اور رعایا نے سرشوری سے شورش کر رکھی تہی - اسلئے وہ قصبہ بنوڑ مین مہاراج کے پاس آکر اپنی مدد کیواسطے ملتجی ہوے - چونکہ راجہ کیرت پرکاش صاحب کے وقت سے ناہن والون کا اس ریاست سے دوستانہ تعلق ہوگیا تہا - مہاراج نے بی بی صاحب کنور صاحب کو سردار کوالا سنگھہ - سردار چین سنگھہ بہائی تارا سنگھہ

دیوان کیسرمل اور کسیقدر فوج کے ساتھہ انکی مدد کیواسطے بہیجدیا - یہہ انکو اہمن
مین لے گئین اور چار مہینے تک وہان رہکر بخوبی انتظام کردیا - راجہ صاحب نے رخصت
کے وقت علاوہ اور تحفہ تحایف کے بی بی صاحب کو ایک بہت عمدہ ہتنی نذر کی

بیدی صاحب سنگھہ کا حملہ ریاست رائے کوٹ پر

سمت ۱۸۵۵ مین بیدی صاحب سنگھہ ہی بہانہ بنا کر اور سکہون کو ساتھہ لیکر پہر اس
ملک مین آئے اور آٹھہ سات ہزار فوج کے ساتھہ رائے الیاس صاحب کے علاقہ پر
جسمین قصبہ رائے کوٹ - جگراؤن اور لودیانہ وغیرہ شامل تہے دست درازی
شروع کی اور چند گانوون کے زمینداروں کو اپنا مرید اور سکہہ بنا کر اپنے تہانے
جٹہا دیئے رائے صاحب کا مدار المہام روشن خان جودہ کے مقام انکے مقابلہ
مین خوب جی توڑ کر لڑا اور اگر زندہ رہتا تو عجب نہ تہا کہ مخالفون کو پسپا کردیتا مگر قضیہ
سے اسکے ایک گولی آلگی اور وہ اپنے آقا کی نمکحلالی مین جان دیکر اپنا نام روشن
کرگیا اور اسکی فوج جو بیدی صاحب کی سپاہ سے قریب چوتہائی کے تہی اپنے
سردار کے مارے جانے سے بیدل ہوکر تتر بتر ہوگئی - رائے الیاس اسوقت پندرہ برس
کا لڑکا تہا انسے سنام کے مقام آکر مدد کی استدعا کی - مہاراج نے فوراً بہائی لال سنگھہ
صاحب رئیس کیتہل راجہ بہاگ سنگھہ صاحب والی جیند اور سردار جودہ سنگھہ کلسیہ وغیرہ

کو بلالیا اور بیس ہزار فوج کے ساتھہ رائے الیاس صاحب کی امداد کیواسطے چڑہ گئے اور جہان
جہان بیدی صاحب نے اپنے تہانے بٹہا دیئے تہے مار کر اٹہا دیئے اور این روئے
ستلج کے سردارون کے نام جو اُنکے شریک ہوگئے تہے عتاب آمیز تحریرین بہیجین
اور بیدی صاحب کو بہی لکہا کہ وہ رائے صاحب کے ملک مین مداخلت کرنیسے دستکش
ہون سردار کرم سنگہہ شاہ آبادی اور سردار بدہ سنگہہ فیض اللہ پوریہ فوراً اسطرف آملے
اور اُور حسب عادت بیدی صاحب کو اکیلا چہوڑ کر چمپت ہوئے اور وہ مایوس
ہو کر بدووال کے قلعہ سے جو اُسوقت اُنکا جائے قیام تہا نکل گئے اور مہاراج نے
رائے صاحب کی خواہش کے موافق بدووال وغیرہ چار مقامات مین چندروز
کیواسطے اپنے تہانے بٹہا دیئے تاکہ دشمن کو ہرگز گنجایش دخل کی نرہے۔ جب بیدی
صاحب کے ہاتہہ سے یہہ مقامات نکل گئے تب اُنہون نے اور اور گانوون پر قبضہ
کرلیا۔ موضع منصور کے زمینداروں نے شیرخان تحصیلدار کے ظلم سے تنگ ہوکر
بیدی صاحب کو بلایا اُنہون نے موضع ودگری مین ایک نیا قلعہ تعمیر کیا پہر اہل شہر
کی سازش سے رات کیوقت لودہیانہ پر حملہ کیا اور اُس مقام پر جہان اب شہر
کی دہرم سالا بنی ہوئی ہے ایک کچی گڑہی بناکر قلعہ لودیانہ پر حملہ کی تیاری
کی۔ رائے الیاس نے اپنے ہمسایہ سدا سنگہہ او کہو سنگہہ نیلو کے رئیسون سے

مدد چاہی مگر وہ خود اس قابل نتھے پس ناچار اُنسنے جارج طامس صاحب سے
جو اُسوقت بڑا زبردست اور ہانسی حصار کے ضلع پر حکمران تہا التجا کی جارج
تو چاہتا ہی تہا کہ اس مُلک کی ریاستوںمین مداخلت کرنیکا اُسکو موقع ملے پس
وہ فوراً ایک قوی سپاہ کے ساتہہ رائے صاحب کی مدد کو ہانسی سے روانہ
ہوا۔ بیدی صاحب نے یہہ خبر سُنکر تو دہیانہ پر سے فوراً فوج اُٹہا لی اور ستلج پار چلے گئے
اور جارج بہی جسکو اس مُلک مین اب دست اندازی کا کوئی بہانہ نرہا تہا راستہ مین سے اُلٹا پہر گیا

جارج طامس مشہور بہ جہاج صاحب کی لڑائیونکا ذکر

قبل اسکے کہ ہم اُن واقعات کو لکہین جو اس ریاست کو جارج طامس کے ساتہہ
پیش آئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچہہ مختصر حال اُسکے ہندوستان مین آنے اور رفتہ
رفتہ عروج اور اقتدار پانے کا بیان کرین - یہہ ایک انگریز قوم کا آدمی تہا جو اوّل
ایک یوروپین جہاز مین کسی چہوٹے عہدہ پر نوکر ہوکر ۱۷۸۱ء مین ہندوستان کو آیا
اور مدراس مین جہاز سے اترا اور جیسا کہ اُس زمانہ مین فرنچ اور ڈچ اور انگریز وغیرہ
فرنگی لوگون نے مال و دولت کے حصول کی امیدمین اپنی ادنی درجہ کی نوکریان
اور پیشے چہوڑکر مرہٹون وغیرہ ہندوستانی رئیسونکی فوجی نوکریان اختیار کرلی تہین
اسیطرح جارج بہی ۱۷۸۷ء مین زیب النسا معروف شمرو کی بیگم رئیس سردہنہ کی

سرکار مین آکر نوکر ہوگیا اور رفتہ رفتہ عروج پاگیا مگر جب ۱۷۹۲ع مین بیگم نے کسی وجہہ سے اسکا تنزل کردیا اُسکی نوکری چہوڑکر آپا کہانڈے راؤ مرہٹے کے پاس جو مادہوجی سیندہیا کی طرف سے جہجر - دادری - کانوڑ اور نارنول کا حاکم تہا جا نوکر ہوا اور خدمتین کرکر اُسکو ایسا خوش کیا کہ اُسنے جہجر وغیرہ کا علاقہ جو اوّل اُسکی فوج کی نوکری مین تہا بطور جاگیر اُسکو معاف کردیا اِسوجہہ سے اِسنے جہجر کے متصل ایک آبادی کرکے وہان ایک قلعہ بنالیا اور اپنے نام پر جارج گڈہ اُسکا نام رکہا جو عوام مین جہاج گڈہ کے نام سے مشہور ہوا مگر جب کہانڈے راؤ کے مرنیکے بعد ۱۷۹۵ع مین اُسکا بہتیجا باون راؤ اُسکا جانشین ہوا جارج اُسکی ذیلداری چہوڑکر خودسری کی بیٹہا اور ہانسی حصار وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور ہانسی کے پُرانے قلعہ کو مستحکم کرکے اپنا دارالحکومت بنایا اِسکے پاس ایک ایک ہزار سپاہی کی آٹہہ پلٹنین اور ایکہزار سوار اور ساڑہے تین ہزار متفرق سپاہی اور چہوٹی بڑی پچاس توپین تہین - اب اسنے آگے قدم بڑہانا چاہا اور دوستانہ طور سے این روئے ستلج کے رئیسون کو اپنے ساتہہ ملکر مرہٹون سے لڑنے اور اُنکے مقبوضہ ممالک کی فتح مین شریک ہونیکی ترغیب دی چونکہ اِسکی باتون سے خودغرضی کی بو آتی تہی - بہائی لال سنگہہ صاحب رئیس کیتہل جنکا علاقہ جارج کی عملداری کے قریب تہا اور سردار گوردت سنگہہ لاڈوہ والے

وغیرہ سرداروں نے فوراً تاڑ لیا کہ اُس کا اِس سے کیا مطلب ہے اور جب جارج نے
دیکھا کہ اِس ترکیب سے کام نہیں نکلتا اور سکھہ رئیس دم مین نہیں لاتے تب اُسنے بزور شمشیر
انکے مطیع کرنیکا ارادہ کیا اور جیند کے قرب وجوار کے دیہات کو لوٹنا شروع کر دیا
اور جب مگہسر سمت ۱۸۵۵ نومبر ۱۷۹۸ء مین شاہ زمان بادشاہ کابل لاہور مین آیا اور اُس ملک کے
سکھہ سردار اُس سے لڑنیکے لئے امرتسر مین جمع ہوئے اور اِس باعث سے راجگان
و سرداران این روے ستلج کو بھی کسیقدر فکر و تردد تھا جارج نے یہہ سوچکر کہ اسوقت کوئی
اور رئیس انکی مدد نکر سکیگا جیند پر مورچے آلگائے مگر اُسکا یہہ خیال غلط نکلا اور اس
خبر کے سُنتے ہی سب سے پہلے ریاست کیتھل کی سپاہ جو جیند سے قریب تر تھی
راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند کی مدد کو پہنچی اور سردار گوردت سنگھہ
لاڈوہ والا اور سردار بھنگا سنگھہ اور مہتاب سنگھہ تہانیسر والے اور راجہ جسونت سنگھہ
صاحب بہادر والی نابھہ اور اور چھوٹے چھوٹے سردار نوبت بنوبت پہنچ گئے
مہاراجہ اور بی بی صاحب کنور صاحبہ بھی جا شامل ہوئے اور قریب تین ۳ ہزار کے
فوج جمع ہوگئی ۔ پندرہ ۱۵ دن تک لڑائی ہوتی رہی اور اگرچہ شروع مین جارج
جرات سے لڑتا رہا مگر اُسنے یہہ دیکھکر کہ مخالف تعداد مین زیادہ ہین جیند سے
اپنی فوج ہٹالی اور ہہم کو چلا گیا اور راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر وغیرہ سرداروں

نے دلیر ہوکر اُسکا نارنوند تک پیچہا کیا جو جیند سے سات کوس کے فاصلہ پر جنوب کیطرف ایک گانون ہے اور اُسکے علاقہ کے گانون کو لوٹ لیا مگر جارج کا یہہ بہاگنا دراصل بہاگنا نہ تہا بلکہ ایک دہوکا تہا چنانچہ وہ اسوج سدی پنچمی سمت ۱۸۵۵ مطابق ۱۶۔اکتوبر ۱۷۹۸ء کو دو پلٹن اور ستّرہ ہلکی توپون کے ساتہہ نارنوند کے مقام رات کو یکایک انپر آن پڑا یہان پہرہ چوکی کچہہ نتہا اور سکہہ سردار خیالی فتح کے گہمنڈ مین بالکل غافل اور بیخبر تہے پس یہہ ناگہانی آفت دیکہکر ایسی بہاگڑ پڑی کہ ایک کو ایک کی خبر نرہی اور دو سو آدمی اسطرف کے مارے گئے اور سب ڈیرے خیمے لٹ گئے مگر راجہ جسونت سنگہہ صاحب والی نابہہ کے لشکر کو ذرا بہی آنچ نہین آئی۔اس شکست کا باعث بظاہر تو فوج کی بے ترتیبی اور سردارون کی غفلت ہی تہی مگر مشہور یہہ ہوا کہ ایکدفعہ راجہ جسونت سنگہہ صاحب والی نابہہ کی فوج کو جو ہنسی کے طور پر بی بی صاحب کنور صاحب نے یہہ کہدیا تہا کہ ہمارے ہان کے چمار بہی اُس سے اچہے ہین۔اِس بات کا غبار راجہ صاحب کے دل مین بہرا ہوا تہا اور اُنہون نے اسکا عوض لینے کو جارج سے ملکر اپنے رفیقون کی بیخبری مین رات کو حملہ کرادیا اور اسی سبب سے اُنکے کسی آدمی کا بال بہی بیکا نہین ہوا اور راجہ صاحب نے ازراہ تفاخر یہہ بہکارنا شروع کیا کہ دیکہو میرے سپاہی جنکو چمارون سے بہی

کمتر بتایا جاتا تہا دشمن کے حملہ کیوقت کیسے ثابت قدم رہے اور اسکی بہی شہرت ہوئی کہ سردار کرم سنگہہ شاہ آبادی پانچہزار روپیہ کی کہوٹی اشرفیان لیکر دشمن سے ملگیا تہا اور اُسنے یہہ اقرار کرلیا تہا کہ حملہ کیوقت ہاتہہ پانون ہلائے بغیر بہاگ جاونگا تاکہ اُسکی دیکہا دیکہی اور لشکر مین بہی بہاگڑ پڑجائے اور ایسا ہی اُسنے کیا ہی مگر ہم نہین کہہ سکتے کہ یہہ باتین کہان تک سچ ہین کیونکہ تعجب نہین کہ شکست کی ندامت مٹانیکو گہڑلی گئی ہون - القصہ اس فتح سے اگرچہ جارج کا پلہ بہاری ہوگیا تہا مگر وہ جانتا تہا کہ اس جم غفیر سے عہدہ برا ہونا مشکل ہے پس اُسنے اس موقع پر اپنی بات رہجانے ہی کو غنیمت سمجہا اور ہانسی سے اپنے دیوان اودے چند کو صُلح کا پیغام دیکر مہاراج کی خدمت مین بہیجدیا چونکہ فریقین اپنی اپنی طاقت کو خوب جانچ چکے تہے پس سب کی صلاح سے صُلح ہوگئی کچہہ یہہ سمجہے کچہہ وہ سمجہے اور مہاراج برائے چندے احتیاطاً بی بی صاحب کو جیند مین چہوڑکر پٹیالہ کو چلے آئے اور مہاراج کرم سنگہہ بہادر ولیعہد کی ولادت کا بڑے چاؤ اور خوشی سے جشن کیا جو اُس رات کو بمقام پٹیالہ پیدا ہوئے تہے جسمین جارج نے چہاپا مارا تہا۔

مہاراج اور بی بی صاحبا کنور کے باہم سوءِ مزاجی اور بی بی صاحبا کی وفات

اب چونکہ کسی بیرونی دشمن کا اندیشہ نہین رہا تہا اسلئے خانگی جہگڑے بہیڑے
اور مذکورہ بالا ضرورت کی وجہہ سے جو بی بی صاحب کو کچہہ عرصہ جیند مین رہنے کا اتفاق
ہوا موقع پاکر مہاراج کے مصاحب اور اکثر حاضر باش لوگ جو بی بی صاحبہ کی خوش انتظامی
اور رعب و داب کے باعث سے اپنی بیجا خواہشون پر حسب دلخواہ کامیاب نہو سکتے تہے
انکی طرف سے مہاراج کے پاس لگاو بجہاو کرنے لگے اور رانی آسکور صاحب جو بالطبع
معاملات ریاست مین دخیل ہونے کی خواہشمند تہین اور بی بی صاحبہ کی حکومت اور معاملات
ریاست مین انکی مداخلت انکو پہلے سے ناگوار تہی اب جو ولیعہد کی مان ہوگئین اپنے
سے بڑہکر بی بی صاحب کے فخر و عزت کا ہونا انکو اور بہی ناگوار ہوا اسلئے وہ بہی اس
گروہ کی مؤید ہوگئین اور مہاراج کو چونکہ ہاتہیون کے جمع کرنیکا نہایت شوق تہا لوگون
نے یہہ کہا کہ دیکہئے وہ ہتنی جو راجہ صاحب نابہن نے دی تہی بی بی صاحب نے خود ہی
رکہہ لی آپکو نہ دی اور سمت ۱۸۵۵ مین جو بی بی صاحب نے اپنی جاگیر کے ایک گانون موضع
بہریان مین کچا قلعہ بنا کر اسکا نام ادہہ وال بدلدیا تہا اسکو انکی خودسری کی دلیل بنایا
اور ایسی ہی اور چند باتین کہہ سنکر مہاراج کو انسے ناراض کردیا اور بی بی صاحب جو
یہہ معلوم کرکے کہ مہاراج کے دلپر انکی خدمات کی نسبت غمازون کی بات کا اثر زیادہ
ہوتا ہے ناخوش ہوکر جیند سے سیدہی اپنی جاگیر کو چلی گئین اس سبب سے لوگون

کو اور بہی مہاراج کی طبیعت کے بہڑکانیکا موقع ملا اور یہانتک نوبت پہونچی کہ مہاراج نے انکو کہہ بہیجا کہ قلعہ خالی کرکے اپنی سسرال کو چلی جاوین اور جب انہون نے اسکا کچہہ خیال نکیا بلکہ اس حکم کے برعکس قلعہ کے استحکام کی تدبیرین شروع کین مہاراج کا یہہ قصد ہوا کہ اگر وہ خوشی سے قلعہ کو خالی نکرین تو زور سے قلعہ چہین کر انکو پٹیالہ لے آئین اور بہائی لال سنگہہ صاحب اور سردار جودہ سنگہہ کلسیہ کو ساتہہ لیکر وہان چلے گئے اور اسوجہہ سے کہ اُسطرف بہی مقابلہ کی تیاریان تہین مورچے باندہنے کا حکم دیا مگر بہائی لال سنگہہ اور سردار جودہ سنگہہ نے مہاراج کو یہہ سمجہایا کہ بہن کے ساتہہ لڑنیین آپکی بدنامی ہے اور بی بی صاحب کو بہی فہمایش کی کہ بہائی کا کہنا ماننا ہی بہتر ہے اور اگرچہ بی بی صاحب مہاراج کی تلوّن مزاجی کے باعث سے اُنکے قول و قرار پر بہروسہ نکرتی تہین مگر آخر ان دونون رئیسون کے سمجہانیسے بہائی کے ساتہہ پٹیالہ کو چل پڑین مگر انکو پہر کچہہ بدگمانی ہوئی اور راستہ مین سے اپنے قلعہ کو چلی گئین اب باہم لڑائی ہوئی اور ملک کیما ڈوگر جو ملک لکہا کے سیالبہ کی لڑائی مین مارے جانیکے بعد بخشی ہوا تہا مارا گیا اور عہد و پیمان ہوکر بہزار دقّت وہ پہر پٹیالہ کے آنے پر راضی ہوئین مگر مہاراج جب انکو ہمراہ لیکر قلعہ ڈہوڈان مین آئے تو قلعہ دار کو یہہ حکم دیکر کہ بغیر اجازت کے وہ انکو کہین باہر جانے ندے پٹیالہ کو تشریف لے آئے۔

بی بی صاحب کچھہ عرصہ یہان رہین اور ایکدن یہہ حیلہ بناکر کہ انکی ایک لونڈی کسی ضرورت سے بہریان کو جائیگی قلعہ دار سے سواری طلب کرکر بہریان کو چلی گئین اور اس سبب سے کہ یہہ نزاع محض ایک خانگی تنکرنجی تہی کچھہ واقعی دشمنی تہی مہاراج نے بہی پہر کچھہ تعرض نکیا اور سمت ۱۸۵۶ تک وہ وہین رہین اور جب مرض الموت سے بیمار ہوکر بتقاضائے محبت پٹیالہ مین آگئیں چار پانچ روز کے بعد اس جہان سے گذر گئین بہائی کو بہن کی وفات کا بڑا رنج و غم ہوا۔

جارج طامس کی عہدشکنی اور اسکا مآل کار

جارج کو ملک گیری اور لوٹ کا چسکا کب نچلا بیٹہنے دیتا تہا پس وہ عہد و پیمان پر خاک ڈالکر سمت ۱۸۵۶ مین پہر اپنی جگہہ سے اٹہا اور جیند اور کیتہل کے بعض دیہات کو جو ہانسی کے علاقہ سے ملحق تہے دبالیا اور جب وہ اٹہہ کہیڑے[۱] مین پہنچگیا مہاراج نے جو اسوقت نام مین تہے بہائی لال سنگہہ صاحب راجہ بہاگ سنگہہ صاحب سردار مہتاب سنگہہ تہانیسری اور سردار گوردت سنگہہ لاڈوہ والہ وغیرہ کو بلایا اور تو سب اپنی اپنی فوج کو لیکر آگئے مگر رائے الیاس صاحب جنکا بیدی صاحب سنگہہ

[۱] بموجب تصریح مندرجہ صفحہ (۱۱) کتاب رپورٹ بندوبست و تاریخ ضلع حصار مرتبہ منشی امین چند صاحب جوڈیشل اسسٹنٹ کمشنر اجمیر مطبوعہ سنہ ۱۸۶۶ء مطبع کوہ نور لاہور کسوہن وغیرہ آٹہہ دیہات واقع پرگنہ نرواند عملداری سرکار پٹیالہ کا وہ قدیم نام ہے جو کتاب آئین اکبری مین مندرج ہے ۱۲ مولف

کے حملہ کے وقت سے جاج سے ملاپ ہو گیا تھا نہین آئے اور یہہ معلوم کر کے
کہ جاج نے ڈرہبہ کیطرف کوچ کیا ہے جو پٹیالہ سے قریب تیس ۳۰ میل کے جنوب
کی طرف ایک گانون ہے مہاراج نے اپنے بخشی ملک تیسرا ڈوگرا اور بہائی
تارا سنگہہ اور سردار دیپ سنگہہ اور بیر سنگہہ بہدوڑیون کو دو ہزار سوارون کے
ساتہہ اُسکے مقابلہ کو بہیجا - یہان ایک ہلکی سی لڑائی ہوئی اور جاج نے شمال
کیطرف جاکر بالدہ کو جو دہوڈان کے قریب ایک گانون ہے لوٹ لیا اور وہان
کے بہت سے زمیندارون کو قتل کر کر کہنوری کی طرف لوٹ گیا جو بالدہ سے
مغرب کی طرف دریائے گہگر کے کنارے ایک گانون ہے - یہان دیوان سنگہہ
دیوان ایکہزار سوار کے ساتہہ پہلے سے موجود تہا اُسکے ساتہہ مٹہہ بہیڑ ہوئی مگر وہ
وہان بہی نہ ٹہرا اور لڑتا بہڑتا نارنگوال جا نکلا - یہان اُسکو بہائی تارا سنگہہ اور راجہ
بہاگ سنگہہ صاحب بہادر والی جیند اور سردار کرم سنگہہ شاہ آبادی نے پانچہزار
سوارون کے ساتہہ آلیا اور اگرچہ وہ تہکا ماندہ اور بیخبر تہا مگر دو گہنٹے تک خوب لڑتا
رہا اور آخر شکست کہا کر کہٹور کو بہاگ گیا اور جب یہہ اُسکا پیچہا دباتے ہوئے موضع
جودہ منصورپین پہنچے تو اُسنے یہہ فطرت کی کہ صلح کا خواہان ہوا اور پیام سلام مین
چہہ دن گذار دئے اور اس حکمت سے جب اُسکی فوج نے ذرا دم لے لیا عہد و پیمان

کوچ محض ایک حیلہ تہا بالائے طاق رکہکر یکایک یہانسے غایب ہوگیا اور موضع رانجا
کوجالوٹا جو رائے الیاس کی عملداری مین تہا - مہاراج جو اسوقت گہنگرانہ مین تہے
کوچ کرکے موضع بروندڑی مین اُس سے دو کوس کے فاصلہ پر آن اُترے اور
ایک ہفتہ سے زیادہ ہر روز لڑائی ہوتی رہی - اب یہان سے بہاگ کر اُسنے پہر
اس ریاست کے قلمرو مین قدم رکہا اور لکڑوال مین اُس سے اور یہان کی سپاہ
سے مقابلہ ہوا جسمین اُسیکو شکست ہوئی اور اس عملداری سے نکلکر کیتہل کیطرف
متوجہ ہوا - اس سبب سے مہاراج نے بہائی لال سنگہہ صاحب کو تو لکڑوال سے کیتہل
کو بہجدیا اور خود مونک مین تشریف لے آئے تاکہ بوقت ضرورت بہائی صاحب
کی مدد کرسکین اور جب اُسنے موضع کہردوہی کو جالوٹا مہاراج کیتہل مین تشریف
لیگئے - جارج گہگر سے عبور کرکے موضع کٹہیانہ کو جو سر راہ تہا لوٹتا ہوا جنوب کی سمت
ہولیا اور سفیدون پر جو کرنال کے قریب ریاست جیند کی عملداری مین ایک پُرانا
قصبہ ہے حملہ کیا یہان قلعہ کی سپاہ مین اُسکے مقابلہ کا دم نہ تہا راجہ بہاگ سنگہہ
صاحب مدد کو گئے مگر اُنکے پہنچنے سے پہلے یہہ پُرانا قلعہ جو شکستہ بستہ پڑا تہا اُسکے قبضہ
مین آچکا تہا - جارج کا قلعہ مین بیٹہا رہنا عبث تہا پس وہ شہر پناہ کے نیچے راجہ
صاحب سے صف آرا ہوا اور ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین تین سو کے قریب راجہ صاحب

کے سپاہی مجروح اور مقتول ہوئے اور پانسو آدمی جارج کے کھیت رہے اور
اُسکے لشکر کا بہت سامان و اسباب لٹ گیا اور وہ یہہ نقصان اُٹھا کر پہر کیتھل کے علاقہ
مین جا گھسا۔ چونکہ وہ کہین جم کر نہ لڑتا تہا اور اس دوا دوش مین فوجین بہت
دق ہوگئین تہین اور رعایا کا بہی بہت نقصان ہوا تہا اسلئے یہہ مشورہ ہوا کہ یا بالفعل
اُسکو صُلح اور دار مدار کرکے اس مُلک سے نکالدیا جائے اور فرصت مین جنرل پیرون
فرانسیس سے جو مرہٹون کی طرف سے صوبہ دہلی کا حاکم اور جارج کا مخالف تہا جوڑ
توڑ لگا کر اُسکو جارج سے لڑوادیا جائے یہہ منصوبہ قرار پا کر مہاراج نے اپنے اہلکار سردار
چین سنگہہ کو جارج کا منشا دریافت کرنیکو بہیجدیا۔ اگرچہ اس بکھیڑے مین مخالفون کے
چند دیہات اُسکے قبضہ مین لگگئے تہے اور لوٹ کہسوٹ کے ذریعہ سے روپیہ پیسا بہی
خوب ملگیا تہا لیکن رات دن کی مار دہاڑ سے وہ بہی بہت تنگ آگیا تہا اور چاہتا تہا کہ
کسیطرح صُلح ہوجائے پس اُسنے اسکو غنیمت سمجہا اور صلح صفائی کی باتین اور پیام سلام ہوکر
اوایل سنہ ۱۸۰۱ء مین ہانسی کو چلا گیا اور مہاراج بہائی لال سنگہہ صاحب اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب
اور اپنے اہلکار سردار چین سنگہہ اور ہمیر سنگہہ کو دہلی کو بہیجکر اور فوج کو اپنے بخشی
ملک شیر اڈوگر کے ساتہہ احتیاطاً کیتہل مین چہوڑ کر پٹیالہ کو چلے آئے۔ جب یہہ
دہلی مین پہنچے جنرل پیرون وہان موجود نتہا کول گیا ہوا تہا اسلئے سردار چین سنگہہ

اور ہمیر سنگہہ راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب کو یہان چہوڑکر وہان چلے گئے اور بات چیت کر کے اُسکو اپنے ساتہہ دہلی مین لائے اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب نے اُس سے ملاقات کی اور تیسوین ربیع الثانی سنہ ۱۲۲۳ مطابق دسوین ستمبر سنہ ۱۸۰۸ء کو مفصلہ ذیل سات سوال لکہکر اُسکے روبرو پیش کئے۔

اوّل۔ یہہ کہ فوج کافی اُنکی امداد کیواسطے مامور کیجائے۔

دوسرے۔ فوج کا کوچ اور مقام اُنکے مشورہ سے ہوتا رہے۔

تیسرے۔ جارج ہاسنی سے خارج کیا جائے۔

چوتہے۔ جو جو گانون اُنکے جارج نے اپنے قبضہ مین کر لئے ہین وہ چہڑا دیئے جائین۔

پانچوین۔ جارج کے خاص مقبوضہ مُلک مین سے جو کچہہ بطور مہربانی دینا منظور ہو لکہدیا جائے اور خرچہ جنگ کی جو قسطین تمسک مین لکہی گئی ہین اُنکے سوا اُنکو کچہہ سروکار نہوگا خواہ ہنگامہ جاری ہی ہے

چہٹے۔ رائے الیاس و افغانان مالیر کوٹلہ و راجہ جسونت سنگہہ صاحب وغیرہ برادران و چاہدیان و تعلقداران مہاراجہ راجگان اگر

یہہ تفصیل ہمنے سروا چین سنگہہ کے خانگی حساب کی ایک ایسی پرانی بہی سے نقل کی ہے جسمین سمت ۱۸۵۸ و ۱۸۶۵ سے سمت ۱۸۶۵ تک ریاست کے بہی اکثر وہ حسابات صیغہ جنگ و پولیٹکل درج ہین جو انکی معرفت ہوئے تہے اور اسکی طرز تحریر سے ہمکو ثابت ہوا کہ نذرانہ کی رقم جنرل پیرون اور اُسکے نایب جبرلوئی بورکوئین کو اور وہ رقم جو بنام معاملہ درج ہے سرکار گوالیار کو جسکے وہ نوکر تہے دی گئی تہی اور اِن دونو رقمون کے ملانے اور مرہٹون کے خراج لینے کے اُس قاعدہ پر خیال کرنے سے جسکو انکی اصطلاح مین چوتہہ کہتے تہے یہہ بہی معلوم ہوگیا کہ گذشتہ صدی کے خاتمہ پر اِن ریاستون کی آمدنی حسب تفصیل ذیل تھی ۔

پٹیالہ ۔	چہہ لاکہہ بارہ ہزار	۶۱۲۰۰۰
کیتہل ۔	دو لاکہہ چالیس	۲۴۰۰۰۰
جیند ۔	ایک لاکہہ سولہ ہزار	۱۱۶۰۰۰
نابہہ ۔	ایک لاکہہ باون ہزار	۱۵۲۰۰۰
رائے کوٹ ۔	تین لاکہہ بیس ہزار	۳۲۰۰۰۰
رای پور گوجروال ۔	اسی ہزار	۸۰۰۰۰

کوٹلہ مالیر　اسّی ہزار　　۸۰۰۰۰

پس مسٹر گرفن صاحب نے جو معاملہ کی رقم کو ریاستونکی آمدنی اور نذرانہ کو خراج خیال فرمایا ہے اور اس سے انکی اسوقت کی طاقت اور مقدرت کا اندازہ کیا ہے صحیح نہین ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف کو معاملہ کے لفظ سے یہہ دہوکا ہوا ہے جو اکثر ملک کی آمدنی کے معنون مین بہی بولا جاتا ہے۔ چونکہ پیرون کو خود بہی جارج کیطرف سے کہٹکا لگا رہتا تہا اور اسلئے یہہ دل سے اسکا استیصال چاہتا تہا موقع مناسب دیکہکر اُسنے خوشی خوشی انکی درخواست منظور کرلی اور پہلے اور دوسرے اور تیسرے اور پانچوین اور چہٹے سوال کو منظور کرکے چوتہے کے جواب مین یہہ لکہا کہ نواب نجف قلیخان اور مہاراجہ سیندہیا کی حکومت کے زمانہ مین جس جسجگہہ پر انکا قبضہ تہا اُس پر اپنا قبضہ کرین اور ساتوین سوال کی بابت یہہ ٹہرایا کہ ایسے لوگون کے ساتھہ جو معاملہ ٹہرے اُسمین سے دو حصّے اُسکے اور ایک حصہ انکا ہوگا اور یہہ قرار دیا کہ پانچہزار سوار انکا بالفعل اس قضیہ کے یکسو ہونے تک اُسکی فوج کے ساتہہ رہے۔ الغرض اس قرارداد کے بعد جنرل موصوف بہادر گڈہ مین جو دہلی سے بندرہ میل کے فاصلہ پر جہجر کیطرف ایک قصبہ ہے جا اُترا اور جارج کو لکہکر جہجر سے اپنی

پاس بلالیا اور اُسکو یہہ کہا کہ وہ ہانسی اور جہجر وغیرہ مُلک کو چھوڑ دے اور
پچاس ہزار روپیہ نقد ماہوار بطور تنخواہ اپنی فوج کے مہاراجہ سیندھیا سے لیلیا
کرے اور یہہ بہی کہا کہ اگر وہ اسکو کم سمجھتا ہو تو وہ اور پچاس ہزار روپیہ ماہوار
کے واسطے سفارش کرنیکو تیار ہے مگر جارج نے بدعہدی کے شبہہ سے اِسکو
منظور نہ کیا اور بلا اجازت رات کو ہانسی کے جانیکے ارادہ سے پانی پت کو
چلا گیا اور اُس علاقہ کو لوٹنا شروع کردیا ناچار جنرل موصوف نے کپتان سمتھہ
کو تین پلٹنیں اور پندرہ توپوں کے ساتہہ جہاج گڈہ پر قبضہ کرلینے کو بہیجدیا اور
اُدہر اپنے نائب میجر لوئی بورکوئین کو اپنی فوج کا بڑا حصہ ساتہہ دیکر ہانسی کیطرف
روانہ کیا اور خود دہلی کو لوٹ گیا۔ جارج کپتان سمتھہ سے جا لڑا اور اُسکے ایسے
دانت کھٹے کئے کہ وہ جہاج گڈہ کو چھوڑکر جہجر کو چلا گیا میجر لوئی نے جب یہہ
خبر سُنی ہانسی کا جانا موقوف رکہا اور موضع کہٹکر سے چلکر اپنی اور پٹیالہ اور
کیتہل اور جیندہ کی فوج کے ساتہہ جہاج گڈہ کو جا گہیر لیا اور دو مہینے تک خوب
لڑائیاں ہوتی رہیں اور جارج بڑی جرات سے مقابلہ کرتا رہا لیکن اس سبب سے
کہ پٹیالہ سے برابر کمک پہنچتی رہی اور جنرل پیرون نے مدد کیواسطے اور
فوج بہیجدی اور رسد کے نہ پہنچنے کے باعث سے جارج کی فوج بہوکہوں مرنے

اور اونٹ گہوڑے کاٹ کاٹ کر کہانے لگی ناچار ہو کر وہ جہاج گڈہ سے
نکلکر ہانسی کو بہاگ گیا میجر نے جہاج گڈہ پر قبضہ کرلیا اور جارج کا توپخانہ وغیرہ
جو کچھہ وہان تہا اُسکے قبضہ مین آگیا اور اُسنے قلعہ ہانسی پر مورچے جا لگائے چونکہ
جارج کے چیدہ اور عمدہ سپاہی کچھہ مارے گئے اور کچھہ جہاج گڈہ کی فتح کے بعد
میجر لوئی سے نوکر ہو گئے تہے اور ایسے قوی دشمنون کے مقابلہ کی سکت اب
اُسمین باقی نہین رہی تہی پانچ روز کے بعد اُسنے میجر کے پاس صُلح کا پیغام بہیجدیا
اور توپ خانہ وغیرہ آلات حرب وضرب کے سوا جو کچھہ نقد وجنس اُسکا قلعہ مین تہا
ساتہہ لیکر قلعہ کو خالی کر دیا اور میجر سے تہوڑی سی فوج بطور بدرقہ ہمراہ لیکر
سنہ ۱۸۰۱ع کے شروع مین دہلی کو چلا گیا اور میجر نے اُسکے تمام مقبوضہ مُلک پر
اپنا قبضہ کرلیا اور قلعہ کسوہن نروانہ کہتوری جن پر جارج نے تسلط کرلیا
تہا بدستور پٹیالہ کے قبضہ مین آگئے۔ جبکہ جارج کے قصہ کا اسطرح سے خاتمہ
ہو گیا مہاراج کا ارادہ ہوا کہ ریاست کے بعض علاقے جو اس افراتفری مین
سرکش ہو گئے تہے اُنکو مطیع کیا جائے تاکہ جو روپیہ جنرل پیرون کو دینا ٹہرا
تہا ادا کیا جاے اسلئے اُنہون نے اپنے دیوان دیوان سنگہہ کو میجر کے پاس
روانہ کیا اور اُنسے باتفاق سردار چین سنگہہ وہمیر سنگہہ کے میجر سے یہہ درخواست کی

کہ اُسکے لشکر کا کوچ و مقام اُنکی صلاح سے ہوتا رہے چونکہ یہہ بات جنرل پیرون
کی اجازت پر موقوف تہی انکے درخواست کرنے پر جنرل نے میجر کو اسکی اجازت
دیدی اور اُسنے اوّل ہانسی ۔ سرسہ ۔ رانیان ۔ بہٹنیر وغیرہ ملک مقبوضہ جارج
سے خراج تحصیل کیا اور پہر باتفاق دیوان دیوان سنگہہ وغیرہ پرگنہ اٹہہ کہیڑہ مین آن اُترا
دیوان نے پرگنہ گورکہپور ۔ بہونہ ۔ اور پایل وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور سردار بیر سنگہہ
نگو والیہ دو سو سوار کے ساتہہ وہان ٹہر گیا اور میجر موافق مشورہ سردار چین سنگہہ
اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب کے چہوٹے چہوٹے
سکہہ سردارون کے علاقون مین پہرتا ہوا پہہاٹ مین پہنچا اور وہان سے
بنوڑ ہوتا ہوا مہاراج کی ملاقات کیواسطے پٹیالہ آیا اور جنرل پیرون کی طرف
سے پیغام دوستی مہاراج کی خدمت مین بیان کئے اور اکیسوین رمضان
۱۲۱۶ ہجری کو ایک عہدنامہ دوستی بلفظ (قولنامہ) مابین جنرل موصوف
اور اس سرکار کے لکہا گیا جسمین طرفین کے دوست دوست اور دشمن دشمن
قرار پائے اور درج ہوا کہ ضرورت کیوقت مہاراجہ سیندہیا کی فوج فوراً پٹیالہ
کی مدد کرے اور اسیطرح پٹیالہ اور بہائی لال سنگہہ صاحب اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب
سیندہیا کو مدد دین اور ایک دو مہینے کے عرصہ تک فوج کشی کے خرچہ کا بہی

سوال نکیا جائے اور کسی ورانداز شخص کی بات جو مخل دوستی ہو نہ سنی جائے
اور جنرل پیرون نے جو عیسائی تہا اس اقرار کو حضرت عیسی مسیح کی قسم کے
ساتہہ مؤکد کیا۔ مہاراج نے رخصت کیوقت میجر کو ایک بہاری خلعت عطا
کیا اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر اور سردار چین سنگہہ کو ہمراہ کردیا جب میجر
رخصت ہوکر قلعہ سے باہر آیا تو اُسنے امرائے ہند کے اُسوقت کے دستور کے
موافق جو کسی خوشی کے موقع پر ایسا کیا کرتے تہے کسیقدر روپیہ فقیرون کو لٹایا
اور یہان سے کوچ کرکے لبی۔ کہنہ وغیرہ مین ہوتا ہوا لودہیانہ پہنچا۔
اثنا راہ مین سب چہارمی سکہون سے ہمارے اہلکارون نے خراج وصول
کیا اور قلعہ الیسٹرو اور سہاور مین بہی دخل کرلیا جو سردار فتحسنگہہ صاحب آلہووالیہ
کا تہا اور رائے پور۔ گوجروال مین بہی تہانہ بٹہادیا۔ لیکن جب سردار فتحسنگہہ نے
سردار جسّا سنگہہ صاحب اور مہاراج امرسنگہہ صاحب بہادر کی باہم دوستی
یاد دلائی مہاراج نے اُنکا قلعہ چہوڑدیا اور بہائی لال سنگہہ صاحب کی
سفارش سے چہہ مہینے کے بعد رائے پور مین سے بہی تہانہ اُٹہا لیا جب
میجر لوئی منی مزرعہ سے پٹیالہ کو آتا تہا سردار چین سنگہہ نے اُس کچی گڑہی کو
جو سنگہہ پوریون نے بغیر اجازت کے بنوڑ مین تعمیر کرلی تہی مسمار کرادیا او

دل سنگھ بہرلی والہ جو سرکار کا چہارمی تہا اور باغی ہوگیا تہا اُسکے دیہات کو
بہی ضبط کرلیا جو آخر اُسکے رشتہ دار سردار جودہ سنگہہ کلسیہ کی سفارش سے مہاراج
نے پہر اُسکو بخشدیے - جو روپیہ ان سکہہ سرداروں سے وصول ہوا تہا اُس
مین سے دو حصے عہدنامہ کے موافق میجر کو دیئے گئے اور ایک حصہ مہاراج
کی سرکار مین رہا جسمین سے ایک ثلث رکہا جاکر دو ثلث بہائی لال سنگہہ صاحب اور راجہ
بہاگ سنگہہ صاحب اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب نابہہ والہ کو دیئے گئے اور میجر ہانسی کو لوٹ گیا

میجر لوئی کا دوبارہ اس مُلک مین آنا اور اس مُلک سے مرہٹون کے تعلقات کا خاتمہ

اس سے کچہہ عرصہ کے بعد میجر لوئی بوڑیہ کے گہاٹ جمنا کے اس پار اُتر آیا
اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر اور بہائی لال سنگہہ صاحب بوڑیہ مین اور سردار چین سنگہہ
شہزادپور مین اُس سے جا ملے اور آپس کے مشورہ سے کوچ و مقام کرتا ہوا انبالہ مین
پہنچا - بہائی لال سنگہہ صاحب کے چچا بہائی تخت سنگہہ کی جاگیر کے پینسٹہہ گانون جو سوکہہ
کے پرگنہ کے نام سے مشہور تہے اور سکہون نے دبا لئے تہے بہائی لال سنگہہ
نے میجر کی مدد سے اُنپر قبضہ کرلیا اور انبالہ کے نواح کے سکہون سے معرفت
سردار چین سنگہہ نذرانہ لیتا ہوا میجر منی مزرعہ مین پہنچا اور راجہ کرم پرکاش

صاحب والی ناہن کیطرف سے جو ملاقات اور خراج دینے مین تامل ہوا تہو
سے پرگنہ پر جو مہاراج امر سنگہہ صاحب بہادر نے راجہ کیرت پرکاش صاحب کو بخشدیا
تہا اُسکے عوض کا روپیہ دیگر ریاست کے اہلکارون نے اپنا قبضہ کرلیا - اِس دفعہ
مین بہی چہوٹے سکہہ سردارون سے اُسیقدر خراج وصول کیا گیا جتنا پہلے لیا
گیا تہا اور اُسی طرح سے باہم تقسیم ہوا جیسا ہم پہلے لکہہ چکے ہین - اِسکے بعد میجر
یکایک کرنال کے راستہ سے دہلی کو کوچ کرگیا - ہرچند ریاست کے دفتر سے کچہہ
معلوم نہین ہوسکا لیکن غالباً اسکا سبب یہہ تہا کہ لارڈ لیک صاحب بہادر
انگریزی سپہ سالار مرہٹون کو دباتے ہوئے کول کے قریب پہونچ گئے تہے
اور آگرہ وغیرہ اور علیگڈہ کے قرب وجوار کا ملک سرکار انگریزی کے قبضہ مین
آگیا تہا اور قریب تہا کہ صوبہ دہلی پر بہی اُنکا تصرف ہوجائے پس میجر کے پاس
اِس معاملہ کے متعلق کوئی ضروری خبر آئی ہوگی جس سے اُسکو دہلی کیطرف
بہت جلد لوٹنا پڑا -

مہاراج اور رانی آسکور صاحب کے باہم سوءِ مزاجی اور اُسکے متعلق حالات

تہوڑے عرصہ سے مُلک کے کاروبار مین مہاراج اپنی سوتیلی مان رانی کہیم کنور

صاحب سے مشورہ لیتے اور اُنکی بات کو مانتے تہے اور یہہ امر رانی اسکور صاحب
کو جو بڑی بلند نظر اور امور ملکی مین مداخلت کی خواہشمند تہین ناگوار ہوتا تہا اس سببسے
مہاراج کبہی اُنکی راے سے اور کبہی انکی مرضی سے معاملات ملکی کو طے کرتے تہے
لیکن دراصل رانی صاحب کی مداخلت مہاراج کو پسند نہ تہی پس رفتہ رفتہ باہم السی
سوء مزاجی ہوی کہ مہاراج پٹیالہ سے سنام کو چلے گئے اور وہان سے چیر اسنگہہ
پوربیہ کو یہہ پیغام دیکر رانی صاحب کے پاس بہجدیا کہ پٹیالہ سے اپنی جاگیر امرگدہ کو
چلی جائین - رانی صاحب اگرچہ وہان چلی گئین لیکن تہانا سنگہہ پوربیہ کی سازش
سے جو وہان کا قلعہ دار تہا امرگدہ کے قلعہ پر قبضہ کرلیا - یہہ سنکر مہاراج بہت ناخوش
ہوے اور منصورپور مین اگر رانی صاحب کو کہلا بہیجا کہ قلعہ سے باہر کسی اور مکان
مین رہین لیکن رانی صاحب نے کچہہ نہ سُنا اور اُلٹا قلعہ کو اپنی مرضی کے موافق
مستحکم کرلیا اور سردار بہنگا سنگہہ تہانیسری کو جو اُندنون اپنی فوج سمیت کوٹلہ مالیر
کے قرب وجوار مین پڑا ہوا تہا اور اُسکی بیٹی رانی روپ کنور صاحب مہاراج کرم سنگہہ
صاحب بہادر سے منسوب تہین اپنی حمایت کو بُلالیا اور لوگون سے ایسی چاپلوسی
اور حسن سلوک اختیار کیا کہ جو کوئی اہلکارون یا سردارون مین سے مہاراج کیطرف
سے کچہہ پیام لیکر آتا اُنہین کا ہو جاتا اور اُنہین کا دم بہرنے لگتا یہان تک

کہ سردار چیرا سنگھہ پوربیہ جو غایت درجہ مہاراج کا معتمد علیہ اور پٹیالہ کا قلعہ دار تہا وہ بہی رانی صاحب سے ملگیا اور اُسنے اپنے بیٹے جوالا سنگھہ کو بہیجکر رانی صاحب کو پٹیالہ آنیکی تحریک کی اور وہ اچانک امرگڈہ سے پٹیالہ مین چلی آئین اور شہر اور قلعہ پر قبضہ کرلیا - مہاراج یہہ سُنکر منصورپور سے سنور مین آئے اور ملک محمود خان کو جو سامانہ کا رہنے والا بڑیچ قوم کا پٹہان اور بڑا معزز سردار تہا سنور کے قلعہ کی حفاظت کیواسطے چہوڑکر خود سیف آباد مین جارہے اور پٹیالہ کو رانی صاحب کے قبضہ سے چہوڑانیکی تدبیرین کرنے لگے اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب والی جیند اور بہائی لال سنگھہ صاحب والی کیتہل اور سردار جودہ سنگھہ کلسیہ اور کرم سنگھہ شاہ آبادی کو اپنی مدد کیواسطے بُلالیا اُدہر رانی صاحب کے ملازم اور سردار بہنگا سنگھہ راجہ جسونت سنگھہ صاحب کو اپنی حمایت کیواسطے نابہہ سے بُلالاے اور رانی صاحب نے اس خوشامد مین اپنی مُہر سے یہہ وعدہ لکہکر اُنکے پاس بہیجدیا کہ موضع دولدی پر جسکے قرب نابہہ کے سبب سے مہاراجہ کے وہ ہمیشہ خواہان تہے اپنا قبضہ کرلین لیکن راجہ صاحب نے موضع مذکور پر اُسوقت قبضہ کرنا مناسب نہ سمجہا اور اسکو کسی دوسرے وقت پر موقوف رکہا کیونکہ وہ جانتے تہے کہ مہاراج کی مرضی بغیر رانی صاحب کی ایسی تحریر اُنکے واسطے کچہہ مفید نہین ہے اور اگرچہ

راجہ جسونت سنگھ صاحب چھہ مہینے تک پٹیالہ مین اپنی فوج لئے پڑے رہے
اور ادہر مہاراج کے پاس بہی بہت سے سردار موجود رہے اور اس خانگی
جھگڑے کی طوالت کے خوف سے بیچ بچاؤ کرتے رہے مگر کوئی صورت
صفائی کی نہ ٹھہری مگر جب مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر انگریزون سے شکست کھاکر
تہانیسر کے راستہ سے سیف آباد مین آیا اور تین دن یہان رہا اور مہاراج
سے مدد کا خواہان ہوا اور مہاراج نے اُس عہد و پیمان کے لحاظ سے جو
مارچ ۱۸۰۵ء مین ہنڈون بیانہ کے مقام لارڈ لیک صاحب بہادر سپہ سالار
انگریزی کے ساتھہ ہوا تہا اُسکو مدد دینے سے انکار کیا اور وہ مایوس ہوکر لاہور
کو چلا گیا تو راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب نے لارڈ لیک
صاحب بہادر کے آنیسے پہلے جو ہلکر کے تعاقب مین آتے تہے یہان پہنچکر
مہاراج اور رانی مین صلح کرادی اور لارڈ لیک صاحب ہلکر کے جانیسے ایک
ہفتہ بعد جو پٹیالہ مین آئے تو مہاراج نے موافق اُنکی قدر و منزلت کے اُنکی نہایت
تواضع و تکریم کی جس سے وہ خوش ہوئے اور سر دربار یہہ کہا کہ جو کچھہ عہد و پیمان
سرکار پٹیالہ کے ساتھہ نواب نجف قلیخان بہادر نے سلطنت دہلی کی طرف سے
کیا تہا سرکار انگریزی بہی اُسکا ہمیشہ لحاظ رکہیگی اور مہاراج سے رخصت ہوکر لکر

کے پیچھے نابہہ ہوتے ہوئے پنجاب کو چلے گئے۔ اگرچہ اس ضروری موقع
پر مہاراج اور رانی صاحب مین صلح ہوگئی تہی اور وہ سیف آباد سے پٹیالہ
مین آگئے تہے لیکن چونکہ دلون کی صفائی نہوئی تہی اور اکثر سردار در پردہ مہاراج
کے خلاف رانی صاحب سے سازش رکہتے تہے مہاراج دیوان و دیوان سنگہہ وغیرہ
اہلکارون کو پٹیالہ مین چہوڑکر بہرسنام کو چلے گئے اور رانی صاحب اور مہاراج
کرم سنگہہ بہادر ولیعہد پٹیالہ مین رہے۔

موضع دولدی کی سرحد کا فساد اور بہائی تارا سنگہہ کا نابہہ والونکے ہاتہہ سے مارا جانا اور مہاراج کی فوج کشی راجہ جسونت سنگہہ پر اور اُسکے نتایج

دولدی جسکی بابت راجہ جسونت سنگہہ صاحب والی نابہہ کو رانی آسکور صاحب
کے ایک کاغذ لکہہ دینے کا ذکر اہی آچکا ہے نابہہ سے دو میل مغرب کیطرف ایک
گانون ہے اور اسکی سرحد خاص شہر نابہہ سے ملی ہوئی ہے اس سبب سے اکثر کچہہ
نکچہہ تکرار رہا کرتا تہا اب جو دولدی کے زمینداروں نے بہائی تارا سنگہہ تہانہ دار
منصور پور کے ایما سے جسکے یہہ گانون ماتحت تہا نابہہ کی آبادی کے قریب اپنے
ہل چلانے شروع کردیئے اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب نے اپنے اہلکار اسکی روک

کے واسطے پٹیالہ بہیجے اور تارا سنگہہ نے اُنکے خلاف مطلب جواب دیکر اُن کو
رخصت کرادیا اور اُنہون نے راجہ صاحب کے پاس تارا سنگہہ کی سخت شکایت
کی اور موقع پاکر اُنکے نوکرون نے اُنکے اشارہ سے پٹیالہ سے باہر کہین کو
جاتے ہوئے تارا سنگہہ کو مار ڈالا اور زمین مذکور پر زبردستی سے اپنا قبضہ کرلیا
اور اس ناقابل برداشت ظلم کی اطلاع رانی صاحب نے مہاراج کی خدمت
مین کی - مہاراج سنام سے کوچ کرکے نابہہ کے قریب قصبہ منصورپور مین آگئے
اور رانی صاحب نے پٹیالہ سے چڑہکر اسکے انتقام مین راجہ صاحب کے ایک
گانون کہیڑی نامی کو لوٹ لیا اور اُسنے لڑنیکے لئے موضع بہراج مین اپنا کیمپ
قایم کیا اور سردار بہنگا سنگہہ کا بہتیجا سردار مہتاب سنگہہ تہانیسری اور بہای لال سنگہہ
صاحب والی کیتہل اسطرف اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب والی جیند اُسطرف کی
مدد کو آگئے اور دو مہینے تک خفیف خفیف لڑائیان ہوتی رہین لیکن جب ایک
دن سردار مہتاب سنگہہ لڑائی مین مارا گیا مہاراج نے زیادہ تر غصہ مین بہرکر
بہای لال سنگہہ صاحب کو ایک بڑی فوج کے ساتہہ مخالفون پر حملہ کرنیکو بہیجا
اور نابہہ سے پانچ چہہ میل کے فاصلہ پر نروانہ کے مقام ایک سخت لڑائی ہوئی
جسمین قریب ڈیڑہ سو کے طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہوئے اور راجہ

جسونت سنگھ صاحب کو شکست ہوئی اور وہ بہاگ کر نابہہ مین جا گہسے -
اب راجہ بہاگ سنگھ صاحب نے اپنے بہانجے مہاراجہ رنجیت سنگھ بہادر فرمانروائے
لاہور کو اپنی امداد کیواسطے بُلایا وہ تو یہہ چاہتے ہی تہے کہ ستلج کے بائین کنارے
کے ملک مین مداخلت کرنیکا موقع ملے پس دسہرہ کرتے ہی اکتوبر ۱۸۰۶ء مطابق
سمت ۱۸۶۳ مین بیس ہزار سوار کے ساتہ جو شاید مبالغہ ہے ستلج کے اس پار اُتر آئے
سردار فتحسنگہ صاحب آہلووالیہ اور گوردت سنگہ لاڈوہ والہ اور کئی چہوٹے چہوٹے
سردار اُنکے ساتہ تہے - راجہ جسونت سنگہ صاحب کوٹلہ مالیر کے قریب اُنکو
جا کر ملے اور اگلے روز مہاراجہ رنجیت سنگہ نے دولدّی کو جسمین تہوڑی سی فوج
تہی فتح کر کے راجہ صاحب کو دیدیا اور راجہ صاحب نے کالون کو اُجاڑ کر اُسکے
چند کوٹے جو نابہہ سے متصل تہے مسمار کر کے اپنا غصہ نکالا اور پہر مہاراجہ رنجیت سنگہ
بہادر کو منصور پور پر چڑہا لائے اور وہ شہر سے ایک کوس کے فاصلہ پر آن اُترے
اور قریب تین ۳ گہنٹے کے طرفین سے گولہ چلتا رہا لیکن جب راجہ بہاگ سنگہ صاحب
کے ہاتہی کا ہودہ میر مقصود علی افسر توپخانہ کے بہتیجے میر ذوالفقار علی نے
شست باندہکر اوڑا دیا اور سنگہ صاحب (رنجیت سنگہ) نے دوربین لیکر
مخالف فوج کثرت سے دیکہی تو وہ راجہ بہاگ سنگہ صاحب اور راجہ جسونت سنگہ

صاحب پر جو انکو یہہ کہکر لائے تہے کہ مہاراج کے پاس کچھہ زیادہ فوج نہین ہے اور منصور پور بغیر لڑائی کے فتح ہو جایگا خفا ہوئے پس کچھہ تو یہہ انکے تیور بدلے ہوئے دیکہکر ڈر گئے اور کچھہ اُس پیغام نے جو مہاراج نے خفیہ اُنکے پاس بہیجا تہا اُنکو اپنی اس تدبیر کی غلطی سے جو ایک خانگی جہگڑے کے باعث سے ایک قوی دشمن کو اپنے ملک مین دخل کرنیکا موقع دیدیا تنبہ کیا۔ اسلئے راجہ بہاگ سنگہہ صاحب نے مہاراج کے اہلکار سردار چین سنگہہ کو گفتگو کیواسطے اپنے پاس بلا بہیجا اور آپسمین قسما قسمی اور صلح صفائی کی باتین ہوکر انکی معرفت مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر سے اُسکی ملاقات ہوئی اور اس بات پر صلح ٹہر گئی کہ موضع دود لدی بدستور پٹیالہ کے حوالہ کیا جائے۔ پس اگلے دن مہاراجہ رنجیت سنگہہ صاحب بہادر راجہ جسونت سنگہہ صاحب کے ساتہہ لیکر مہاراج کی ملاقات کیواسطے آئے اور باہم صفائی کرادی اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب سے پچاس ہزار روپیہ اپنا مقررہ نذرانہ لیکر لاہور کو کوچ کردیا۔ راجہ جسونت سنگہہ اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب ساتہہ گئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کے اِسلاک مین آنے سے حکام انگریزی کو بہی کچھہ تشویش ہوئی تہی اور اگرچہ وہ بہ دل یہہ چاہتے تہے کہ اُسکی ظاہرداری پر اعتبار رکہین اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب نے صاحب

رزیدنٹ دہلی کو یہہ لکہا ہی کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا یہان آنا صرف اس غرض سے ہوا ہے کہ ریاست نابہہ و پٹیالہ مین جو نزاع ہے وہ رفع دفع ہو جائے مگر تاہم کرنال کی چہاونی کے استحکام کیواسطے اور فوج بہیجی جانی مصلحت سمجہی گیی مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر درحقیقت سرکار انگریزی کو چہیڑنا نہین چاہتے تہے کیونکہ انکی فتوحات کیواسطے ایک وسیع ملک پڑا ہوا تہا جس سے سرکار انگریزی کو کچہہ سروکار نہ تہا پس وہ تہانیسر مین دیوالی کرکے پہر شمال کیطرف لوٹ گئے اور رائکوٹ[۵۱] کی ریاست کو جسمین اسوقت کوئی مرد صورت موجود نہ تہا جو مقابلہ کرتا رای الیاس مرحوم کی والدہ رانی نورالنسا سے چہین کر اپنے رفیقون کو تقسیم کردیا - چنانچہ

[۵۱] روسائے رائکوٹ جو اس صدی کے آغاز مین ایک بڑے علاقہ پر قابض تہے قوم مسلمان راجپوت تہے انکا مورث اعلی تلسی داس ۱۳۱۳ء مین جیسلمیر سے فریدکوٹ مین آکر آباد ہوا اور مذہب اسلام قبول کیا اسکی لڑکے گوپال نے شاہجہان پور کو جو ایک مقام ضلع لودہیانہ مین ہے آباد کیا اور اسکی اولاد مین سے ایک شخص رائے کالا نامی نے ۱۴۷۸ء مین قصبہ تلونڈی کو بسایا جو رائے کی تلونڈی کے نام سے مشہور ہے اب اس خاندان کی کسی قدر ترقی ہونے لگی اور ۱۶۲۰ کے لگ بہگ شہر لودہیانہ جسکو اسوقت سے ایکسو چالیس برس پہلے یوسف اور نہنگ نامے دو لودی قوم کے پٹہان سردارون نے آباد کیا تہا اور اسی سبب سے اسکا نام لودہیانہ مشہور ہوا اس خاندان کے قبضہ مین آیا گذشتہ صدی کے خاتمہ پر رائکوٹ تلونڈی جنڈیالی بدووال جگراون لودہیانہ بسیان وغیرہ انکے قبضہ مین تہے اور رائے الیاس اس خاندان کا اخیر رئیس تہا جسنے ۱۸۵۴ مین قضا کی - رئیسون کا خاتمہ تو موت نے

لودہیانہ - جنڈیالی - کوٹ - جگرانون اور بسیان معہ چون دیہات کے
جنکی آمدنی تیئیس ہزار روپیہ سال سے کچھہ زیادہ تھی راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر
اور بدووال اور کسیقدر علاقہ جگرانون کا جسمین تیس گانون اسکے قریب
قریب آمدنی کے تہے سردار گوردت سنگہہ لاڈووہ والہ اور کہوال پرگنہ
کوٹ بسیان - تلونڈی اور جگرانون کے اکتیس دیہات قریب ستائیس ہزار
روپیہ سال کی آمدنی کے راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ اور داکہا
کوٹ بسیان - جگرانون اور تلونڈی کے پرگنون مین کے ایکسو چہہ گانون
قریب چالیس ہزار روپیہ سال کی آمدنی کے سردار فتحسنگہہ صاحب آلہووالیہ
اور گہلان - کوٹ - جگرانون اور تلونڈی کے پرگنون مین کے اکہتر
گانون قریب چونتیس ہزار روپیہ کے دیوان محکم چند اور کوٹ اور جگرانون کے
پرگنون کے دس گانون قریب چہہ ہزار روپیہ کے اور ایک گانون پرگنہ
تلونڈی کا چارسو روپیہ کی آمدنی کا سردار بہنگا سنگہہ تہانیسری کے حصہ مین آیا
اور اسکے بعد مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر نے گوجر سنگہہ خلف تارا سنگہہ گہیبا سے گہنگرانہ
کا علاقہ جسمین بارہ گانون تہے جنمین کہ پانچ گانون تیئیس ہزار روپیہ کی آمدنی

کردیا تہا مگر ریاست کا خاتمہ اب مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ہاتہہ سے ہوا جسکا ذکر متن مین ہے - ۱۲ مولف

کے سردار گوردت سنگھ لاڈوہ والہ کو اور باقی ماندہ ساٹھ گانوں راجہ جسونت سنگھ
صاحب بہادر والی نابہہ کو دیدیئے اور راہون کے گہاٹ دریا اُتر کر جولاکہی
کو چلے گئے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا دوبارہ اس ملک مین آنا اور اُسکے متعلق حالات

مہاراج اور رانی آسکور صاحبہ مین بدستور ناچاقی چلی جاتی تہی اور رانی صاحبہ
اپنے سمدہی سردار بہنگا سنگھہ کی مدد سے بدستور پٹیالہ پر قابض تہین اور مہاراج
سنام مین رہتے تہے اسلئے مہاراج نے راجہ بہاگ سنگھہ صاحب کے مشورہ
سے مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کو اپنی امداد کے واسطے بلایا اور اس خانگی فساد
نے اگلے برس اُنکو پہر اس مُلک مین آنے کا موقع دیا اور وہ برسات کے ختم
ہوتے ہی ہری کے پتن[۱] سے جہان ستلج اور بیاس ملتے ہین اس پار اُتر آئے
اور کوٹ کپورہ پر قبضہ کرلیا اور پٹیالہ کے فیلدار بہدوڑ والون سے تہوڑا سا
نذرانہ لیتے ہوئے مالیر کوٹلہ مین آئے اور اُن سے ایک لاکہہ روپیہ مانگا
بیچارے پٹہانون مین اسقدر لہو کہان تہا ناچار اُنہون نے جمال پور وغیرہ

[۱] پتن پنجابی زبان مین گہاٹ کو کہتے ہین۔ ۱۲ مولف

اپنے چار قلعے سردار چین سنگھہ کی معرفت جو اُسوقت کوٹلہ پہنچ گیا تہا اس ریاست کے پاس گرو رکہکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کو روپیہ دیکر پیچہا چہوڑایا اور وہ کوٹلہ سے نابہہ ہوتے ہوے پٹیالہ آئے - مہاراج نے انکا آنا سنکر پہلے سے احتیاطاً سردار بہنگا سنگھہ کو تہانیسر سے پٹیالہ مین بلالیا تہا اور اَور سردار اور ذیلدار بہی آگئے تہے اور قریب پندرہ ہزار کے فوج پٹیالہ مین جمع ہو گئی تہی جب مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر پٹیالہ آئے مہاراج نے شہر سے باہر اُنکا استقبال کیا اور اگلے دن وہ اُنسے ملنے کو آئے اور کڑے[1] خان نام توپ اور ہیرون کا وہ کنٹہا جو مدد کے صلہ مین اُنکو دینا کیا تہا مانگا - چونکہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے آنے سے پہلے مہاراج اور رانی صاحب مین سردار بہنگا سنگھہ اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب کی معرفت صلح ہو گئی تہی اور یہہ بات ٹہر گئی تہی کہ پٹیالہ کے عوض اُنکو قلعہ سنور معہ پرگنہ بنوڑ - بہرُو نظام پور - رانی مزرعہ اور امرگڈہ کے جنکی پچاس ہزار روپیہ سال آمدنی تہی گذارہ کے واسطے دیا جاے اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی اب کچہہ خوشامد نہی تہی - مہاراج نے ان چیزون کے دینے مین اوّل کسیقدر لیت لعل کی لیکن جب چہبیسوین اسوج سمت ۸۶۴ کو سنگھہ صاحب

[1] ستلج کی لڑائی کے موقع پر یہہ توپ سرکار انگریزی کے ہاتہہ آئی اور سرکار موصوف نے پہر اس ریاست کو دیدی ۱۲ مؤلف

نے اپنی مہر سے انکو یہہ لکھکر دیدیا کہ رائے پور۔ گوجروال اُسکے دیہات سمیت آپکو دیا جاویگا۔ مہاراج نے اُس توپ اور کنٹہہ کا انکو دیدینا ہی مصلحت سمجھا اور وہ یہہ لیکر انبالہ کی طرف کوچ کر گئے اور وہان کے سکھون سے نذرانہ لیتے ہوئے نراین گڈہ پہنچے اور میان کشن سنگہہ ناہن والہ سے ایک سخت لڑائی ہوئی جسمین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے چارسو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور فتح سنگہہ کالیان والہ جو اُنکے مشہور سردارون مین سے تہا کام آیا۔ سنگہہ صاحب نے فتح کے بعد نراین گڈہ کا قلعہ مع اُسکے پرگنہ کے سردار فتحسنگہہ صاحب آلہووالیہ کو دیدیا اور وہان سے لوٹ کر راجہ گوپال سنگہہ منی مزرعہ والہ سے نذرانہ لیتے ہوئے راہون کے گہاٹ ستلج کے اُس پار چلے گئے۔

مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کے خوف سے نابہہ جیند کیتہل کے رئیسون کا آیندہ انتظام کیواسطے مہاراج کے ساتہہ مشورہ کرنا اور اُسکے نتایج

مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی اس چال ڈہال سے اُنکے دوست اور دشمن سب

لہ یہہ اقرارنامہ ریاست کے دفتر مین ابتک موجود ہے لیکن جو بات اُسمین لکہی گئی تہی اُسکا عملدرآمد نہین ہوا۔ ۱۲۔ مولف

ڈر گئے اور اُنکو یقین ہو گیا کہ ایک دفعہ اگر وہ اس مُلک میں پھر آئینگے تو ایک ایک کی چُن چُن کر خبر لینگے اسلئے راجہ جسونت سنگھہ صاحب اور راجہ بھاگ سنگھہ صاحب اور بھائی لال سنگھہ صاحب سامانہ کے مقام مہاراج کے پاس مشورہ کے واسطے آئے۔ اب دو باتین تھین یا یہہ کہ سرداری اور خودمختاری چھوڑکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا مطیع اور فرمان بردار بن جانا اور اپنے نیک و بد کو اُنکی مرضی پر چھوڑ دینا یا کسی ایسے شخص کی حمایت ڈھونڈنا جو اُن سے زبردست ہو پس اس کونسل نے سرکار انگریزی کے ساتھہ جو اسوقت وہی ایک ایسی سلطنت تھی جو اُن سے آڑے آئے توسّل پیدا کرنا اور اُسکو اپنا حامی بنانا مناسب سمجھا۔ اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کیطرح وہ بھی اپنے مُلک کے بڑہانے اور نئی نئی فتوحات کے حاصل کرنے کی خواہشمند تھی اور اُسکی اینکیسیشن پالسی کا بھی مقتضا تھا کہ حتی الامکان اپنی قلمرو کے وسعت دینے مین کوتاہی نکرے اور اس سبب سے اُسکی نسبت بھی اس مُلک کے رئیسون کو پورا پورا اطمینان نتھا مگر اس سبب سے کہ رنجیت سنگھہ کیطرح لغیر حیلہ و بہانہ کے صرف زور و ظلم سے وہ کسیکا ملک نہین چھینتی تھی پولیٹیکل لوگ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی نسبت اُسکو اچھا سمجھتے تھے اور رنجیت سنگھہ کو مرض ہیضہ اور اُسکو تپ دق سے تشبیہ دیتے

تھے پس اس کونسل نے کسی حکیم کے اس مشہور قول پر عمل کیا کہ جب دو شکایتین
پیش آئین تو انسان کو چاہیئے کہ اُنمین سے جو سہل ہو اُسکو قبول کرے پس
مارچ سنہ ۱۸۰۹ مین راجہ بہاگ سنگھہ صاحب اور بہای لال سنگھہ صاحب بذات
خاص اور پٹیالہ کیطرف سے سردار چین سنگھہ اور نابہہ کی جانب سے میر غلام حسن
دہلی گئے اور مسٹر سیٹن صاحب رزیڈنٹ سے ملکر اُنکو چیت سدی پنجمی سمت ۱۸۶۵
مطابق یکم اپریل سنہ مذکور اس مضمون کا ایک کاغذ لکھکر دیا کہ جو کوی دہلی کا حاکم
ہوتا رہا ہے ہم اُسکی فرمان برداری اور اطاعت کرتے رہے ہین اور اپنے کو
اُسی کے متعلق سمجھتے رہے ہین۔ اسیواسطے جب نواب قمرالدین خان بہادر
وزیر دہلی کی احمد شاہ دُرّانی سے سرہند کے مقام لڑائی ہوئی تہی مہاراج آلا سنگھہ
بہادر وزیر ممدوح کے لشکر مین مدد کو حاضر تہے اور لڑائی کے ختم ہونیکے بعد
خلعت پایا تہا اور جب احمد شاہ دُرّانی نے پانی پت کے مقام مرہٹون کو
شکست دیکر ماہ شعبان ۱۱۷۴ ہجری مین نواب نجیب الدولہ کو صوبہ دہلی کا مختار
بنایا اور ۱۱۷۸ ہجری مین اُسکی مہاراجہ جواہر سنگھہ بہادر والی بہرتپور سے لڑائی
ہوئی چار ہزار سوار اور پیادے سردار بہولا سنگھہ کے ساتہ مہاراج آلا سنگھہ بہادر
نے نواب کی مدد کے واسطے بہیجے تہے اسیطرح امیر الامرا مرزا نجف خان کے

زمانہ مین بہی یہہ سلسلہ قایم رہا اور جب مہاراج آمر سنگہہ بہادر کے انتقال کے بعد
مہاراج صاحب سنگہہ بہادر کی خوردسالی کی وجہہ سے ریاست کے انتظام مین
خلل آگیا۔ مادہوجی سیندہیا نے جو مہاراجہ پٹیل بہادر کے لقب سے مشہور
اور دہلی کا صوبہ دار تہا دہارا راؤ کو پٹیالہ کی مدد کیواسطے بہیجا اور جنرل پیرون نے
بہی جارج طامس صاحب کے خلاف اسیوجہہ سے ہماری ریاستون کی مدد کی
تہی اور جب سرکار انگریزی کا دور دورہ ہوا اور لارڈ لیک صاحب بہادر نے
دہلی کو فتح کرلیا اور سلطنت ہندوستان سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگئی تو لارڈ
موصوف نے ہماری واجب العرض پر جسکا یہہ مضمون تہا کہ بشرطیکہ ہمارا اُستقدر
مُلک جو مرہٹون کے وقت مین تہا ہمارے قبضہ مین رہے اور ہمسے کبہی کسیطرح کا
مطالبہ خراج وغیرہ کا نکیا جائے تو ہم سرکار انگریزی کے دوست کو دوست اور
دشمن کو دشمن سمجہینگے مارچ ۱۸۰۴ء مین ہنڈون بیانہ کے مقام دستخط کردیا اور مہاراج
جسونت راؤ ہلکر جب اس مُلک مین آئے اور ہمسے مدد کے خواستگار ہوئے اور ہمنے
سرکار انگریزی کی دوستی کی وجہہ سے صاف انکار کردیا۔ لارڈ لیک صاحب نے اسیوجہ
سے اُنسے عہدنامہ[۵ل] مین یہہ شرط درج کرائی کہ اپنے مُلک کو واپس جاتے ہوئے

[۵ل] یہہ عہدنامہ چوبیسوین دسمبر ۱۸۰۵ء کو دریاے بیاس کے کنارہ پر ہوا تہا اور اسکی آٹہوین دفعہ مین یہہ لکہا گیا تہا

ہماری ریاستون کو کسیطرح کی تکلیف نہ پہنچائین پس اب ضرور ہے کہ مہاراجہ
رنجیت سنگہہ بہادر کے خلاف بہی سرکار انگریزی ہماری حفاظت اور حمایت کا وعدہ
کرے۔ چونکہ سرکار انگریزی کو اس امر مین تذبذب تہا کہ رنجیت سنگہہ کے خلاف
روبہا این روے ستلج کی حمایت کرنی چاہیئے یا نہین اسواسطے مسٹر سیٹن صاحب
نے انکو گول مول یہہ جواب دیا کہ رنجیت سنگہہ یہہ بات نہین کرسکتا ہے کہ ستلج کے
جنوب کی طرف اگر کسیکی حق تلفی کرے اور انتیسوین مئی ۱۸۰۹ء سنہ مذکور کو نواب گورنر
جنرل بہادر ہند کے حکم سے درخواست مذکور کا یہہ جواب لکہا کہ اگرچہ اور سردارون
کی طرح سرکار انگریزی کسی رئیس سے خراج لینا نہین چاہتی اور اسیواسطے آپ سے بہی
اُسنے یہہ وعدہ کرلیا ہے اور آپنے اِس احسان کے عوض مین لارڈ ولیک صاحب

کہ شرائط مذکورہ بالا پر جسونت راؤ ہلکر کو اجازت ہندوستان مین واپس آنیکی دیجائیگی اور گورنمنٹ انگریزی
اُس سے مزاحمت نہین کریگی اور نہ اُسکے کسی امر مین کسیطرح کی مداخلت کریگی اور یہہ بہی مشروط ہوتا ہے
کہ جسونت راؤ ہلکر فوراً بعد دستخط ہونے اور منظور ہونے اِس عہدنامہ کے ہندوستان مین واپس
اُس راستہ سے جائیگا جس سے شہر پٹیالہ و کیتہل و جیند و علاقہ آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی و مُلک
مہاراجہ جیپور جانب چپ سمت جنوب کی چہوٹ جائیگا اور جسونت راؤ ہلکر وعدہ کرتے ہین کہ راستہ مین
انکی فوج غارت گری سے اجتناب کریگی اور کوئی امر دشمنی کا جہان جہان وہ جائینگے
نہین کرینگے۔۱۲۔مولف

بہادر کے ہلکر کے تعاقب مین جانیکے وقت جو دوستی اور گرمجوشی ظاہر کی سرکار
انگریزی اُس سے خوش ہے اور اسی سبب سے لارڈ موصوف نے ہلکر سے صلحنامہ
مین یہہ شرط درج کرائی تہی کہ وہ ہندوستان کو لوٹتے وقت آپکی ریاستونکو کسیطرح
کی تکلیف نہ پہنچاے مگر ایسا رابطہ حاکمی و محکومی آپکے اور سرکار انگریزی کے باہمی
قایم نہین ہے کہ جسکے باعث سے سرکار پر آپکی کفالت اور حفاظت واجب ہو لیکن
تو بہی جو مناسب وقت ہوگا عمل مین آئیگا۔ اُس جواب سے جو مسٹر سیٹن صاحب
نے زبانی دیا تہا اگرچہ کوئی قطعی بات سمجہہ لینی دشوار تہی مگر اس تحریری جواب سے
یہہ بات صاف کہل گئی کہ سرکار انگریزی بلا اپنی کسی ضرورت کے این روے ستلج کے
رئیسون کی حفاظت اور حمایت کی ذمہ دار نہوگی لیکن اتنے مین زمانہ نے ایک
نیا رنگ بدلا اور نواب گورنر جنرل بہادر ہند کے پاس یہہ خبر آئی کہ نپولین بونا
پارٹ شہنشاہ فرانس جسکی طاقت اسوقت کمال کو پہنچ گئی تہی اور تہوڑے
عرصہ سے سلطنت ایران مین اپنا قدم جمانیکے لئے اُسکی جانب سے کوشش
ہو رہی تہی۔ افغانستان اور پنجاب کے بہی فتح کرنیکا عزم بالجزم رکہتا ہے اسلئے
گورنمنٹ انگریزی نے سرکار کابل اور لاہور سے دوستی اور اتفاق قایم کرنا مصلحت
سمجہا اور الفنسٹن صاحب کو کابل اور سر چارلس مٹکف صاحب کو لاہور بہیجا۔ جب لاہور

کو جاتے ہوے مٹکف صاحب چھبیسوین اگست سنہ ۱۸۰۸ کو پٹیالہ آئے مہاراج نے
شہر سے باہر انکا استقبال کرکے باغ معروف بارہ دری مین اُتارا اور نہایت تپاک
سے ملاقات کی اور سردربار اُنسے یہہ کہا کہ شہر پٹیالہ کی کنجیان اپ اپنے ہاتہہ سے
گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے مجکو عطا کرین اور مین سرکار انگریزی کو اپنا حامی
اور مددگار سمجہتا ہون اور بجز اُسکی دستگیری کے میری ریاست کا کچہہ ٹہکانا نہین ہے
لیکن مٹکف صاحب نے یہہ سمجہکر کہ مہاراج سرکار انگریزی کو اسطرح سے اپنے نیک و
بد کا ذمہ دار بنایا چاہتے ہین اس سے انکار کیا اور یہہ کہکر ٹالدیا کہ گورنمنٹ انگریزی
پٹیالہ کی ریاست کا دل سے بہلا چاہتی ہے اور جسطرح مدّت سے ریاست کی
تالیان آپکے ہاتہہ مین محفوظ رہی ہین امید ہے کہ آیندہ بہی اسیطرح رہینگی چونکہ
مٹکف صاحب کی تقریر کا مطلب بہی قریب قریب اُسی جواب کے تہا جو سیٹن
صاحب نے دیا تہا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ کیطرف سے کہٹکا لگا ہوا تہا اور یہہ خبر سُنی
گئی تہی کہ وہ ہردوار جانیکے ارادہ سے جلد اسطرف آنیوالے ہین مہاراج نے
اپنی ہی ذاتی طاقت پر بہروسہ کرنا مناسب سمجہا اور مٹکف صاحب کے یہان سے
جاتے ہی پٹیالہ اور اَور مقامات کے قلعون کو مستحکم کرنا شروع کیا اور راجہ
بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب

اور اپنے اہلکار سردار چین سنگہہ کو لاہور بہیجا تاکہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ صاحب سے چاپلوسی اور واریدار کہین۔ مٹکف صاحب کے لاہور بہیجے جانیسے پہلے دریائے جہلم اور بیاس کے درمیان کے اکثر علاقجات مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے قبضہ مین آچکے تہے اور اگرچہ پنجاب کا شمالی مغربی حصہ کابل اور صوبہ ملتان نواب مظفر خان اور کوہستانی اضلاع راجہ سنسار چند کے زیر فرمان تہے مگر یہہ سب انکی طاقت اور اقبال کو مانتے تہے اور انکی جانب سے انکو کہٹکا لگا رہتا تہا۔ این روئے ستلج مین بہی انہون نے بہت سی فتوحات حاصل کرلی تہین جیساکہ ہم پہلے لکہہ آئے ہین اور جب سے صاحب ریذیڈنٹ دہلی کی ملاقات کا نتیجہ معلوم ہو گیا تہا سردار بہگوان سنگہہ جگادہری والے کے سوا اس ملک کے سب رئیس ناامید ہوکر لاہور چلے گئے تہے یعنی کوئی بذات خود حاضر تہا اور کسیکا وکیل موجود تہا اور انمین سے کوئی کوئی مہاراجہ رنجیت سنگہہ سے جاگیرین اور انعام لیکر بالکل ہی انکا جاگیردار اور رعیت بن گیا تہا اور یہہ اس بات کا نتیجہ تہا کہ ممالک این روئے ستلج مین انہون نے متواتر حملے کئے اور گورنمنٹ انگریزی کی آنکہون کے سامنے اپنی مرضی سے کئی رئیسون کو بنایا بگاڑا مگر سرکار موصوف نے چون بہی نہ کی اور اس سے انکو یہہ توقع بندہ گئی کہ اسیطرح شدہ شدہ تمام سکہہ رئیس انکے زیر فرمان ہوجائینگے اور تمام قوم سکہہ کے وہ بادشاہ

بن جائینگے پس جب مٹکف صاحب لاہور کے قریب پہنچے وہ قصور کو چلے آئے
تاکہ ستلج کے اس پار جو مہم کرنیکا اُنہون نے ارادہ کر رکہا تہا اُسکی تیاری کرین
مٹکف صاحب بہی گیارہوین ستمبر کو وہان گئے اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے اپنی
دیوان محکم چند اور سردار فتحسنگہہ صاحب آہلووالیہ کو دو ہزار سوارون کے ساتہ
اُنکے استقبال کو بہیجا اور تعظیم و تکریم کے ساتہہ ملاقات کی مگر جس کام کیواسطے
یہہ گئے تہے اُسکی طرف اُنکو راغب کرنا دشوار تہا۔ وجہہ یہہ تہی کہ اُنکو اب تک گورنمنٹ
انگریزی کی طاقت اور شوکت کا حال بہی مفصّل معلوم نہ تہا اور خوشامدیون کی
باتین سنتے سنتے دماغ مین یہہ بوسما گئی تہی کہ اُنکو کوئی مغلوب نہین کرسکتا۔
اور فرانس والون کے حملہ کا قصہ بہی اُنکو ایک وہمی اور خیالی بات سے زیادہ
معلوم نہو سکتا تہا کیونکہ وہ نہین جانتے تہے کہ فرانس والے اتنے دور دراز
ملکون کو چیر کر کیونکر پنجاب پر حملہ کرسکتے ہین اور بالفرض وقوع اس امر کے
وہ یہہ توقع کرسکتے تہے کہ شہنشاہ فرانس سے اُنکی دوستی ہوجانی ممکن ہے
اسلئے ناممکن تہا کہ وہ بغیر اپنے کسی ذاتی فایدہ کے گورنمنٹ انگریزی کی باتون کو
مان لین۔ چنانچہ صاحب موصوف کی ملاقاتین تو بہت سی ہوئین مگر وہ ادہر اودہر
کی باتون مین ٹالتے رہے اور حرف مطلب کا تذکرہ کبہی زبان پر نہ آنے دیا اور

معلوم ہوتا تہا کہ وہ گورنمنٹ انگریزی کی تجویز کہ سُننے بغیر ہی ستلج کے پار اُتر کر مہم
مین مصروف ہوجائینگے لیکن آخرکار ایک خلوت کے جلسہ مین اُنہون نے صاحب
موصوف سے پوچہا کہ اپ کیا پیغام لائے ہین - انہون نے پیغام کا مطلب بیان
کیا - اسکے جواب مین اُنہون نے سرکار انگریزی کے ساتہہ دوستی ہوجانے پر تو
اپنی نہایت خوشی ظاہر کی مگر ساتہہ ہی یہہ شرط بہی پیش کی کہ اول وہ تمام سکہہ قوم
کے بادشاہ تسلیم کئے جائین تب عہدنامہ پر دستخط کردیئے جائینگے اور تاج انگلستان
سے ہمیشہ رابطہ اتحاد بہی قایم رہیگا - مٹکف صاحب نے جواب دیا کہ فرانسیسون کے
حملہ کے روکنے کیواسطے دونون سرکارون کا یکدل و یکجہت ہوجانا ضرور ہیگا دونون کے
حق مین مفید ہے - پس اسپر نظر کرکے جو بات صرف ایک ہی سرکار کے حق مین
نافع ہے اُسکے باب مین تحریک کرنی مناسب نہین ہے - اسلئے چندروز
یہہ بات جہگڑے مین پڑی رہی اور جب مٹکف صاحب نے اُنکے روسائے و امیرو شیخ سے
فایق گنے جانے کی نسبت کچہہ توقع نہ دی تو اُنہون نے ستلج کی طرف کوچ
کردیا اور صاحب موصوف کے پاس کہلا بہیجا کہ آپ ہی ہمارے ساتہہ چلین
اور دوسرے روز دریا سے عبور کرکے موضع کہائی مین آن اُترے - مہاراجہ
رنجیت سنگہہ کی اس بے اعتنائی سے مٹکف صاحب اگرچہ ناراض ہوئے مگر ہم

اُنکے پیچھے پیچھے کہائی مین پہنچے اور یہان ایک ملاقات اَور ہوئی لیکن نتیجہ
اسکا بہی کچہہ نہ تہا - اور اُنکی حجت کی نسبت اگرچہ صاحب موصوف کو عذر تہا لیکن
وہ خود بخود رفع ہوتا جاتا تہا چنانچہ پہلی اکتوبر کو فریدکوٹ بغیر لڑنے بہڑنیکے اُنکے
ہاتہہ آگیا اور اگرچہ اُنہون نے صاحب موصوف سے یہہ وعدہ کیا تہا کہ شرایط عہدنامہ
کے طے کئے بغیر کہائی سے آگے نہ بڑہینگے مگر چوتہی اکتوبر کو اس نو مقبوضہ علاقہ
کے دیکہنے کی خاطر چلدیئے اور صاحب موصوف نے ہرچند کہا کہ مین مہم پر لشکر
کے ساتہہ ساتہہ پہرنے کا مجاز نہین ہون مگر اُنہون نے ایک نہ سُنی اور چونکہ
وہ عہدنامہ کا مسودہ دیچکے تہے اور جواب کے منتظر تہے پس ناچار انکو بہی لشکر کے
ساتہہ جانا پڑا - اب انہون نے بہی اپنی طرف سے ایک مسودہ پیش کیا جسمین یہہ
تین شرطین تہین - اوّل یہہ کہ سلطنت کابل اور لاہور مین اگر کوئی تنازعہ ہوتو
سرکار انگریزی اُسمین مداخلت نکرے - دوسرے سرکار انگریزی اور سرکار لاہور
کی ہمیشہ دوستی اور یکجہتی قایم رہے تیسرے سکہون کے مُلک کے صرف وہی مالک سمجہے
گنے جائین - چونکہ سکہون پر اُنکی سرداری کا استحقاق منظور کرنا اس بات کا مستلزم
تہا کہ سرکار انگریزی اپن روسے ستلج کے کسی رئیس کی حامی نہ بنے اور تمام مُلک مین
مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا حکم بغیر روک ٹوک کے جاری رہے مٹکف صاحب نے کہا کہ

مین ایسے عہدنامہ پر دستخط کرنیکا مجاز نہین ہون جو کابل یا ریاستہاے این روی ستلج سے متعلق ہو مگر ہان یہہ کرسکتا ہون کہ ان شرایط کو نواب گورنر جنرل بہادر ہند کے پاس صدور حکم کے واسطے بہیجدون - اور آخرکار یہہ بات قرار پای کہ دو عہدنامے جدے جدے لکہے جائین - ایک مین وہ شرطین مندرج ہون جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے پیش کی تہین اور دوسرے مین وہ باتین لکہی جائین جنکی سرکار انگریزی خواہشمند تہی اور دونون تصدیق کے واسطے کلکتہ بہیجدیئے جائین اور اسکے اگلے روز اُنہون نے فریدکوٹ سے شمال کیجانب کوچ کردیا - مہاراجہ رنجیت سنگہہ اگرچہ ناخواندہ محض تہے مگر اُنکی ہوشیاری اور تیزفہمی مین کچہہ شک نہین چنانچہ یہہ بات اسی سے ظاہر ہے کہ جب سفیر انگریزی نے عہدنامہ کے باب مین تحریک کی وہ فوراً سمجہگئے کہ اب وہ موقع آگیا ہے کہ ریاستہای این روی ستلج پر اپنا سردار ہونا گورنمنٹ انگریزی سے منوالین اور اگرچہ وہ ہلکر کے تعاقب کے وقت خود لارڈ لیک صاحب سے کہہ چکے تہے کہ سرکار لاہور اور قلمرو انگریزی مین دریاے ستلج حد فاصل گنا جائے مگر جب اُنہون نے یہہ بات کہی تہی اُس وقت مین اور اب کے زمانہ مین بہت بڑا فرق ہوگیا تہا - اب اُنکی طاقت اور حوصلہ بہت بڑہگیا تہا اور اُنکو کسیقدر یہہ بہی خیال تہا کہ انگریز میرے بس مین ہین -

فرانس والون کا اُنہون نے فقط نام ہی سنا تہا اور اُن سے اُنکو نہ کچہہ محبت تہی
نہ عناد اور اس بات کو وہ لغو سمجھتے تہے کہ سرکار انگریزی صرف اُنہین کے فایدہ
کے فایدہ کیواسطے یہہ عہدنامہ کرتی ہے کسواسطے کہ فرانس کو دشمنی ہوگی تو
انگلستان سے ہوگی لاہور سے کیا اور بالفرض اگر سرکار انگریزی کو اُن سے محبت ہے
تو ابتک اُسنے اسکو پوشیدہ کیون رکہا اور اسکا باطن صاف ہے اور اپنے مقاصد
سے اُنکے مقاصد کو مقدم سمجہتی ہے اور اُنکو اس قسم کی دوستی کی تلقین نہین
کرتی جس سے اُنکی سلطنت کو نقصان پہنچے تو وہ اُنکے ریاستہائے این روی ستلج
پر سردار ہونے کو کیون نہین تسلیم کر لیتے غرضکہ وہ اسبات پر جہگے کہ جب سرکار انگریزی
ہماری شرطون کو قبول کریگی تب عہدنامہ پر دستخط کر دینگے اُنکا مطلب اس دیر درنگ
سے غالبا یہہ ہی تہا کہ جبتک عہدنامہ کی شرطون کا تصفیہ ہوتا رہے یہہ این روے
ستلج کے بہت سے علاقون کو اپنے قبضہ مین کر لین پس یہہ بات تو اُنکے اختیار ہی
مین تہی مگر اب وہ ایک اَور چال سوچے اور یہہ تجویز کی کہ جسطرح ممکن ہو بہلا پہسلا کر
مٹکف صاحب کو اپنے ساتہہ لیچلیے تاکہ اُنکو اُنکے ساتہہ دیکہکر اُن ریئسون کے
جی چہوٹ جائین جو سرکار انگریزی پر اپنی حمایت کیواسطے نظر ڈالتے ہین چنانچہ
حیلہ حوالہ کر کے صاحب موصوف کو اپنے ہمراہ لیلیا اور قصور سے کہائی فرید کوٹ

اور آخرکار کوٹلہ مالیر مین پہنچے - اب مٹکف صاحب بہی تاڑ گئے کہ اُنہون نے
اُنکو ایک ایسا اوزار بنا لیا ہے جس سے اپنے کام نکالے جاتے ہین چنانچہ
جب اُنکو یہہ کہا گیا کہ آپ انبالہ چلئے وہان شرائط عہدنامہ طے ہو جائینگی تو
اُنہون نے یہہ خیال کرکے کہ وہ جہان اب جاتے ہین اُسکے قریب وہ ریاستین
ہین جو گورنمنٹ انگریزی سے حمایت کی درخواست کرچکی ہین یہہ صاف جواب دیا
کہ مین فوج کے ساتھہ ایک قدم بہی آگے نہین چلونگا اور کوئی مقام آپ ایسا
تجویز کردین کہ جہان ہم مہم کے اختتام تک ٹہرے رہین - اور ہرچند مہاراجہ
رنجیت سنگہہ نے کوشش کی کہ صاحب موصوف کے اس ارادہ کو توڑ دین اور
اُن سے یہہ بات کہلا لین کہ ریاستہاے این روے ستلج پر اُنکو اقتدار کامل
حاصل ہو اور گورنمنٹ انگریزی اُنکی حامی نہ بنے لیکن اُنہون نے صاف جواب
دیدیا کہ اپنی گورنمنٹ کی اجازت بغیر وہ اسمین کچہہ نہین کہہ سکتے اور جب اُنکو
اختیار ہی نہین ہے تو اُنکی کوئی کارروائی جایز نہین ہوسکتی - صاحب موصوف
نے جو رپورٹ بابت اس ملاقات کے گورنمنٹ کو کی تہی دلچسپ سمجہکر
اسکا ایک فقرہ مسٹر گریفن صاحب کی کتاب پنجاب راجاز سے ہم یہان نقل
کرتے ہین "مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے اپنی تمنا سے دلی کے جوش مین یہہ کہا کہ

میرے دل مین صرف اسبات سے شک پیدا ہوتا ہے کہ میری سمجھ مین یہہ بات
نہین آتی کہ نواب گورنر جنرل بہادر میری اس چہوٹی سی درخواست کے
قبول کرنیمین کیون تامل کرتے ہین - مین سرکار انگریزی سے کوئی ملک نہین
مانگتا - صرف یہہ چاہتا ہون کہ اپنی برادری اور قوم کے لوگون کے ساتہہ
جیسا چاہے برتاؤ رکہون - سرکار انگریزی اُسمین کچہہ مداخلت نکرے وہ
سب میری برتری کے معترف ہین اور مین نواب گورنر جنرل بہادر سے
صرف اتنی بات کہلانی چاہتا ہون کہ جس بات کو سب قبول کرتے ہین اُسمین
ہمکو کلام نہین - اور سرکار انگریزی نے بڑے بڑے علاقے اور جاگیرین اکثر
موقعون پر لوگون کو عطا کی ہین اور یہہ بات مشہور ہے کہ وہ اپنے دوستون
کی خاطر اپنے بڑے بڑے نقصان قبول کرلیتی ہے پس مین حیران ہون
کہ میری چہوٹی سی درخواست کے منظور کرنیمین کیون تامل ہوتا ہے" جسکا جواب
مینے یہہ دیا کہ اگر آپکی درخواست ایسی چہوٹی سی ہے تو آپ اُسکے منظور کرانے
مین اسقدر کیون سعی کرتے ہین اور اگر یہہ کچہہ بڑی بات ہے تو آپکو یہہ تعجب نہین
کرنا چاہیئے کہ اُسپر کسیقدر غور و خوض ہونا بہی ضرور ہے"

مسٹکف صاحب نے جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ساتہہ انبالہ جانا قبول نکیا

تو اُنہون نے ایک جگہہ اُنکے قیام کیواسطے تجویز کردی اور آپ یکم نومبر ۱۸۰۵ء کو مالیر کوٹلہ سے کوچ کرکے انبالہ آئے اور سردار گوربخش سنگہہ[۵] کی بیوہ دیا کُور سے اُسکا علاقہ چھین کر تہانیسر ہوتے ہوے شاہ آباد پہنچے اور سردار کرم سنگہہ شاہ آباد کے بیٹون سے اُنکا علاقہ چھین لیا مگر نذرانہ لیکر جسکی ضمانت ہماری سرکار نے کی تہی اُنکو پہر دیدیا اور یہان سے پٹیالہ کیطرف کوچ کیا اور یہہ خبر سُنکر سردار بہگا سنگہہ پٹیالہ آگئے۔ اب اگر لڑائی ہوتی تو ضرور ہمارا اُنکا سخت مقابلہ ہوتا مگر وہ نرے جنگجو ہی نتھے بڑے سُرتیلے اور مدبّر تہے جسکو کمزور دیکہتے اُسی پر ہاتہہ ڈالتے برابر کی طاقت والے کو کبہی نہین چہیڑتے تہے۔ چنانچہ اس سفر مین بہی وہ اُن تمام مقامات کو

[۵] شہر انبالہ اور اُسکے علاقہ کو اوّل ایک شخص سنگت سنگہہ نامے نے فتح کیا تہا جو بعدہٗ اپنے ۱۷۷۸ء داؤد سنگہہ کو دیکر موضع سنگہہ والا واقع ضلع فیروزپور کو چلا گیا اور وہان بیمار مر گیا درمیان میں گوربخش سنگہہ کو جسکا متن مین ذکر ہے اور ایک اور شخص لال سنگہہ نامے کو یہان کا تہانہ دار بنا کر چلا گیا اور اُسکی غیبت مین یہہ دونون اس علاقہ کو دبا بیٹہے لال سنگہہ نے ایک قلعہ ہماری ریاست کی سرحد کے قریب تعمیر کرایا اور اسکا نام جمعیت گڈہ رکہا۔ لال سنگہہ کی وفات کے بعد گوربخش سنگہہ تمام علاقہ کا مالک ہو گیا جسکے لاولد مرنیسے ۱۷۸۳ء مین اُسکی زوجہ دیا کُور ریاست کی مالک ہوئی اسکو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے بیدخل کردیا تہا جیساکہ ہمنے متن مین لکہا ہے مگر جنرل سر ڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے پہر اُسکا علاقہ اُسکو دیدیا جو ۱۸۲۳ء مین اُسکی وفات کیوقت سرکار مین ضبط ہوا۔ ۱۲ مولف

جو راہ مین پڑے تاخت و تاراج کرتے ہوے چلے گئے مگر ہمارے علاقہ کی
طرف آنکہہ اُٹہاکر نہین دیکہا۔ اسیطرح سردار ہمتا سنگہ کے اوّل کئی مقامات
لیلئے مگر پہر بے سبب چہوڑ دیئے اور اُنکی سپاہ جسکے ساتہہ توپین بہی تہین اگرچہ
کئی روز تک تہانیسر مین مقیم رہی مگر اُنہون نے اسکو واپس طلب کرلیا اور ہماسے
کو کچہہ آنچ نہ آئی مہاراجہ رنجیت سنگہ نے کوٹلہ سے اسطرف کو آتے ہوے اگرچہ
پہلے ہی ملاقات کا پیغام بہیجا تہا مگر اب دوبارہ شاہ آباد کے مقام سے اپنے
ماموں راجہ بہاگ سنگہ صاحب بہادر والی جیند اور اپنے معتمد [illegible] سنگہ
پدہانیہ اور ہمارے اہلکار سردار چین سنگہ کو مہاراج کے پاس بہیجا اور یہہ کہا کہ
لکہنور[1] کے مقام ملاقات ہو تو اچہا ہے۔ مہاراج نے اوّل تو وہان جانے مین
پس و پیش کی اور چار پانچ روز لیت و لعل مین رکہا مگر آخر کو جب لوگون نے یہہ سمجہایا
کہ جب نواب گورنر جنرل بہادر ہند کا وکیل اُنسے ملاقات کرنے اور دوستی قایم
کرنیکے واسطے اُنکے پاس آیا ہے تو اُنکو انکار و اصرار کرنا مناسب نہین تو پٹیالہ
سے لکہنور تشریف لیگئے جہان سکہون کے مقتدا بیدی صاحب سنگہ صاحب
اونہ والے پہلے سے موجود تہے اور اس سے اگلے دن مہاراجہ رنجیت سنگہ ہی

[1] یہہ گانون پٹیالہ سے قریب بتیس میل پورب کی طرف شاہ آباد کے راستہ پر ہے اور بسبب اسکے کہ یہان سکہون کا ایک گرودوارہ ہے لکہنو صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۲ - مولف

شاہ آباد سے وہان آگئے اور دیوان محکم چند کو یہہ پیغام دیکر مہاراج کے پاس بہیجا کہ مہاراج اُنکے خیمہ مین اُنسے ملاقات کرین مگر مہاراج نے اسکو منظور نکیا اور سردار چین سنگہہ اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر اور سردار فتح سنگہہ صاحب آہلو والیہ کی معرفت یہہ کہہ بہیجا کہ آپ ہمارے خیمہ مین آکر ہمسے ملین جبکی وجہہ علاوہ خیال کسرشان کے یہہ بہی تہی کہ دونون طرف کو دغا کا اندیشہ تہا پس ایک دو مرتبہ ردوبدل ہوکر بیدی صاحب کے خیمہ مین جنکو طرفین اپنا مقتدا سمجہتے تہے اور جنکے ہان ملاقات ہونیسے دونون مین سے کسی کی کسرشان نہ تہی اور نہ اُنکے درمیان ہونیکے سبب سے کسیطرح کا خدشہ تہا ایک دفعہ ملاقات ہوکر چار پانچ روز کے لئے بالکل خاموشی ہوگئی اور جب مہاراج نے سردار مت سنگہہ پدہانیہ کو بلاکر اسکا سبب پوچہا تو اُسنے بیان کیا کہ سنگہہ صاحب (رنجیت سنگہہ) آپ سے ایسی دوستی قایم کرنی چاہتے ہین جیسی پگڑی بدل بہائیون مین ہوتی ہے۔ اگر آپکو اسمین کچہہ عذر ہے تو اگرچہ بیدی صاحب کے رو برو وہ آپ سے کچہہ پرخاش نہ کرینگے۔ مگر جب آپ پٹیالہ چلے جاوینگے تب آپکو اُنکا ارادہ کا حال معلوم ہوجائیگا۔ پس اسیطرح ایک اور ملاقات ہوکر باہم پگڑی بدلی گئی اور چوبیسوین ماہ ماگہہ سمت ۱۸۶۳ مطابق چہبیسوین نومبر ۱۸۰۶ع کو ایک عہدنامہ لکہا گیا جسکی نقل ہم بلفظہ بیان کرتے ہین وہو ہذا۔

عہدنامہ[1] جو مہاراج کیطرف سے مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کو لکھکر دیا گیا

باعث تحریر این وثیقہ ہوکدہ آنکہ درینولا باوجود روابطہ سابقہ و مراتبات سابقہ اینجانب و سنگھہ صاحب والاقدر رنجیت سنگھہ بہادر خلوص و اخلاص دلی مستحکم گردید بنابران در آئین اخلاص و اتحاد و شرم عزت و دل گرمی در امورات راج ریاست سرکارین عالیین قرار یافتہ کہ ست گروجی درین قول و قرار ضامن و دہرم خود را کفیل داویم ہرگز در ہیچ وقت بہ پشت بپشت ازین عہود تفاوت نخواہد شد اوّل آنکہ اینجانب را از رفاقت سنگھہ صاحب بہادر در ہر امر و ہر وجہ و ہر وقت از دل و جان وظاہر و باطن تفاوت نخواہد شد۔ دوم آنکہ ہر کسیکہ دوست سنگھہ صاحب بہادر دوست اینجانب و دشمن سنگھہ صاحب ممدوح دشمن ماپان۔ با ہر کسیکہ ہنگامہ مغرالیہ باشد ہنگامہ اینجانب۔ با ہر کسیکہ صلح سرکار سنگھہ صاحب بہادر صلح ماپان و سازش ماپان محض بسنگھہ صاحب بہادر و بے صلاح سنگھہ صاحب بہادر با احدے بظہور نخواہد آمد۔ سوم آنکہ در ہر کار و ہر مہم کہ پیش نہاد سنگھہ صاحب باشد این جانب متفق اللفظ و المعنی بودہ از امورات سنگھہ صاحب اینجانب را صلح نخواہد شد بنابر آن

له[1] ان عہدنامون کی عبارت مین کسیقدر خامی ہے مگر ہم معذور ہین جیسے تھے ہمنے انکو جون کا تون نقل کردیا ہے ہم [illegible]

این چند کلمہ بطریق عہدنامہ و دہرم نیم نوشتہ دادہ شد کہ ثانی الحال سند باشد۔

تحریری متی بگہرسودی اشٹمی سمت ۱۸۶۵۔

عہدنامہ جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے لکہکر مہاراج کو دیا

باعث تحریر این وثیقہ موکدہ آنکہ درینولا باوجود روابط سابقہ خالصہ جی[۵۱] از مہاراجہ صاحب

---

[۵۱] مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کا عروج چونکہ تہوڑے ہی عرصہ سے شروع ہوا تہا اور اسکی بنیاد بہی زیادہ تر قومی اور مذہبی اتحاد و عقیدت ہی پر تہی اسلئے یہہ بات اُنکے زیادہ تر مناسب حال تہی کہ اپنی سلطنت اور حکومت کو اپنی ذات خاص کی جگہہ اپنے مذہب اور قوم سے منسوب کرین پس یہی وجہہ تہی کہ وہ اپنے نام کی جگہہ لفظ خالصہ جی کا استعمال کرتے تہے جو سکہون کا ایک قومی اور فخریہ لقب ہے اور اپنی سلطنت اور حکومت کو امرتسر سے جو اُس ملک مین سکہہ مذہب کا سب سے بڑا اور مقدس معبد ہے منسوب کرتے تہے اُنہون نے اپنے نام کے ساتہہ مہاراجہ وغیرہ کا کوئی تعظیمی لفظ شامل نکیا تہا اور صرف اکال سہائے رنجیت سنگہہ کندہ کرایا تہا جیسا کہ سکہون مین عام دستور ہے اور سکہ مین یہہ شعر کہدوایا تہا دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ ؛ یافت از نانک گرو گوبند سنگہہ۔ اسی سبب سے لوگ اُنکو مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی جگہہ اکثر سنگہہ صاحب کہتے تہے اور وہ خود محاورات مین اپنے نام کی جگہہ خالصہ جی یا سرکار کا لفظ بولا کرتے تہے۔ خالصہ جی کا لقب گرو گوبند سنگہہ صاحب نے اپنے خالص اور وفادار سکہون (مریدون) کو اُس مشکل اور امتحان کے زمانہ مین دیا تہا جب سلطنت مغلیہ کے حاکم رات دن اُنکے گرفتار کرنے اور تکلیف دینے کی فکر مین رہتے تہے اور جان و مال کے خطرہ سے لوگ اپنے کو اُنکا سکہہ ظاہر کرنے اور اُنکی اعانت اور مدد کرنیسے ڈرتے تہے مگر با این ہمہ یہہ بات مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی نہایت قابل تعریف ہی کہ باوجودیکہ احمد شاہ درانی نے تعصب کے سبب سے سکہون کے مذہبی مقامات خصوصًا امرتسر کی نہایت خرابی اور بے ادبی کی مگر اُنہون نے کبہی کسی مسجد کو نہین ڈہوایا اور مسلمانون کے اُن تبرکات کو جو لاہور قلعہ مین ہین بڑی عزت اور احترام سے محفوظ رکہا

صاحب سنگھ خلوص و اخلاص لی مستحکم گردیده بنا بر آن در آئین اتحاد و شرم عزت
و دل گرمی در امورات راج ریاست سرکارین عالیین چنان قرار یافته که ست گرو
جی درین قول و اقرار و ہم خود را کفیل دادیم ہرگز ہیچ وقت پشت بہ پشت درین
عہد تفاوت نخواہد شد اوّل آنکه خالصه جی را از رفاقت راجه صاحب بہادر
در ہر امر و ہر وقت از دل و جان ظاہر و باطن تفاوت نخواہد شد دوم ہر کسیکه
دوست راجه صاحب بہادر باشد دوست خالصه جی و دشمن راجه صاحب بہادر
دشمن خالصه جی باشد ہر کسیکه ہنگامه راجه صاحب باشد ہنگامه خالصه جی و ہر کسیکه
صلح راجه صاحب باشد صلح خالصه جی و سازش خالصه جی محض راجه صاحب بے صلاح
راجه صاحب با حدے بظہور نخواہد آمد سوم آنکه در ہر کار که پیش نہاد راجه صاحب
باشد خالصه جی را متفق اللفظ و المعنی بوده از امورات راجه صاحب دریغ نخواہد شد
چہارم آنکه عہده و تمامی ملک قدیم در تصرف راجه صاحب جی از ٹھنڈه
تا انباله مع چہار میان و برادران سوائے در ملک سکھان دیگر کسی اہلکاران
سرکار خالصه متعرض و مزاحمت نرساند پنجم آنکه اگر دائره دولت خالصه جی
بفاصله بعید رونق افزا باشد و دست گروجی نخواسته باشد راجه صاحب را اگر کسی ہنگامه
روبکار آید تمامی افواج متعینه این ملک برفاقت و امداد راجه صاحب حسب الطلب

شامل خواہد شد مقدمہ پٹیالہ و سری انبرت سر جی واحد گردیدہ بنابر آن این
چند سطور بطریق عہدنامہ مرقوم شد - تاریخ چودہ ماہ مگھر سمت ۱۸۶۵

اگرچہ اس طرز ملاقات اور عہدنامہ کے الفاظ سے ظاہر اطرفین کی بڑی صداقت
اور راستبازی ٹپکتی ہے مگر دراصل یہہ صرف ایک دفع الوقتی تہی جو مہاراج نے
سرکار انگریزی کی طرف سے حمایت کی بابت وعدہ نہ ملنے سے اختیار کی تہی اور
مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی اس سے یہہ غرض تہی کہ ادہر ہم اُن پر بہروسہ کرکے اپنی اعلی
تدبیر سے غافل ہوجاوین اور ادہر گورنمنٹ انگریزی بدظن ہوکر پٹیالہ کی حامی نہ بنے
لیکن نتیجہ اسکا اُنکی اُمید کے برخلاف ظہور مین آیا اور صاحب رزیڈنٹ دہلی کو جونہی
یہہ بات معلوم ہوئی کہ وہ پٹیالہ کے قریب آپہنچے اُنہون نے کلکتہ سے حکم آنیکا
بہی انتظار نکیا اور مہاراج سے امداد دینے کا وعدہ کرلیا لیکن یہہ کاغذ اُسوقت
پہنچا جبکہ یہہ خوفناک ملاقات ہوچکی تہی مہاراج نے اسکے جواب مین تمام حال جو گذرا
تہا مفصل لکہہ بہیجا اور درج کیا کہ اگر آپکا خط لکہنو جانے سے ایکدن بہی پہلے ہمارے پاس
پہنچ جاتا تو خواہ کچہہ ہی ہوتا ہم کبہی اُنسے ملاقات نکرتے -

بالاٰ یہہ کپٹ اور فریب کی ملاقات ہوچکی مہاراجہ رنجیت سنگہہ اپنے ایک سردار
گنڈا سنگہہ صافی نامی کو پانچ چہہ ہزار فوج کے ساتہہ انبالہ مین چہوڑکر لاہور کو لوٹ گیے

اور راجہ بہاگ سنگھہ صاحب اور بہای لال سنگھہ صاحب اور سردار چین سنگھہ دوسری دسمبر
کو انکو دریا سے پار اتار کر لوٹ آئے اب ایک ایسی صورت پیدا ہوئی کہ جس سے
فرانسیسونکا ملک ہند پر حملہ کرنا ناممکن معلوم ہونے لگا اور اس سبب سے سرکار انگریزی
کو اہل فرانس کے مقابلہ کی غرض سے مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے ساتھہ دوستی
کرنے کی جو خواہش تہی وہ نرہی علاوہ برین سرکار انگریزی کو کسی حالت مین
یہہ بات منظور نہ تہی کہ ایک عہدنامہ کی خاطر جو غالباً منعقد ہونیکے بعد کسی مصرف کا
نتہا اپنی شمالی سرحد کو خطرہ مین ڈالے کیونکہ اوّل تو فرانسیسونکا حملہ آور ہونا ہی
ایک امر محال تہا دوسرے اگر عہدنامہ منعقد ہو بہی جاتا تو جسوقت اہل فرانس
حملہ آور ہوتے اُسوقت مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا اُسپر ثابت قدم رہنا نہایت دشوار
تہا اور گورنمنٹ انگریزی کو یہہ بہی خیال تہا کہ عہدشکنی کرنا مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے
بائین ہات کا داؤن ہے اور درحالتیکہ وہ اپنے ہمقوم رئیسون اور دوستونکو
چُل دیچکے ہین تو ظاہر ہے کہ جب اُنکو ہم اجنبی لوگون کی مخالفت سے کچھہ فایدہ
نظر آئیگا تب ہماری بہی کچھہ پچ نہین کرینگے - پس ان خیالات سے سرکار انگریزی
کی رائے اس معاملہ مین بالکل اوُر سے اوُر ہوگئی اور نواب گورنرجنرل بہادر نے
مسٹر مٹکاف صاحب کو لکہہ بہیجا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو صاف کہدو کہ روسا این روی ستلج

گورنمنٹ انگریزی کے سایہ حمایت مین ہین۔ اور سرکار انگریزی کو مرہٹون کو
شکست دینے کے بعد وہی اقتدار اور اختیار حاصل ہو گیا ہے جو پیشتر اُس
قوم کو حاصل تہا اور اُسوقت آپکو اُس ملک پر جو جمنا اور ستلج کے مابین واقع ہے
کسیطرح کا دعوی نتہا اور چونکہ آپنے لارڈ لیک صاحب کے پاس یہہ لکھہ بہیجا تہا کہ آپکی
یہہ تجویز ہے کہ آپکی اور گورنمنٹ انگریزی کی قلمرو کے مابین دریائے ستلج بطور
ایک حد کے سمجھا جائے اِس سے صاف ظاہر ہے کہ اُسوقت آپکو یہہ بات بخوبی
معلوم تہی کہ ملک مذکور اُس سلطنت کے سایہ حمایت مین ہے جو ہندوستان کے
شمال مین سب پر حاوی ہے پس تعجب ہے کہ آپ ایسے رئیسون کے مطیع کرنیکا ارادہ
رکہتے ہین جو سرکار موصوف کے زیر حمایت ہین اور زیادہ تر تعجب اس بات سے
ہے کہ آپ اس باب مین سرکار انگریزی کی منظوری چاہتے ہین۔ جب سے سرکار
انگریزی اِس ملک پر قابض ہوئی ہے اُسوقت سے اُسنے ستلج سے لیکر جمنا
تک تمام رئیسون کو خراج معاف کر دیا ہے اور جسقدر اُنکو مرہٹونکی متابعت کرنی
پڑتی تہی اُسقدر ہماری نہین کرنی پڑتی اور اُنکو اِس امر کی اجازت دیگئی ہے
کہ اپنے اپنے علاقون مین بغیر کسی کی مداخلت کے حکومت کرتے ہین پس گورنمنٹ
انگریزی کی یہہ رعایت اُن رئیسون کے فائدہ کی غرض سے ہے نہ اِس غرض

سے کہ انکو نقصان پہنچے اور گورنمنٹ ہرگز یہہ نہین چاہتی کہ اُسکی رعایت کو دیکھکر
کوی اور سلطنت فائدہ اٹھاے اور اُن رئیسون کو جنکی گورنمنٹ انگریزی حامی اور
مددگار ہے مطیع کرکے اُنپر ظلم کرے اور گورنمنٹ کو یہہ ہرگز گوارا نہین ہے کہ
اِن رئیسون کو آپ یا کوئی اور شخص اپنا مطیع بناے اور وہ لوگ گورنمنٹ
انگریزی کے زیر حمایت ہین اور آیندہ بہی رہینگے پس چاہیئے کہ آپ ہرگز بُری
آنکہہ سے اِس ملک کی طرف نہ دیکھین اور جو مقامات آپنے تحریک مذکورہ کے
بعد دبائے ہین انکو اُنکے مالکان سابق کے حوالہ کردین اور اپنی فوج کو دریاے
ستلج کے داہنے کنارہ سے ایک قدم بہی آگے نہ بڑہنے دین اسواسطے کہ دریاے
مذکور کے بائین کنارہ پر فوج رکہنے سے آپکا اسکے سوا اور کچھہ مطلب نہین ہوسکتا کہ
دریاے ستلج اور جمنا کے مابین جو ریاستین بالفعل گورنمنٹ انگریزی کے زیر
حمایت کہلاتی ہین اُنکو ڈراکر مطیع کرین اور سرکار انگریزی نے جو یہہ پیغام آپکے
پاس بہیجا کہ ایک خوف عظیم پیش آنے والا ہے اور اُسکے رفع دفع کرنے مین گورنمنٹ
آپکو امداد دینا چاہتی ہے اور چند باتین وہ پیش کین جسمین صرف آپ ہی کا
فائدہ تہا معلوم نہین کیون آپ نے اُنکو اعتبار کی نظر سے نہین دیکہا اور جواب
مین اُن روسا کے مطیع کرنیکے باب مین اجازت چاہی جو گورنمنٹ سے تعلق رکہتے

ہین اور سرکار انگریزی کی دوستانہ تجویزون کا منظور کرنا اپنی درخواست کے منظور کرنے پر موقوف رکہا اسمین سرکار انگریزی اپنی کسرشان سمجہتی ہے۔ اسکے علاوہ ادہر تو آپنے یہہ تحریک کی اور اُدہر بلا انتظار جواب کے اُن رئیسون کے مطیع کرنیکو چڑہ کہڑے ہوئے جس سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ خواہ جواب حسب دلخواہ آئے یا نہ آئے آپ اپنا مطلب پورا کرلین اور آپکی درخواست سے ظاہر ہے کہ آپ بخوبی جانتے تہے کہ بلا منظوری سرکار انگریزی ہمکو اس مُلک پر حملہ کرنیکا کچہہ حق حاصل نہین ہے اور اگر یہہ بات نہوتی تو آپکو ہماری گورنمنٹ سے اس بات مین تحریک کرنے کی کیا ضرورت تہی۔ پس آپکا بلا انتظار جواب کے اپنے ارادہ کے پورا کرنیکے لئے قدم بڑہانا گورنمنٹ انگریزی کی عزّت کے برخلاف اور اُس دوستانہ اعتبار کے عوض جو گورنمنٹ انگریزی آپکی نسبت رکہتی ہے ایسا عمل درآمد کرنا محض نامناسب تہا۔" مٹکاف صاحب نے مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو یہہ بہی لکہا کہ سرکار انگریزی کی تمنا ہے کہ اُسمین اور ریاست لاہور مین دوستی اور اتحاد پیدا ہو جائے اور اُسکو روز بروز ترقی ہوتی رہے اور گورنمنٹ انگریزی اپنی قلمرو کو بڑہانا نہین چاہتی جسقدر مُلک بالفعل اُسکے قبضہ مین ہے وہی کافی ہے اور دلی منشا ہے کہ اپنے مقبوضہ ملک کی حالت کو ترقی دے اور اُسکی رعایا خوشحال و رفاع البال

رہے اور وہ سب سے صلح کرنی پسند کرتی ہے اور جن روسار کو اُسکے تخت دولت سے

توسل اور تعلق ہو گیا ہے اُنکو کسیکا مغلوب و مطیع دیکھنا اُسکو ہرگز گوارا نہین ہے

اور گورنمنٹ انگریزی آپکی بدل خیر خواہ ہے اور باوجودیکہ آپکی برتاؤ کی نسبت ہماری

گورنمنٹ کی شکایات بجا ہین تاہم اُسکو یہی مدنظر ہے کہ آپ سے دوستی اور اتحاد

قایم ہو جاوے ،،

یہہ جواب پاکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے چھکے چھوٹ گئے لیکن وہ بظاہری

کہتے رہے کہ یہہ نواب گورنر جنرل بہادر کا قول فیصل نہین ہے اور اسمین

عہد و پیمان کے ذریعہ سے تغیر تبدل ہی ممکن ہے مگر مٹکاف صاحب نے اُنکو یہہ

یقین دلایا کہ یہہ راے کسیطرح نہین بدل سکتی اور اس امر کا تقاضا کیا کہ اُنکو

سوالات کا جواب بہت جلد دینا چاہیئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھہ اگرچہ سرکار انگریزی

کی بات نماننے سے ہی ڈرتے تھے مگر یہہ بات اُنکے دلمین نہین سما سکتی

تہی کہ وہ اپنے مقبوضہ اور بڑی آمدنی کے علاقہ کو چھوڑ دین اور انبالہ

فریدکوٹ اور ساتھے وال جنکو اُنہون نے ڈنکے کی چوٹ سفیر انگریزی کی

آنکھون کے سامنے فتح کیا تہا اُن سے دست بردار ہون۔ الغرض وہ سرکار

انگریزی کی ان باتون کے جواب دینے مین ہزار طرح کے حیلے کرتے اور

بہت دنون تک وعدہ وعیدین ٹالتے رہے کبہی کوئی بہانہ کیا کبہی کوئی
اور ہرچند زبانی یہہ کہتے رہے کہ سرکار انگریزی کی خواہش کو بسر وچشم منظور
کرلینگے مگر ایفاے وعدہ کا کبہی قصد تک نکیا اور انکو سرکار انگریزی کی نسبت
اس امر کی نہایت شکایت تہی کہ اسنے اوّل خود ہی اپنا وکیل بہیجکر عہدنامہ دوستی
کرنا چاہا اور پہر عہدنامہ کے اصل مطلب کا ذکر ہی گم کردیا اور دوستی ظاہر کی بہی تو
کیا اچہے طور پر کی کہ انکے تمام عمر کے منصوبون کو ہی ڈہا دیا۔ پس انہون نے ٹہان
لی کہ انگریزون سے لڑنا چاہئیے اور انکو یہہ امید تہی کہ اس لڑائی مین شاید ہی
ور رہینگے اور چونکہ سرکار انگریزی کے پیغامون کی تائید کیواسطے سپاہ انگریزی
دریاے جمن سے اس پار اترنے والی تہی اس سے انکو اور بہی شبہہ ہوا اور اس
سبب سے وہ اپنے اس ارادہ پر جمگئے اور اسملک کے مطیع کرنیکا جو دریاے ستلج
اور جمنا کے درمیان واقع ہے ارادہ ملتوی کرکے نہایت مستعدی کے ساتہہ
جنگ کی تیاری مین مصروف ہوے اور تمام سپاہ کو جہان تہان سے بلالیا۔
امرت سر مین قلعہ گوبندگڈہ پر توپین چڑہادی گئین اور کہانے پینے کا سامان جمع
کردیا گیا۔ دیوان محکم چند انکا بڑا عمدہ سپہ سالار اور انگریزون سے سخت نفرت
رکہتا تہا کانگڑہ سے فوراً طلب کیا گیا اور وہ کوچ کرتا ہوا لودہیانہ کے مقابل ستلج

کے اُس پار پہلور مین آن اُترا اگر اتنے ہی مین اُنکا ارادہ بدل گیا اور اگرچہ لاہور مین یہہ
افواہ عام تہی کہ محکم چند دریاے ستلج سے اُترکر انبالہ کی سپاہ سے جا ملیگا مگر بائیسوین
جنوری ۱۸۰۹ع کو تمام سپاہ انبالہ سے بلالی گئی۔ جب دونون طرف یہہ تیاریان ہو رہی
تہین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا معتمد بہائی گوربخش سنگہہ چوبیسوین جنوری کو اس غرض سے
پٹیالہ آیا کہ مہاراج یا اُنکی اہلکار سردار چین سنگہہ کو مع راجہ صاحب بہادر نابہہ و جیند کے
اُنکی ملاقات کیواسطے امرتسر لیجاے۔ لیکن مہاراج نے جواب دیدیا کہ ہم سپاہ کو امرتسر
نہین بہیجینگے اور راجہ جسونت سنگہہ صاحب کو اختیار ہے اگر اُنکا جی چاہے تو چلے
جائین اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب جو صاحب ریذیڈنٹ دہلی کے کہنے سے کرنل اکٹر
لونی صاحب سے جاکر شریک ہو گئے تہے اس بات پر مہاراج نے اپنی بڑی خوشی
ظاہر کی۔ ادہر سپاہ انگریزی نے بہی سولہوین جنوری سنہ مذکورہ کو زیر حکم لفٹنٹ
کرنل ڈیوڈ اکٹرلونی صاحب کے دریاے جمن سے عبور کیا۔ یہہ سپاہ اس مطلب کے
واسطے بہیجی گئی تہی کہ ستلج کے کنارہ پر اپنی چہاونی ڈالے تاکہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ
دریاے ستلج کے جنوب کیطرف اپنی عملداری نہ بڑہا سکین اور رؤسا این روے
ستلج کو بہروسہ ہو کہ سرکار انگریزی اُنکی پوری پوری حامی ہے۔ جب کرنل صاحب
موصوف پٹیالہ سے پندرہ میل گہنور کے مقام پہنچے مہاراج نے اپنے معتمد سردار

چین سنگھہ کو انکی خاطر تواضع کیواسطے وہان بہیجدیا اور پانچوین فروری کو جب وہ پٹیالہ آئے بڑی خوشی اور تپاک سے بذات خود انکا استقبال کیا۔ سپاہ انگریزی چار دن یہان ٹہری اور بڑی خوشی کے ساتہہ آپس مین ملاقاتین ہوتی رہین اور جب پانچوین کو اُنہون نے آگے کی طرف کوچ کیا مہاراج نے سردار چین سنگھہ کو ایک ہزار سوار ہمراہ دیکر اُنکے ساتہہ بہیجدیا اور وہ ناہہ۔ کوٹلہ ہوتے ہوے لودہیانہ جا پہونچے۔ لاہور مین شرائط عہدنامہ کا ابتک کچھہ بہی فیصلہ نہین ہوا تہا اور یہہ معاملہ روز بروز خراب ہوتا جاتا تہا اور مہاراجہ رنجیت سنگھہ کے یہہ بات ورد زبان تہی کہ مین اپنی فوج متعینہ ستلج کے پاس چلا جاتا ہون۔ اور وہ فریدکوٹ اور اور مقامات سے جو ستلج کے جنوب کی طرف واقع تہے دست بردار ہونے پر راضی نہین ہوتے تہے۔ جو سپاہ انبالہ سے واپس بلائی گئی تہی وہ بہی ابتک ستلج کے اُس طرف ہی تہی۔ پہلو مین فوج فراہم کیجاتی تہی اور لڑائی کی تمام تیاریان ہو رہی تہین دیوان محکم چند نے سفیر انگریزی کی ڈاک کو بند کر دیا تہا اور ایسی ایسی بدخواہی کی باتین کرنا شروع کین کہ جس سے مٹکاف صاحب کو خیال گذرا کہ اب انکو خواہی نخواہی عہدنامہ کی تحریک بر خلاف اسکے امرتسر چلا جانا پڑیگا نتیجہ اُنہون نے مہاراجہ پر ظاہر کی کہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کا ارادہ جنگ کرنیکا ہے اور

صاحب کمانڈر انچیف بہادر کو یہہ رپورٹ کی کہ رنجیت سنگھہ کی طاقت کو توڑنے
اور پنجاب مین امن و امان قایم رکہنے کیواسطے اس ملک پر حملہ کرنا ہی مناسب ہے
- پنجاب مین جو مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی دست درازیون کے باعث سے عام ناخوشی
پہیلی ہوئی تہی اُسکو دیکہکر سفیر انگریزی کو یہہ یقین تہا کہ اگر لڑائی ہوئی تو ہم ضرور کامیاب
ہونگے اور تمام بڑے بڑے سردار جو اب تک جبراً قہراً اُنکا دم بہرتے تہے اس
معرکہ مین اُنسے ضرور انگہہ چرا جائینگے مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہی اس سے ناواقف
نتہے اور انکو بہی یہہ کہٹکا لگا ہوا تہا اور وہ بخوبی جانتے تہے کہ لڑائی کی حالت مین
اس عام نارضامندیکا نتیجہ کیا ہوتا ہے پس اُنہون نے اپنے معاون رئیسون
سے انعام اکرام دینے کے باب مین بڑے بڑے اقرار کئے لیکن جب دیکہا
کہ انگریزی فوج کے آنیکا حال سنکر این روے ستلج کے چہوٹے چہوٹے روسا حاضرین
لاہور پر ایک بڑا اثر ہوا اور وہ خوف زدہ ہوکر سرکار انگریزی کے ساتہہ معاملہ کرنیکی
خاطر ایک ایک کرکے کہسکنے شروع ہوئے اور یہہ حالت ہوئی کہ اگر لاہور
سے کمک آتی تو دیوان محکم چند کی سپاہ کے بہی وہان پانون نہ جمتے اور
سمجہا کہ اب سرکار انگریزی سے بگاڑنیکا موقع نہین ہے تو وہ اس غرض سے
کہ اُنکا صلح جو ہونا ثابت ہو جائے یہہ کہتا چلے کہ اپنے معتمد سردار سدا سنگہہ اور

نظام الدین خان کو کرنل آکٹرلونی صاحب کے پاس یہہ دریافت کرنیکو بہیجا کہ یہہ
نئے صاحب بہی مٹکف صاحب سے ہی ہین یا اُن سے کچہہ اچہے ہین یہہ
معتمد تیرہوین فروری کو کرنل صاحب کے لشکر مین پہنچے اور اُنہون نے اُنکے
سامنے مٹکف صاحب کی شکایتون کا ایک دفتر کہول دیا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ
کی حلیم الطبعی اور سیر چشمی کی بڑی تعریف کی اور جو حالات اُنکو گورنمنٹ انگریزی
کے ارادون کی نسبت معلوم ہو سکتے تہے دریافت کرکے کرنل صاحب کو یہہ کہا
چند روز مین سنگہہ صاحب (رنجیت سنگہہ) کے پاس سے جواب آجاویگا
اُسکے آنے تک آپ یہان ٹہرین۔ گورنمنٹ انگریزی کو جب اس ملاقات
اور اکٹرلونی صاحب کے آگے بڑہنیسے رک جانیکی کیفیت معلوم ہوئی تو اُنپر اپنا عتاب
ظاہر کیا اور لکہا کہ تمکو یہہ مناسب نہ تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے معتمدون کے کہنے
سے فوج کے آگے لیجانے مین تاخیر کرتے اور جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے خصومت
ظاہر کی تو گورنمنٹ کی عزت اور منفعت متقاضی اس امر کی تہی کہ تم بے تامل اپنے
لشکر کو لیکر آگے بڑہ جاتے اور تمنے جو ایسی باتون کو کان دیکر سنا جنسے سفیر انگریزی کی
صاف باطنی مین فرق آ سکتا ہے یہہ بہی گورنمنٹ کی شان کے نہایت برخلاف کیا
جب یہہ عتاب آمیز حکم اکٹرلونی صاحب کے پاس پہنچا اُنہون نے فوراً استعفا دیدیا

اور اگرچہ وہ منظور ہو گیا مگر پہر ملتوی ہو گیا۔

اب فرانس کی جانب سے کچہہ خوف نہین رہا تہا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو خواہ مخواہ چہیڑنا بہی مناسب نہ تہا اسلئے نواب گورنر جنرل بہادر کی یہہ راے ہوئی کہ لودہیانہ یا دریاے ستلج پر کسی اور مقام مین چہاونی ڈالنی مناسب نہین بلکہ بہتر یہہ ہے کہ کرنال مین فوج رہا کرے مگر صاحب کمانڈر انچیف بہادر اور رزیڈنٹ دہلی اور کرنل اکٹرلونی صاحب کی تحریک سے آخر کار یہی صلاح ٹہری کہ بالفعل لودہیانہ ہی مین چہاونی قایم کیجاے۔ گورنمنٹ نے اس موقع پر مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی طاقت کے محدود کرنیکو بہی چندان ضروری نہین سمجہا اور اس خیال سے کہ جب وہ ہماری شرایط کے منظور کرنیکی نسبت اپنی رضامندی ظاہر کرتے ہین تو مناسب حال یہی بات ہے کہ اُنسے صلح اور دوستی کرلیجاے پس مٹکاف صاحب کے پاس عہدنامہ کا ایک نیا مسودہ اس مضمون کا بہیجدیا کہ جو مقامات مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے حال مین فتح کئے ہین اُنہہ سے وہ اپنا عمل دخل اُٹہا لین اور فتوحات سابقہ مین کچہہ دست اندازی نہین کیجاےگی مگر مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو رو سا ے این روے ستلج پر اُن جاگیرون کے عوض مین جو اُنہون نے خود اُنکو عطا کی تہین ماتحتی کا دعوی نہین کرنا چاہیئے۔ اس عرصہ مین مہاراجہ

رنجیت سنگہہ کو سپاہ انگریزی کی قواعد دانی کا تجربہ بہی ہوگیا اور انکو یہہ بات جچگئی کہ انکی فوج سپاہ انگریزی کا مقابلہ نہین کرسکتی ۔ اتفاق یہہ ہوا کہ محرم کے سبب سے مٹکف صاحب کے مسلمان ہمراہیون نے تعزیہ بنایا اور مرثیئے پڑہنے شروع کئے امرتسر کے اکالی جو بڑے شجاع اور جنگجو تہے براہ تعصب اس سے بہت برہم ہوے اور انکے ایک بڑے گروہ نے جسکا سردار پہولا سنگہہ تہا ۲۵ تاریخ فروری کو مٹکف صاحب کے کمپ پر حملہ کیا لیکن مٹکف صاحب کے سپاہیون نے جو صرف دوسو پیادے اور سولہ سوار تہے اس ہجوم کو شکست دیکر ہٹا دیا اور اپنا تعزیہ اسی دہوم دہام سے اٹہایا جیسا کہ ہمیشہ ہوا کرتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگہہ یہہ خبر پاتے ہی فوراً موقع پر آئے اور خود سفیر انگریزی کے خیمہ مین جاکر اس معاملہ کی نسبت عذر کیا اور اقرار کیا کہ پہر ایسی بے انتظامی ظہور مین نہ آئیگی ۔ اس حملہ کو ملکی معاملات سے کچہہ تعلق نتہا اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی اسمین کسی طرح کی شراکت نتہی یہہ صرف اکالیون کے ایک تعصب کی بات تہی اور خود مہاراجہ رنجیت سنگہہ پر بہی ایسی ایسی واردا تین بار ہا گذر چکی تہین چنانچہ اس سے دو مہینے پہلے لاہور اور امرتسر مین اس بات پر ایک مفسدہ برپا ہوا تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ کی معشوقہ موران نے جو ایک کسبی عورت تہی اپنے ایک آغا کو مسلمان

کرلیا تہا اس بات پر سکہون اور عام ہندوؤن نے برانگیختہ ہوکر مہاراجہ رنجیت سنگھہ
سے موران کو طلب کیا اُنہون نے موران کو تو ندیا مگر اُسکے بہائی کو پیش کر دیا کہ
اگر مارنا ہے تو اسکو مار ڈالو - ایسے لوگون کے اسطرح گستاخانہ پیش آنیکی وجہہ یہہ
تہی کہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ کی طاقت اور عظمت کی بنیاد صرف مذہبی گرمجوشی تہی پس وہ
اُن لوگون کو سزا نہین دیسکتے تہے جنکا قصور یہہ ہو کہ مذہب کی خاطر بگڑتے ہین
اس واقعہ کے بعد اگرچہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ فریدکوٹ پر سے اپنا قبضہ اُٹہا لینے
مین چند روز اور ہیچر مچر کرتے رہے اور سفیر انگریزی کو یہہ خیال ہوا کہ لڑائی
ضرور ہوکر رہیگی - لیکن آخر کار لاہور کی سپاہ نے دوسری اپریل کو فریدکوٹ کو
جو دیوان محکم چند کے قبضہ مین تہا اُسکے اصل مالک کے حوالہ کر دیا اور عہدنامہ کا
مسودہ جواب کلکتہ سے آیا تہا اُنہون نے لفظ بلفظ اُسکو منظور کرلیا اور پچیسوین
اپریل کو بمقام لاہور اُسپر اپنے دستخط کر دیئے - اس عہدنامہ مین یہہ شرطین
تہین -

اوّل - گورنمنٹ انگریزی اور سرکار لاہور مین ہمیشہ دوستی قایم رہیگی اور گورنمنٹ
موصوف ریاست لاہور کو ویسی ہی محبّت کی نظر سے دیکہیگی جیسے کہ
وہ اور دوستدار ریاستون کو دیکہتی ہے اور اُسکو مہاراجہ رنجیت سنگھہ

بہادر کے اُن مقبوضہ علاقون سے جو دریاے ستلج کے شمال کیجانب مین
واقع ہین اور نیز وہان کی رعایا سے کچھہ سروکار نہو گا۔

دوم۔ جو ملک دریاے ستلج کے بائین کنارہ پر مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر یا
اُنکے ذیلدارون کے قبضہ مین ہے اُسمین جسقدر بندوبست کیواسطے
ضرور ہو اُس سے زیادہ فوج نرکہی جائے اور اُسکے قرب وجوار مین جو
مقامات اور رئیسون کے قبضہ مین ہین یا جنپر اُنکا کچھہ حق ہے اُنپر نہ
خود دست درازی کرین اور نہ کسیکو کرنے دین۔

سوم۔ اگر شرائط مرقومہ بالا کے خلاف کوی بات ظہور مین آئے یا جانبین سے
کوی حرکت خلاف دوستی سرزد ہو تو اُسوقت سے یہہ عہدنامہ
ناقابل العمل تصوّر ہوگا۔

چونکہ اِس عہدنامہ کی رو سے مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا این روے ستلج کے رئیسون
پر کچھہ دباؤ نرہا اور تمام مُلک این روے ستلج جواب گورنمنٹ انگریزی کی حمایت
مین آگیا تہا اُس پر بہی کچھہ حق نرہا۔ سرکار انگریزی نے عہدنامہ کے مطالب کے
اعلان اور روساے این روے ستلج کے اطمینان کیواسطے تیسری مئی سنہ مذکور کو
ایک اطلاعنامہ جسمین یہہ سات دفعات تہین مشتہر کیا۔

اوّل - چونکہ رؤسا مالوہ دست‌برد کے ملک کو سرکار انگریزی نے اپنی حفاظت میں لیلیا ہے اس سبب سے وہ حسب شرایط مندرجہ عہدنامہ مہاراجہ رنجیت سنگھہ بہادر کی حکومت اور اختیار سے بری رہیگا۔

دوم - ملک محفوظہ سے سرکار انگریزی کچھہ پیشکش یا نذرانہ طلب نہین کریگی۔

سوم - تمام رئیسون کو اپنے اپنے علاقہ مین وہی حقوق اور اختیارات حاصل رہینگے جو انکو سرکار انگریزی کی حمایت مین آنیسے پہلے حاصل تھے۔

چہارم - جب کبھی سپاہ انگریزی کو ایسے کامون کے واسطے جنسے بہبود عام متصور ہو بنظر مصلحت رؤسا کے علاقہ مین سے جانیکا حکم ہو تو ہر ایک رئیس اپنے اپنے علاقہ مین فوج انگریزی کو مدد دیا کرے اور غلہ وغیرہ یا جس چیز کی ضرورت ہو فراہم کر دیا کرے۔

پنجم - اگر کوئی غنیم کسی سمت سی اِس ملک کے فتح کرنیکے واسطے آئے لازم ہوگا کہ اِین سوے ستلج کے تمام رئیس اپنی اپنی فوج کے ساتھہ سرکار انگریزی کی فوج سے آکر شریک ہون اور اطاعت اور فرمانبرداری بجا لائین۔

ششم - جو ولایتی اشیا، سوداگر لوگ اضلاع شرقیہ سے لشکر انگریزی کیواسطے لیکر آئین انکو رئیسون کے تہانہ دار اور محصول لینے والے اپنی اپنی حدود

سے حفاظت کے ساتہہ گذرجانے دین اور کسیطرح کا محصول طلب
نہ کرین۔

ہفتم۔ جو گہوڑے رجمٹون کے واسطے سرہند یا کسی اور مقام مین خرید کیئے
جائین اور انکے لانے والون کے پاس صاحب رزیڈنٹ دہلی یا
کمان افسر فوج قسمت سرہند کے مُہری پروانجات راہداری کے
موجود ہون تو ہر ایک رئیس اُنکو بلا مزاحمت اپنے علاقہ سے چلا
جانے دے اور کسی قسم کا محصول طلب نہ کرے۔

پہولا سنگہہ اکالی کا فساد اور مہاراج کے خطاب مین اضافہ کا ہونا

اِس ریاست کو اگرچہ اب کسی بیرونی دشمن کا خوف نرہا تہا لیکن خانگی
فساد ابتک بدستور چلا جاتا تہا اور اگرچہ رانی آسکنور صاحب کو مع اُنکے فرزند ارجمند
مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر ولیعہد کے جاگیر دیکر علیحدہ کردیا گیا تہا مگر اُنکو ابتک یہی
یہی خیال تہا کہ کسیطرح ریاست کے کاروبار مین اُنکا دخل ہوجاے پس کچہہ تو یہہ سبب تہا
کچہہ لوگون نے کچہہ اَور کہہ سُنکر کان بہر دیئے اور مہاراج کو رانی صاحب سے اسقدر
ناراض کردیا کہ مہاراج کرم سنگہہ بہادر کی چہوٹی بہن بی بی پریم کنور صاحب جو سردار
کہڑک سنگہہ خلف سردار کرم سنگہہ شاہ آبادی سے منسوب تہین اُنکی شادی بہی

برادری کے لوگون کے سمجہانیسے مہاراج نے پٹیالہ مین کی ورنہ اوّل اوّل یہی
کہتے رہے کہ رانی صاحب خود قصبہ سنور مین جہان وہ رہتی تہین شادی کی تیاری
کرین ہمکو کچہہ سروکار نہین اور اس فساد کے باعث سے اسقدر بے انتظامی اور بد
عملی ریاست مین پہیل رہی تہی کہ اگلے برس جو پہولا سنگہہ اکالی[1] نے موضع چاوکی کے
متصل کپتان وایٹ صاحب پر جو سرکار انگریزی کیطرف سے سرحد کی پیمایش
کیواسطے مقرر ہوئے تہے حملہ کیا اور قرب وجوار کے دیہات کے لوگ پہولا سنگہہ
کی مدد کو آئے اور بڑہتے بڑہتے ایک ہزار سے زیادہ آدمی جمع ہوگئے اور
وایٹ صاحب کے ہمراہی سوارون مین سے جو صرف اسّی آدمی تہے چہہ مارے گئے

[1] یہہ وہی پہولا سنگہہ تہا جسنے مسٹر مٹکاف صاحب کے کیمپ پر امرتسر مین حملہ کیا تہا یہہ
ایک مشہور قزاق تہا اور اسوقت گردوارہ دمدمہ صاحب واقع موضع تلونڈی مین رہتا تہا
جو اس ریاست کی عملداری مین بٹہنڈہ کے قریب ایک بہت بڑا گانون ہے اور یہان بہی
امرتسر کے مفسدہ کی طرح اسکا اکالی ہونا ہی اسکو بچا رہا تہا - اب امرتسر جانیسے اُسکا یہہ مطلب تہا
کہ اُسکو اس بات کا گہمنڈ تہا کہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہی اُسکو وہان سے نہین نکال سکتا - چنانچہ
جب سرکار انگریزی نے مہاراجہ رنجیت سنگہہ پر زور ڈالا کہ اُسکو ہمارے حوالہ کردو تو گو کہ وہ چند
روز کیواسطے وہان سے نکالدیا گیا مگر آخر کار پہر مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا مورد عنایت ہوگیا اور تمام
اکالی فوج کی سرداری اُسکو ملگئی مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کے سپہ سالارونمین یہہ بہی ایک نامور
شخص گزرا ہے - مارچ سنہ ۱۸۲۳ء مین اسکی شجاعت اور جانفشانی کے سبب سے مقام ٹہری مین

اور اُنیس زخمی ہوے اور سرکار انگریزی کو اُسکی سزا دہی کی بابت بڑی کد ہوئی
تو وقت سے اُسکی سرزنش کیواسطے فوج نہ بہیجے جانیکا بندوبست ہو سکا۔ یہہ فوج زیر حکم
ملک تیمر اُڈو گر بخشی اور سردار بجائی سنگہہ بہتہ کا اور سردار جودہ سنگہہ کالیکا کے بہیجی گئی
تہی جسنے اُسکو اُس ملک سے نکالدیا اور وہ دریاے ستلج عبور کرکے امرتسر چلا گیا۔
اِس خدمت سے خوش ہو کر سرکار انگریزی سے نے اکبر شاہ دوم بادشاہ دہلی سے
دہراج راجیشر کا لفظ مہاراجہ کے خطاب مین بڑہوا دیا اور چودہوین دسمبر ۱۸۱۶ء
مطابق پوہ بدی چوتہہ سمت ۷۳ اکو بادشاہ کے حضور سے اِس اعزاز کی بابت مہاراجہ
کے نام فرمان صادر ہوا اور خلعت آیا۔ اگرچہ اسوقت سلاطین مغلیہ کا صرف نام
ہی نام باقی رہگیا تہا اُملک اور سلطنت کی مالک سرکار انگریزی تہی مگر تاہم سرکار
ممدوح یہہ ظاہر کرتے رہنا مصلحت جانتی تہی کہ ملک اور سلطنت کا مالک بادشاہ
دہلی ہے اور ہم بطور نیابت بادشاہ کے فرمان روائی کرتے ہین۔ اسیواسطے
صاحب ریذیڈنٹ دہلی وغیرہ کام بادشاہ سے خطاب لیتے اور اُسکو فخریہ اپنی
مہرون مین کہدواتے تہے حتی کہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند کی مُہر مین بہی
فدوی محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی کندہ ہوتا تہا۔

جو دریاے کابل کے کنارہ پر واقع ہے مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے مقابلہ مین کئی لڑائیون مین افغانون کو شکست ہوئی تہی آخر جہان داد خان

مہاراج کرم سنگھہ صاحب بہادر کی شادی اور اُسکے متعلق ایک ہولناک واقعہ کا ذکر

اِس سے تہوڑے ہی عرصہ کے بعد مہاراج کرم سنگھہ صاحب بہادر ولیعہد کی سسرال سے شادی کا پیغام آیا۔ مہاراج چونکہ رانی صاحبہ سے بہت ناراض تہے بی بی پریم کنور صاحب کی شادی کیطرح اوّل اوّل اسمین بہی شامل ہونا نہین چاہتے تہے مگر برادری کے راجے سرداروں کے کہنے سُننے سے آخرکار تیار ہو گئے اور بڑی دہوم دہام سے برات چڑہی سبرادری کے لوگون کے سوا نواب نصیر الدولہ کرنل آکٹر لونی صاحب بہادر بہی جو اس ملک مین سرکار انگریزی کے پولیٹکل عہدہ دار تہے سرکار ممدوح کیجانب سے دوستانہ شریک ہوے خیر یہہ باتین تو سب معمولی ہین مگر اِس شادی کی جو بات تاریخ مین لکہنے کے لایق ہے وہ یہہ ہے کہ شیخ جلال الدین تہانیسری کے مقبرہ کے احاطہ مین جو قصبہ تہانیسر کے اندر ایک اچہا وسیع مکان ہے جب لوگون کو باڑہ[1] دیا گیا اور ایک لاکہہ روپیہ اُسمین خرچ ہوا اگرچہ

[1] پنجاب مین رسم ہے کہ جب کسیکے ہان شادی ہوتی ہے یا کوئی بوڑہا مرتا ہے تو بہت سی غریب غربا کو ایک جگہہ گہیر کر جیسا جسکا مقدور ہوتا ہے انکو اکثر چار پیسے سے لیکر ایک روپیہ تک بطور خیرات دیتا ہے اور اُسکو باڑہ دینا کہتے ہین۔ اکثر دولتمند ہندوون مین یہہ رسم جاری ہے مگر اب تعلیم و تربیت سے کے اثر سے بہت کم ہوتی جاتی ہے اور مہاراج مہندر سنگھہ

ہجوم اور بے انتظامی کیوجہہ سے ساٹھہ ستر آدمی گھٹکر اور کچل کر مر گئے مگر تو بھی خیرات دینے کا یہہ نامطبوع طریقہ خیرات ہی سمجھا گیا اور یہہ کسی نے نہ سمجھا کہ اگرچہ کسی محتاج کو کچھہ دینا درحقیقت نیکوی ہے لیکن بعض وقت نیکوی بھی جبکہ اُسکا برتاو بُرے طور سے ہو جیسا کہ یہہ باڑہ دینے کا طریقہ ہے اپنے بُرے نتایج کے اعتبار سے بُرای کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ جاتی ہے۔

افسوس ہے کہ ہمارے مُلک ہندوستان کے لوگ باوصفیکہ قریب سو[1] برس سے اپنے حکمران مہذب قوم انگریز کے عاقلانہ طریقہ خیرات کو دیکھتے ہین پھر بھی اپنی وہی پرانی لکیر پیٹے جاتے ہین اور نیکوی کو بُری طور پر عمل مین لانے سے بُرای بنا دیتے ہین کاش کوئی دن وہ بھی ہو گا کہ ہماری قوم تعلیم و تربیت کی دولت سے کامل طور پر بہرہ مند ہو گی اور اسکی ہر ایک بات مین شایستگی اور تہذیب نظر آنے لگے گی اور وہ ہمدردی کے معنی اور اُسکے عمل مین لانے کے طور اور طریقہ کو سمجھیگی اور فقیرون اور بھک منگے لوگون کی کاہل اور مُلک کی بربادکنندہ جماعت کو جسنے بطور پیشہ خیرات مانگنا اختیار کر رکھا ہے کچھہ دینا لوگ

[1] صاحب بہادر بیکنٹھہ باشی کے عہد سے اِس ریاست مین تو قطعاً بند ہو چکی ہے کیونکہ اِس کی رسم سے لوگ اسمین بہت تباہ ہوتے تھے اور کبھی کبھی جانون کا بھی نقصان ہوتا تھا۔ ۱۲ مولف

گناہ سمجہینگے اور ہندوستان کے ہندو اور مسلمان اپنی خیرات کو اُسی طور سے
عمل مین لائینگے جیسا کہ پولیٹکل اکانومی کے اصول کے موافق چاہئیے۔

ریاست کے انتظام کی ابتری اور سرکار انگریزی کی تجویز سے رانی آسکور صاحب کا منتظم ریاست مقرر ہونا

اب ریاست کے انتظام مین پرے سرے کا فتور آگیا تہا اور اسقدر جاگیرین لوگونکو
دی گئی تہین کہ صرف ایک گہنور کا پرگنہ خالصہ رہگیا تہا۔ سرکش زمیندارون نے کئی
برس کا معاملہ ادا نہین کیا تہا۔ جاگیردار سردارون نے اپنی فوج کے حاضر رکہنے
مین یہانتک بے پروائی اختیار کر رکہی تہی کہ ڈہائی تین سو سوار بہی ضرورت کیوقت
مُشکل سے جمع ہو سکتے تہے۔ خزانہ مین ایک پیسہ نہتہا اور اسپر مہاراج کی فیاضی کا
یہہ حال تہا کہ روپیہ اشرفی کو ٹہیکری کے برابر سمجہتے تہے۔ رانی آسکور صاحب جو
بڑی عاقل اور منتظم تہین اور گہر کو بخوبی سنبہال سکتی تہین اُنسے ناموافقت
تہی اور جن لوگون پر عنایت تہی وہ صرف اپنے ہی حلوے مانڈے سے
غرض رکہتے تہے اور اگرچہ اشتہار مجریہ تیسری مئی ۱۸۰۹ء کی رو سے این روے
ستلج کی تمام ریاستونکو اپنے اندرونی انتظام کی بابت ہر طرحکی آزادی حاصل تہی
مگر مذکورہ بالا وجوہات کے باعث سے سرکار انگریزی کی مداخلت اور مہاراج کے

بے اختیار اور رانی آسکور صاحب کے مختار ریاست بنا سے جانیکی بنیاد پڑی اِس
موقع پر جو جو امور واقع ہوے افسوس ہے کہ اُنکی نسبت ہمکو صاف اور مفصل اطلاع
ریاست کے دفتر سے حاصل نہین ہوسکی اسواسطے ہم ناچاری بیشتر مسٹر گرفن صاحب
کی کتاب سے اِن حالات کو نقل کرینگے اور چونکہ صاحب موصوف کا بیان بہی سرکاری
کاغذات کی رو سے ہے اسواسطے وہ بہت معتبر خیال کرنیکے لایق ہے۔

صاحب موصوف تحریر فرماتے ہین کہ اِن حالات کو دیکہکر راجگان نابہہ و
جنید و بہای لال سنگہہ صاحب والی کیتہل کی یہہ راے تہی کہ صاحب ایجنٹ بہادر
کسیطرح اس ریاست کا انتظام درست کردین۔ پس نوین جنوری ۱۸۱۱ کو کرنل
اکٹرلونی صاحب مہاراج اور راجگان نابہہ اور جنید کے بلانیسے پٹیالہ
سے اور اگرچہ مہاراج کی ظاہرا یہہ خواہش معلوم ہوتی تہی کہ کچہہ ایسی صورت ہوجاے
جس سے انتظام ریاست پہر درست ہوجاے مگر اُنکا رجحان خاطر یہہ تہا کہ اُنکی سوتیلی
والدہ رانی آسکور صاحب منتظم ریاست مقرر ہوجائین مگر کرنل صاحب اور راجہ
صاحبان کی راے مین اُنسے انتظام کے درست ہوجانیکی توقع نتہی۔ اب
جس امر کی اصلاح کی زیادہ ضرورت تہی وہ یہہ تہا کہ جو جاگیرین انا پ تناپ لوگون
کو دیگئی تہین وہ اُنسے واپس لیجائین اور آیندہ کوئی جاگیرین اُن لوگون کو ملا کرین

جو اُسکے مستحق ہون اور جاگیرداروں پر یہہ تاکید کیجاوے کہ اپنی اپنی سپاہ کو موجود اور تیار رکہا کرین کرنل صاحب بہادر اگرچہ رانی آسکور صاحب کو منتظم ریاست مقرر کیا چاہتے تہے اور راجہ صاحبان نابہہ وجہیند کی بہی یہی راے تہی مگر بلا منظوری گورنمنٹ مہاراج کے خلاف مرضی کسی شخص کا مقرر کرنا مناسب نتہا۔ پس اُنہون نے گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کی کہ راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ اور راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر والی جہیند کو یہہ اجازت دیجاوے کہ اگر ضرورت ہو تو ریاست کی مدار المہامی رانی آسکور صاحب کو جو ریاست مین سب سے زیادہ اس عہدہ کی لیاقت رکہتی ہین اس شرط پر دین کہ تمام کاروبار مہاراج کے نام سے جاری رکہین اور جس بات مین خود رانی صاحب کو تامل ہو اُسکا تصفیہ اِن دونون صاحبون کی راے پر چہوڑ دیا کرین اور اُسکی منظوری یا نامنظوری ان صاحبون کی راے پر رہے۔ اگرچہ گورنمنٹ کو اُنکی یہہ راے پسند آئی مگر بنظر مصلحت مُلکی اس معاملہ مین دخل دینا مناسب نہ سمجہا اور کرنل صاحب کو جواب مین یہہ لکہا کہ تم صرف اسقدر مداخلت کرو کہ جن اُمور کا فیصلہ تمہاری راے پر منحصر کیا جاوے اُنکی بابت اپنی راے اور صلاح ظاہر کر دیا کرو۔

جب سے ریاستہاے این روے ستلج سرکار انگریزی کی حفاظت مین آئین اُسوقت سے یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ گورنمنٹ سے مداخلت کی درخواست کی گئی تہی اور گورنمنٹ کے

اسپر راضی ہونیکے یہہ چند سبب تھے۔

اولؔ یہہ کہ گورنمنٹ کے نزدیک اُس اصول کو توڑ کر جسپر پہلے سے عمل ہوتا چلا آتا تہا اینؔ روے ستلج کی کسی ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت کرنی مناسب تھی

دوسرے یہہ کہ خواہ اس قسم کی مداخلت کے باب مین خود رئیس اور اُسکے وبت ہی راضی ہون تاہم ایسا کرنیسے گورنمنٹ کے اعتبار مین فرق آنیکا احتمال تہا۔

تیسرے یہہ ہی خیال تہا کہ کسی کمزور ریاست کے انتظام مین ایک ہی دفعہ کی دست اندازی سے یہہ نتیجہ پیدا ہوگا کہ پہر گورنمنٹ کو خاص اُس ریاست اور اُسکے ملحق ریاستون کے انتظام مین بہی مدد دینی پڑیگی۔

چوتھے مداخلت کے بعد جو انتظام کئے جاینگے اُنکا ذمہ وار بنبا پڑیگا۔

پانچوین اس قسم کی دست اندازی بعض امور مین ریاست کے مقاصد کے مطابق اور بعض مین مخالف ہوگی۔

چھٹے جسحالت مین کہ گورنمنٹ ریاستون کے جہگڑون کے فیصل کرنیمین اپنے اقتدار کو کام مین لائیگی تو اُسکو ایک روز ہر ایک مختص المقام کا مونکی نگرانی اور فیصلہ کرنا پڑیگا اور ریاست محفوظہ کے حقوق اور مقاصد کی ہی اپنے حقوق اور مقاصد کے برابر ہی کرنی پڑیگی۔

اِس جواب کے آنے پر کرنل اگِٹر لونی صاحب نے اگرچہ تحکم تو نہ کیا مگر اپنی موثر صلاح اور مشورہ سے مہاراج سے ہی رانی صاحب کو منتظم ریاست اور مصر نوندہ راے کو اُنکا پیشدست مقرر کرادیا اور اس غرض سے کہ رانی صاحب اور اُنکے مخالفون کے باہم صلح ہوجائے اور کام کے چلنے مین کچہہ دقت نہو دیوان گردیال اور سردار بسنت سنگہ کالیکا کو بہی اُنکے ساتہہ کر دیا جس سے قریب برس دن کے کسیقدر کام اچہّا چلا مگر چونکہ مہاراج کرنل صاحب سے اودہر تو یہہ اقرار کرتے رہے کہ مین آپکی ہدایات کو قبول کرتا ہون اور اُدہر دیوان گردیال کو یہہ کہلا بہیجا کہ ریاست کی آمدنی اور مصارف وغیرہ کا حال ہرگز کہُلنے نپائے اور ہر قسم کی روزانہ کار روائی بکلّی بند ہوگئی۔ صاحب ایجنٹ کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ جبتک ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت نکی جاویگی اور رانی صاحب کو اختیار مطلق نہین دلایا جایگا اُسوقت تک درحقیقت کسی قسم کی اصلاح نہین ہوسکتی۔ پس اُنہون نے رانی صاحب کے منتظم ریاست مقرر کیے جانیکی نسبت گورنمنٹ کو پہر رپورٹ کی اور درج کیا کہ اسصورت مین مہاراج معزول بہی نہونگے اور ریاست بہی تباہی سے بچ جاویگی۔ اور گورنمنٹ نے یہہ دیکہکر کہ اگر ہم انتظام مین مدد نہ دینگے تو ریاست تہ وبالا ہوجایگی صاحب ایجنٹ کو ہدایت کی کہ جو انتظام ضروری ہو وہ پٹیالہ جاکر کردو۔ چنانچہ صاحب موصوف چہٹی اپریل سنہ ۱۸۱۲ع کو پٹیالہ

آئے اور اُنکے ساتھہ کسیقدر فوج بہی تہی - جسوقت رانی صاحب کو اختیار دیا گیا تہا
اُسوقت ریاست کے تمام کارخانون مین پرلے سرے کی بے انتظامی پہیلی ہوئی
تہی اور رانی صاحب کے حسن انتظام سے ایک ہی برس کے اندر ریاست کی
حالت ہی کچہہ ہو گئی جن دیہات کے زمینداروں نے سالہا سال سے معاملہ
ادا نہین کیا تہا اُن سے کوڑی کوڑی وصول کی گئی جاگیرداروں کو اس بات
پر مجبور کیا گیا کہ اپنی اپنی جاگیر کی حیثیت کی موافق سوار اور پیادے حاضر رکہا
کرین - چنانچہ اخیر ۱۸۱۱ع مین دو ہزار سوار اور اسیقدر پیادے پٹیالہ مین حاضر
ہو گئے اور ایک لاکہہ روپیہ نقد خزانہ مین جمع ہو گیا مگر مہاراج کے بدنیت مصاحبون
کی آنکہوں مین رانی صاحب کا اقتدار ہروقت کہٹکتا رہتا تہا اسلئے وہ مخالفت
سے باز نہین آتے تہے آلبیل سنگہہ کالیکا تہانہ دار بانگر اور گوجر سنگہہ تہانہ دار پنجور
اس فرقہ کے رکن اعظم تہے اور انکے ساتھہ وہ بددیانت اہلکار ملے ہوئے تہے
جو ریاست کو لوٹ کر اپنے گہر بہر رہے تہے - البیل سنگہہ کو چونکہ اُس جاگیر کے
عوض جو اُسکے پاس تہی علاقہ کے انتظام کیواسطے ایک کافی سپاہ رکہنے اور
سات ہزار روپیہ خزانہ مین داخل کرنیکا حکم ہوا تہا اور پہر چودہ ہزار روپیہ سالانہ طلب
کیا گیا اس بات پر اُسنے اُس ملک کی تہانہ داری سے اِس اُمید سے استعفا

دیدیا کہ رانی صاحبہ سے ملک کا محاصل وصول نہین ہو سکیگا مگر جب اُسنے دیکہا
کہ اُنہون نے بہت کچہہ وصول کرلیا تو اسکو یہہ خوف پیدا ہوا کہ اب مجہپر چودہ ہزار
روپیہ کا تقاضا کیا جاوے گا۔ گوجر سنگہہ کے پاس تنجور کا علاقہ پانسو روپیہ سالانہ
پر تہا اور اسکا ٹہیکہ بہی رانی صاحبہ نے بشرح مناسب چودہ ہزار روپیہ سال کو دیدیا تہا
اس سبب سے ان لوگون نے مہاراج کے دل مین یہہ بہرم ڈالدیا کہ رانی صاحبہ خود مختار
ہوا چاہتی ھین اور آپکو قید کرنیکی فکر مین ہین۔ مہاراج جو نہایت ہی سیدہے
سادے شخص تہے اُنکو فوراً اس بات کا یقین آگیا اور اُنہون نے کچہہ خوف اور
کچہہ غصّہ کے سبب سے رانی صاحبہ کو مع مہاراج کرم سنگہہ بہادر ولیعہد اور معتمدوں کے
نظربند کردیا مگر تلون مزاجی کے باعث سے اُنکے قید کرتے ہی اُنکو طرح طرح کے اندیشے
پیدا ہوے اور انتظام مین پہر خلل آیا اور پہر وہی ابتری اور بے انتظامی پہیل گئی
جو اس سے پہلے تہی اور ناچار رانی صاحبہ سے پہر کاروبار ریاست کے سنبہالنے
کی درخواست کی۔ اُنہون نے کام تو سنبہال لیا مگر چونکہ اُنکے رعب مین بہت
بڑا فرق آگیا تہا اور وہ یہہ جانتی تہین کہ اگر ایکدفعہ مہاراج کی طبیعت کا پہر رنگ
بدلا تو ہمکو بہت دقت ہوگی اسلئے وہ یہہ چاہتی تہین کہ جبتک اُن سے یہہ
تحریری اقرار نہ ہوجاے کہ آئندہ پہر کبہی اُن سے ایسا سلوک نکیا جائیگا اُنکا انتظام اور

رعب داب قایم ہونا محال ہے پس اُنہون نے کرنل اکٹرلونی صاحب کو
لکھا کہ آپ پٹیالہ تشریف لاکر انتظام کر جائین۔ اسپر صاحب موصوف نے رانی
صاحب کو تو یہہ رای دی کہ آپ مدار المہامی کے کام کو جو بڑا نازک ہی قبول کرین
مگر گورنمنٹ سے اس امر کی اجازت طلب کی کہ مہاراج سے اِس بات کا اقرار
کرالیا جاے کہ جبتک رانی صاحب کا کوی قصور ثابت ہنو تب تک اُن سے
کسی قسم کی مزاحمت یا پرخاش نکیجائے۔ مہاراج کی تلون مزاجی کے باعث
سے اُنکے ساتہہ کسی قسم کا معاہدہ کیا جانا ایک مشکل امر تہا اور صاحب الجنٹ کو اسکا
تجربہ ہو چکا تہا۔ پس اب جو وہ پٹیالہ آئے تو انکو یہہ اُمید تہی کہ رانی صاحب پہر
منتظم ریاست مقرر ہو جاینگی اور ہمکو صرف اتنی بات کہنی پڑیگی کہ آیندہ اُن سے
کسی قسم کی بدسلوکی نہ کیجاے اور نہ انکو معزول کیا جائے مگر کرنل صاحب کے
آنے کی خبر سُنتے ہی البیل سنگہہ وغیرہ کے کان کہڑے ہو گئے تہے اور چونکہ
رانی صاحب کی مہاراج سے صلح ہو جانی اُنکے حق مین مُضر تہی اس سبب سے اُنہون
نے اوّل ہی سے جال گانٹہنے شروع کر دیے تہے اور مہاراج کے پاس یہہ باتین
کہنی شروع کر دی تہین کہ کرنل صاحب آپکو نظربند کیا چاہتے ہین۔ چنانچہ مہاراج
جب کرنل صاحب سے ملنے کو تشریف لیگئے بہت ہی احتیاط کے ساتہہ دیدن

کی فوج ساتہہ لیکر گئے جس سے یہہ صاف ظاہر ہوتا تہا کہ اُنکے دل مین خوف اور
شک بہرا ہوا ہے - اب صاحب ایجنٹ نے مہاراج کے نام ایک مراسلہ بہیجا
جسمین بڑی تاکید کے ساتہہ لکہا تہا کہ رانی صاحب کو اختیار دیدیا جاسے اور اہلکاران
حال معزول کئے جائین - اسکے جواب مین مہاراج نے رانی صاحب کو اختیار
دینے کی بابت تو رضامندی ظاہر کی مگر اُسکے ہمیشہ قایم رکہنے کے باب مین تحریری
دستاویز دینیسے انکار کیا جس سے صاحب ایجنٹ کو یہہ خیال گزرا کہ اُنکے لوہیانہ
کو واپس چلے جانے کے بعد یا کسی اور موقع پر رانی صاحب سے پہر ویسا ہی سلوک
کیا جاویگا جیسا کہ پہلے کیا گیا تہا - اتنے مین چند شریر اور کوتہ اندیش لوگونکی تحریک سے
جو معقول انتظام قایم ہونا نہین چاہتے تہے ایک اکالی نے اُنپر حملہ کیا مگر خیر گذری
کہ صاحب موصوف نے حوصلہ کرکے اُسکے ہاتہہ سے تلوار چہین لی اور اگرچہ
خفیف سا زخم اُنکے ہاتہہ پر آیا مگر جان بچگئی اور اُنہوننے اسکو دایم الحبس کرکے دلی
بہیجدیا - علاوہ برین مہاراج نے صاحب ایجنٹ کے سمجہانیسے اوّل تو اپنے
اخراجات ذاتی وغیرہ مین تخفیف کرنی منظور کرلی جسکی روسے بآسانی سچاس ہزار
روپیہ سال کی بچت نکل آئی اور کسی خاص شخص پر کوئی تشدد بہی نہوا اور نہ کوئی
گذارہ سے محروم ہوا مگر جب یہہ کاغذ دستخط کیواسطے پیش کیا گیا تو اس سے قطعی انکار

کردیا کہ اور کہا کہ مینے بخوبی سمجھہ لیا کہ یہہ میرے اختیارات چہیننے کی تدبیرین ہین اور
لوگونکی معاش مین اس سبب سے تخفیف کیجاتی ہے کہ ہمارا کوئی خیر خواہ نرہے اور سپاہ
کی تعداد مین کمی کرنیسے یہہ غرض ہے کہ رانی صاحب کے متوسلون کو بہرتی کیا جائے اور
اُٹھکر قلعہ کے ایک اوپر کے مکان مین حفاظت کی خاطر چلے گئے اور اِس خیال سے کہ کوئی
مارنہ ڈالے معمول سے زیادہ پہرہ چوکی مقرر کیا - پس صاحب ایجنٹ کو جو یہہ امید تہی
کہ صرف فہمایش ہی سے کام چل جاویگا اور کچھہ سختی کرنی نہ پڑیگی رہی سہی جاتی
رہی اور اُنہون نے زیادہ تاخیر کرنا نامناسب سمجہا اور لودہیانہ سے اور سپاہ طلب
کی جسمین چند توپین بہی تہین تاکہ وہ اپنی تدابیر کو بخوبی عمل مین لا سکین اور مہاراجہ کو
اُنکے خود غرض مشیرون کی نصیحت پر کاربند ہونے کی ترغیب ہو - یہہ حالات دیکھکر
رانی صاحب کو بہی اپنی جان کے لالے پڑ رہے تہے کیونکہ ابتک وہ پٹیالہ ہی
مین تہین اور اُنکو اپنے قلعہ سنور مین جانیکی مہاراجہ کے حضور سے اجازت حاصل نہین
ہوئی تہی جہان وہ ہر طرح سے محفوظ رہ سکتی تہین لیکن جب تیسری اور چوتہی
ماہ جون کو سپاہ انگریزی پٹیالہ پہنچ گئی تب رانی صاحبہ کی جان مین جان آئی اور وہ قبل
از طلوع آفتاب ایک لونڈی کلی بہیس بدلکر اور ڈولی مین چڑہکر اپنے بہائی سردار دیوان سنگھ
کے گہر چلی گئین اور یہان جیسے کہ پہلے تجویز ہو چکی تہی دو سو سپاہی اُنکی حفاظت مین

حاضر ہوگئے - قبل اسکے کہ یہہ فوج پٹیالہ پہنچے مہاراج نے اُس کے آنیکی خبر سُنکر
یہہ اقرار کرلیا تہا کہ ہم رانی صاحب کو نہایت عزت اور وقعت کے ساتھہ انتظام
ریاست حوالہ کردینگے - مگر دیوان گوردیال نے اُنکو اس ارادہ سے پہیر دیا اور
آخرکار جب کرنل صاحب نے یہہ کہہ بہیجا کہ مین خود آتا ہون اور رانی صاحب کو بہی
اپنے ساتھہ پٹیالہ لاؤنگا تب رانی صاحب کو برائے نام منتظم بنا دیا گیا تہا مگر دیوان
گوردیال کے فریق کے لوگ بدستور حاوی تہے اور اہلکارون کے نام رانی
صاحب کے دربار مین حاضر ہونے کی بابت کچہہ حکم صادر نہین ہوا تہا اور معمولی نذرین
بہی نہین دی گئی تہین اسلئے کرنل صاحب نے مہاراج کے مشیرون کو دہمکایا اور دیوان
ہونہون سے جو اُس گروہ کا افسر تہا ایک اقرار نامہ بہیجا کہ دوم بدی دوج سمت ۱۸۶۹
مطابق اٹہائیسوین اپریل ۱۸۱۲ع کو اس مضمون کا لکہا لیا کہ وہ رانی صاحب کی
متابعت مین کبہی قصور نہین کریگا اور خفیہ یا علانیہ مہاراج کے مزاج کے برگشتہ
کرنیمین کوشش نہین کریگا اور تمام حساب کتاب سمجہا دیگا اور چودہوین جون ۱۸۱۲ع
مطابق جیٹہ سودی پنچمی سمت ۱۸۶۹ کو ریاست کے تمام اہلکارون اور سردارون
اور رعایا کے نام رانی صاحب کے مختار مطلق کئے جانیکی نسبت اشتہار جاری
کیا اور بڑی تاکید سے اُسمین یہہ درج کیا کہ کوئی شخص کسیطرح کا مفسدہ یا

مہاراج کے مزاج کے برگشتہ کرنے مین سعی نکرے ورنہ بہت سخت سزا دیجائے گی اور اُسی تاریخ
کو ایک سند متضمن اختیارات عام اپنی مہر اور دستخط سے رانی صاحب کے پاس بہیجدی-
اب جو لوگ مہاراج کو رانی صاحب کی مخالفت پر آمادہ کرتے رہتے تہے انکی آنکہین
کہل گئین اور وہ اس بات کو سمجہے کہ انکی ان حرکات کا انجام کیا تہا اور مہاراج
اول رانی صاحب کی ملاقات کو گئے مگر اُنہون نے ملنا منظور نکیا- بعد ازان
راجہ بہاگ سنگہہ صاحب اور بہائی لال سنگہہ صاحب کے کہنے سے کرنل آکٹر لونی صاحب
کے پاس گئے اور قلعہ کی کنجیان اُنکے حوالہ کردین روہیلون کے پہرے جو اجتنبے
قلعہ پہر رہا تہا اُٹہا دیئے گئے اور یہہ انتظام ہوگیا کہ جبتک مہاراج اور رانی صاحب
کے باہم قابل اطمینان تصفیہ نہوجائے اُسوقت تک انگریزی سپاہ کے پہرے
تو قلعہ کے باہر کے دروازہ پر اور سوڈہی مہر جن سنگہہ جو رانی صاحب کا بڑا
خیر خواہ تہا اُسکے سپاہیون کے پہرے اندر کے دروازہ پر متعین رہین دوسرے
روز مہاراج کی مہر خاص رانی صاحب کے حوالہ کی گئی اور تمام قلعہ دارون کے نام
یہہ حکم جاری ہوا کہ جسکو رانی صاحب قلعہ دار مقرر کرین اُسکو قلعہ سپرد کردو- چنانچہ
سیف آباد اور اور چہوٹے چہوٹے مقامات مین جو پٹیالہ کے قریب تہے رانی صاحب
کے طور پر انتظام ہوگیا- مگر ڈہوڈان کے قلعہ دار کے پاس جب یہہ حکم پہنچا او

اسکے ماننے سے صاف انکار کر دیا اور مہاراج نے یہہ فرمایا کہ مین کیا کرون یہہ شخص میرے حکم کو بہی نہین مانتا اسپر تہوڑی سی سپاہ انگریزی اس قلعہ کے سر کرنیکے واسطے بہیجی گئی اور جب اُسنے قلعہ پر گولے برسانے شروع کر دیئے تب قلعہ دار نے اطاعت قبول کی اور بیان کیا کہ مہاراج کے اشارہ سے اُسنے آجتک قلعہ پر قبضہ کر رکہا تہا۔ جب یہہ سب انتظام ہو گئے کرنل صاحب نے رانی صاحب سے کہا کہ جو اعتبار کا کام آپکو دیا گیا ہے اُسکو نہایت احتیاط اور ہوشیاری کے ساتہہ انجام دیجیے اور ریاست کے تمام مُلکی اور جنگی عہدہ دارون کو یہہ سمجہایا کہ رانی صاحب تمہاری جاگیرون پر تمکو قابض رہنے دینگی اور تمہاری ہر طرح سے حامی رہینگے مگر جو کوئی اُنکی اطاعت سے باہر قدم رکہیگا اُسکی جاگیر ضبط ہو جائیگی۔ چونکہ جاگیر پرگنہ چنکویان (جسپر نند سنگہہ خلف بہلا سنگہہ جاگیردار قابض تہا) اگست سنہ ۱۸۰۹ سے اسوقت تک چلا آتا تہا اور اب گورنمنٹ

۵۱ یہہ شخص مواضعات کدون مغل مزرعہ مقصود ڈرہ بوانی۔ اٹہل حاجی مزرعہ اور تقی پورمین جو پرگنہ پایل کے گانون ہین ہمارے ساتہہ چوتہائی کا شریک تہا۔ اسی طرح موضع گدری جاگیر بلاسپور کٹاہری اور لاپرین ہمارے ذیلدار بہدوڑیون کے ساتہہ شراکت رکہتا تہا اور موضع چنکویان خاصا اُسکے قبضہ مین تہا۔ یہہ پایل کے علاقہ مین گاہ گاہ غارتگری کرتا تہا اور ہمارے ذیلدار بہدوڑیون اور بہیر والون کو تکلیف دیتا تہا اور ہم اسپر اس بات کا دعوی کرتے تہے کہ وہ بہی اور جاگیرداروں کی طرح ہمارا ذیلدار رہے۔ اسواسطے ہمنے سنہ ۱۸۱۰ مین اسکے قلعہ کو چہین لیا

سے اس رپوٹ کی منظوری آگئی تہی جو صاحب موصوف نے اس بابت مین کی
تہی صاحب موصوف نے اپنے پٹیالہ آجانیسے پہلے چودہوین جون کو پرگنہ
مذکور جسمین تیرہ [۱۳] گانون تہے بطور جاگیر مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کو دیدیا اور

اور اُسکا مال و اسباب بہدوڑا و بیروالون نے اپنے مال معروقہ کے عوض مین لیلیا
لیکن جنرل آکٹر لونی صاحب بہادر نے مہاراج کو یہہ لکہا کہ اُسکا قلعہ اُسکو دیدیا جاے
اور اُسکا مال بہی اُسکو دلایا جاوے کسواسطے کہ بموجب اشتہار مجریہ ۱۸۰۹ء کے سرکار
انگریزی اُسکے علاقہ کو بہی اپنا محفوظ سمجہتی تہی اور تحقیقات کرکے ہمارے دعوی کو جوبابت
اُسکی ویلاری کے تہا رد کردیا اور قلعہ ہنگوئیان اُسکو مکلّا واپس دلادیا لیکن جب
۱۸۱۱ء مین اُسنے سرکار انگریزی کی ڈاک کے ہرکارہ کو لوٹ لیا اور ویسی ہی بدمعاشیان
کرنے لگا جیسی پہلے کرتا تہا تب صاحب موصوف نے ناراض ہوکر اوّل اُسکا قلعہ اور
دیہات بطور امانت ہمکو سپرد کردیئے اور پہر اس سبب سے کہ ریاست کا انتظام مہاراج کے
ہاتہہ سے اس وقت مصلحتاً لیلیا گیا تہا گورنمنٹ نے وہ دیہات مہاراج کرم سنگہہ صاحب
بہادر ولیعہد کو بطور جاگیر علحدہ از ریاست عطا کردیے اور اگرچہ ۱۸۳۲ و ۱۸۳۵ و ۱۸۵۰ مین اُسنے
اور اُسکی اولاد نے صاحب رزیڈنٹ دہلی اور صاحب کمشنر انبالہ اور محکمہ بورڈ
اڈمنسٹریشن پنجاب مین اپنی نالش دایر کی لیکن نامسموع ہوی اور آخر کار چودہوین
فروری ۱۸۵۵ء کو تین لاکہہ روپیہ نذرانہ لیکر جو ہمارے قرضہ دنگی گورنمنٹ مین محسوب
ہوا ہمیشہ کیواسطے یہہ علاقہ گورنمنٹ نے ہمکو دیدیا اور اب بموجب حکم مذکور یہہ ہمی موافق
اور علاقجات موروثی کے سمجہا جاتا ہے ۱۲- مولف

پندرھوین کو سپاہ انگریزی اور صاحب موصوف لودہیانہ کو پلٹے گئے۔

جو انتظام اب کیا گیا تہا اُسکی روسے مہاراج کو یہہ اختیار تہا کہ اپنی ذاتی جاگیر کی آمدنی کو جو ایک لاکہہ روپیہ سے زیادہ تہی جا ہین جسطرح صرف کرین اور یہہ بہی رانی صاحب کو ہدایت کی گئی تہی کہ بشرط ضرورت ریاست کی آمدنی کا چوتہا حصّہ مہاراج کو اور دیدیا کرین لیکن مہاراج کی بیحد فیاضی اور درخرچی کے لئے یہہ کب کفی تہا پس اُنہون نے قیمتی جواہرات اور زیور جو اُنکے ہاتہہ آئے بیچنے شروع کئے جس سے ایک یہہ بہی غرض تہی کہ ولیعہد کیواسطے خزانہ مین کوی چیز باقی نرہے اور اپنے مکان سے باہر آنا اور سیر و تماشے کیواسطے بے تکلف تن تنہا چلے جانا جسکے وہ بڑے شایق اور عادی تہے قطعی چہوڑ دیا مگر اتنے ہی مین صاحب ایجنٹ کو یہہ خبر پہونچی کہ انکا ارادہ یہہ ہے کہ پٹیالہ سے کہین دور دست مقامات مین چلے جائین اور واسطے برہمی انتظام مجوّزہ صاحب ایجنٹ کے فساد برپا کرین یا اختیارات ریاست کے پہر حاصل کرنیکے واسطے گورکہون سے مدد لین پس اُنکے اختیارات کے واسطے ایک نئی حد مقرر کیجانی مناسب سمجہی گئی اور گورنمنٹ ہند کی منظوری سے توشیخانہ اور خزانہ رانی صاحب کے سپرد کیا گیا اور مہاراج کے ذاتی اخراجات کے واسطے بارہ ہزار روپیہ ماہوار مقرر کیا گیا اور اُن سے یہہ کہا گیا کہ اگر کوئی نامناسب

بات آپسے ظہور مین آئیگی تو آپکے گذارہ کی تعداد اور کم کردیجائیگی اور آپکو نظر بند کردیا جایگا اور دوسری ستمبر ۱۸۵۰ کو صاحب ایجنٹ نے رانی صاحب کو تحریراً

یہہ ہدایات کین۔

اوّل یہہ کہ مہاراج کے توشیخانہ کا تمام نقد و جنس خواہ وہ باختیار خاص مہاراج کے ہو یا رانی پرتاب کنور صاحب یا اور کسی شخص کے پاس ہو سب لیا جا کر ایک

محفوظ جگہہ رکہا جاے۔

دوسرے یہہ کہ مہاراج کی جاگیر کی آمدنی کا روپیہ سیدہا سنگہہ سے لیکر اپنی تحویل مین رکہین لیکن خرچ کیطرف سے مہاراج کو تنگ ہونے دین اور جب

وہ طلب کرین ہزار دو ہزار روپیہ فوراً دیدین۔

تیسرے یہہ کہ اگر وہ سواری اور سیر و شکار کا ارادہ کرین جس سواری پر چاہین اور پسند کرین اسپر انکو سوار ہونے دین اور کسیطرح کی روک ٹوک نکرین بلکہ اس باب

مین کوشش کرین کہ وہ سواری اور سیر و شکار کیطرف مائل ہون۔

اب اگرچہ رانی صاحب کا دور دورہ تہا مگر مخالف بہی اپنی چالین بدستور چلے جاتے تہے چنانچہ مصر نوندہ راے جو رانی صاحب کا شیہ خاص ہے اُسکی نسبت

لوگون نے یہہ مشہور کردیا کہ یہہ شخص رانی صاحب کے خلاف کچہہ خفیہ تدبیرین کرتا ہے

اور اگرچہ اس سے رانی صاحب کے دل مین اُسکی طرف سے ایک بے اعتباری سی پیدا ہو گئی
مگر آخر کار یہہ الزام جھوٹا ثابت ہوا اور وہ شک رفع ہو گیا پہر اُنہون نے یہہ ارادہ
کیا کہ مصر نوندہ راے اور اُسکے ماتحت آٹھہ نو عہدہ دارون کو مروا ڈالین مگر
خوش قسمتی سے یہہ سازش بہی معلوم ہو گئی اور اس سبب سے مصر نوندہ راے
اور اُسکے ہمراہیونکی جان بچگئی۔

مہاراج کی وفات اور اُسکی نسبت لوگون کا اشتباہ

اب ان طرح طرح کے افکار اور اُنکے رفع کرنیکے لیئے مے نوشی کی کثرت
نے جسکی پہلے سے ہی عادت تہی مہاراج کو دفعتاً بیماری کے بستر پر ڈالدیا اور
ایک نہایت تکلیف دہ پہنسی جسکو اطبا یونانی ماشرا کہتے ہین اور جو اکثر مہلک
ہوتی ہے داہنی کنپٹی کے نزدیک نکل آئی جسنے اُنکو بہت ہی عاجز کر دیا اور چیت
بدی نومی سمت ۱۸۶۹ مطابق چہبیسوین مارچ ۱۸۱۳ع کو اس دار فانی سے رحلت کر گئے
کہتے ہین کہ مہاراج نے اپنی وفات سے چند روز پہلے ایک خواب دیکہا تہا جسکی
اگلی صبح سے اُنہون نے شراب پینی یکقلم چھوڑدی اور اگرچہ طبیبون اور معالجون
نے جو اس سے پہلے اسکے کم کرنیکو برابر سمجہاتے رہتے تہے یہہ فہمایش کی کہ شراب
کا یکلخت چھوڑنا اچہا نہین اُسکی مقدار مین بتدریج کمی کرنی بہتر ہے مگر اُنہون نے ایک نمانی

اور چونکہ مختلف اسباب سے اُنکے قوا بہت ضعیف ہوگئے تہے اور مدت سے وہ شراب ہی کے زور سے چلتے پہرتے تہے اس سبب سے اُسکا چہوٹنا ہی اُنکے حق مین زہر ہو گیا۔ چونکہ اس زمانہ مین لوگونکی طبیعتین طرح طرح کے خیالات سے بہری ہوی تہین اور نفاق اور دشمنی کا بازار گرم تہا یہہ شک کیا گیا کہ مہاراج زہر دیکر مار دیگئے اور جب یہہ خبر لودہیانہ مین پہنچی تو صاحب ایجنٹ نے حکیم غلام رسول خان وغیرہ طبیبون کو جو مہاراج کے معالج تہے اس امر کی تحقیقات کیواسطے بلایا تیرہون کی رسم کے بعد یہہ لوگ وہان سے گئے مگر اس شبہ کی کچہہ بنیاد پائی نگئی کسواسطے کہ رانی صاحب کے فرقہ کے لوگ ایسے شخص کا مرنا کیونکر چاہ سکتے تہے کہ جسکی فوت سے اُنکے انتظام ہی کا خاتمہ ہوجائے اور اُنکا فریق مخالف ہی مہاراج کے مرنیسے بیدست وپا ہوگیا اور اُسکے تمام منصوبہ خاک مین ملگئے۔

مذکورہ بالا معاملات کی نسبت مؤلف کی رائے

اب یہہ بات قابل غور ہے کہ یہہ معاملہ جو مہاراج اور رانی صاحب کے باہم واقع ہوا اور سرکار انگریزی نے ریاست کے اندرونی انتظام مین مداخلت کی اور ریاست کے اہلکارون اور سردارون مین سے کچہہ رانی صاحب کے طرفدار بنگئے کچہہ مہاراج کی ہواخواہی کا دم بہرتے رہے اور ایک دوسرے کو بدخواہی اور

بیوفائی کا الزام دیتے رہے اسکا اصل حال کہا گیا تھا - سرسری طور سے اس معاملہ
پر جب ہم نظر ڈالتے ہین تب تو یہی دیکھائی دیتا ہے کہ خود غرض لوگ خیرخواہی
کی آڑ مین اپنا کام نکالنا چاہتے تھے اور رئیس اور ریاست کی ہمدردی اور خیرخواہی
اسمین کچھہ تھی مگر بنظر غور سے جب دیکھتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ دیوان گوپال
اور سردار کپیل سنگھہ اور گوجر سنگھہ وغیرہ چند اشخاص خاص ایسے ہون تو ہون
جو صرف اپنی ذاتی اغراض کے سبب سے مہاراج کی طرفداری کرتے ہون مگر عام
ملازمون اور رعایا کی ہمدردی اُنکے ساتھہ اس سبب سے نہتی بلکہ وہ اُسی جوش وفاداری
اور نمک حلالی کی وجہہ سے تھی جو ہر ایک وفادار رعایا اور ملازم کے دلمین اُسکے
آقا کی نسبت ہونی چاہیئے اور ایک سبب یہہ بھی تہا کہ مہاراج نہایت بھولے بہالے
اور محض بے آزار اور بیحد فیاض تھے اس سبب سے عام رعایا اور ملازم جنکو
ریاست کے قوی اور چست انتظام کے فواید کی چندان قدر اور پروا نہین
ہوتی اُنسے بہت مالوف تھے اور چونکہ رانی صاحب کو خود مالک ریاست نے
برضامندی حکومت سپرد نہین کی تہی اسلئے اُنکی حکومت کو لوگ خلاف استحقاق
سمجھکر مہاراج کے ساتھہ ہمدردی کرتے تھے اور ایسے معاملات مین یہہ امر بھی
قابل لحاظ ہے کہ اُن ملکون مین جہان شخصی حکومت ہو اور لوگون کی جان اور

مال قانون کی حفاظت مین نہو لوگون کا رئیس اور والی ملک کا طرفدار نہ بنا لو وہ کیسا ہی ناقابل حکومت کیون نہو ایک سخت مشکل کام ہے کیونکہ یہہ خیال اُنکی ہمتون کو ہمیشہ پست کئے رکھتا ہی کہ اگر ہم رئیس کی جانب داری نکرینگے اور اُسکے مخالف فرقہ کے شریک نہون کے تو خواہ کسی وجہہ سے اِسوقت اُنکو ضرر نہ پہنچ سکے لیکن خود وہی یا اُسکا جانشین اُنکی بیوفائی اور دغابازی کا ایک روز ضرور انتقام لیگا - پس اکثر ملازمان ریاست اور رعایا کو جن باتون نے مہاراج کے ساتھہ ہمدردی اور وفاداری ظاہر کرنے پر مایل کیا اُن مین سے یہہ بہی ایک بڑا سبب خیال کیا جا سکتا ہے اور رانی صاحب کی یہہ کوشش اگرچہ حصول جاہ کی غرض سے بہی خیال کیجا سکتی ہے مگر اُنکو اپنے فرزند ولیعہد ریاست کے حقوق کی محافظت مین سعی کرنا ہی ایک طبعی امر تہا جسکے واسطے ہر ایک شخص معذور سمجہا جاتا ہے اور سرکار انگریزی کا اس انتظام مین مدد دینا اور ریاست کو بدانتظامی اور تباہی سے بچانا تو واجب ہی تہا کیونکہ اگرچہ ریاست کے اندرونی معاملات مین مداخلت کرنا اور عہد جایز نتہا لیکن جب اُس سے مدد مانگی جائے اور حقیقتاً وہ ضروری بہی معلوم ہو تو ایسی سرکار جو ہندوستان مین باعتبار اعلی سلطنت ہونیکے بہبودی عام کی ذمہ وار ہے اس معاملہ مین درگذر اور پہلوتہی نہین کرسکتی تہی -

مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کی مسند نشینی اور سرکار انگریزی کا گورکہون سے لڑنا اور پہاڑ کے ملک کا ریاست کو ملنا

جب سوگ اُٹھگیا اور ماتم داری کی رسمین ختم ہوگیئن اساڑہ سودی دوج سمت ۱۸۷۰ مطابق تیسوین جون ۱۸۱۳ء کو مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر نے پندرہ برس کے سن مین مسند ریاست پر جلوس فرمایا اور کرنل آکٹرلونی صاحب نے جو اس موقع پر موجود تھے سرکار انگریزی کیطرف سے خلعت تہنیت عطا کیا اور برادری کے تمام راجون اور سردارونکی طرف سے خلعت اور گہوڑے پیش ہوئے اور سب سردارو جاگیردارون اور ذیلدارون نے نذرین گذارنین اور صاحب موصوف نے مہاراج کے فرمانیسے سردار مصر نوندہ رائے کو ایک خلعت فاخرہ اپنے ہاتہہ سے دیا جو اس بات کی علامت تہا کہ مہاراج اُس سے بہت خوش ہین اور بدستور اُسکو مدارالمہام کے عہدہ پر رہنے دینگے اگرچہ اب یہہ معلوم ہوتا تہا کہ رانی آسکور صاحب اور مصر نوندہ رائے کا اختیار جاتا رہیگا اور ریاست مین بہہ بدنظمی پہیل جائیگی کیونکہ مہاراج ابہی بہت نوعمر اور ناتجربہ کار تہے اور اُن کے مسند نشین ہوتے ہی سرکار انگریزی نے ریاست کے اندرونی انتظام سے اپنا تعلق بالکل اُٹہالیا تہا مگر چونکہ اُن پر جیسا کہ اکثر ہوتا ہے اُنکی والدہ کا بہت رعب چہایا ہوا تہا اُنکے اختیار اور اقتدار مین کچہہ فرق نہین آیا

اور مصر نوندہ رام بہی بدستور اپنے عہدہ پر قایم رہا اور سب کام کاج اسی طرح جاری رہا جیسا کہ
اس سے پہلے تہا چنانچہ اگلے برس جو موسم سرما کے شروع مین سرکار انگریزی اور
گورکہو مین لڑائی ہوئی سرکار انگریزی کو قابل قدر امداد دیگئی - بات یہہ تہی کہ نیپال
کے لوگ بہت دنون سے اپنا راج بڑہاتے چلے آتے تہے اور علاقہ انگریزی کے اُن
مقامات کو جو دامن کوہ مین واقع تہے حملہ کر کے وہانکے باشندون کو نقصان پہنچایا کرتے تہے
اسوقت وہانکا راجہ نابالغ تہا اور راج کا کام کاج بالکل کاجی[۵۷] بہیم سین وزیر کے اختیار مین
تہا اور اگرچہ فوج جنگی اُسکے ہان صرف بارہ ہزار تہی مگر اُسکی مستعدی اور بہادری پر اُسکو
کمال بہروسہ تہا جب سرکار انگریزی سمجہاتے سمجہاتے تہک گئی اور نیپالیون پر نہایت
کا کچہہ اثر نہوا تو ناچار ادہر بہی مہم کی تیاری ہوئی اور مختلف اطراف سی اُنکے ملک پر حملہ کیا
گیا چنانچہ تین ہزار پانسو آدمی جنرل جلسپی صاحب کے ہمراہ سہارنپور اور دیرہ دون کو گئی جنرل
اوکٹرلونی صاحب چہ ہزار پانسو سپاہیون کے ساتہہ گورکہپور سے پالپا کے قلعہ کے لینے کو روانہ ہوئی جنرل
مارلو صاحب آٹہہ ہزار فوج کے ساتہہ داناپور سے تیار ہو کر نیپال کی دارالحکومت کاٹہمنڈو پر
حملہ کرنیکو چلے کرنل گارڈنر صاحب روہیلکہنڈ سے کمایون جاکر الموڑہ پر حملہ آور ہوئے -
اب جو معاملات ان سردارون کو پیش آئے اُنکا لکہنا ہم متروک کرتے ہین

---

[۵۷] نیپال مین اہلکارونکو کاجی کہتے ہین یعنی کام کاج کرنے والے - ۱۲ مولف

کیونکہ اس ریاست کی تاریخ سے انکو کچھہ علاقہ نہین ہے اور صرف کرنل اکٹرلونی
صاحب بہادر کا حال لکھتے ہین جنہون نے چھہ ہزار آدمیون کے ساتھہ روپڑ کے
راستہ سے پہاڑون مین جاکر امر سنگھہ پر حملہ کیا تہا - یہہ شخص گورکہون کی فوج کا
سپہ سالار تہا اور امر سنگھہ تہاپا کے نام سے مشہور تہا - جب اسکو مہاراجہ رنجیت سنگھہ
بہادر نے کانگڑہ سے مار کر نکالدیا تب اسنے اپنے روے ستلج کے پہاڑون پر حملہ کیا اور
سرکار انگریزی کی فوج کشی سے پہلے پہلے ناہن عرف سرمور - ہنڈور عرف نالاگڈہ
کہلور عرف بلاسپور - اور بسہر کا ایک بڑا حصہ اور کیونتہل - بہجی - باگہل - بگہاٹ - کٹہار
دہامی - بلسن - کمہارسین - منگل بارہ چہوٹی چہوٹی ریاستین جنکے رئیس رانا کہلاتے
تہے اسنے فتح کرلی تہین اور اس تمام علاقہ مین قریب پانچہزار دوسو کے گورکہے سپاہی
تہے جنمین سے سولہ سو ۱۶۰۰ ناہن مین اور دو ہزار امر سنگھہ کے ساتھہ باگہل کی ریاستگاہ
ارکی مین تہے ہماری فوج نے سرکار انگریزی کی فوج کشی سے پہلے کئی دفعہ صاحب
پولیٹکل ایجنٹ مقیم لودہیانہ کے اشارہ سے گورکہون کو پسپا کیا تہا اور مقامات
منڈلائین اور سبنہلی فتح کرلئے تہے - اکتوبر ۱۸۱۴ء مین جب کرنل اکٹرلونی صاحب
بہادر روپڑ کے راستہ سے پہاڑون کی طرف روانہ ہوئے - ہماری پیادہ فوج انکی
فوج کے ساتہہ تہی اور سوارون کی فوج دامن کوہ مین حفاظت کے واسطے متعین تہی

کرنل اکٹرلونی صاحب نے سب سے پہلے نالاگڈہ پر حملہ کیا اور پانچوین اکتوبر کو وہ فتح ہو گیا
اور آٹہوین نومبر کو تاراگڈہ سر لیا گیا۔ جب فوج راگڈہ کیطرف گئی جو گورکہون کا سب سے
بڑا اور مضبوط مورچہ تہا اُسوقت امرسنگہہ تین ہزار سپاہی لیکر اُسکے بچانیکو آیا۔ کرنل صاحب
نے اپنی مدد کے لئے اور فوج آجانیکا انتظار کیا امر سنگہہ دانون کہیلا کہ بظاہر ملون کے
فتح کرنیکے واسطے جو بڑا مضبوط قلعہ تہا کوچ کیا۔ جب نیپالی رام گڈہ سے ملون کے
بچانیکو چلے تب گیارہوین فبروری ۱۸۱۵ء کو رامگڈہ پر آسانی سے قبضہ کر لیا غرض
انگریزی فوج تو اس پہاڑ کے نیچے جسپر ملون کا قلعہ ہے ایک ندی کے کنارہ پر پڑی
تہی اور نیپالی ملون سے سورجگڈہ تک پہاڑ پر مورچہ جمائے ہوئے تہے جسکے درمیان
مین ریلا اور دیوتہل تہے جو دونون مضبوط مقام تہے اکٹرلونی صاحب نے چودہوین
اپریل ۱۸۱۵ء کو [illegible] صاحب کو کچہہ فوج دیکر ریلا پر بہیجا اور کرنل طامسن صاحب کو
دیوتہل پر حملہ کرنیکا حکم دیا۔ اسیطرح کپتان شاورس صاحب کو قلعہ کے نیچے نیپالیون
کی چہاونی لینے کو روانہ کیا کپتان شاورس صاحب مارے گئے لیکن ریلا اور دیوتہل
قبضہ مین آگئے۔ دوسرے روز امرسنگہہ نے اپنے ایک سردار بہگتی سنگہہ کو مقابلہ کے واسطے
بہیجا اور خود باقیماندہ فوج کے ساتہہ مدد کے لئے مستعد ہوا بہگتی سنگہہ کے پیچہے نیپالی فوج
انگریزی فوج کے دونو بازوونکو بائے شیرونکی طرح غراتی ایسی بڑہنے لگی کہ گو انگریزی

توپخانہ نے شدت سے آگ برسائی لیکن تین افسرون اور تین گولہ اندازون کے سوا
اُسنے اور سب مورچون پر آکر قبضہ کرلیا اب انگریزی سپاہیون نے سنگینین چڑہاکر دشمنون
پر حملہ کیا اور دو گھنٹے تک خوب لڑائی ہوئی آخرکار گورکہون کو شکست ہوئی اور بہگتی سنگہہ
میدان مین مارا گیا اور امر سنگہہ قلعہ ملون مین جا چہپا - چونکہ شایستہ لوگون کے
نزدیک دشمن کی جانب کے بہی بہادر اور دلاور انصافاً قابل تعظیم و تکریم ہوتے
ہین کرنل آکٹر لونی صاحب نے بہگتی سنگہہ کی لاش کو دوشالہ مین لپیٹ کر امر سنگہہ کے پاس
بہجوا دیا جہان اُسکی دونون بیبیان اُسکے ساتہہ جلکر ستی ہوگئین - اب امر سنگہہ کے
ساتہہ ہر روز لڑائی ہوتی تہی اور طرفین کے سپاہی اپنی عزت اور نام کے واسطے کٹکٹے
مرتے تہے لیکن جب آٹہوین مئی کو سپاہ انگریزی نے حملہ کی تیاری کی امر سنگہہ نے
مجبور ہوکر کرنل آکٹر لونی صاحب کے پاس کہلا بہیجا کہ اگر اُسکے ہمراہیون اور جیتک کے
قلعہ والون کو جو تاہن کے قریب ایک جگہہ ہے مع سلاحات اور مال و اسباب کے
نیپال جانیسے مزاحمت نکیجائے تو قلعہ کو خالی کردون گا - اُسکو یہہ اجازت دیگئی
اور جمنا اور ستلج کے مابین کا تمام پہاڑی علاقہ سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا
اور سرکار انگریزی نے کیونتہل اور بگہاٹ کے رئیسون کے علاقہ مین سے جنہون
نے سرکار ممدوح کو مدد دی تہی اور گورکہون سے سازش رکہتے تہے مفصلہ ذیل

پرگنے ضبط کرکے دو لاکہہ اسی ہزار روپیہ نذرانہ لیکر بطور ہبہ بالعوض ہمکو دوام کے
واسطے دیدیئے اور مینسوین اکتوبر ۱۸۱۵ء کو نواب گورنر جنرل لارڈ مائرا صاحب بہادر
نے اپنی مہر اور دستخط سے سند لکہدی - پرگنات مذکورہ بالا یہہ ہین - ہاکلی - گلجون
بن تہٹرا - کوساہلا - جہبروت - کیہملی - بڈہری - باگہٹری - تراہ - ست گانون -
چایل - ٹبہ کوٹی - یہہ پرگنے کیونہٹل کے رانا سے ضبط کئے گئے تہے بہگت
اور شہر ٹکسال مع قلعہ واقع سکہہ چین پور اور قلعہ واقع بازار ٹکسال - قلعہ ٹہاڈوگڈہ -
پرگنہ پالسی کہار مع قلعہ اجمیر گڈہ - پرگنہ کیوتن مع قلعہ راجگڈہ - پرگنہ لچہر اٹک پرگنہ
بہرولی قلعہ جگت گڈہ مع پرگنہ جگت گڈہ یہہ پرگنے بگہاٹ کے راناسی چہینے گئے تہے

مصر نوندہ راے کی وفات اور مہاراج اور انکی والدہ رانی آسکور صاحب کے باہم شکر رنجی کا ہونا اور اسکے متعلق حالات

تہوڑے عرصہ تک ریاست کا انتظام بڑی کامیابی کے ساتہہ ہوتا رہا
مہاراج کی والدہ ماجدہ رانی آسکور صاحب اور مصر نوندہ راے کار فرما رہے
اسی عہد مین جرمت سنگہہ جاگیر دار امرالہ واقع پرگنہ کہانون کا حصہ بہی بسبب اسکی
شورہ پشتی اور مکر رعدول حکمی کے جو در باب حق سی سکہا سنگہہ اسکے شریک کے

اُس سے سرزد ہوئی تہی سرکار انگریزی نے ضبط کر کے سولہون مئی ۱۸۱۵ء مطابق سمبت ۱۸۷۲ کو ریاست کو دیدیا مگر اب مہاراج جوان ہو گئے اور اُنکو یہہ خیال ہوا کہ عنان حکومت اپنے ہاتہہ مین لین۔ اسلئے اُنہون نے رانی صاحب اور مصر نوندہ راے کے بے اختیار کر دینے کا ارادہ کیا اور مصر کے ساتہہ اس طرح پر سلوک شروع کیا کہ جس سے لوگون کی نظرون مین اُسکی خفت ہو اور بات ہلکی پڑ جائے مثلاً سردار تہا سنگہہ پوربیہ جو اُسکی طرف سے بطور اتالیق مہاراج کی خدمت مین متعین تہا قید کر لیا گیا اور اَور چند باتین اسی قسم کی ہوئین جنسے مصر نوندہ راے کو یقین ہوا کہ بالضرور اُسپر آفت آنیوالی ہے لیکن چونکہ رانی صاحب اُسکی بڑی حامی اور مددگار تہین اور سرکار انگریزی کے نزدیک بہی اُسکا نہایت لائق اور کارگذار اور خیرخواہ ریاست ہونا مُسلّم تہا اُسکو کامل توقع تہی کہ اُسکی بات مین فرق نہ آئیگا اور جن لوگون نے مہاراج کو اُسکے خلاف پر آمادہ کیا تہا اُنکو بخوبی سزا دیسکیگا چونکہ مصر نوندہ راے شاکتک مت[۱] کا بڑا سرگرم پیرو اور معتقد تہا اسلئے ہر برس جوالا مکہی کے درشن کو جایا کرتا

[۱] دیوی کے بہت سے نامون مین سے شکتی بہی ایک نام ہے جو سنسکرت زبان مین بمعنی قدرت اور توانائی کے ہے اور اس مناسبت سے اسکے پوجنے والون کو شاکتک کہتے ہین اور مت بمعنی مذہب اور طریق کے ہے۔ ۱۲۔ مولف

تہا جو دیوی کا ایک مشہور مندر ہے اب چونکہ وہان جانیکا موسم تہا اسلئے
اٹہائیسوین اکتوبر ۱۸۱۸ کو اسنے اُسطرف کوچ کیا مگر نہایت غصہ مین بہرا ہوا اور
یہہ کہتا ہوا گیا کہ واپس آکر اپنے مخالفون کی چُن چُن کر خبر لونگا مگر اسکی خبر تہی
کہ وہان سے واپس آکر مختار اور مدار المہام ریاست ہونا تو کیسا پٹیالہ کی شکل دیکہنی
ہی نصیب نہو گی اور وہ خود تو کیا اُسکی مٹی بہی پٹیالہ مین نہ آئیگی۔ پس جب دیوی
کا درشن کرکے وہان سے واپس آیا راستہ ہی مین اُسکو پیغام اجل پہنچگیا اور بیجون
کے مقام دنیا سے رخصت ہوا اور سب حسرتین دل کی دل ہی مین لیگیا۔ یہہ شخص
بڑا مُدبّر اور ہوشیار تہا۔ اِسنے ریاست کی جو خدمتین کین وہ بہولنے کے قابل
نہین ہین اسنے رانی صاحب کو مدد دیکر ریاست کو بدعملی سے بچایا اور ازسر نو مرفہ الحال
کردکہایا کوہستان۔ جنکو تیان اور امرالہ کا نیا علاقہ پیدا کرکے ریاست مین شامل کیا
اور ایسی دیانت اور نیکحلالی سے کام کرتا رہا کہ اُسکے دشمنون کو بہی اُسپر بددیانتی کا
الزام لگانے کی گنجایش نملی۔ مصر نوندہ رائے کی وفات کے بعد رانی صاحبہ
کا بہی اختیار و اقتدار رفتہ رفتہ کم ہوتا گیا اور مہاراج نے خزانہ۔ توشخانہ اور
صیغہ مال کے تمام شعبے اپنے زیر اختیار کرلئے مگر پُرانا توشہ خانہ اور خزانہ اور جواہرات
اور زیور وغیرہ جو سالہا سال کا اندوختہ تہا سب رانی صاحب ہی کے قبضہ مین

تہا اور پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر جو مہاراج صاحب سنگہہ بہادر نے ۱۸۱۰ء مین
اُنکے اور مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر ولیعہد کے گذارہ کیواسطے عنایت کی تہی
اور اُنہون نے اپنی مختاری ریاست کے زمانہ مین اُسکو بہت کچہہ بڑہا لیا تہا یعنی جب
کسی وجہہ سے کسی سردار کی جاگیر ضبط ہوئی تو اُنہون نے بجائے اسکے کہ اُسکو
خالصہ مین شامل کرین اپنی جاگیر مین ملالیا اور اسیطور سے رفتہ رفتہ یہہ جاگیر قریب دولاکہہ
روپیہ کے ہوگئی تہی اُسپر ہی اختیار رانی صاحب کا ہی تہا اور اُنکے نوکر چاکر اور اہلکار
سب جدا تہے اور ریاست مین ایک صورت دوعملی کی سی تہی - اب جو اتفاقاً
رانی صاحب اور سید برکت علیخان کے لوگون کے باہم (جو خیرآباد صوبہ اوودہ
کا رہنے والہ اور جنرل سر ڈیوڈ اکٹر لونی صاحب کا میر منشی تہا اور مصر نونندہ رائے
کے مرنیکے بعد جنرل صاحب موصوف کی استرضا سے مہاراج نے اُسکو اپنا نایب
اور مدار المہام مقرر کیا تہا) دنگہ ہوگیا اور طرفین کے آدمی زخمی ہوئے - مہاراج
کو یہہ خیال ہوا کہ رانی صاحب کے متوسلون کا اسطرح فتنہ و فساد کرنا اس غرض سے
ہے کہ بدنظمی کی شہرت ہو کر ریاست کی باگ پہر رانی صاحب کے ہاتہہ مین چلی جاے
پس اُنہون نے کپتان جارج برچ صاحب اسسٹنٹ پولیٹکل ایجنٹ کو مراسلہ بہیجکر انبالہ
سے پٹیالہ بلالیا اور اُنہون نے یہان آکر یہہ انتظام کردیا کہ فقط مہاراج ہی ریاست کے

مالک اور فرمان روا ہین اور رعایا اور ملازمان ریاست کے نام ایک اعلان
جاری کیا جسمین تاکید تمام یہہ لکہا تہا کہ لوگ صرف مہاراج ہی کو حاکم اور مالک ریاست
سمجہین اور اگر کوئی کسیطرح کا فتنہ و فساد کریگا تو مہاراج اُسکو سخت سزا دینگے اور
رانی صاحب سے یہہ اقرار کرالیا کہ اپنی جاگیر قصبہ سنور مین تشریف رکہین اور کاروبار ریاست
مین کبہی دخیل نہون مگر دو بڑے جہگڑے ابہی اور تصفیہ طلب باقی تہے - ایک یہہ
کہ رانی صاحب اُسیقدر جاگیر کا دعویٰ کرتی تہین جسقدر بالفعل اُنکے قبضہ مین تہی -
دوسرے تمام خزانہ اور توشیخانہ اپنے ساتہہ سنور کو لیگئی تہین اور اُسپر سے اپنا قبضہ اٹہانا
نہین چاہتی تہین پس سرڈیوڈ آکٹرلونی صاحب نے یہہ تجویز کیا کہ اگرچہ اس تمام جاگیر پر
جو فقط انکے ہی نہین مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے گذارہ کے واسطے بہی
مقرر کی گئی تہی رانی صاحب کا کچہہ حق نہین ہے مگر تاہم مقتضائے سیرچشمی اور
عالی ہمتی یہہ ہے کہ مہاراج یہہ تمام جاگیر اپنی والدہ ماجدہ کو دیدین لیکن جسقدر اُنہون
نے اُسکو اپنے اختیار کے زمانہ مین بڑہا لیا ہے وہ شامل خالصہ کرلیجائے توشیخانہ
مین جو زر نقد اور جواہرات اور سونے چاندی کے برتن تہے یہہ تخمیناً پچاس لاکہہ
روپیہ کا مال تہا اور اسکو رانی صاحب کپتان برچ صاحب کی اجازت سے سنور
لیگئی تہین - صاحب موصوف کو یقین تہا کہ یہہ بات مہاراج کی رائے سے کبہی

خلاف ہو گی اور خزانہ رانی صاحب کے پاس حفاظت سے رہیگا اور وہ اُسکی
ہر طرح ذمہ دار رہینگی اور انہون نے اسکی ایک صحیح فہرست بہیجنے کا بہی اقرار کیا
تہا مگر ایفاے وعدہ نہین کیا اور صرف ایک ناکمل فرد یادداشت کے طور پر تحریر
کرا کر بہیجدی اور اُس سے زیادہ مشرح فہرست بہیجنے سے انکار کیا ۔
اب سر ڈیوڈ آکٹر لونی صاحب تو راجپوتانہ کی ریزیڈنسی کے عہدہ پر
بہیجے گئے اور یہان کے معاملات ویسے ہی ناقابل اطمینان حالت مین تہے
اور رانی صاحب نے اُن تجاویز کو جو نہایت مناسب طور سے اُنکے روبرو پیش
کیگئی تہین منظور نہین فرمایا تہا اور جاگیر و خزانہ دونون پر قابض و متصرف
رہنا چاہتی تہین اور مہاراج کو اُس مال و متاع مین سے جو رانی صاحب کے قبضہ
مین تہا غبن ہو جانیکا یقین تہا اِس سبب سے آغاز ۱۸۲۳ء مین یہہ معاملہ
کپتان راس صاحب ڈپٹی سوپرنٹنڈنٹ ریاستہاے این روے ستلج کو
تصفیہ کے واسطے سپرد ہوا ۔
مسٹر گرفن صاحب لکہتے ہین کہ مہاراج کو اپنی والدہ ماجدہ کی نسبت
مفصلہ ذیل شکایتین تہین ۔
اوّل یہہ کہ اُنہون نے کاروبار ریاست سے علحدگی اختیار کر نہین اُن باتون پر

عمل نہین کیا جو خاندان پٹیالہ کی وقعت کے لائق تہین۔

دوسرے جن اسناد کی روسے وہ ابتدائے ۱۸۴۰ء مین پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر پر قابض ہوئی تہین اُنکو بدل ڈالا اور ہمارا نام خارج کرکے صرف اپنے نام کی سندین تیار کرالین اور توشہ خانہ کا بہت سا قیمتی اسباب ادہر اُدہر کر دیا۔

تیسرے یہہ کہ اُنکے علحدہ اجلاس کرنیکے سبب سے ہمارے رعب مین فرق آتا ہے اور اُنکے پروردہ عہدہ دار انتظام ریاست مین مداخلت کرتے ہین اور ریاست کی سپاہ اور خزانہ کی تعداد کو اسقدر نقصان پہنچا ہے کہ غالباً ہمسے کنٹنجنٹ کا رسالہ بہی گورنمنٹ کی خدمت کیواسطے بہم نہ پہنچ سکیگا اور ہمکو اس سبب سے ناحق بدنامی اُٹہانی پڑیگی۔

ان نقصون کے رفع کرنیکے واسطے مہاراج کیطرف سے یہہ تجویز پیش ہوئی کہ رانی صاحب پٹیالہ تشریف لے آئین اور یہین رہا کرین اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ بابت آمدنی اصل جاگیر کے اُنکو ملا کرے اور حال مین جسقدر جاگیر بڑہائی گئی ہے وہ اُنسے لیجائے اور توشہ خانہ پٹیالہ مین آجائے اور اگر کُل نقد وجنس کی مکمل فہرست دیدین اور اس بات کا اطمینان ہو جائے

کہ اُنکے اہلکارون نے اُسمین کچہہ خیانت نہین کی تو توشیخانہ رانی صاحب
کی ہی تفویض مین رہے - یہہ تجویزین نہایت معقول اور قرین انصاف تہین
اور جیسے ایک نہایت عالی رتبہ شخص کی جانب سے اُسکی نہایت بلند
مرتبہ مان کے ساتہہ ملحوظ ہونی چاہئین ویسی ہی تہین - پس مہاراج کو اختیار تہا
کہ اپنے گہر کا انتظام جسطرح چاہتے کرتے گورنمنٹ کی مداخلت کی کوئی وجہہ تہی
مگر اس سبب سے کہ رانی صاحب ایک بڑے علاقہ پر قابض تہین اور خاندان
پٹیالہ کا تمام اندوختہ خزانہ اُنکے قبضہ مین تہا اور سپاہ ہی کافی موجود تہی او ظن غالب
فساد ہوجانیکا تہا گورنمنٹ نے اس اندیشہ سے کہ کہین خانہ جنگی کی نوبت نہ پہنچ جاے
اکتوبر سنہ مذکور مین مہاراج کی درخواست سے کپتان مرے صاحب کو
اس غرض سے پٹیالہ بہیجدیا کہ ریاست کے خزانہ پر مہاراج کا قبضہ ہوجاوے
اور جو جاگیر رانی صاحب نے ٹہالی تہی وہ اُنسے لیلیجاے اور رانی صاحب
سنور کا رہنا چہوڑکر پٹیالہ مین آجائین جب رانی صاحب کو اُنکے وکیل منشی پیچند رو
کی معرفت کپتان مرے صاحب نے یہہ پیغام دیئے تو اُنہون نے جواب مین
کہہ بہیجا کہ آپ براہ مہربانی انتظام موجودہ کو بدستور قایم رہنے دین اور چونکہ ہماری
طرف کی کوئی بات گورنمنٹ نے ابتک نہین سُنی ہے اس سبب سے جو

کاغذ ہم تیار کر کے آپکے پاس بھیجین اُسکو آپ کلکتہ بھیجدین اور اگر آپ اس بات کو قبول نکرینگے تو مین تارک الدنیا ہوکر گنگا پر جا بیٹھونگی اور مجھکو اپنے لڑکے کی نہ جاگیر اور نہ کچھہ کہانے پینے کو لینا منظور ہے مگر جب اُنکو نہایت اصرار کے ساتھ کہا گیا کہ گورنمنٹ کے منشار کو بہت جلد قبول کرنا چاہیئے تب قلعہ کو خالی کرا اور پالکی مین سوار ہو کپتان مرے صاحب کے کمپ مین تشریف لیگئین اور کئی روز تک اس جھگڑے کے طے ہونیکے باب مین انکار کرتی رہین امرگڑہ مین بھی جو اُنکی قدیم جاگیر تہی رہنے سے انکار کیا اور یہہ کہا کہ اگر سنور ہمارے قبضہ مین نہین رہیگا تو بذات خود کلکتہ جاکر استغاثہ کرونگی اور آخر کار یہہ بات کہکر کہ جبتک سنور اُنکو نہین دیا جائیگا اُسوقت تک وہ ایک ہی شرط نمانینگی - چودہوین اکتوبر کو انبالہ کی طرف روانہ ہوئین -

رانی صاحب تو شاید ان باتون کو قبول ہی کرلیتین مگر منشی روپ چند وغیرہ جو اپنے ہی فایدہ کو مقدم سمجھتے تہے اُنکو برانگیختہ کردیتے تہے -

اب مہاراج بہت گھبرائے اور اگرچہ چاہتے تو نتھے مگر ناچار ہوکر قصبہ سنور مع قلعہ کے رانی صاحب کو دیدیا اور وہ واپس تشریف لے آئین اور پچاس ہزار روپیہ کی جاگیر لیکر راضی ہوگئین اور ماں بیٹو نمین صلح ہوگئی اور اس سے

تہوڑے ہی دنون کے بعد جب بکرمی سمبت ۱۸۸۰ مطابق چہبیسوین نومبر ۱۸۲۳ء

کو مہاراج نراندر سنگہہ بہادر پیدا ہوے تو پوتے کے دیکہنے کی خوشی مین سنور سے

پٹیالہ چلی آئین اور اخیر دم تک یہین رہین -

مہاراج کے چہوٹے بہائی کنور اجیت سنگہہ صاحب بہادر کو لوگونکا بہکا کر دہلی لیجانا اور تقسیم ریاست کی بابت اُنکا دعویدار ہونا اور اُسکا انجام کار

اب ہم مہاراج کے چہوٹے بہائی کنور اجیت سنگہہ صاحب بہادر کے اُس جہگڑے

کا حال لکہتے ہین جو اُنہون نے تقسیم ریاست کی بابت کیا تہا - کنور صاحب بہادر

بدی جیٹہہ سمبت ۱۸۶۶ مطابق یکم اگست ۱۸۰۹ء کو پیدا ہوے تہے اور مہاراج صاحب سنگہہ بہادر

کے انتقال کیوقت مہاراج کرم سنگہہ بہادر قریب پندرہ سال کے اور یہہ ساڑہے تین برس کے تہے پس چہوٹا

ہونے کی وجہہ سے اگرچہ مسندنشینی ریاست کی بابت اُنکا کچہہ حق نہ تہا مگر

رانی کہیم کنور صاحب جنکا ذکر اس کتاب مین اکثر ہوا ہے یہہ چاہتی تہین

کہ مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کی عوض کنور صاحب مسندنشین ریاست ہون

اور اسکا سبب یہہ تہا کہ اُنکو اُمید تہی کہ اگر کنور صاحب مسندنشین ہو جاینگے تو

پہر ہمارا دور دورہ ہو جایگا اور اُنکے اِس منصوبہ کے راجہ جسونت سنگہہ صاحب

والی نابہہ مدد معاون تہے اور اسکے کئی سبب تہے ایک یہہ کہ رانی صاحب
موصوف کی بہتیجی انکو بیاہی تہی۔ دوسرے ریاست پٹیالہ کا عروج ہمیشہ انکی
انکہونمین کہٹکتا رہتا تہا تیسرے انکے خاص مدنظر یہہ بات تہی کہ یہہ ریاست دو
حصونمین تقسیم ہو جائے اور نابالغ رئیس مسند نشین کیا جائے جسکی رانی کہیم کنور صاحبہ
تو برائے نام سرپرست رہین اور دراصل تمام کاروبار ہماری ہدایت سے ہوا
کرین مگر یہہ باتین ہونہار نہ تہین اور کب ممکن تہا کہ بڑا بہائی محروم ہوکر چہوٹا
مسند نشین ہو جائے۔ پس اگرچہ برخلاف انکی آرزو کے مہاراج کرم سنگہہ بہادر مسند نشین
ریاست ہو گئے مگر تاہم یہہ اپنی تدبیرون سے غافل نہین رہے چنانچہ جب [illegible]
مرگیا اور رانی آسکور صاحب کا بہی وہ اقتدار نرہا جو اس سے پہلے تہا اور [illegible]
مین مہاراج کو اپنے سالے سردار فتح سنگہہ خلف سردار بہنگا سنگہہ کی وفات کے باعث
سے تہانیسر جانا پڑا اور رسم کے موافق کنور صاحب اور انکی والدہ رانی آنند کنور
صاحب بہی مہاراج کے ساتہہ وہان گئین تو خود غرض لوگ جو صرف موقع ہی کی
تاک مین تہے کنور صاحب کو جو اسوقت قریب دس برس کے تہے لے اوڑے
اور انکو مع انکی والدہ کے کرنال لیگئے اور اُبہار کر کہلم کہلا ریاست کی بالمناصفہ تقسیم کا
دعویٰ دائر کرادیا اور انکی مہر مین خود ہی مہاراجہ راجگان مہندر بہادر کا خطاب جو عمر

مسند نشین ریاست کا حق تہا کمزدہ کرا لیا۔ اگرچہ رانی کہیم کنور صاحب کا جون ۱۸۴۱ء
مین انتقال ہوگیا مگر راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر برابر کنور صاحب کو مدد دیتے
اور بہت سے لوگ خصوصاً گوپال سنگہہ جو کنور صاحب کا دیوان اور بڑا ہشیار تدبیر
اور ایک چالاک شخص تہا اُنکو تلقین کرتے اور بہائی بہائی مین پہوٹ کا بیج بوتے
رہے مگر مہاراج چونکہ بدل یہہ چاہتے تہے کہ بہائی سے صفائی ہوجائے اور کوئی بات
شکایت کی باقی نرہے اسلئے اُنہون نے اپنے مدار المہام منشی برکت سید علیخان کو
اِس مضمون کا مراسلہ دیکر کپتان مرے صاحب کے پاس بہیجا کہ ہم آپکو اسمعاملہ
مین اختیار دیتے ہین جسطرح آپ مناسب سمجہین کنور صاحب کے راضی کرنیکا انتظام
کردین اور اکبیس قصبون اور تعلقون کی ایک فہرست اِس غرض سے بہیجی کہ اُنمین سے
جو اُنکی راے مین مناسب معلوم ہو کنور صاحب کی بود و باش کیواسطے نامزد کردین
لیکن بار لوگون کا تو اسیمین فایدہ تہا کہ یہہ جہگڑا جاری رہے پس وہ کب فیصلہ ہونے
دیتے تہے۔ اُنہون نے ایسے لغو اور بیہودہ دعوے پیش کرادیئے جنکے سبب سے
تصفیہ بہت مشکل ہوگیا چنانچہ اوّل نصف ریاست کے خواہان ہوے جو بالکل ریاست
کے دستور کے خلاف تہا۔ پہر سیف آباد یا سنام یا بہٹنڈہ کے ملجانیکی خواہش کی اور جب
دیکہا کہ یہہ درخواستین منظور ہوتی معلوم نہین ہوتین تو یہہ استدعا کی کہ کوئی ایسا قلعہ

ملجاوے جسکے ملحق ایک قصبہ بہی ہو جیسے ڈہوڈان - منصورپور - ہڈیایہ - برنالہ
وغیرہ اور جب یہہ بات بہی بنتی نظر نہ آئی تو آخرکار یہہ درخواست کی کہ رانی آسکور صاحب
کی دو لاکہہ روپیہ کی جاگیر جو ریاست مین شامل ہوگئی ہے وہ ہمکو دیجاوے مگر مہاراج
یہہ کب منظور فرما سکتے تہے کیونکہ آیندہ کے واسطے دستور بگڑتا تہا اور اسی طرح رفتہ رفتہ
ریاست کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانیکا اندیشہ تہا مگر تاہم اُنہون نے یہہ تجویز کردیا کہ علاوہ
اُس پندرہ ہزار کی جاگیر کے جو کنور صاحب اور اُنکی والدہ کے گذارہ کے واسطے
پہلے سے مقرر تہی تیس ۳۰ ہزار روپیہ کی جاگیر اور پانچ ہزار روپیہ نقد اخراجات
جیب خاص کیواسطے ملا کرے اور اپنی مہر اور دستخط سے کنور صاحب کے نام
اسکی سند لکہدی مگر کنور صاحب اگرچہ یہہ بخوبی جانتے تہے کہ سرکار انگریزی
اُنکی کچہہ نکریگی اور جبتک وہ اپنے بڑے بہائی کا کہنا نہ مانینگے اُسوقت تک
کچہہ نہین مل سکتا مگر اُنکا مزاج کچہہ ایسا تہا اور لوگون نے کچہہ ایسا سکہایا پڑہایا تہا
کہ مہاراج کی یہہ تجویز اُنکی خاطر مین نہ آئی اور اپنی والدہ کو لیکر پہر دہلی کو چلے گئے
اور ۱۸۴۸ء تک وہین رہے لیکن اب عمر کے ساتہہ عقل بہی بڑہ گئی اس سبب سے
کچہہ سمجہہ بوجہہ کر بہائی سے صلح کر لی اور جو کچہہ مدد معاش کیواسطے مقرر ہوا تہا اُسکو
قبول کر کے پٹیالہ چلے آئے اور یہان جون ۱۸۴۹ء مین مہاراج نے بڑی دہوم

دہام سے اُنکی شادی کی۔

ریاست کے پرانے اور قدیم انتظام اور نئی اصلاحون اور جدید قاعدون کا ذکر

ان جہگڑون قصون سے فراغت پاکر مہاراج نے اپنی توجہہ زیادہ تر انتظام ریاست کی طرف مصروف فرمائی اور اپنے لایق مدار المہام منشی سید برکت علیخان اور اور اہلکارون کے مشورہ سے انتظام سابقہ مین مناسب مناسب اصلاحین کین اگرچہ ناظرین کو اُن واقعات اور حالات پر غور کرنے سے جو ہمنے اِس کتاب مین مفصل لکہی ہین مہاراج صاحب سنگہہ صاحب بہادر اور اُن سے پہلے رئیسون کے عہد مین زمانہ کی جو حالت تہی اور انتظام ریاست کا جو ڈہنگ تہا کچہہ کچہہ معلوم ہو سکتا ہے مگر چونکہ کسی مُلک اور سلطنت کی تاریخ تب ہی زیادہ مفید اور دلچسپ ہو سکتی ہے جبکہ اُسکے اُصول حکمرانی اور قواعد سیاست اور طرز انتظام کو مفصل بیان کیا جاے اسلیے ہم اوّل اُسوقت کے انتظام اور حکمرانی کے ڈہنگ اور نظم ونسق کے طرز و انداز کا حال لکہکر پہر اُس تغیّر و تبدّل اور اصلاح و ترمیم کی کیفیّت بیان کرینگے جو مقتضاے وقت کے لحاظ سے وقتاً فوقتاً مہاراج کے عہد دولت مین عمل مین آئی۔

واضح ہو کہ ابتداے قیام ریاست سے اس وقت تک یہان کا انتظام نہایت سیدہا سادہ اور جنگی طور کا تہا اور چونکہ سرکار انگریزی اور مہاراجہ رنجیت سنگہ بہادر کے درمیان دریاے ستلج کے حد مقرر ہو جانیسے پہلے ستلج اور جمنا کے دوآبہ مین رات دن لڑائی بہڑائی اور مار دھاڑ رہتی تہی اور سرحد والونکی طرف سے ہمیشہ خون خرابے ہوتے رہتے تہے اور غیرونکی دیکہا دیکہی کبہی کبہی خود اپنی رعایا ہی بگڑ بیٹہتی تہی اسلئے ملک کے اکثر حصّے ایسے سردارون کے سپرد رہتے تہے جنکو ملک اور فوج دونون پر اختیار ہوتا تہا یہہ لوگ تہانہ دار کہلاتے تہے اور اگرچہ رعایا کے تمام دیوانی اور فوجداری کے جہگڑون کا فیصل کرنا اور ایک دوسرے عہدہ دار کی وساطت سے جو اگراہا[1] (تحصیلدار) کہلاتا تہا اور ایک طرح کا اُنکا مطیع ہی ہوتا تہا ملک کا محاصل وصول کرنا اُنکے ذمہ تہا مگر بڑا کام اُنکا یہہ تہا کہ ملک مین امن وامان قایم رکہین اور سرحد والونکی طرف سے اگر حملہ ہو اُسکا تدارک کرین اور اس غرض سے سپاہ کافی اُنکی ماتحت رہتی تہی جسکا بڑا حصّہ سوار ہوتے تہے تاکہ دشمنون کا دور تک تعاقب ہو سکے اور فاصلہ پر جاکر وہا وامار سکین اور اگرچہ تہانہ دار اپنے ماتحت ملک

---

[1] سلطنت مغلیہ مین بموجب آئین عہد شہنشاہ اکبر کے ایسی عہدہ دار فوجدار کہلاتے تہے۔ ۱۲ مولف

کے معاملات مین کُلّی اختیار رکھتے تھے مگر اس سبب سے کہ بعض وقت خود اُنکی طرف
سے بغاوت اور سرکشی کا اندیشہ ہوتا تھا احتیاطاً اکثر بڑے قلعونکا انتظام
اور حفاظت ایسے لوگون کے سپرد ہوتی تہی جو تہانہ دار کے ہمقوم اور ہم مذہب
بلکہ رہنے والے بہی اُسکے ملک کے نہون اور قلعہ کی سپاہ جو اکثر پیادہ ہوتی تہی
اُنکے ماتحت ہوتی تہی اور وہ صرف اُنہین کا حکم مانتی تہی۔

سپاہ کی تنخواہ مین اکثر جاگیرین دیجاتی تہین لیکن یہہ طریقہ بہی رایج تہا کہ
تنخواہ کے بدلے سپاہی کی خوراک اور گہوڑے کا دانہ گہاس اور قدرے
قلیل نقد سرکاری گوداموں سے جنکو مودی خانہ اور باڑہ کہتے تہے روز
مرّہ یا ہفتہ وار یا ماہوار دیا جاتا تہا۔

خود اپنے سوار بہت کم ہوتے تہے اور اکثر یہہ دستور جاری تہا کہ ایک
معزز شخص کو سردار بناکر اجازت دیجاتی تہی کہ بطور خود سپاہی بہرتی کرلیوے
اور جاگیر سے جو اُسکی اور اُسکی سپاہ کے خرچ کیواسطے دیجاتی تہی بقدر مناسب اُنکو
تنخواہ وغیرہ دیتا رہے۔ یہہ لوگ اکثر سو سوار یا پیادون کے اور کبہی کبہی اس سے
بہی کم کے سردار ہوتے تہے مگر سو سے زیادہ کا کبہی کوئی سردار مقرر نکیا جاتا تہا۔
لیکن قلعہ دارون کو اجازت تہی کہ قلعہ کی حفاظت کیواسطے جسقدر مناسب ہو سپاہی

اپنے پاس رکہین۔

فوج ایک ایک ڈہال اور تلوار اور توڑہ دار بندوق اپنے پاس رکہتی تہی اور خال خال شخص اپنے شوق اور مرضی سے بندوق کی عوض برچہی اور تیر و کمان رکہتے تہے اور قواعد جنگ صرف اسی قدر جانتے تہے کہ لڑائی کیوقت اپنے سردار کے ماتحت صف باندہ کر کہڑے ہو جائین اور بندوقین چہوڑتے رہین اور جب موقع ہو حملہ کر کے دشمن پر جا پڑین۔ مگر مہاراج صاحب سنگہہ بہادر کے نابالغی کے زمانہ مین دیوان نانون مل نے مرہٹون کی دیکہا دیکہی ایک ہزار سپاہی کی ایک پلٹن جسکے پاس چقماقی بندوقین تہین بہرتی کر کے اُسکو ولایتی قواعد سکہلای تہی۔

ایسی توپخانہ یہان تہا اور نہ اُس سے کوی شخص واقف تہا اور اُسکی جگہہ زنبور خانہ سے کام لیا جاتا تہا البتہ بہاری بہاری چند وہ توپین تہین جو بیلون سے کہینچی جاتی ہین لیکن اُنکے چلانیوالے اُسی پرانے فیشن کے لوگ تہے اور یہہ آتش فشانی اور طرح طرح کی حکمتین اور انداز جو اہل یورپ نے اس فن مین ایجاد کئے ہین اُنکو نہ آتے تہے۔

سپاہیون اور گہوڑون کی چہرہ نویسی کا دستور رایج نہتہا اور اس سبب سے

سردارونکی خوب بن آتی تہی اور جب کبہی کسی سردار کی فوج کے جایزہ لینے کا حکم ہوتا تو تعداد مقررہ کے پورا کرنیکے لئے وہ اکثر یہہ کرتا کہ کچھہ دیکر کے غیر ملازم لوگونکو ادہر اودہر سے گہڑی کی گہڑی اکٹہا کر کے دیکہا دیتا اور جو شخص جایزہ لینے آتا اسکو بہوٹ موٹ گہوڑون کی پچہاڑیان گنوا دیتا اور یہہ بہانہ کر دیتا کہ سوار کہین ادہر اودہر نوکری پر گئے ہوئے ہین اور کچھہ دے لیکر اون سے اپنے مطلب کے موافق رپوٹ کرا دیتا اور اسطرح سے سپاہیونکی تنخواہ کا روپیہ بلا خوف و خطر ہضم کرتا تہا اگرچہ سپاہ مختلف سردارون کے ماتحت تہی جو ڈیرہ دار یا رسالدار کہلاتے تہے مگر ایک شخص بخشی کے لقب سے ہی نامزد رہتا تہا جو اصطلاح مین اوس شخص کو کہتے تہے جو کل فوج کا سردار ہو اور ابتداے قیام ریاست سے ابتک یہہ عہدہ صرف ایک ہی خاندان مین چلا آیا تہا جو مذہب کا مسلمان اور اوس قوم سے تہا جسکو اس ملک مین ڈوگر کہتے ہین۔

دیوانی اور فوجداری کے مقدمات کے تصفیہ کیواسطے سب پرگنون مین تہانہ دار اور پٹیالہ اور سنام مین کوتوال مقرر تہے اور انکو ان معاملات مین انتہا ناطق حاصل تہا اور وہ ہر قسم کے جہگڑے جو انکے روبرو پیش ہوتے صرف زبانی تحقیقات کے بعد فیصل کر دیتے تہے اور زبانی ہی اوسکی تعمیل

ہوجاتی تہی اور ضمانت اور ہر طرح کے قول و قرار متعلق مقدمہ بہی اکثر زبانی ہی ہوجاتے تہے اور بسبب سادگی مزاج زمانہ کے رعایا اُنہین کی تجویز اور احکام پر قناعت کرتی تہی اور شاذ و نادر ہی کوئی ایسا مقدمہ ہوگا جو رئیس یا دیوان کے رو برو جو بطور نایب ریاست اور وزیر کے سمجہا جاتا تہا پیش ہوکر فیصل کیا جاے

یہہ لوگ کسی تحریری قانون کے پابند نتہے مگر رسم و رواج کی پابندی اُنپر فرض تہی جسکو لوگ بمنزلہ قانون اور بطور اصول ہر ایک معاملہ دیوانی اور فوجداری کے مانتے اور سمجہتے تہے اور چونکہ حاکم و محکوم دونون ایک ہی مُلک کے رہنے والے تہے اور آپس کے میل جول اور باہم رہنے سہنے سے لوگونکی طبیعت او خصلت اور چال چلن سے اُنکو بخوبی واقفیت ہوتی تہی غالباً معاملات کی اصلیت سے اُن سے بہت کم مخفی رہتی ہوگی

پنچایت اور ثالثی کا طریقہ بہی اکثر رایج تہا خصوصاً اراضیات زرعی کے حدود کے جہگڑونمین ثالثونکی امداد زیادہ کارآمد تہی۔

مدعا علیہ کے انکار یا گواہون کے موجود نہونے کی حالت مین اکثر قسم لئے جانیکا مختلف طریقون سے دستور رایج تہا جسکو عموماً نیم کہا جاتا تہا اور مدعی یا مدعا علیہ کو کہا جاتا تہا کہ بیٹے کو گود مین لیکر قسم کہاے یا کسی سنت یا ملی کی

سمادہ یا مزار کی کُنڈی کہولدے اور کبہی کبہی مدعی یا مدعا علیہ کے سوا اُنکے خاندان
مین سے کسی ایسے شخص سے قسم لیجاتی تہی جسکو فریق مخالف تجویز کرتا تہا اور لین دین
کے معاملات مین قسم کا ایک یہہ طریقہ بہی رایج تہا کہ مدعا علیہ مدعی کے ہاتہہ مین
قلم دیکر کہتا کہ خدا کو حاضر و ناظر سمجہکر سفید کاغذ پر اپنے مطالبہ کی صحیح تعداد لکہدیوے
اور بعض اوقات ایک مدت معینہ تک جو اکثر ایک مہینہ یا چالیس روز ہوتے
تہے قسم کے نتیجہ یعنی میعاد معینہ کے اندر قسم کہانے والے پر کسی ناگہانی آفت
کے نزول کا انتظار کیا جاتا تہا اور میعاد گذرنے کے بعد مقدمہ کو جہوٹا یا سچا کہا جاتا
تہا۔

فوجداری کے مجرمون کو اکثر جرمانہ کی سزا دیجاتی تہی اور اگرچہ کبہی کبہی مشہور
بدمعاش اور سخت مجرمون کو قید بہی کیا جاتا تہا مگر کچہہ میعاد مقرر نہین کیجاتی تہی اور
حاکم کو اختیار تہا کہ جب چاہے مجرم کو رہا کردے۔

خون کے مقدمات مین اکثر خون بہا دلایا جاتا تہا اور کوشش کیجاتی تہی کہ
مقتول کے وارث قاتل کے خاندان مین سے کوئی ناطہ یا کسیقدر زرعت
کی زمین یا کسیقدر نقد لیکر رضامند ہوجائین ورنہ مجرم کو ایک مضبوط رسّی گلے مین
ڈالکر کسی منظر عام مین اکثر کیکر (ببول) کے درخت سے لٹکا کر ہلاک کردیا جاتا

تہا جہان کئی کئی دن تک لوگونکی عبرت کیواسطے اُسکی لاش لٹکتی رہتی تہی۔

ہاتہہ یا ناک کاٹ ڈالنے اور کالا مونہہ کرکر گدہے پر چڑہا کر با آواز دہل تشہیر کرنیکا دستور ٹہیک معلوم نہین کہ تہا یا نہین مگر ظن غالب ہے کہ ہوگا گو مقتضای وقت یا رئیس کی طبیعت کے اختلاف اور تفاوت کے موافق اہمین کمی بیشی ہوتی رہی ہو کیونکہ اتبک اکثر وہی طور و طریقہ جاری اور قایم تہے جو ابتدا سے چلے آتے تہے علاوہ برین سلطنت مغلیہ اور اُس سے پہلی سلطنتون کے عہد مین جسکی طرز حکومت اور رنگ ڈہنگ سے اُسوقت کے رئیسون نے تعلیم حاصل کی تہی اس سے بہی زیادہ سخت اور وحشیانہ سزائین دیجاتی تہین پس ظن غالب ہے کہ یہہ سزائین بہی دیجاتی ہونگی۔

تحصیل مال کیواسطے یہہ قاعدہ مقرر تہا کہ سواے اُس پیداوار کے جو غلہ کی تعریف مین داخل نہین ہے مثلاً ایکہہ ۔ مرچ ۔ پیاز وغیرہ غلہ اور بہوسہ مین سے ایک مناسب حصہ لیا جاتا تہا اور اشیاء مذکورہ کی بابت نقد لگان وصول کیا جاتا تہا جسکا مفصل حال ایک موقع پر ہم آیندہ لکہینگے۔

راہداری کے محصول سے جو عموماً زکات کے نام سے مشہور تہا سرکار کو ایک معقول رقم وصول ہوتی تہی اور ایک ذریعہ آمدنی کا یہہ بہی تہا کہ جولاہہ وغیرہ اہل حرفہ سے جو کپڑا یا کمبل وغیرہ بُنتے تہے اُنکی پیشہ کی حیثیت کے موافق محصول لیا جاتا تہا

جسکو ترافی (احترافی) کہتے تہے اور جن جن قصبون یا شہرون کے گرد شہر پناہ
بنی ہوئی تہی اُنکی مرمت کے نام سے بجز سرکاری ملازمون کے قریب تمام شہر
کے رہنے والون سے سالوار ایک رقم وصول کیجاتی تہی جسکی شرح چار آنے آٹھ آنے
یا ایک روپیہ ہوتی تہی جسکا اصطلاحی نام **پگڑیون کا محصول** تہا اور چونکہ یہہ
صرف مردون ہی پر مقرر تہا جو بموجب رسم ملک کے موافق عموماً پگڑی باندہتے ہین
اس مناسبت سے یہہ نام پڑ گیا تہا۔

جو روپیہ تحصیل ہوکر آتا خواہ وہ مُلکی محاصل کا ہو خواہ راہداری یا احترافی یا
کسی اور قسم کا **دیوان** کی معرفت شہر کے بڑے بڑے صرافون کی دوکانون
مین جمع اور وہین سے لیکر خرچ کیا جاتا تہا اور ریاست کے تمام اخراجات
کی سربراہی دیوان کے ذمہ تہی جو ایک حیثیت سے صیغہ مال کا افسر اعلیٰ اور
تمام آمدنی و خرچ کی نگرانی کا ذمہ دار اور دوسری حیثیت سے گویا خزانچی تہا۔

آمدنی و خرچ کا حساب ہندی مہاجنی حروف مین لکھا جاتا تہا اور سب
کاغذات دیوان ہی کے گہر مین رہتے تہے۔ کچہری اور دفتر کیواسطے کوئی
سرکاری مکان مقرر نہ تہا اور یہی حال اُسکے تمام ماتحت صیغون کا تہا اور اسکا نتیجہ
یہہ تہا کہ سرکار ہمیشہ مفلس اور دیوان اور اُسکے ماتحت لوگ بڑے مالدار اور متمول

ہوتے تہے اور کیون نہون جب خود ہی رکہنے والے خود ہی دینے والے اور خود ہی جمع خرچ کا حساب لکہنے والے ہون اور کوئی دوسرا شخص پوچہنے والا نہو۔ غیر ریاستون کے ساتہہ خط و کتابت میر منشی کی معرفت ہوتی تہی جسکے پاس رئیس کی دستی مُہر رہتی تہی اور نئے گانوون کی آبادی اور جاگیرون اور معافیون اور وقفی روزینون کے پٹّے اور سندین بہی اُسکی قلم سے لکہے جاتے تہے مگر اُسکی کچہری اور دفتر بہی اُسی کا اپنا گہر تہا۔

اسوقت کی سندون وغیرہ کاغذات کے دیکہنے سے جو ابتک لوگون کے پاس چہوٹے چہوٹے پرچون پر لکہے ہوئے بکثرت موجود ہین اور جنمین سال و تاریخ تک درج نہین ہے اور عبارت بہی کچہہ ایسی ہی ہے۔ اس بات کی شہادت حاصل ہوتی ہے کہ مُلک کی بدانتظامی اور حکومتون کے انقلاب اور رات دن کی مار دہاڑ نے عموماً لوگون کو حفظ جان و مال کی ضروری اور لابدی فکر مین ڈالکر تعلیم و تعلم کیطرف سے نہایت درجہ غافل اور بے پروا کر دیا تہا اور ضرورتاً سپاہ گری کے فنون کے حاصل کرنے اور رات دن اُنہین خیالات مین بسر کرنے پر مایل ہو گئے تہے۔ علی الخصوص سکہہ سردار سپاہ گری کے پیشہ کو جسنے اُنکو سرداری اور حکومت کے مرتبہ پر پہنچا دیا تہا سب سے زیادہ عزیز جانتے

تہے۔ فارسی کا پڑہنا جو اُسوقت یہی ایک علمی زبان خیال کیجاتی تہی اور جسکے جاننے والے کو منزلہ ایک عالم فاضل کے سمجہا جاتا تہا اُنمین قریباً متروک تہا اور متروک کیسا بلکہ وہ اُسکو معیوب جانتے تہے اور اُنکو یہہ خیال تہا کہ فارسی پڑہکر آدمی نکما اور بزدل ہوجاتا ہے مگر زمانہ سب سے بڑا موثر ہے جب یہہ بدلتا ہے تو لوگونکے خیالات بہی ساتہہ کے ساتہہ بدل جاتے ہین اور کیسے ہی تعصبات اور مضبوط خیالات کیون نہون آخرکار یہہ اُنپر غالب آہی جاتا ہے۔ مگر ہان یہہ بات ضرور ہے کہ عقلمند اور سمجہدار آدمی جو ہر ایک چیز کے نشیب و فراز اور ترقی و تنزل کے اسباب پر غور کرنے کی عادت رکہتے ہین قصداً اپنی رفتار اُسکی رفتار کی موافق کرلیتے ہین۔ اور نادان اور سادہ لوح شخص اگرچہ اپنی مرضی اور اختیار سے اُسکے موافق چلنے کا قصد نہین کرتے مگر اُسکے پرزور بازو خواہی نخواہی اُنکو بہی اپنے ساتہہ گہسیٹنے پر مجبور کرتے ہین اور بہت نہین تو تہوڑا اُنکو بہی اُسکے ساتہہ ساتہہ چلنا پڑتا ہے الغرض زمانہ سبکو ایک ہی لاٹہی سے ہانکتا ہے اور عقلمند ہون یا بیوقوف سبکو اُسکی مرضی کی موافق چلنا پڑتا ہے۔ چنانچہ زمانہ ہی کی تبدیلی کا اثر تہا جو مہاراج نے اپنے ولیعہد مہاراج نراندر سنگہہ بہادر کو جبکہ جناب ممدوح نے گیارہوین سال مین قدم رکہا فارسی پڑہنا شروع کرایا اور اُنکی اُستادی کا فخر راقم کے والد حکیم

سید سعادت علی صاحب مرحوم کو دیا گیا اور اگرچہ زمانہ کی حالت ابتک بہی ایسی
ہتی کہ حضور ممدوح کو اپنی والدہ ماجدہ مائی آسکنور صاحب کے لحاظ سے انکو علانیہ
فارسی پڑہوانے مین تامل ہوا اور مینے اپنے والد مرحوم سے سُنا ہے کہ اسیواسطے
انکو پٹیالہ سے سیف آباد (بہادر گڈہ) لیجاکر پڑہنا شروع کرایا تہا لیکن جب تہوڑے ہی
دنون کے بعد پہاگن بدی اکیم سمت ۱۸۹۱ مطابق تیرہوین فروری ۱۸۳۵ء کو اُن کا
انتقال ہوگیا تو علانیہ پڑہایا جانے لگا۔

یہ حال تو پُرانے اور قدیم انتظام کا تہا اب نئے نظم و نسق کی کیفیت سنئے کہ مہاراجہ نے
ایک لایق اور تجربہ کار شخص کو اپنا نایب اور مدارالمہام مقرر فرمایا اور اُسکے ماتحت بخشی
دیوان ۔ میرمنشی اور عدالتی مساوی عزت کے چار بڑے عہدہ دار مقرر
ہوے جنمین سے عدالتی کا عہدہ اب نیا تجویز ہوا تہا اور انکو حکم ہوا کہ بڑے اور
اہم معاملات مدارالمہام کے امتزاج اور مشورہ سے طے کیا کرین اور جو وہ حکم
دیوے اُسکو ناطق سمجہین اور چارون صیغون کا کام اسطرح پر تقسیم ہوا کہ فوج کی سرداری
اور اُسکے متعلق تمام امور کی دیکہہ بہال اور نوکرون کی تنخواہ کا دینا خواہ وہ فوج سے
علاقہ رکہتے ہون یا ملک سے بخشی کے متعلق ہوا اور رسدین اور جاگیرین موقوف
کرکے تنخواہ نقد مقرر کی گئی اور دست بدست ششماہہ تقسیم کئے جانیکا حکم ہوا اور

ہدایت ہوئی کہ جو لوگ مفصلات مین متعین ہون اُنکی تنخواہ ایک خاص عہدہ دار
جاکر بانٹ آیا کرے مگر خاص خاص سردارون اور اہلکارون کی ذاتی تنخواہ بند
جاگیرین قایم رہین۔

سپاہیون اور گہوڑون کی چہرہ نویسی کا قاعدہ جاری ہوا اور تجویز ہوا کہ
مدت مناسب کے بعد فوج کا جایزہ خود مہاراجہ کے حضور مین لیا جایا کرے۔

ایک ایک ہزار سپاہی کی گئی باقاعدہ پلٹنین قایم کی گئین اور فرانسیسی
قواعد جو اُسوقت وہی مروج تہی اُنکو سکہائی گئی مگر سوارون کی حالت مین
بجز اسکے کہ گہوڑے اپنے گہر کے رکہین اور گہوڑے اور سوار دونون کی چہرہ نویسی
ہو اور کچہہ تبدیلی نہین کی گئی۔

اسیطرح توپخانہ بہی قایم اور مرتب کیا گیا اور چند توپین ایسی ہی بنائی گئین
جنکو اونٹ کہینچتے تہے۔

صیغہ مال کا اہتمام دیوان کے تفویض ہوا اور حکم ہوا کہ صرافون کے ہات
داخلہ موقوف کرکے راہ راست روپیہ خزانہ مین داخل کیا جائے اور ہندی کی تحریر
موقوف ہوکر خزانہ توشہخانہ۔ موديخانہ۔ تعمیرات وغیرہ غرض تمام کارخانون کے
علیحدہ علیحدہ فارسی دفتر مقرر ہوئے اور ایک معزز عہدہ دار گرداوڑہ کے نام سے

انکا انگران حال مقرر رہا لیکن تحصیل معاملہ کا وہی پرانا طریقہ جاری رہا اور سمت ۱۸۸۱ مین جو
دیوان سیدہا سنگہہ نے پانچ برس کیواسطے اکثر پرگنون کا ٹہیکہ مقرر کیا وہ
چل سکا اور نتیجہ یہہ ہوا کہ صدہا بلکہ ہزارہا ملکیتین بدل گئین اور بناچاری ایکہی سال
بعد اسکو منسوخ کرنا پڑا وجہ یہہ تہی کہ بلالحاظ مزروعہ وغیر مزروعہ چاہی اور بارانی کے
عموماً فی بگہہ خام آٹہہ آنے اور کہین کہین دس آنے لگائے گئے تہے جسکے لوگ
متحمل نہو سکے اور بناچاری زمینین چہوڑدین اور روپیہ دیکر غیر شخص اُنپر قابض ہوگئے
جو آجتک حقیت کے مقدمونمین اسکو سند پکڑتے ہین اور سیدہا سنگہہ کی ٹہنّی کے
نام سے مشہور ہے۔

اب اگرچہ خام تحصیل کا دستور عموماً رایج تہا مگر کبہی کبہی کسی پرگنہ یا کسی گانونکا
کسی خاص وجہہ سے یکسالہ یا دوسالہ ٹہیکہ بہی ہو جاتا تہا مگر کسی قاعدہ کی بنیاد پر نہوتا
تہا اور علاوہ برین یہہ بڑی خرابی تہی کہ جب کسی فصل کی پیداوار اچہّی ہوی اور
دیوان کو معلوم ہوا کہ ٹہیکہ توڑدینمین سرکار کا فایدہ ہے تو بلالحاظ اختتام میعاد
فوراً منسوخ کردیا جاتا اور یہہ خیال نہ کیا جاتا کہ اسطرح کی بدعہدی زمینداروں کو
محنت کرنے اور زمین کو زیادہ زرخیز بنانے سے روکتی ہے کیونکہ جب تک
انکو اس بات کا یقین نہین ہوتا کہ ہماری محنت سے جو کچہہ حاصل ہوگا اُس سے

ہم ہی فایدہ اٹہائینگے تب تک وہ جان توڑکر محنت نہین کرتے جس سے زمین زیادہ
زرریز اور بارآور ہو جائے اور رفتہ رفتہ وہ خود ہی آسودہ ہو جائین اور سرکار کو
بہی لگان بڑہانیکی گنجایش ہو لیکن یہہ بدمعاملگی اور بدعہدی صرف پُرانے اور
قدیم دیہات کے معاملہ مین برتی جاتی تہی نوآباد گانون اس سے مستثنے تہے
اور انکی آبادی کی سندون مین جو شرطین تخفیف معاملہ کی بابت ایک میعاد
مناسب کیواسطے درج ہوتی تہین انکو ایمانداری کے ساتہہ پورا کیا جاتا تہا اور
غلہ وغیرہ مین سے سرکار اسیقدر حصّہ لینے پر قناعت کرتی تہی جو شرائط سند کی رو سے
واجب ہوتا اور یہہ اسی عمدہ برتاؤ کا نتیجہ تہا کہ رفتہ رفتہ بیسیون نئے گانون آباد ہو گئے
اور آمدنی کے بڑہ جانے اور مصارف کے عمدہ انتظام کے باعث آخر کار خزانہ
کی حالت اس قابل ہوگئی کہ بہٹنڈہ کے قلعہ کی مرمت کرائی گئی۔ پٹیالہ کے
قلعہ کا بیرونی حصار تعمیر ہوا اور عمدہ عمدہ محل بنائے گئے اور بہرتپور کی دوسری
لڑائی[۵۷] کے موقع پر جبکہ ہمسایہ ریاستین یہہ کہتی تہین کہ اسطرح اپنے گہر کا خزانہ

۵۷۔ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر والی بہرتپور نے مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کو جبکہ وہ لارڈ لیک صاحب
بہادر سپہ سالار انگریزی سے فرخ آباد کے قریب شکست کہاکر آئے تہے پناہ دی تہی اسواسطے
آغاز سنہ ۱۸۰۵ع مین لارڈ لیک صاحب نے بہرتپور پر حملہ کیا جسمین سپاہ انگریزی کو چار دفعہ شکست

نکالکر نہ دو بیس لاکہہ روپیہ سرکار انگریزی کو قرض دیا گیا جس سے علاوہ سود کے یہہ بہی فایدہ ہوا کہ گورنمنٹ نے اِس دوستانہ برتاؤ کا احسانمندی کے ساتہہ اعتراف کیا۔

اگرچہ چندے یہہ طریقہ بہی جاری رہا کہ خود دیوان خاص خاص پرگنوں کی مستاجری لے لیتا تہا جسکے ساتہہ فوجداری کی آمدنی بہی اسکو اجارہ پر مل جاتی تہی اور اُن پرگنوں میں تحصیلدار اور تہانہ دار اس کے نیچ کے ملازم مقرر ہوجاتے تہے مگر یہہ موقوف ہوگیا غیر ریاستوں کے ساتہہ خط و کتابت کرنا اور پولیٹیکل معاملات کی نگرانی میر منشی کے ذمہ ہوئی اور جاگیرداران بہدوڑ اور کہماون وغیرہ کے معاملات اور تنازعات باہمی کا تصفیہ بہی اُسکے محکمہ کے متعلق ہوگیا اور اُس کی نسبت سرکار انگریزی اپنا

ہوئی اور آخرکار مہاراجہ نے ازراہ دور اندیشی ہلکر کو رخصت کردیا اور بیس لاکہہ روپیہ خرچہ جنگ دیکر صلح کرلی یہہ پہلی لڑائی تہی جو سرکار انگریزی کی ریاست بہرت پور کے ساتہہ ہوئی تہی۔ دوسری لڑائی آغاز ۱۸۲۶ء میں ہوئی جبکہ مہاراجہ جیونت سنگہہ صاحب بہادر رئیس حال کے والد مہاراجہ بلونت سنگہہ بہادر کو جو نابالغ تہے انکے ایک قریب رشتہ دار درجن لال نامے نے قید کرکے ریاست پر قبضہ کرلیا تہا اور قرب و جوار کے مُلک مقبوضہ سرکار انگریزی میں فساد کرنا شروع کردیا تہا جسکو بشکست دیکر سرکار موصوف نے گرفتار کرکے آناوہ کے قلعہ میں بہیجدیا اور مہاراجہ بلونت سنگہہ بہادر کو پہر مسندنشین کیا۔ ۱۲ مولف

ایک قسم کا دعوی رکہتی تہی اور اس سبب سے اُنکے معاملات مین کبہی کبہی اپنا تعلق ظاہر کرتی رہتی تہی -

عدالتی صیغہ جوڈیشل کا حاکم اعلی تجویز ہوا اور پہلے پہل **مولوی محمد فضل امام صاحب** خیرآبادی اس عُہدہ پر مقرر ہوئے مگر اُنکو اور تہانہ دارون کے اختیارات مین کچہہ تمیز نہین کی گئی اور اگرچہ اب مقدمات دیوانی اور فوجداری کی مثل مرتب ہونے لگی اور مقدمات دیوانی کا فیصلہ بہی لکہا جانے لگا مگر فوجداری کے احکام کی تعمیل اب بہی زبانی ہی رہی اور اگرچہ مقدمات حقیت کا تصفیہ اب سے چند سال بعد دیوان کے متعلق ہوگیا مگر اسوقت اُس محکمہ کے متعلق تہا

ریاست کیتہل جیند اور نابہہ کے ساتہہ عہدنامہ کا ہونا

ہمارے اور ریاست کیتہل اور جیند اور نابہہ کے باہم طرح طرح کے جہگڑے رہتے تہے اور کبہی کبہی لڑائی تک نوبت پہنچ جاتی تہی اس لئے مہاراج اور بہائی اودے سنگہ صاحب والی کیتہل اور راجہ سنگت سنگہ صاحب والی جیند اور راجہ جسونت سنگہ صاحب والی نابہہ نے باہم ایک عہدنامہ کا ہوجانا مناسب سمجہا اور اس غرض سے **ڈہوڈان** کے مقام جمع ہوئے اور جیٹہہ سُدی ترودسی سمت ۱۸۹۱ مطابق دسوین محرم ۱۲۴۹ ہجری کو عہدنامہ لکہا گیا اور چارون صاحبون نے اُسپر اپنی مُہرین کین جسکا ترجمہ بطور خلاصہ ہم یہان لکہتے ہین - اسکی

تمہید مین یہہ لکہا گیا کہ اگر کسی ریاست کے کسی عہدہ دار یا ملازم یا رعایا سے کوئی ایسا امر سرزد ہو جو دوستی کے برخلاف اور فساد و نزاع کا باعث ہو تو رئیس پر واجب ہوگا کہ فوراً اُسکا تدارک کرے اور اگر وہ ایسا نکرے تو دوسرے رئیس بالاتفاق امر متنازعہ فیہ کا فیصلہ کردین اور اگر رئیس موصوف اُنکی فہمایش اور دوستانہ مشورہ کو نمانے تو مقدمہ کی حیثیت کے موافق بنام نہاد بہیٹ وپوجا گور دوارہ اُسکی نسبت تاوان تجویز کرین اور وہ اُسکو بلاتوقف ادا کرے اور مفصلہ ذیل شرطین درج ہوئین۔

اوّل۔ یہہ کہ ہر ایک ریاست پر واجب ہوگا کہ دوسری ریاست کے سرکش و بلوائی اور تابعین کو کسی طرح کی امید یا سہارا ندین بلکہ بالاتفاق اُسکے مطیع کرنے مین کوشش کرین اور اگر کوئی گانون باغی ہو جاوے تو بہی بالاتفاق اُسکی سزادہی اور تدارک عمل مین لائین۔

دوسرے یہہ کہ واسطے رفع نزاع سرحدات کے یہہ قاعدہ[1] قرار پایا کہ سمت ۱۸۶۵ سے جسکا جس جگہہ پر قبضہ ہو وہ قایم رہے اور بحالت نزاع دو بے تعلق

[1] معلوم ہوتا ہے کہ یہہ قرارداد باتباع منشا اُس اشتہار کے تہی جو گورنمنٹ انگریزی نے مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ساتہہ عہد ہو جانیکے بعد تیسری مئی ۱۸۰۹ء کو این روے ستلج کے رئیسون کی اطلاع اور اطمینان کیواسطے جاری کیا تہا۔ ۱۲ مولف

ریاستین اسی قاعدہ کے موافق فیصلہ کردین اور بغیر اُنکے فیصلہ کے زمین متنازعہ
مین نہ تو کنوان بنایا جاے اور نہ سرحد کی حفاظت کیواسطے کوی برج تعمیر
کیا جاے اور نہ کوئی گانون آباد کیا جائے اور اگر فریقین مین سے کوئی
اسکے برخلاف عمل کرے تو دونون رئیسون کو اختیار ہوگا کہ حسب ریاست کے
اہلکارون کا قصور سمجھین اُنکی نسبت سزا تجویز کرین اور بعد انفصال اور رفع نزاع
کے سرحد سے ڈیرہ سو قدم کے فاصلہ پر کنوان بنانے اور پانسو قدم پر
گانون آباد کرنے یا برج تعمیر کرنے کا اختیار ہوگا۔

تیسرے یہہ کہ بارانی اور سیلابی نالون اور دریاے سرستی اور
گہگر وغیرہ پر جہان جہان سمت ۱۹۲۵ سے بند قایم ہون وہ بدستور قایم رہینگے
اگر اسکے خلاف کسی ذی تعلق ریاست کا کوی عہدہ دار یا زمیندار پانی کے
پہنچنے مین ہارج ہو تو جسقدر طرف ثانی کا اِس سے نقصان ہو وہ اس ریاست
کے ذمہ عاید کیا جاے۔

چوتھے۔ یہہ کہ اگر کسی ریاست کا کوئی باقیدار دوسری ریاست کے علاقہ
مین جابسے تو واجب ہوگا کہ اُس ریاست کے کاغذات کی روسے فوراً
یا باقساط جیسا مناسب ہو زر باقی باقیدار سے ادا کرادیا جائے۔

پانچوین یہہ کہ مقدمات قرضہ مین لحاظ حالت او حیثیت مقروض کے قرضہ
بلا سود قرض خواہ کو دلایا جائے۔

چھٹے یہہ کہ کسی ریاست کی رعایا کو یارا نہوگا کہ اپنے کسی مطالبہ کے عوض
مدعا علیہ کا مال یا مویشی چھین لائے اور اگر کوئی اسکے برخلاف عمل کرے
تو مال مغصوبہ بجنس واپس کرایا جائے اور بطور سزا اُسکا دعوی ناقابل
سماعت قرار دیا جاوے۔

ساتوین یہہ کہ اگر مدعی کسی مخبر کی نشاندہی یا اپنے ہی شُبہ سے کسی ریاست
کے علاقہ مین مال مسروقہ کی تلاشی کیواسطے جائے تو کوئی اُسکا سد راہ نہو بلکہ
مدد دیکر تلاشی دلا دی جائے اور اگر گانون کے لوگ مزاحمت یا چشم پوشی
کرین تو مال مسروقہ اُنسے دلایا جائے اور مخبری کا خرچہ جسکو مہر کہائی کہتے
تہے دس روپیہ سے پانسو روپیہ تک کے مقدمہ مین چوتہائی اور پانسو سے ہزار
تک آٹہوان حصہ اور ہزار سے جسقدر بڑہتا جائے فیصدی دس روپیہ قرار پایا
اور درج ہوا کہ اگر مُخبر اپنا حصہ معاف کراکر اور لوگون کے ذمہ چوری ثابت کرادیوے
تو مدعی کی حق رسی باستثناء مُخبر باقی ملزمون سے کرائی جائے اور اگر مُخبر اپنا
حق لیکر اثبات مقدمہ سے مُنکر ہوجائے تو مدعی کی حق رسی اُسی سے کرائی جائے

اور اگر کوئی شخص چور بتا دیوے اور چور مال مسروقہ کا کسی دوسرے علاقہ مین
منتقل ہو جانا بیان کرے تو بلا لحاظ قول مدعا علیہ مدعی کی حق رسی اُسی سے
کرائی جائے اور قرار پایا کہ مسروقہ مویشی بجنسہ واپس کرائے جائین ورنہ مدعی
سے قسم لیکر اُنکی قیمت مدعا علیہ سے دلائی جائے اور چوری کی تاریخ سے
سال کے دن اور مہینون کے لحاظ سے چہہ روپیہ سالانہ بہینس اور تین روپیہ
گاے کے دودہ وغیرہ کی بابت اور اگر بیل ہو تو دس روپیہ بطور اُسکے کرایہ
کے مدعا علیہ سے مدعی کو دلائے جائین اور بچون کی قیمت اس شرح سے
دلائی جائے کہ اگر مثلاً گاے بیس روپیہ کی قرار پاے تو پانچ روپیہ بابت قیمت بچہ
کے دلائے جائین اور اگر گھوڑی یا اونٹنی کا بہن چرائی گئی ہو تو معہ بچہ واپس
کرائی جای اور اگر مسروقہ گھوڑے یا اونٹ کی کسی عضو مین نقصان آجائے تو
کسی ایماندار شخص کے حلف کی رو سے اُسقدر قیمت دلائی جائے جس قیمت کا
وہ چوری جانیکے دن بیان کیا جائے اور یہہ قرار پایا کہ کوئی شخص کسی غیر معتبر شخص
سے کسیطرح کا مال بغیر ضمانت معتبر کے نہ خریدے -

آٹھوین یہہ کہ اگر کسی گانون کی سرحد مین کسی چوری کے مقدمہ کا سُراغ
پہنچ جائے تو زمینداروں کو لازم ہوگا کہ مدعی کے ساتہہ ہو کر اُسکو آگے چلائین

اور اگر آگے نہ چلے تو مدعی کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلّی کیواسطے اُن سے قسم لیوے

نوین یہہ کہ ترغیب عورات کے مقدمات مین پانچ برس تک عورت بعد

اُس مال و اسباب کے جو وہ اپنے گہر سے نکال لائی ہو مدعا علیہ سے مدعی کو واپس

دلائی جاوے اور اِس میعاد کے گذرنیکے بعد مدعا علیہ سے مدعی کو ناطہ دلایا جاے

اور وہ عورت اُسکے پاس سے علحدہ کرادی جاے - مقدمات نسبت ناطہ

مین یہہ قرار پایا کہ حسب موافق رواج قوم کے رسوم کا ہونا ثابت ہو جائے خواہ

ناطہ معاوضہ کا ہو یا بلا معاوضہ کا خواہ عوض کسیقدر روپیہ کے ہوا ہو تو مدعی

کی شادی اُس سے حکماً کرادیجائے اور اگر اُسکے والدین نے اُسکو کسی اور

جگہہ بیاہ دیا ہو تو وہ ملزم سمجھے جائین اور مدعی کے رضامند کرنے پر مجبور

کیے جائین - لہ

دسوین یہہ کہ کسی ریاست کی رعیت کا کوئی شخص جو بغیر ثبوت الزام ہوئی

لہ مہاراج مہندر سنگہہ صاحب بہادر کے با اختیار ہونے تک ہمارے ہان یہہ دستور تھا کہ مقدمات نسبت ناطہ مین بحالت انکار والدین منسوبہ حکماً نکاح یا پہیرے کرا دیئے جاتے تھے لیکن حضور ممدوح نے اپنے عہد حکومت مین اسکی ممانعت کی اور ناطہ کے عوض مدعی کو صرف اُسیقدر ہرجانہ جو روئیداد مقدمہ کے موافق عدالت تجویز کرے یا وہ زر و زیور جو اُسکی طرف سے مدعا علیہ کے ہان پہنچا ہو دلائے جانیکا حکم ہوا - ۱۲ - مولف

یاتفراقی کے صرف شبہ سے گرفتار کرلیا گیا ہو فوراً رہا کردیا جائے اور آیندہ کے

لئے موقع واردات کے سواکوی شخص خواہ مخواہ نہ پکڑا جائے۔

گیارہوین یہہ کہ مقدمات قتل مین مجرم سے مقتول کے وارثون کو دوسو

روپیہ نقد اور ایک ناطہ دلایا جاسے اور عبرتاً قاتل کو کوئی سنگین سزا دیجائے

اورکسی نے کسیکا ہاتہہ یا نون یاکوئی اورعضو کاٹ ڈالا یا ناقص کردیا ہو توانسے

مدعی کو پچاس روپیہ دلائے جائین اور ضرر خفیف کی حالت مین پانچ روپیہ سے

دس روپیہ تک دلائے جائین۔

یہہ عہدنامہ لکہا تو بڑے شدومد سے گیا تہا جیسا کہ اسکی تمہید سے ظاہر

ہے مگر اسپر عمل کچہہ نہ ہوا اور تہوڑے ہی دنون بعد ایک سرحد کی بابت ریاست

کیتہل کے ساتہہ ہماری خوب لڑائی ہوئی جسکو صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ

نے بیچ بچاؤ کرکے موقوف کرایا۔

راجہ سنگت سنگہہ صاحب والی جیند کا لاولد مرنا اور مہاراج کی اعانت سے راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر کو ریاست کا ملنا

نومبر ۱۸۳۴ء مین راجہ سنگت سنگہہ صاحب بہادر کے لاولد مرنیسے ریاست جیند

لاوارث رہگئی اور وراثت کے مختلف دعویدار کہڑے ہوگئے جنمین ایک تو

اُنکی تینون رانیان تہین جو اس بیان سے دعویدار تہین کہ سکہون مین عام دستور ہے کہ شخص لاولد کی بیوہ اپنے حین حیات اپنے شوہر کی جائداد کی مالک ہوتی ہے۔ **دوسرے** اُنکی والدہ رانی صاحب کنور جنہون نے اُنکی نابالغی کے زمانہ مین بہت لیاقت کے ساتہہ کاروبار ریاست کو انجام دیا تہا اور اُنکی سوتیلی والدہ رانی کہیم کنور جو رانی صاحب کنور سے نصف حصّہ چاہتی تہین۔ **تیسرے** راجہ صاحب کے چچا کنور پرتاب سنگہہ کی زوجہ رانی بہاگ بہری جو اس بنا پر مدعی تہی کہ مین راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کے اُس چاہتے لڑکے کی رانی ہون جسکو اُنہون نے وصیت نامہ مین تمام ریاست لکہدی تہی اور راجہ صاحب آنجہانی کے والد راجہ فتح سنگہہ صاحب بہادر کو تہوڑا سا علاقہ دینا تجویز کیا تہا۔ **چوتہے** راجہ جسونت سنگہہ صاحب بہادر رئیس نابہہ جنکے دعوی کی بنیاد یہہ تہی کہ ہمارا اور خاندان جیند کا مورث اعلی ایک ہی اور یہہ کہ بہ نسبت اسکے کہ ریاست کسی کم حیثیت قرابت دار جدّی کو دیجائے بہتر ہے کہ ہمکو ملے ہم چار لاکہہ روپیہ گورنمنٹ کو نذرانہ دینگے۔ **پانچوین** مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر والی لاہور جو راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر بانی ریاست کے نواسہ ہونیکی وجہہ سے دعویدار تہے اور اُنکا یہہ بہی دعوی تہا کہ عہدنامہ ۱۸۰۹ء سے پہلے اور پیچہے جو علاقے اُنہون نے اپنے ماموں راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کو دیئے تہے اِس حالت

مین وہ اُنکے واپس لینے کے مستحق ہین -

راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کے چہوٹے بہائی سردار بہوپ سنگہہ صاحب کے پوتے راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر اور اُنکے چچیرے بہائی سردار سکہا سنگہہ صاحب بہی مدعی تہے اور ایک دوسرے کے مقابلہ مین اپنے اپنے دلایل پیش کرتے تہے - راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر یہہ کہتے تہے کہ ہمارے والد سردار کرم سنگہہ صاحب سردار بہوپ سنگہہ صاحب کے بڑے بیٹے تہے اسواسطے ہم حقدار ہین - سردار سکہا سنگہہ صاحب کی یہہ حجّت تہی کہ سردار کرم سنگہہ صاحب نے کشتی کر کے سردار بہوپ سنگہہ صاحب سے موضع بڈروکہان چہین لیا تہا اور اس سبب سے وہ اُن سے سخت ناراض تہے اور اُنہون نے اُنکو وراثت سے محروم کر دیا تہا - دوسرے راجہ سنگت سنگہہ کا - کریا کرم مینے کیا ہے اسلئے مین حقدار ہون اور سب سے بڑی دعویدار سرکار انگریزی تہی جو اس واقعہ سے تین ہی چار سال پہلے روسائے خاندان پہول اور کیتہل پر اپنا یہہ منشا ظاہر کر چکی تہی کہ روسا دو آنہ فی روپیہ کے حساب سے خراج دینا منظور کرین ورنہ نتیجہ یہہ ہوگا کہ لاوارث ریاستونکی ضبطی کا اندیشہ پیدا ہو جائیگا جسکو چارون رئیسون نے ڈہوڈان کے مقام مشورہ کر کے خلاف منشای اشتہار مجریہ تیسری مئی ۱۸۰۹ء کے منظور نہین کیا تہا اور

گورنمنٹ نے یہہ ٹہان لی تہی کہ لاوارث ریاستونکی ضبطی کے ذریعہ سے اُن اخراجات کی کسر نکالنی چاہیئے جو ریاستہاے این روے ستلج کی حفاظت کیواسطے ہمکو اُٹہانے پڑتے ہین۔

اگرچہ انصاف کی روسے راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر کا دعوی بجا تہا مگر ایسے بڑے اور ذیمقدور اور قوی دعویدارون کے مقابلہ مین اُنکی دعویداری ٹہیک ٹہیک شیخ علی حزین کے اس شعر کی مصداق تہی ۵ سلوک مردطریق عشق با یاران چنین ماند ٭ کہ مور لنگ ہمراہی کند چابک سواران را۔ کیونکہ اسوقت یہہ صرف بازید پور کی ایک بہت چہوٹی سی جاگیر کے مالک تہی اور اسقدر روپیہ کہان تہا جو اِدہر اُدہر آتے جاتے اور باطمینان مقدمہ کی پیروی کرتے مگر خوش قسمتی سے مہاراج اُنکے ایسے مدد معاون ہوگئے کہ علاوہ ہزارہا روپیہ کے سلوک کے اُنہون نے اس مقدمہ کو اپنا مقدمہ سمجہہ لیا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ بعد تین برس کی دوادوش اور بحث وتکرار کے گورنمنٹ نے یہہ فیصلہ کیا کہ راجہ صاحب صرف اُسقدر علاقہ کے ملنے کے مستحق ہین جو اُنکے جدامجد راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر کے قبضہ مین تہا اور جو علاقے مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر نے راجہ بہاگ سنگہہ صاحب کو عطا کیے تہی اُنمین سے جو عہدنامہ سے پہلے دیئے تہے اُنکی سرکار انگریزی حقدار ہے اور جو پیچہے

دیئے تھے انکا اختیار سرکار لاہور کو ہے۔

اس فیصلہ کی رو سے پرگنہ جیند۔ سفیدون۔ آسندہ۔ سالون۔ بالان والی۔ ننگرور۔ وغیرہ جمعی دو لاکھہ چھتیس ۳۶ ہزار روپیہ راجہ صاحب بہادر کو ملے۔ تلوارہ۔ تلونڈی وغیرہ جمعی نو ہزار ۹۰۰۰ روپیہ سرکار لاہور کو دیئے گئے۔ لودھیانہ۔ بسیان۔ مونڈہ۔ جنڈیالی وغیرہ جمعی ایک لاکھہ چھیاسٹھہ ہزار روپیہ سرکار انگریزی نے لیئے اور وہ جاگیرین بھی ضبط کرلین جو خود سرکار ممدوح نے لارڈ لیک صاحب بہادر کے زمانہ مین راجہ بھاگ سنگھہ صاحب بہادر کو خدمات جنگی کے صلہ مین دی تھین اور اٹھارھوین مارچ ۱۸۳۷ء مطابق پھاگن بدی دوج سمت ۱۸۹۳ کو راجہ صاحب بہادر جیند کے مقام گدی پر بٹھائے گئے اور چونکہ اِن دنون ستلج کی سکھہ ریاستون مین تبلیغ وراثت کے مختلف اور پیچیدہ طریقے جاری تھے اور کوئی مسلم قاعدہ نتھا اسواسطے گورنمنٹ نے اپنی طرف سی ایک عام قاعدہ کا تجویز اور جاری کرنا مناسب سمجھا اور دسوین جنوری ۱۸۳۷ء کے رزولیوشن کے رو سی ریاست پٹیالہ۔ جیند۔ کیتھل اور نابہہ کے واسطے یہہ قاعدہ مقرر کردیا کہ دہرم شاستر کی رو سے جو رشتہ دار قریب ہو وہ کُل جایداد کا مالک ہوا کرے اور عورتون کو کچھہ حق نہ دیا جایا کرے۔ اور اِن چار ریاستون کے سوا اُور چھوٹی ریاستون کے باب

مین سہم خاندان کی تحقیق کیجایا کرے۔

یہہ لطیفہ یاد رہنے کے لائق ہے کہ جب یہہ مقدمہ دایر تہا راجہ جسونت سنگہہ صاحب نے یہہ کہکر کہ ہم اس شہرط سے آپکے مددگار بنتے ہین کہ آپ ہمکو یہہ لکہدین کہ ریاست ملنے کے بعد سنگرور ہم آپکو دیدینگے راجہ سروپ سنگہہ صاحب سے ایک اقرار نامہ لکہوالیا تہا اور اُنہون نے یہہ سمجہکر کہ جب ریاست ملجائیگی تو جیسا ہوگا دیکہا جائیگا بالفعل ایسے کاغذ کے لکہدینے مین کیا قباحت ہے لکہدیا تہا کہ جب ریاست ہمکو ملجائیگی ہم سنگرور آپکو دیدینگے مگر اب جو خدا نے ریاست دیدی تو اُنکو یہہ خیال ہوا کہ مبادا راجہ جسونت سنگہہ صاحب اُسکے ذریعہ سے سنگرور کا دعوی کر بیٹہین اسلئے ملاقات کے بہانہ سے ناہہ آئے اور بڑی گرمجوشی کے ساتہ راجہ جسونت سنگہہ صاحب کی مددہی کا شکریہ ادا کیا اور نہایت صفائی کے ساتہ اُنسے یہہ کہا کہ آپ وہ کاغذ میرے پاس بہیجدین تاکہ راجگی کی نئی مُہر بہی اُسپر لگادون۔ راجہ جسونت سنگہہ صاحب یہہ سنکر بہت خوش ہوئے اور اُنہون نے اپنے اہلکار منشی صاحب سنگہہ اور سردار گور بخش سنگہہ کے ہاتہہ اُسکو اُنکے پاس بہیجدیا اور جو ہین اُنہون نے خوشی خوشی اُسکو مُہر لگانیکے واسطے راجہ صاحب کو دیا اُنہون نے اپنی مُہر دانت سے پکڑکر نکال لی اور کاغذ اُنکے آگے پہینکدیا اور سوار ہوکر سنگرور کو چلدئے اور یہہ

دیکھتے کے دیکھتے رہگئے۔

راجہ جسونت سنگہہ صاحب کے اِن سے سنگرور مانگنے کا یہہ سبب تہا کہ یہہ قصبہ قدیم سے اُنہین کا تہا مگر سمت ۱۸۱۳ مطابق ۱۷۵۶ء مین جب سردار مہا سنگہہ سوکرچکیا کی شادی راجہ گجپت سنگہہ صاحب کی لڑکی رانی راجکنور والدہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر والی لاہور سے بڈرکہان کے مقام ہوئی جو اُسوقت ریاست جیند کا دارالحکومت تہا ایک چہوٹی سی بات پر نابہہ اور جیند کے باہم ایک بڑا جہگڑا پیدا ہو گیا جسکی تفصیل یہہ ہے کہ بڈرکہان کے قریب نابہہ والون کا ایک بیڑ تہا جسمین سے گہوڑون کے لئے گہاس لے آنے کی براتیون کو اجازت دی گئی مگر جب وہ وہان گئے تو چوہدری ہمیر سنگہہ صاحب والئی نابہہ کا کوبے خان (یعقوب خان) نامے اہلکار براہ جہالت تواضع کی جگہہ مہمانون کے ساتہہ لاٹہی سونٹے سے پیش آیا اور یہہ امر مہاراج اور راجہ گجپت سنگہہ صاحب کو سخت ناگوار گزرا اور اگرچہ اُسوقت مہاراج پٹیالہ کو تشریف لے آئے اور راجہ گجپت سنگہہ صاحب ہی خاموش رہے مگر چند روز بعد اُنہون نے اسکے بدلہ لینے کا ارادہ کیا اور بیمار شدید ہونیکا بہانہ کرکے چوہدری ہمیر سنگہہ صاحب کو اپنی خبرگیری کے واسطے بُلایا اُنکو دغا کی خبر نہ تہی اسلئے بے تکلف کوبے خان کو ساتہہ لیکر بڈرکہان چلے گئے جہان پہنچتے ہی قید

کرنے گئے اور کوبے خان قتل کیا گیا اور راجہ صاحب نے فوج بہیجکر قصبہ املوہ اور بہادسون پر قبضہ کرلیا اور سنگرور کو جو یہان سے تین ہی چار کوس تہا جا گہیرا چار مہینے تک تو چودہری صاحب کی زوجہ رانی دیسو نے لڑ بہڑ کر اسکو بچایا لیکن آخر ناچار ہوکر پٹیالہ آئین اور بمنت وسماجت مہاراج سے اپنے شوہر کی رہائی کی درخواست کی - چونکہ منظور تہا کہ ریاست تباہ بالکل برباد ہوجاسے مہاراج نے راسے احمد صاحب رئیس کوٹ اور عمر خان صاحب رئیس کوٹلہ مالیر کو راجہ صاحب کے پاس بہیجکر چودہری صاحب کو قید سے چہڑا دیا اور اگرچہ چودہری صاحب نے اپنے داماد سردار صاحب سنگہہ رئیس گجرات کی مدد سے جس سے انکی بڑی لڑکی سبہا کنور کی شادی ہوئی تہی املوہ اور بہادسون کچہہ دنون بعد پہیر لیا مگر سنگرور کے واپس لینے کا قابو نہ پایا اور وہ جیند ہی کے قبضہ مین رہا پس اب راجہ جسونت سنگہہ صاحب نے اس خیال سے کہ لڑائی سے نہین تو خیر حکمت وتدبیر ہی سے اسکو واپس لیوین راجہ سروپ سنگہہ صاحب سے یہہ اقرار نامہ لکہوا لیا تہا -

چونکہ ہماری کتاب مین اکثر ریاست جیند کا ذکر آیا ہے اسواسطے اس موقع پر اسکا کسیقدر حال لکہاجانا مناسب معلوم ہوتا ہے -

واضح ہو کہ خاندان جیند کی ابتدا ہی وہی ہے جو خاندان پٹیالہ کی ہے اور یہہ سردار پھول کے بڑے بیٹے چودھری تلوک چند عرف تلوکا کے چھوٹے بیٹے سردار سکھہ چین سنگھہ کی اولاد مین - سردار سکھہ چین سنگھہ کے تین بیٹے سردار عالم سنگھہ راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر اور سردار بلاقی سنگھہ تھے - سردار سکھہ چین سنگھہ نے کئی نئے گانون بسائے اور اُنمین سے موضع سکھہ چین جسکا اپنے نام پر نام رکھا تھا سردار بلاقی سنگھہ کو - اور موضع بالان والی سردار عالم سنگھہ کو دیا اور خود موضع پھول مین اپنے منجھلے بیٹے راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر کے ساتھہ رہے اور پچھتر برس کے ہوکر ۱۷۵۸ء مین قضا کر گئے - سردار عالم سنگھہ ایک بہادر شخص تھے اُنہون نے افواج شاہی کے ساتھہ بہت سی لڑائیون مین بڑا نام پایا اور زین خان کے مارے جانیکے بعد بہت سا ملک حاصل کیا مگر اگلے برس گھوڑے سے گر کر مر گئے - انکی تین زوجہ تھین جنمین سے ایک کے ساتھہ راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر نے کریوہ کر لیا اور اسطرح سے بالان والی کے علاقہ کے مالک ہو گئے - راجہ گجپت سنگھہ صاحب بہادر ۱۷۳۸ء کے لگ بھگ پیدا ہوئے تھے اور بڑے بہادر اور اولوالعزم شخص تھے اُنہون نے ریاست جیند کی بنیاد ڈالی اور ۱۷۶۳ء مین زین خان کے مارے جانیکے بعد ایک بڑے قطعہ ملک پر

جسمین علاقجات جیند اور سفیدون ہی شامل تہے قبضہ کیا اور پانی پت اور کرنال تک تاخت وتاراج کرتے ہوئے چلے گئے مگر مقامات مفتوحہ پر قابض رہنے کی انمین کافی طاقت نتھی اسلئے یہہ انکی دانائی تہی کہ حسب دستور سابق زرمالگذاری خزانہ شاہی مین داخل کرتے رہے - چنانچہ ۱۷۶۶ء مین جو ڈیڑہ لاکہہ روپیہ باقی رہگیا سادہورہ کے مقام سے مرزا شفیع خان انکو دغا سے گرفتار کرکے دہلی لیگیا اور یہہ تین برس وہان نظر بند رہے اور اپنے بیٹے سردار مہر سنگہہ کو اول مین دیکر جیند آئے اور جسطرح تین لاکہہ روپیہ جمع کیا اور دہلی جاکر بزور زر اپنے بیٹے کو بہی چہڑایا اور چہبیسوین شوال ۱۱۸۵ہجری کو شاہ عالم بادشاہ دہلی کے حضور سے راجائی کا لقب بہی حاصل کیا اور واپس آکر اپنا سکّہہ جاری کردیا اور اُسمین وہی شعر کندہ کرایا جو ہماری سرکار کے سکّہہ مین ہے مگر ضرب سرہند کی جگہہ جیند کا لفظ بدل دیا اور اب سے یہہ ریاست بہی خود مختار شمار ہونے لگی جب سردار مہر سنگہہ نے ۱۷۸۰ء مین قضا کی تب راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر نے اُنکے بیٹے سردار ہری سنگہہ صاحب کو سفیدون کا علاقہ دیدیا مگر وہ اٹہارہ برس کی عمر مین بحالت نشہ شراب ۱۷۹۱ء مین اپنے مکان کی چہت پر سے گرکر لاولد مرگئے -

راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر کا بہت سا حال پہلے ہم لکہہ چکے ہین ۱۸۳۶ء مین جب
سفیدون جاتے ہوئے اکیاون برس کی عمر مین اُنکا انتقال ہوگیا تب راجہ
بہاگ سنگہہ صاحب بہادر اکتیس برس کے سن مین اُسکے جانشین ہوئے اور
بڈرُکہان کا علاقہ اُنکے چہوٹے بہائی سردار بہوپ سنگہہ صاحب کو ملا۔
راجہ بہاگ سنگہہ صاحب کے بہی اکثر قابل الذکر حالات پہلے لکہے جا چکے ہین
اور جو اور لکہنے کے قابل ہین وہ یہہ ہین کہ اُنہون نے اپنے منجہلے صاحبزادہ
کنور پرتاب سنگہہ کی محبت کے سبب سے جسکی مان طفولیت ہی مین گذر گئی تہی
برخلاف اپنے ولیعہد کنور فتح سنگہہ صاحب کے ۱۸۱۲ء مین یہہ وصیت نامہ لکہا
کہ اُنکی وفات کے بعد کنور پرتاب سنگہہ ریاست کا مالک ہو اور کنور فتح سنگہہ صاحب
کو سنگرور اور بسیان کا پرگنہ ملے۔ مگر سرکار انگریزی نے اِس وصیت کو ناانصافی
سمجہکر نامنظور کیا اور جب اگلے برس شراب خوری کی کثرت کے باعث سے (جسکو
ایک دفعہ چہوڑ ہی چکے تہے) اُنپر فالج گرا اور زبان بند اور ہاتہہ پانون بیکار ہوگئے
سرکار انگریزی نے اُنکے سب سے چہوٹے لڑکے کنور مہتاب سنگہہ کی والدہ رانی
سبہرائی کو ضرورتاً منتظم ریاست مقرر فرمانا تجویز کیا کیونکہ کنور فتح سنگہہ صاحب
جنسے راجہ صاحب بہت ناراض تہے اُنکی بیماری کے وقت مین اِس کام

مقرر نہین کئے جا سکتے تہے اور اس سبب سے اُنکی والدہ بہی مقرر نہین کیجا سکتی تہین
کنور پرتاب سنگہہ کو واسطے انتظام سپرد نہین ہو سکتا تہا کہ گورنمنٹ علانیہ یہہ حکم دیچکی تہی
کہ یہہ جانشین نہ بنائے جائین۔ کنور مہتاب سنگہہ بہی نپچے ہی تہے۔ پس اب صرف
ایک رانی سبہرائی صاحب باقی تہین جنکے تقرر کی نسبت کوئی اعتراض نہین ہو سکتا
تہا اور اُنہون نے اقرار بہی کرلیا تہا کہ مین ولیعہد اور اُنکی والدہ کے مقاصد کی تائید
کرونگی۔ پس راجہ صاحب نے اِس انتظام کی نسبت اشارون سے اپنی رضامندی
ظاہر کی اور سر ڈیوڈ اکٹرلونی صاحب نے اُنکو راجہ صاحب کے دوست بہائی لال سنگہہ صاحب
رئیس کیتہل کی موجودگی مین منتظم ریاست مقرر کیا مگر کنور پرتاب سنگہہ کو یہہ انتظام ناگوار
ہوا اور اُنہون نے رانی صاحب کے برخلاف تدبیرین کرنی شروع کین اور خفیہ ہی
خفیہ سپاہ جمع کرلی۔ رانی صاحب نے اُنکو لکہا کہ اسمین کچہہ شک نہین ہے کہ تم بغاوت
کا ارادہ رکہتے ہو اور میری جان لینے کی فکر مین ہو دیکہو بغاوت کا نتیجہ اسکے سوا
کچہہ نہوگا کہ جو کچہہ تمہاری بسر اوقات کے لئے تمکو دیا جاتا ہے اُس سے بہی
ہاتہہ دہو بیٹہو گے اور جو انتظام گورنمنٹ نے مقرر کیا ہے اُس سے مخالفت کرتے کے
کامیابی کی امید کرنی نادانی ہے مگر ان باتون سے کنور صاحب کے دل پر کچہہ اثر
نہوا اور بیسوین اگست ۱۸۱۳ء کو اُنہون نے جیند کے قلعہ پر حملہ کرکے قبضہ کرلیا اور رانی

صاحب اور اُنکے شیر منشی جشی رام اور اور کئی آدمیونکو قتل کروالا -

اب ناچاری سرکار انگریزی نے کنور فتح سنگھ صاحب کو منتظم ریاست مقرر کیا اور کنور پرتاپ سنگھہ کے گرفتار کرنے کو لودہیانہ اور ہانسی سے فوج روانہ ہوئی اور صاحب ایجنٹ کے لکھنے سے سات سو سوار ہمارے یہان سے بہی بہیجے گئے - مسٹر ولیم فریزر صاحب اسسٹنٹ رزیڈنٹ دہلی اور کرنل آرنولڈ صاحب کو حکم ہوا کہ اگر ذرا بہی مخالفت پائی جائی تو فوراً تدابیر جنگی عمل مین لائین کنور صاحب یہ سنکر کہ سپاہ انگریزی میرے گرفتار کرنیکو آتی ہے بالان والی کیطرف چلے گئے اور اُس پر قبضہ کرلیا پیچھے ہی پیچھے کئی ترپ انگریزی سوارون کے پہنچے جنکو یہ حکم تہا کہ جب تک پیدل فوج نہ آسے تب تک بالان والی کو گہیرے رکہین اور کنور صاحب کو وہان سے بہاگنے نہ دین - چنانچہ جب پانچ کمپنیان پیادون کی معہ تین توپون کے تیسویں تمبر کو لودہیانہ سے بہیجی گئین اور کنور صاحب نے دیکہا کہ یہان رہے تو پکڑے جاینگے اسلئے پندرہ ہزار روپیہ نقد اور قیمتی اسباب جو قلعہ مین تہا لیکر نکل بہاگے اور دیکر کہاتے ہوئے نندپور ماکہوال کے قریب چالیس ہمراہیون کے ساتہہ ستلج سے عبور کرکے پہولا سنگھہ اکالی سے جو دوسرے کنارے پر ساہی فوج کے پڑا ہوا تہا جاملے اور دو مہینے تک اُسکے پاس رہے اور آخرکار اُسکو

اپنی مدد کیواسطے چڑہا لائے۔

سکہہ پہولا سنگہہ کی نہایت تعظیم کرتے تہے پس اُسکا آنا سُنتے ہی اُنکے دلون مین کہلبلی پڑگئی اور کنور صاحب چند آدمیون کے ساتہہ قلعہ بالان والی پر پہر قابض ہوگئے لیکن جب ہماری سپاہ پہولا سنگہہ کے تعاقب مین ہوئی اور صاحب ایجنٹ کے اشارہ سے کیتہل او رنابہہ کی فوج نے بالان والی کو جا گہیرا اٹہائیسوین جنوری ۱۸۱۵ء کو کنور صاحب پکڑے گئے اور دہلی کو بہیجے گئے مگر وہ یہان صرف نظربند تہے قید نتہے اسواسطے بہاگ کر لاہور چلے گئے مگر مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر نے خوبی ہیمکہر سرکار انگریزی کے حوالہ کردیا او رقید ہوکر پہر دہلی پہنچے اور اگلے برس وہین اُن کا انتقال ہوگیا۔

سنہ ۱۸۱۹ء تک کنور فتح سنگہہ صاحب منتظم ریاست رہے اور جب سنہ مذکور مین راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کا انتقال ہوگیا مستقل رئیس ہوگئے۔ اِنکے عہد کی کوئی بات تاریخ مین لکہنے کے لائق نہین ہے۔ تینتیس ۳۳ برس کی عمر مین فروری سنہ ۱۸۲۲ء مین سنگرور کے مقام جب اُنکا انتقال ہوا اُنکے ولیعہد راجہ سنگت سنگہہ صاحب بہادر گیارہ برس کے تہے جو تیسوین جولائی سنہ مذکور کو مسند نشین ہوئے سنہ ۱۸۲۶ء مین ہولی کے موقع پر لاہور گئے اور چند سردار امرتسر تک اگر بڑی تعظیم وتکریم کے

ساتھہ اُنکو لاہور لیگئے اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے دوآبہ جالندہر مین اُنکو ایک جاگیر عنایت کی۔ اگلے برس جب یہہ پہر وہان گئے تب بہی اُنکو تخمیناً پچیس ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ ستلج کے اِس پار ملا مگر یہہ پہلی جاگیر کا ملنا سرکار انگریزی کی ناراضگی کا باعث ہوا وجہ یہہ تہی کہ اسمین ایک گانون ایسا تہا جسکو مہاراجہ رنجیت سنگہہ کہتے تہے کہ ہماری سرکار سے متعلق ہے مگر سرکار انگریزی نے اسکو تسلیم نہین کیا تہا پس راجہ صاحب نے جو دفعتاً حملہ کرکے اُسپر قبضہ کرلیا اور اُسکے مالک سردار رام سنگہہ نے صاحب ایجنٹ بہادر کے ہان نالش کی تو راجہ صاحب سے جواب طلب ہوا اور حکم ہوا کہ فوراً اُسکو اُسکے مالک کے حوالہ کرین اور یہہ بہی پوچہا گیا کہ گورنمنٹ کی اطلاع اور اجازت کے بغیر سرکار لاہور کے ساتھہ آپنے ایسا ارتباط کیون پیدا کیا۔ ۱۸۳۴ء مین راجہ صاحب مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے حسب الطلب دسہرہ کے موقع پر پہر لاہور گئے اور یہہ بات گورنمنٹ کو اَور بہی ناگوار گزری اور غالب تہا کہ راجہ صاحب کو سرکار موصوف کی ناراضی کا خمیازہ اُٹہانا پڑتا مگر قضا نے اِس قصہ کا ناگہان اسطرح سے خاتمہ کردیا کہ دوسری نومبر کو جبکہ وہ بسیان کے مقام خاص مین تندرست تہے اور شام کو حسب معمول شراب بہی پی تہی اور اچہے بہلے سوئے تہے صبح کو جب اُٹہے تو طبیعت کسلمند معلوم ہوئی

اور دمبدم حالت غیر ہونے لگی اور لوگون کے کہنے سے جو پالکی مین سوار ہوکر
سنگرور کو روانہ ہوئے تو گانون کے دروازہ کے باہر نکلے تہے کہ دم
نکل گیا اور ریاست راجہ بہاگ سنگہہ صاحب بہادر کی شاخ سے اُنکے چہوٹے
بہائی سردار بہوپ سنگہہ کی شاخ مین منتقل ہوگئی جیسا کہ ہم اُوپر لکہہ آئے ہین

سرکار انگریزی کی مہم افغانستان پر اور مہاراج کا گورنمنٹ کو روپیہ وغیرہ سے مدد دینا

اِس صدی کے شروع مین سلطنت افغانستان ہرات سے کشمیر
اور بلخ سے سندہ تک تہی اور احمد شاہ دُرانی کا پوتا زمان شاہ اُسپر
قابض تہا لیکن زمان شاہ نے قوم بارک زئی کو اپنے سے ناراض کر لیا
اور موقع پاکر اُسکے چہوٹے بہائی محمود شاہ نے وزیر فتح خان وغیرہ
بارک زئی سرداروںکی مدد سے زمان شاہ کو تخت سے اُتار کر اندہا کر ڈالا۔ اور
آخر کار وہ لودہیانہ مین آگر جہان سرکار انگریزی نے اُسکے لئے پنشن مقرر کردی
تہی دنیا سے رخصت ہوا۔ سنہ ۱۸۰۳ء مین زمان شاہ کے دوسرے بہائی شجاع الملک
نے محمود شاہ سے سلطنت چہین لی اور سنہ ۱۸۰۹ء تک اُسپر امن وامان کے ساتہہ
قابض رہا مگر جب مسٹر الفنسٹن صاحب سفیر انگریزی جو عہدنامہ کرنیکے واسطے

بہیجے گئے تہے کابل سے چلے آئے تو محمود شاہ نے قابو پاکر اسی فتح خان کی
مدد سے شجاع الملک کو سلطنت سے بیدخل کردیا۔ اور وہ کئی برس ادہر ادہر
پریشان حال پہراکئے اور جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے پاس مدد کی امید سے آئے
انہون نے امداد کی جگہہ الٹا انکو قید کرلیا اور مشہور کوہ نور ہیرا (جسکو نادرشاہ ہندوستان
سے لیگیا تہا اور وہان سے احمد شاہ کے ہاتہہ آیا) سنگدلی کے ساتہہ انکو بے
آب ودانہ رکہکر ان سے لیلیا اور آخرکار اپنے بڑے بہائی زمان شاہ کیطرح
انکو بہی سرکار انگریزی سے پنشن اور لودہیانہ مین رہنے کو جگہہ ملی۔

اب محمود شاہ کی کیفیت سنیئے کہ اسکے بیٹے **کامران** نے اول اسکو مارڈالا
اور پہر فتح خان وزیر کو جسکی بدولت اسکے باپ کو سلطنت ملی تہی اول اندہا کیا اور پہر
کبہی کان کبہی ناک اور کبہی یہہ انگلی کبہی وہ انگلی کٹوا کر مروا ڈالا اور اس سبب سے
فتح خان کے بہائی دوست **محمد خان** وغیرہ جو کابل وقندہار اور کئی
صوبون کے حاکم تہے باغی ہوگئے اور کامران کو انسے شکست کہاکر اسٹے پانو
ہرات کو بہاگنا پڑا جہان اپنے جیتے جی حکمران رہا۔ اب اگرچہ کابل وقندہار وغیرہ
دوست محمد خان اور اسکے بہائیون کے قبضہ مین تہے مگر اس انقلاب مین بلخ
کو شاہ بخارا اور دیرہ جات کو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے دبالیا اور سندہ کا صوبہ بہی جو

کنارہ پر تہا خود سر اور آزاد ہو گیا۔

شاہ شجاع الملک بڑے اولوالعزم اور صاحب داعیہ شخص تہے اور اُنکے رفقا ابہی ابتک کابل مین بہت تہے پس اُنہون نے ایکدفعہ پہر قسمت آزمائی کا ارادہ کیا اور مارچ ۱۸۳۳ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ساتہہ عہد و پیمان کر کے جسمین شرطی شرط یہہ تہی کہ افغانستان کے جن صوبون پر اُنہون نے قبضہ کر لیا ہے شاہ اور اُنکا کوئی جانشین کبہی دعویدار نہوگا۔ پہر کابل پر چڑہائی کی اور سندہ کے میرونکو شکست دیتے ہوئے قندہار جا پہنچے اور اُسکو فتح کر لیا مگر تہوڑے ہی عرصہ کے بعد دوست محمد خان نے شکست دیکر وہان سے نکال دیا اور اُنکو اُلٹے پانون لودہیانہ مین آنا پڑا اور موقع پاکر مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے پشاور پر بہی قبضہ کر لیا اور ہرچند دوست محمد خان نے اُسکے واپس لینے کیواسطے کوشش کی مگر کامیاب نہوا

یہہ حالات دیکہکر روسیون کو بہی ان اطراف مین اپنے پنجے پہیلانے کی ہوس ہوئی اور انہون نے محمد شاہ بادشاہ ایران کو اُبہار کر ہرات کیطرف فوج روانہ کرا دی۔

گورنمنٹ ہند مدت سے چاہتی تہی کہ مابین ایران اور ہندوستان کوئی سد راہ قایم کیجائے تاکہ مغرب کیجانب سے فرانس اور روس کے حملہ کا

جو اُسوقت اندیشہ تہا اُسکی روک ہوجاے - پس اب جو فوج ایران نے
ہرات کو آکر گہیر لیا اور کپتان الگزنڈر برنس صاحب نے (جو بطاہر معاملہ
تجارت مین عہدنامہ کرنیکو کابل بہیجے گئے تہے اور اصل مقصد یہہ تہا کہ کچہہ ایسی
تدبیر کیجاے کہ جس سے ایرانی آگے نہ بڑہ سکین اور دوست محمد خان اور
مہاراجہ رنجیت سنگہہ مین صلح قایم ہوجاے) ظاہر کیا کہ دوست محمد خان
روسیون کے ساتہہ بالکل ہمصلاح ہے اور اُنہون نے اُس سے پکا
وعدہ کرلیا ہے کہ ہم تمکو پشاور واپس دلا دینگے اِس سے گورنمنٹ کو
زیادہ تر کہٹکا ہوگیا اور اسکے دفعیہ کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ شاہ شجاع الملک
کو بیجا کر پہر تخت کابل پر بٹہایا جاوے - مہاراجہ رنجیت سنگہہ کو بہی اس منصوبہ
مین شامل کرلیا گیا اور سرکار انگریزی اور مہاراجہ رنجیت سنگہہ اور شاہ شجاع الملک
کے باہم ایک عہدنامہ لکہا گیا - جسکی بڑی شرطین یہہ تہین کہ شاہ شجاع الملک
یا اُنکا کوئی جانشین اُن علاقون پر دعوی نکریگا جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے دبالیئے
ہین اور شاہزادہ کامران حاکم ہرات پر جو اُنکا بہتیجا ہے حملہ نکیا جائیگا اور
نہ اُسکے مقبوضہ مُلک سے کچہہ تعرض ہوگا اور تینون سرکارون کے
دوست اور دشمن ایک دوسرے کے دوست اور دشمن ہونگے اور سندہ کا

ملک ہمیشہ میران سندہ کے قبضہ مین رہیگا سرکار افغانستان کو اُس سے کچھہ علاقہ ہوگا اور سندہ کے میرون سے یہہ عہد ہوگیا کہ فوج انگریزی کو اپنے ملک مین سے افغانستان کیطرف جانے دین۔

جب یہہ تجویز پختہ ہوگئی مہاراج نے گورنمنٹ کو اطلاع دی کہ ہرایک طرح کی مدد دینے کو جو ہمسے ہوسکتی ہو ہم حاضر ہین اور پچیس لاکھہ روپیہ بطور قرض گورنمنٹ کو دیا اور بلحاظ اُس تعلق کے جو اس ریاست کو شاہ عالیجاہ احمد شاہ کے ساتہہ تہا گورنمنٹ کی اجازت سے راقم کے والد حکیم سید سعادت علی صاحب مرحوم کو جو اُسوقت میرمنشی کے عہدہ پر سرفراز تہے چند تحایف دیکر بطور سفیر بمقام فیروزپور شاہ کیخدمت مین بہیجا تاکہ پُرانا تعلق یاد دلاکر مہاراج کے اخلاص اور خیرخواہی کا یقین دلائین۔ گورنمنٹ نے اس خیرخواہانہ ارادہ کی بنسبت شکریہ ادا کیا اور شاہ نے بہی نہایت خوشی سے تحفے قبول کئے۔ اُسوقت بہت سے اونٹ بہی فوج کی باربرداری کیواسطے کابل بہیجے گئے تہے جسکی بنسبت جنرل پارسنس صاحب کیسری جنرل نے اپنا شکریہ لکہا اس عہد وپیمان کے بعد سر ولیم میگناٹن اور الگزنڈر برنس اور سر جان کین صاحب کمانڈرانچیف احاطہ بمبئی نے ساڑہے سات

ہزار فوج اور ایکسو دس توپون کے ساتہہ درہ بولان کی راہ سے شاہ
کو قندہار لیجا کر آٹہوین مئی ۱۸۳۹ء کو تخت پر بٹہادیا اور تیئسوین جولائی کو غزنی
اور ساتوین اگست کو کابل بہی فتح ہوگیا اور تیسری ستمبر کو شاہ کا بڑا بیٹا تیمور
بہی جسکے ساتہہ پانچ ہزار اپنی اور چہہ ہزار مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کی فوج تہی
درہ خیبر کی راہ سے کابل مین پہنچگیا ۔ اور مایوس اور خراب وتباہ ہوکر
اگلے برس چوتہی نومبر کو دوست محمد خان بہی از خود حاضر ہوگیا اور قید کرکے
ہندوستان کو بہیجا گیا ۔

جب سب طرح سے انتظام ہوگیا اور شاہ کی حکومت بخوبی جمگئی
سر ولیم میگناٹن صاحب کا ارادہ ہوا کہ الگزنڈر برنس صاحب کو اپنی جگہہ
چہوڑکر اوراس فوج کو جو ابتک کابل مین تہی ساتہہ لیکر ہندوستان کو اپنے
عہدہ گورنری بمبئی پر جو ابہی انکو ملا تہا چلے آئین کہ اتنے مین ایک روز امین اللہ خان
اور عبد السلام وغیرہ چند افغان سردارون نے جو برنس صاحب
وغیرہ بعض جوان انگریزی افسرونکی حرکات عیاشی اور بدکلامی کی شاہ
سے نہایت شکایت کی مشہور ہے کہ شاہ کے مونہہ سے دربار مین بیٹہے
یہہ نکلگیا ،، از شما ہیچ نمی آید ،، یعنی تم لوگون سے کچہہ بن نہین پڑتا ۔

پس انکا یہہ کہنا تہا کہ یکایک دوسری نومبر ۱۸۴۱ء کو دن نکلتے ہی پٹہانون نے بلوہ
کردیا اور برنس صاحب اور اور انگریزون کو جو شہر مین رہتے تہے قتل کرکے
برنس صاحب کا سر بازار چارچتہ مین لوگون کے دیکہنے کیواسطے لٹکا دیا۔
اب اگر چہاونی سے فوج فوراً شہر مین چلی آے تو انتظام کرلینا کچہہ مشکل نہ تہا
مگر فوج کے سردارون سے ایسی سو تدبیری ہوئی کہ وہ بجاے اسکے کہ
شہر مین آکر انتظام کرین سپاہیون کے ادہر ادہر بہیجنے بلانے اور بیفائدہ
جوڑ توڑ لگانے مین اپنا وقت ضایع کرنے لگے اور جنرل الفنسٹن اور برگیڈیر
شلٹن صاحب نے میگناٹن صاحب کو یہہ صلاح دی کہ اب یہان رہنا مناسب
نہین جسطرح ہوسکے جلال آباد چلے اور وہان سے ہندوستان کو روانہ
ہوجئے۔ یہہ دیکہکر کابل اندر باہر تمام پہاڑی افغانون سے بہر گیا اور بائیسوین
نومبر کو دوست محمد خان کا مشہور اور نامور بیٹا محمد اکبر خان بہی والی بخارا
کے قیدخانہ سے بہاگ کر انمین آشامل ہوا اور اُسمین اور میگناٹن صاحب مین
صلح کی بابت پیام سلام ہونے لگے اور تیئیسوین دسمبر کو جو چہاونی کے باہر
دونون کی ملاقات ہوئی تو اکبر خان نے کسی بات پر دانستہ بگڑکر تپنچہ مار کر
انکو مار ڈالا اور انکے ہمراہی آٹہہ سات انگریزون کو گرفتار کرلیا اور یہہ دیکہکر

انگریزی فوج کے سردارون کے رہے سہے اوسان جاتے رہے اور
چونکہ دوست محمد خان ہندوستان مین سرکار انگریزی کی قید مین تہا تمام
خزانہ اور توپخانہ اور بہت سے انگریزون کو اُسکی عوض محمد اکبر خان کو اول مین
دیکر چھٹی جنوری ۱۸۴۲ء کو صرف چہہ توپون کے ساتہہ جلال آباد کو چل پڑے۔
بُت خاک کے مقام اگرچہ بہت لوگ بلوائیون کے ہاتہہ سے مارے گئے جنکو
محمد اکبر خان بظاہر تو منع کرتا تہا مگر پشتو مین یہہ کہتا تہا کہ ایک بہی زندہ جانے
نپائے۔ لیکن جب آٹہوین کو درہ خورد کابل مین پہنچے جسکے دونون طرف
بہت اُونچے اُونچے پہاڑ کہڑے ہین اور جو ندّی اُسمین بہتی ہے وہ درہ کے موڑون کے
سبب سے اٹہائیس بار اُترنی پڑتی ہے۔ برف کی کثرت اور قدم قدم پر ندّی کے غضب کے ٹہنڈے
پانی جسمین پانون ڈالتے ہی بیکار ہو جائین اور پہاڑون پر سے گولیون اور پتہرون کی بوچہار
سے اگلی منزل تک پہنچتے پہنچتے تین ہزار سے زیادہ آدمی ضایع ہو گئے اور چونکہ یہی آفت اگلی منزلون
مین بہی تہی میدان تک پہنچتے پہنچتے ایکہفتہ کے اندر سولہ ہزار پانسو (۱۶۵۰۰) مین سے صرف دوسو ستر (۲۷۰)
سپاہی اور چار ہزار بہیڑ کے آدمی باقی رہگئے جنکو محمد اکبر خان نے لوٹ کہسوٹ کر
ہندوستان کو رخصت کیا اور انگریزون مین صرف ڈاکٹر بریڈن صاحب
کسیطرح بچکر نکل آئے مگر جنرل سیل صاحب جلال آباد کو اور جنرل ناٹ صاحب

قندہار کو تہامے رہے۔

اس حادثہ کی خبر کے پہنچنے پر سرکار انگریزی نے اپنے نام اور عزت کیواسطے دوبارہ فوج کشی کی یہہ فوج درہ خیبر سے کابل کو گئی اور جنرل پالک صاحب سولہوین اپریل کو جلال آباد مین اور پندرہوین ستمبر کو اکبر خان کو شکست دیتے ہوے کابل مین جا داخل ہوے اور انتقام کی یادگار کے طور پر مشہور بازار چار چہتہ کو بارود سے اڑا دیا اور جنرل ناٹ صاحب بہی غزنی کو فتح کرتے ہوے وہان پہنچگئے چونکہ انکے پہنچنے سے پہلی ماہ اپریل ہی مین دوست محمد خان کے ایک رشتہ دار نے شاہ شجاع الملک کو رات کیوقت قلعہ بالا حصار کو جاتے ہوے مار ڈالا تہا اسلئے جنرل پالک صاحب کو بجز اپنے قیدیون کے چہڑانیکے جنمین مردون کے سوا تیرہ ۱۳ میمین اور انیس ۱۹ بچے تہے اور جنکو محمد اکبر خان نے بامیان کیطرف بہیجدیا تہا تاکہ تورانی سردارون کے پاس غلامی کیواسطے بطور تحفہ بہیجے جائین اور کچہہ کام باقی نتہا۔

غریب قیدیون کی تقدیر اچہی تہی جو انکے محافظ صالح محمد خان نے بیس ۲۰ ہزار روپیہ نقد اور ہزار روپیہ ماہوار کی پنشن کے وعدہ پر انکو صحیح و سالم انگریزی فوج مین پہنچا دیا اور وہ انکو اور سلطان محمود غزنوی کے مقبرہ کے صندل کے

کواڑون کو جنکو وہ سومناتہ کے مشہور مندر سے سنہ ۱۰۲۴ء مین اُتار کر لیگیا تہا بطور نشان فتح کے ساتہہ لیکر ہندوستان کو واپس چلے آئے اور امیر دوست محمد خان کو وطن جانے کی اجازت ہوگئی۔ اس موقع پر بہی پانچ لاکہہ روپیہ حسب الطلب سرکار انگریزی کو اس ریاست سے بطور قرض دیا گیا۔

ضلع ہریانہ اور بہٹیانہ کی سرحد کے تنازعہ معروف مقدمہ نیلی[۱] کی ابتدا اور خاتمہ کا ذکر

مہاراجہ امر سنگہہ بہادر نے جو فتوحات ملک ہریانہ اور بہٹیانہ مین جو اب ضلع حصار اور سرسہ کے نام سے مشہور ہے بہٹی راجپوتون کو زیر کرکے حاصل کی تہین مہاراجہ صاحب سنگہہ بہادر کی خورد سالی اور مختلف بغاوتون کے سبب سے دیوان نانون مل مدار المہام ریاست کو اُنکے قابل اطمینان استحکام دینے کی فرصت نہ ہوئی۔ علاوہ برین (چالیسہ) یعنی سمت ۱۸۴۰ مطابق سنہ ۱۷۸۳ء کے مشہور قحط اور نوّاب محمّد امین خان بہٹّی کے بیٹون قمر الدین خان اور خان بہادر خان کی مار دہاڑ اور لوٹ کہسوٹ نے اُس ملک کو ایسا صدمہ

[۱] ضلع ہریانہ اور بہٹیانہ کے لوگ دریائے گہگر کو نالی یا نیلی کہتے ہین۔ چونکہ یہہ دریا اکثر اُن دیہات کے قریب ہوکر گزرتا ہے جنکا تنازعہ تہا اسواسطے یہہ مقدمہ بہی اُسکے نام سے مشہور ہوگیا۔ ۱۲۔ مولف

پہنچایا کہ ویران مطلق اور بے چراغ ہوگیا - یہانتک کہ قصبہ ہانسی - حصار - ٹوہانہ
توشام - سرسہ اور فتح آباد مین بہی اُلّو بولنے لگے اور سوائے چند بڑے بڑے
گانوءن کے جنمین زبردست قومین آباد تہین کہین آبادی کا نام ونشان نرہا
- ان ہی سردارون کا دستور تہا کہ جب کسی سے لڑنے یا کہین لوٹ کہسوٹ کیواسطے
جانا چاہتے تو اپنی رعایا قوم وٹّو - جوئیا - پچہادہ کی اطلاع کیواسطے جو بہی اُنکی
گویا فوج تہی ڈہول بجواتے جسکی آواز سنکر اپنے اپنے مسکنون سے یہہ لوگ
آکر جمع ہو جاتے - اِس قزاق گروہ کو کٹک کہا جاتا تہا اور چونکہ یہہ لوگ اُنکے
تنخواہ دار نوکر نہوتے تہے اسواسطے یہہ قاعدہ تہا کہ لوٹ مین سے جو مال
ناقص اور کم قیمت ہوتا علحدہ نکالکر نوّاب کو دیدیتے جسکا نام اُنکی اصطلاح مین
چہنٹ مشہور تہا اور باقی آپسمین تقسیم کرلیتے - اِسوقت فتح آباد خان بہادر خان
اور سرسہ قمر الدین خان کے قبضہ مین تہا اور حصار سے سرسہ تک قریب
پچاس میل کے فاصلہ مین جہان اب بیسیون گانون نظر آتے ہین صرف بڑے
بڑے گیارہ گانون آباد رہگئے تہے سنہ ۱۷۹۰ تک اِسملک کی یہی حالت رہی وجہہ
یہہ تہی کہ سلطنت دہلی مین خود ہی طاقت نتہی اور مہاراج صاحب سنگہ بہادر
کی خوردسالی کے سبب سے اِس ریاست مین ایسی ہلچل پڑی ہوئی تہی کہ جس سے

ایسے ویران اور غیر آباد ملک کیطرف توجہ کرنی محال تہی مگر جب مرہٹون کے دہلی مین بخوبی پانون جمگئے جارج طامس معروف جہاج صاحب نے جسکا حال ہم پیچہے لکھہ آے ہین جہجر سے آکر شہر ہانسی کو پہر بسایا اور قلعہ کی مرمت کی اور مہم حصار توشام اور بروالہ وغیرہ پر قبضہ کیا اور ۱۷۹۹؁ء مین قمرالدین خان کی مدد کیواسطے رانیان گیا اور بہٹنیر اور گڈہی بن گوہر کو بیکانیر والون سے اُسکو چہڑا دیا اور اُسکے عوض مین بائیس ہزار روپیہ نذرانہ لیکر چلا آیا۔ اگرچہ اُسکی رعب وداب کے باعث سے چار برس ملک مین کسیقدر امن رہا اور ہریانہ کے اکثر مقامات پر وہ قابض ہوگیا مگر جس جس جگہہ بہٹیون کا قبضہ تہا اُنپر وہ بدستور قابض رہے اور اُنکی آزادی کی بنسبت طامس صاحب نے کچہہ مزاحمت نکی ۱۸۰۱؁ء مین ہریانہ مرہٹون اور ۱۸۰۳؁ء مین سرکار انگریزی کے قبضہ مین آیا۔ مگر ۱۸۰۹؁ء تک وہی چند دیہات جو آباد تہے سرکار انگریزی کے قبضہ مین تہے۔ اور فتح آباد اور سرسہ بہٹیون کے پاس تہا۔ ۱۸۰۸؁ء کے اختتام پر جب خاندان دوجانہ کے مورث اعلے نواب عبدالصمد خان نے جو گورنمنٹ انگریزی کیطرف سے ہریانہ کا ناظم تہا اور ہانسی مین رہا کرتا تہا نظامت سے استعفا دیا اُسوقت بہی ملک مین بڑی بے انتظامی ہو رہی تہی اور چہوٹے چہوٹے گانون اُجڑ کر

بڑے بڑے گانوؤن مین پناہ کیواسطے چلے گئے تہے اور قصبہ بہوانی باغی تہا اور خان بہادر خان فتح آباد والہ بدستور لوٹ مار کرتا اور دیہات مقبوضہ سرکار انگریزی کو تکلیف دیتا تہا اسلئے سرکار انگریزی نے اُسپر فوج کشی کی اور فتح آباد کو اُس سے چہین لیا۔ لیکن تاہم مغرب کیجانب سرسہ سے ریگستان بہاول پور اور ستلج تک جو مُلک ہے اُسپر بہٹی بدستور قابض رہے اور آخرکار جب ۱۸۱۸ء مین ہمدانی خان تحصیلدار فتح آباد کے ساتہہ بستی بہیمان کے رہنے والے شفیع نامے ایک بہادہ کا دنگہ ہوگیا اور بہادون نے فتح آباد کو لوٹ لیا اور قمرالدین خان کے بیٹے ضابطہ خان کی اسمین سازش پائی گئی۔ تب سرکار انگریزی نے اُسپر فوج کشی کرکے سرسہ پر بہی قبضہ کرلیا۔ اگرچہ ۱۸۰۳ء سے ۱۸۱۸ء تک مختلف اوقات مین اسمُلک کے آباد حصّون پر سرکار انگریزی قابض ہوئی مگر اس پندرہ ۱۵ برس کے عرصہ مین ہماری جانب سے ہی بہٹیون کو مغلوب کرنے اور علاقہ کے آباد کرنیمین برابر کوشش ہوتی رہی۔ چنانچہ ۱۸۱۹ء مین زیر اہتمام لالہ دیوی سہاے کہتری ریاست کے ایک مشہور عہدہ دار کے جسکی سماوہ اتبک موضع گوڑہا مین موجود ہے۔ گوڑہا مین جو سرسہ سے صرف ۱۴ چودہ میل کے فاصلہ پر تہا۔ ہمارے سپاہیون کی

ایک چوکی قایم ہوئی اور دوسرے سال کسیقدر سوار بہی وہان متعین ہوئے
اور مختلف تدبیرون سے مُلک کے آباد کرنیمین کوشش ہوتی رہی یہانتک
کہ ۱۸۲۷ع مین آبوہر کا پرگنہ بہی اکثر آباد کیا گیا جو گوڑہا سے ساٹھہ میل شمال مغرب
کیطرف ہے اور وہانکی گڑہی کی مرمت کرائی گئی اور اگرچہ یہہ سب کچھہ حکام
انگریزی کی آنکھون کے سامنے ہوتا رہا مگر کسی نے ہمکو کبہی نہین پوچھا کہ
تُم یہہ کیا کرتے ہو۔ اور ۱۸۲۰ع سے ۱۸۳۵ع تک بلا روک ٹوک ہم
اپنے مقبوضات پر قابض رہے۔ لیکن سنہ مذکور مین مسٹر ولیم فریزر صاحب
نے اس بنیاد پر کہ گورنمنٹ انگریزی مرہٹون کی قایم مقام ہے اور اس
سبب سے اُس تمام قطعہ مُلک کی مستحق ہے جسپر مرہٹے قابض تہے
گورنمنٹ کو ہمارے مقبوضات پر دعوی کرنے پر مائل کیا اگرچہ صاحب
موصوف نے ۱۸۱۸ع مین بہی جب اس ضلع کے حاکم تہے گورنمنٹ
کو اسباب مین رپوٹ کی تہی مگر اُسپر کچھہ التفات نہوا تہا۔ علی ہذا ان سے
پہلے اس ضلع کے حاکمون مسٹر گارڈنر صاحب اور مسٹر بروَن صاحب
کی رپوٹون پر بہی کچھہ توجہ نہوئی تہی مگر اب جو صاحب موصوف دہلی کے
رزیڈنٹ ہوگئے اپنی تحریک پر کامیاب ہوئے اور مسٹر راس بیل صاحب

کلکٹر حصار ہمارے اور گورنمنٹ کے درمیان بطور ثالث مقرر کیے گئے
اور تصفیہ کیواسطے گورنمنٹ نے یہہ قاعدہ قرار دیا کہ سنہ ۱۸۰۳ع مین جہان
جہان پٹیالہ کا قبضہ تہا وہ پٹیالہ کو دیا جائے اور جو کچھہ اس ضلع کے
پہلے فرمان روایون کے قبضہ مین تہا وہ گورنمنٹ کا حق سمجھا جاوے
اور ضلع فتح آباد اور سرسہ جو ۱۸۰۹ع مین سرکار انگریزی کے قبضہ مین
آئے انکی نسبت بہی اسی قاعدہ کے موافق عمل کیا جاوے۔ آغاز حال مین
اگرچہ مسٹر بیل صاحب کا منشا ہماری نسبت برا نہ تہا مگر جب مہاراج
نے اس ثالثی کو نامنظور کیا اور بلالحاظ ہماری رضامندی کے گورنمنٹ نے
حکم دیا کہ تحقیقات کی روسے جو نتیجہ نکلے اُسکے موافق فیصلہ کیا جائے اور
صاحب موصوف نے تحقیقات شروع کی۔ چونکہ بعض وجوہ سے صاحب
موصوف کو یہہ خیال ہو گیا کہ اہلکاران ریاست اُنکی آزادانہ کارروائی
مین مزاحمت اور حرج کرتے ہین اسلئے ناراض ہو کر اُنہون نے اٹکل پچو
ایک ایسی رپورٹ کر دی جو ہمارے حق مین نہایت ہی مضر تہی اور ایک
وسیع قطعہ زمین جو سو میل سے زیادہ طول اور پندرہ بیس میل سے زیادہ
عرض مین تہا اور جسکو ہمنے بہت سے صرف مال و جان کے ساتہہ تہا

محنت اور کوشش سے ابتک اپنے قبضہ مین رکہا اور آباد کیا تہا ہماری حکومت
سے نکالکر اپنی سرکار کے ماتحت کرلیا۔ اس فیصلہ کی نسبت ہماری طرف سے
بڑی داد فریاد ہوئی اور آخر کار شروع جنوری ۱۸۴۸ع مین گورنمنٹ نے مسٹر
کانولی صاحب کو اس مقدمہ کی نظر ثانی کیواسطے مقرر فرمایا۔ صاحب موصوف
کی تحقیقات سے مسٹر بیل صاحب کی کارروائی صریحًا غلط ثابت ہوگئی اور
منجملہ دو سو چہیاسٹہہ ۲۶۶ گانون جسمی ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سالانہ کے نوّے ہزار ۹۰۰۰۰ روپیہ
کی آمدنی کے ایکسو انّیس ۱۱۹ گانون ہمکو واپس ملنے تجویز ہوے۔ اگرچہ اس فیصلہ
کی نسبت بہی ہمکو سخت عذر تہا کیونکہ ہم اس تمام متنازعہ زمین کو بالکل اپنا حق
سمجہتے تہے مگر گورنمنٹ نے جب یہہ کہا کہ اگر اس فیصلہ کو منظور نہین کروگے تو یہہ گانون
بہی نہین دیئے جاوینگے بناچاری قبول کرنا پڑا اور اُس وقت سے کہ جب سے سرکار
انگریزی نے ان دیہات پر اپنا قبضہ کرلیا تہا بعد منہائی فیصدی بیس روپیہ خرچہ
انتظام کے انکی آمدنی بہی اپریل ۱۸۴۸ع مین ہمکو ملگئی اور اس طرح سے سرحد
ہریانہ کا فیصلہ ہوگیا۔

اب بہٹیانہ کی کیفیت سُنئے کہ جب مسٹر بیل صاحب کے فیصلہ
کی روسے مُلک کا اسقدر وسیع قطعہ سرکار انگریزی کے قبضہ مین آگیا تو سنہ

رانیان اور ٹہوہر حصار سے علحدہ کیئے جاکر ایک نیا ضلع بنام ضلع سرسہ کے
نام سے قایم کیا گیا مسٹر کانولی صاحب نے اسکی بابت جو رپوٹ کی
اگرچہ ناواقفی کے سبب سے اسمین دیہات کے نام اور تعداد صحیح لکھی گئی مگر
انہون نے یہہ لکہا کہ جسقدر رقبہ دیہات ریاست کے قرب مین واقع
ہو وہ چہوڑ دیا جائے کیونکہ اُن دیہات کے باشندے ضرور اپنے قریب
کی افتادہ زمینون مین اپنے ڈنگر چراتے ہونگے ۔ گورمنٹ نے اس تجویز
کو منظور کیا اور پیمایش کرکے دیہات متنازعہ کے تقسیم کردینے کا حکم دیا سنہ ۱۸۴۴ء
مین یہہ پیمایش ختم ہوئی اور کپتان رابنسن صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع
بہٹیانہ نے اپنی رپوٹ مین لکہا کہ منجملہ ایکسو چوالیس ۱۴۴ گانون کے بائیس گانون
پٹیالہ کو واپس دیئے جائین چونکہ اسکی نسبت بہی سرحد ہریانہ کی طرح ہمارے
بہت سے اعتراض تہے اسلئے خط وکتابت مین چار برس گزر گئے یہانتک
کہ سرکار لاہور کے ساتہہ لڑائی شروع ہوگئی اور مہاراج کا انتقال ہوگیا ۔ پہر پنجاب
کی دوسری لڑائی ہوئی اور یہہ مقدمہ آگرہ یعنی گورمنٹ مغربی وشمالی سے لاہور
یعنی صدر پنجاب کو منتقل ہوگیا اور ان وجوہ سے حکام کو اسکے تصفیہ کی فرصت
نہوئی آخرکار مسٹر جارج کارنک بارنس صاحب کمشنر ممالک این روے

تلج نے جنسے اس ریاست کا پولیٹیکل تعلق تہا ۱۸۵۵ء ہوئین اسکی نسبت یہہ رپوٹ کی
کہ اگرچہ ریاست کا کچہہ حق نہین ہے مگر چونکہ قاعدہ مجوزہ گورنمنٹ منظور ہوچکا ہے
اسواسطے پٹیالہ کو کچہہ نکچہہ دینا ضرور چاہیے اور چونکہ کانولی صاحب کی تجویز
سابقہ مین کچہہ تشریح نہین کی گئی تہی کہ کسقدر گانون واپس دیئے جائین اسواسطے
صاحب موصوف نے لکہا کہ منجملہ دیہات متنازعہ بیس گانون پٹیالہ کو
دئیے جائین اور اگر یہہ کافی نسمجہے جائین تو سات اور دیئے جائین اور یہہ
گانون اسطور پر انتخاب کئے جائین جس سے سرحد کی صورت نہ بگڑے اور بیٹ
کی زمین مین بہی خلل واقع نہو چنانچہ جو دیہات اس زمین کے قریب تہے اُن کا
سرکار انگریزی کے قبضہ مین رہنا تجویز کیا مگر صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب نے
اس سے اتفاق نکیا اور اپنی رائے مین یہہ لکہا کہ کرنل رچمنڈ صاحب بہادر
ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کے مراسلات اور مہاراج کے جوابات سے ثابت
ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر نے مسٹر کانولی صاحب کے فیصلہ کو منظور
نہین کیا اور اگرچہ یہہ حکم ہوا تہا کہ اگر ریاست فیصلہ کو منظور کرے تو جو تجویز بابت
واپسی دیہات کے ہوئی ہے وہ منسوخ سمجہی جائے مگر اسپر عمل نہین ہوا
بلکہ کئی دفعہ اسمین مباحثہ ہوا اور کئی دفعہ ریاست کو اپنے دعوون کے پیش

کرنے کی اجازت دیگئی۔ علاوہ برین خود گورنمنٹ کی کارروائی مین بہی کسیقدر تاخیر ہوئی۔ پس ان وجوہ سے ریاست کو دیہات مجوزہ کی آمدنی سنہ ۱۸۴۳ء سے دینی واجب ہے اور اگرچہ انتظام سنہ ۱۸۴۷ء کی گورنمنٹ پابند نہین کسواسطے کہ کپتان رابنسن صاحب کی رپوٹ پر کچہہ حکم نہین ہوا تہا مگر تاہم اسبات مین کچہہ شک نہین کہ مسٹر کانولی صاحب کے فیصلہ کی روسے جسکو گورنمنٹ قبول کرچکی تہی اکتالیس گانون جو صاحب موصوف نے تجویز کئے تہے پٹیالہ کو دئے جانے چاہئین اور اگر ریاست کے علاقہ مین پرمٹ کی لین کے جانے سے کچہہ حرج ہو تو جن دیہات مین سے لین گئی ہو انکی مساوی آمدنی کے اور گانون معاوضہ مین دیئے جاوین۔

گورنمنٹ اعلےٰ نے اس تجویز کو منظور کیا اور اکتالیس گانون معہ بقایا آمدنی ازابتداے سنہ ۱۸۴۳ء نہایت یکم مئی سنہ ۱۸۵۶ء جب کہ راقم آنریبل جان کالون صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی کیخدمت مین بمقام نینی تال ریاست کی طرف سے وکیل[۱] تہا دیدینے کا حکم ہوا اور چبیس گانون ضلع سرسہ سے اور چار ہزار ایکسو تینتالیس روپیہ کی آمدنی کے باقی ماندہ

[۱] اگرچہ ریاست کا پولیٹکل تعلق ضلع پنجاب کیوقت سے گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی

پندرہ[۱۵] دیہات کے معاوضہ مین اسپال بدرہ - بھینی - سانہوکے اور[۱۶] پانچ گانون بہدوڑ کے علاقہ مین سے جواب سے قریب تین ہی برس[۱۷] ریاست کے تحت سے نکالکر ضلع لودہیانہ کے متعلق کرلیا گیا تہا جسکا ذکر ہم آیندہ لکہینگے ہمکو ملگئے اور یہہ طول طویل جہگڑہ جسکی ابتدا سنہ ۱۸۱۵ع سے تہی ختم ہوگیا -

بہائی اودے سنگہہ صاحب والی کیتہل کی وفات اور سرکار انگریزی کا ریاست کو ضبط کرنا

خاندان[۱۸] کیتہل کے اخیر رئیس بہائی اودے سنگہہ صاحب نے جب پندرہوین[۱۹] مارچ سنہ ۱۸۴۳ع مطابق پہاگن سدی چودس سمت ۱۸۹۹[۲۰] کو لاولد قضا کی سرکار انگریزی

---

[۱۸] خاندان کیتہل خاندان پہول کے جد اعلے سدہو کے بیٹے ... کی اولاد مین سے ... کا پوتا بہائی بہگتو ایک خدا پرست شخص ہوا جسکو ... گرو

[۱۷] سے موقوف ہوکر گورنمنٹ پنجاب کو منتقل ہوگیا تہا مگر اس سبب سے کہ یہہ تعداد ... کتاب مین ذکر ہے اور ضلع سرسہ گورنمنٹ موصوف کے ماتحت تہا اسواسطے دستور سابق کے موافق ریاست کی طرف سے صاحب کمشنر دہلی اور گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی کی خدمت مین ایک عہدہ دار بطور وکیل مامور رہتا تہا چنانچہ سب سے اخیر وکیل جو گورنمنٹ موصوف کی خدمت مین بہیجا گیا میز تہا اور ستمبر سنہ ۱۸۵۶ع مین جب مین نینی تال سے رخصت لیکر پٹیالہ چلا آیا تہا وہان کوئی وکیل نہ بہیجا گیا

نے موافق اُس قاعدہ کے جو ریاست جیند کے معاملہ مین قرار دیا تہا تجویز کیا
کہ اسقدر ملک جو بہائی گوربخش سنگہہ بانی ریاست کے قبضہ مین تہا اُس مین سے متوفی
کے قرابت داران جدّی کو دیا جاکر باقی ضبط کیا جائے - اور مسٹر گریٹ ہیڈ
صاحب اسسٹنٹ ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ اسکی تعمیل کیواسطے کیتہل گئے - چونکہ بہائی

گرو رام داس اور اُنکے صاحبزادہ گرو ارجن صاحب کی خدمتمین جنکی وفات
ماہ جیٹھہ سمت ۱۶۶۳ مین ہوئی بہت رسوخ تہا - اور انہون نے اسکو عزتاً بہائی کا لقب دیا تہا
جو اسکی اولاد مین ابتک بطور فخر چلا آتا ہے - بہائی ہستہ کی اولاد کی کئی شاخین ہوئین مگر
یہان ہم صرف اُس شاخ کا ذکر کرتے ہین جو ریاست کیتہل کی بانی ہوئی - بہائی بہگتو
کا بیٹا بہائی گورا اور اُسکا بیٹا بہائی دیال سنگہہ ہوا - ابتک یہہ لوگ صرف نیکو
اور مذہبی شخص تہے مگر دیال سنگہہ کے بیٹے بہائی گوربخش سنگہہ نے جو مہاراجہ آلا سنگہہ بہادر کے ہمعصر
اور دوست بہی تہے درویشی اور دینداری کے ساتہہ سپہسالاری کی صفت کو بہی شامل کیا
اور مہاراجہ کی امداد اور مہربانی سے بہت سا ملک حاصل کیا - انکی وفات کے بعد ریاست
ان کے پانچ بیٹون بدہا سنگہہ - دیسا سنگہہ - تخت سنگہہ - دیسو سنگہہ اور سکہا سنگہہ مین
تقسیم ہوئی اور انہون نے حتی المقدور اُسکے وسعت دینے مین کوشش کی - بہائی
دیسو سنگہہ جو زیادہ شجاع اور لیاقت رکہتے تہے سمت ۱۸۲۴ مین بہیکہہ بخش خان اور نعمت خان نامے
پٹہانون کو مغلوب کرکے قصبہ کیتہل پر قابض ہوئے جسکے نام پر یہہ ریاست مشہور ہوئی
یہہ ایکدفعہ اپنے بڑے بہائی بدہا سنگہہ کی مدد سے تہانیسر پر بہی قابض ہوگئے تہے

ریاستونکا خاندان کیتہل سے ایک بہت بڑا تعلق تہا اور اس سبب سے بہی کہ خود ہمارے لئے ایک بُری نظیر قایم ہوتی تہی ہم اس قاعدہ پر عمل ہونا نہین چاہتے تہے اور ہمارا منشا تہا کہ موافق اُن نظایر کے جو خاص اس خاندان کی بابت موجود تہین اور جنکی تائید خود سرکار انگریزی نے کی تہی اس مقدمہ کا فیصلہ ہو اور تمام محال

مگر سردار بہنگا سنگھہ نے اُسکو اُن سے پہر چہڑا لیا سمت ۱۸۰۱ مین فتح پور پونڈری کا علاقہ انکے قبضہ مین آیا اور اب یہہ ریاست بہی ایک بڑی ریاست شمار ہونے لگی - اسی برس انکا انتقال ہو گیا انکے بجال سنگھہ اور لال سنگھہ دو بیٹے تہے جنمین سے وہ بڑے کو بہت چاہتے تہے اور چہوٹے سے ناراض تہے اُنہون نے اُسکو قید کر لیا تہا مگر لوگ بجال سنگھہ کے ظلم اور تشدد کے سبب سے اُس سے ناخوش تہے اور بہائی لال سنگھہ صاحب کو پسند کرتے تہے - پس جب بہائی دیسو سنگھہ صاحب کا انتقال ہوا بہائی لال سنگھہ صاحب نے سپاہ کی مدد سے قید سے نکلکر بجال سنگھہ کو اپنی جگہہ بٹہایا اور جب کچہہ عرصہ بعد وہ قید سے چہوٹا تو بہٹیون کی لوٹ کے مقابلہ مین مارا گیا - انکے زمانہ مین اس ریاست کو بڑا فروغ حاصل ہوا اور اس روے ستلج کی ریاستون مین پٹیالہ کے بعد یہی ریاست سب سے بڑہ کر گنی جانے لگی انہون نے مارچ سنہ ۱۸۰۵ء مین جبکہ باتفاق راجہ بہاگ سنگھہ صاحب والی جیند اور ہمارے اہلکار سردار چین سنگھہ کے ہندوستان مین مقام لارڈ لیک صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے تہے سرکار انگریزی کے ساتہہ توسل پیدا کیا اور جب جنوری سنہ ۱۸۰۵ء مین لارڈ موصوف بہرتپور کے ساتہہ لڑائی مین مصروف تہے جو مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کی پناہ دہی کے سبب سے ہوئی تہی اور ہلکر کے ایک سردار ایکا اُونامی

علاقہ جو بہائی اودے سنگہہ صاحب کے قبضہ مین تہا بہائی سُکہا سنگہہ کے
بیٹے بہائی گلاب سنگہہ کو ملے اسلئے ہماری تینون ریاستون کے
معتمد صلاح و مشورہ کے واسطے وہان گئے ہوئے تہے مگر ٹیک سنگہہ وغیرہ
سرداروں کی نادانی اور کوتہ اندیشی سے دسوین اپریل سنہ مذکور کو سپاہ

نے پانی پت کے نواح مین بڑا فساد کر رکہا تہا انہوں سے کرنل اکٹرلونی صاحب کے اشارہ سے
باتفاق راجہ بہاگ سنگہہ صاحب والی جہیند کے اُنکو لڑکر شکست دی اور اُسکا سر کاٹ کر
صاحب موصوف کے پاس دہلی بہیجدیا جسکی لارڈ لیک صاحب بہادر نے بڑی تعریف
کی۔ پہر کرنل اکٹرلونی صاحب سے اجازت لیکر کرنل برن صاحب کی مدد کو گئے جو
اُن سکہہ سردارون کے ساتہہ لڑائی مین مصروف تہے جنہون نے ہلکر اور نواب محمد امیر خان
والی ٹونک کے اشارہ سے سال بہر سے دریاے جمن کے قرب وجوار مین فساد مچا
رکہا تہا۔ اسوقت قریب چہہ ہزار کے سکہہ ملانہ مین پڑے ہوئے تہے جنکو کرنل برن
صاحب نے دو مہینے کی دوا دوش مین جمنا کے اس کنارہ سے مار کر نکالا اور ان خدمات
کے صلہ مین مادہوپٹی اور گوہانہ کا علاقہ دو لاکہہ روپیہ کی آمدنی کا سرکار انگریزی سے
اُنکے حین حیات عطا ہوا۔ انکی زندگی تک ریاست کیتہل کا برتاو ہمارے ساتہہ نہایت
دوستانہ رہا مگر جب انکا انتقال ہو گیا اور انکا بڑا بیٹا بہائی پرتاب سنگہہ بہی دسویں برس
کی عمر مین قضا کر گیا اور ریاست اُنکے چہوٹے بیٹے بہائی اودے سنگہہ کے قبضہ مین آئی
جو سمت ۱۸۵۱ مین پیدا ہوئے تہے۔ انکی بیحد سخت مزاجی اور ناتجربہ کاری کے سبب سے اُسکی [illegible]

کیتہل اور اُس رسالہ کے سواروں مین جو مسٹر گریٹ ہیڈ صاحب کے ساتہہ
آیا تہا گہوڑون کی گہانس ہی کی بابت تکرار ہوکر دنگہ ہوگیا اور کئی آدمی ادہر ادہر
کے مارے گئے اور گریٹ ہیڈ صاحب کے گہوڑے کے گولی لگی اور وہ بہاگ
کر پہویہ مین (جو کیتہل کے قریب پندرہ میل دریاے سرستی کے کنارہ

فرق آگیا اور مختلف طور کے جہگڑے کہڑے ہوگئے اور سرحد پر نہایت فساد رہنے
لگا اور اگرچہ اسکے انسداد اور دفعیہ کے واسطے باتفاق ریاست جیند و نابہ سمت ۱۹۰۰ ب
مطابق ۱۸۴۳ع مین ایک عہدنامہ بہی لکہا گیا جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ آئے ہین لیکن اُس سے
کچہہ فایدہ نہوا اور برابر سرحد پر لڑائیان اور کشت و خون ہوتے رہے خصوصاً سمت ۱۹۰۶ و ۱۹۰۹
مین بہت فساد بڑہگیا جسکے انسداد کیواسطے سرکار انگریزی کو ضرورتاً تاکیدی احکام جاری
کرنے پڑے اور آپس کی کشاکشی کی وجہہ سے جو انہون نے کئی جگہہ دریاے سرستی
مین بند لگوا دیئے اس سے ہمارا بڑا نقصان ہوا اور جو دیہات اس کے مغربی کنارہ
کے قرب و جوار مین آباد تہے اور جنکی زراعت اور کشتکاری کا دارومدار صرف اسی کے
پانی پر تہا قریب بربادی کے پہونچگئی جو اب تک بہی اُسی حالت مین ہین کیونکہ ریاست
کیتہل پر قابض ہوکر سرکار انگریزی نے بہی اگرچہ نااتفاقی تہی مگر اپنے فواید کے لحاظ سے انکو
بدستور قایم رکہا - بہای اودی سنگہہ صاحب ایک سخت متعصّب اور بیرحم شخص تہے اور
اگرچہ مرنیسے چہہ برس پہلے مُسکرات کی کثرت استعمال کے باعث سے اُنپر فالج گرا
جسکے سبب سے وہ برائے نام زندہ اور درحقیقت مردہ چارپائی کے سوار ریاست کرتے

ہندوؤن کا ایک مشہور تیرتھ ہے اور اسوقت ریاست کیتھل کی قلمرو مین تہا) چلے آئے اور بہای اودے سنگھ صاحب کی والدہ مای صاحب کنور اور انکی دونون رانیان سورج کنور اور مہتاب کنور بہی اپنی جان کے خوف سے وہین چلی آئین اور ٹیک سنگھ کرنال سے فوج انگریزی کے آنیکی خبر سنکر بہت سامال و اسباب لیکر لاہور کو جانیکے ارادہ سے کیتھل سے نکل بہاگا مہاراج نے جو تعزیت کیواسطے کیتھل جانیکے ارادہ سے گہڑام مین ٹہرے ہوئے تہے جب اس واقعہ کی خبر سنی فوراً مفسدون کے گرفتار کرنیکو

رہنے مگر مزاج کی ہختی مین مطلق فرق نہین آیا اسکے مسندنشین ہونیسے پہلے اس خاندان کی دوسری شاخیں وقتاً فوقتاً ختم ہوکر انکا علاقہ ریاست مین شامل ہوتا رہا چنانچہ سنہ ۱۸۱۹ء مین سرکار انگریزی کے عہد مین ہی جب بہای لال سنگھ صاحب کے چچیرے بہای کرم سنگھ خلف دھنا سنگھ کی زوجہ بہاگ بہری نے جولاولد تہی قضا کی تو کلرالہ کا علاقہ جو بہای کرم سنگھ کے قبضہ مین تہا اور اتبک انکی زوجہ اسپر قابض تہی باجازت سرکار انگریزی بہای لال سنگھ صاحب کے تصرف مین آیا اور انکی وفات کیوقت صرف بہای سکہا سنگھ کی شاخ باقی تہی یعنی انکے بیٹے گلاب سنگھ اور سنگت سنگھ موجود تہے اور ارنولی کا علاقہ انکے قبضہ مین تہا اگرچہ قرابت کے سبب سے بہای گوربخش سنگھ کے ترکہ کے جو صرف وہی دیا جانا تجویز ہوا تہا بہای گلاب سنگھ مستحق تہے لیکن چونکہ ان دونون بہائیون مین بروقت پیشی دعوی ریاست ایک خانگی عہد و پیمان اس مضمون کا ہوگیا تہا کہ بروقت کامیابی دو حصے

واسطے فوج مامور کی چنانچہ بعد ایک خفیف سے مقابلہ کے وہ سامانہ
کے قریب موضع ڈہنٹہہ سے گرفتار ہو کر صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ
کے حوالہ کیا گیا اور چار ہاتھی اور دو توپین اور ڈیڑہ لاکہہ روپیہ نقد اور بہت سا
مال و اسباب جو اُسکے اور اُسکے ہمراہیون کے پاس سے ملا تہا صاحب موصوف
کے پاس بہیجدیا گیا۔

اگرچہ سرکار انگریزی کو پہلے ہی منظور تہا کہ اُس فائدہ سے جو مذکورہ بالا
قاعدہ پر عمل کرنیسے حاصل ہونیوالا تہا دست بردار ہو مگر اِس ناگہانی فساد نے
اَور بہی حرج کر دیا اور گورنمنٹ نے قریب ایک لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کا
علاقہ جسکو بہائی گوربخش سنگہہ صاحب کا پیدا کیا ہوا تصوّر کیا گیا تہا بہائی گلاب سنگہہ

بہائی گلاب سنگہہ اور ایک حصہ بہائی سنگت سنگہہ کو ملے اسواسطے جو علاقہ ملنا تجویز ہوا تہا اسکو
اُنہوں نے باہم تقسیم کر لیا اور سرکار انگریزی نے بہی اسکو جائز رکہا جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جو حکومت اور
خود مختاری ریاست کیتہل کو حاصل تہی وہ انکو نہوئی اور انکی حالت بہی اُنہیں چہوٹے چہوٹے
رئیسونکی سی ہوگئی جنسے مہم ستلج کے بعد سرکار انگریزی نے حکومت لیکر ایک معمولی جاگیردار
بنا دیا ہے۔ اب بہائی گلاب سنگہہ کا بیٹا بہائی جسمیر سنگہہ اور بہائی سنگت سنگہہ کا بیٹا
بہائی انوکہہ سنگہہ بقید حیات موجود اور اپنے اپنے علاقہ ارنولی اور سدہووال پر
قابض ہین۔ ۱۲ مولف

کو دیکر باقی قریب چار لاکھ روپیہ سال کی آمدنی کا علاقہ معہ شہر کیتھل اور تمام خزانہ اور مال و متاع کے ضبط کرلیا اور ہر چند بہای گلاب سنگھہ نے بہت ہاتھہ پانوں مارے مگر کچھہ شنوای نہوی اور ۱۸۴۴ء کے خاتمہ پر اس معاملہ کا بالکل خاتمہ ہوگیا۔

دیکھو اس دنیا مین تبدیل حالات اور مرور ایام سے کیا کیا مختلف نتیجے پیدا ہوتے ہین۔ مثلاً خیال کرو کہ ایک وہ زمانہ تہا کہ سرکار انگریزی نے جب اس چہوٹی سے ریاست کو ضبط کرنا چاہا تو اُسکے نوکرون نے اسکو وارا نکیا اور بمقابلہ پیش آئے اور ایک یہہ وقت ہے کہ بڑودہ سی ریاست کے رئیس مہاراجہ ملہار راو گایکواڑ کو معزول کرکے مدراس کو بہیجدیا گیا اور کسی نے چون بہی نکی۔

سرکار انگریزی کی لڑای سپاہ لاہور سے اور مہاراج کا گورنمنٹ کو مدد دینا

مہاراجہ شیر سنگھہ کو جب اجیت سنگھہ وغیرہ سرداران سندہانوالیہ نے پندرہوین ستمبر ۱۸۴۳ء کو قتل کرڈالا سلطنت لاہور مین ایسے حادثے اور انقلابات واقع ہوئے کہ جنکے سبب سے جزو کل اختیار فوج کے ہاتہہ مین چلا گیا اور وہ سلطنت جسکو اُس مشہور و معروف شخص (رنجیت سنگھہ) نے اپنی قوت بازو سے

قایم کیا تہا بہت جلد تباہ و برباد ہوگئی یعنی مہاراجہ دلیپ سنگہہ کی والدہ
رانی جندان اور بڑے بڑے سردارون نے جو ابتک قتل ہونیسے
بچے ہوئے تہے جب دیکہا کہ فوج کسی طرح قابو مین نہین آسکتی اور ایک دن
ہمکو بہی اُسکے ہاتہ سے قتل ہونا پڑیگا تو اُنہون نے یہ تدبیر کی کہ سرکار انگریزی کے
ساتہ لڑنے پر اسکو آمادہ کیا تاکہ خانگی قتل و قمع چہوڑکر وہ ایک دوسرے جہگڑے
مین پڑ جاے اور اسطرح سے اُسکی صفرا شکنی ہوجاے۔ فوج تو نہایت
درجہ مغرور ہوی ہی تہی کیونکہ بہت عرصہ سے اُسنے کوئی زک نہ اُٹہائی تہی
اور جو معاملہ افغانستان مین پیش آیا اُس سے سپاہ انگریزی کی وقعت اُسکے دل
سے بہت کم ہوگئی تہی بس فوراً سرکار انگریزی کے ساتہ زور آزمائی پر آمادہ
ہوگئی اور قریب ساٹہہ ہزار سپاہ نے تین حصّون مین تقسیم ہوکر زیر حکم سردار لال سنگہہ
اور سردار تیج سنگہہ اور سردار شیام سنگہہ کے بڑے جوش و خروش
اور کرّ و فر سے تیسوین نومبر ۱۸۴۵ء کو ستلج کیطرف کوچ کردیا اور اگرچہ پہلے کچہہ
خیال نہ تہا کیونکہ ادہر سے کوئی ایسی بات وقوع مین نہ آئی تہی جو مخل دوستی
سمجہی جاے مگر جب اُنہون نے خواہ مخواہ برخلاف عہدنامہ ممالک انگریزی
پر حملہ کرنیکے ارادہ سے کوچ کردیا تو بناچاری ادہر بہی جنگ کی تیاری ہوئی

اور این سوے ستلج کے تمام چھوٹے بڑے رئیسونکو بہی حکم ہوا کہ اپنی اپنی فوج لیکر
حاضر ہون پس مہاراج جو سپاہ لاہور کا ڈہنگ دیکہکر سمجہہ چکے تہے کہ ایک روز
اُسکا سرکار انگریزی کے ساتہہ ضرور بگاڑ ہوگا اور اسی دوراندیشی سے اُنہون نے
رفتہ رفتہ فوج مین سکہون کی نسبت مسلمانون اور اور قوم کے ہندوون کی تعداد
زیادہ کردی تہی اور سردار سوائے سنگہہ سیکہون کو بدل کر بخشی کا عہدہ ملک کالا
ڈوگر کو دیدیا تہا اس واقعہ کے پیش آتے ہی تہ دل سے گورنمنٹ کو مدد دینے
کیواسطے آمادہ ہو گئے اور اگرچہ بیماری کے سبب سے جو تپ اور ورم جگر سے بیمار
تہے بذات خود نہین جا سکے مگر فوج کے بہیجنے اور اور ضروریات کے بہم پہنچانے
مین نہایت کوشش کی چنانچہ دو ہزار سوار اور دو ہزار پیادے اور دو سو زنبورچی
اور چہہ بڑی توپین روانہ کین اور رسد اور باربرداری کا تانتا باندہ دیا اسوقت لارڈ
ہارڈنگ صاحب گورنر جنرل بہادر ہند شملہ پر تہے پس فوراً نیچے آئے اور باتفاق
لارڈ گف صاحب کمانڈر انچیف کے ڈبل کوچ کرتے ہوئے اٹہارہوین دسمبر کو
مُدکی جا پہنچے جو فیروزپور سے لودہیانہ کے رخ پندرہ میل کے قریب ایک
گانون ہے اور جاتے ہی لڑائی کا بگل بجوا دیا۔ سکہون کی فوج جو تعداد تیس ہزار
کے تہی اور بائیس توپین بہی اُسمین تہین بڑی تیزی اور تندی سے مقابل ہوئی

اور ایسے جان توڑ کر لڑے کہ لارڈ گف صاحب کو بہی اندیشہ ہو گیا مگر سپہ سالار
کی خود غرضی سے جو اپنی شکست کا خود آرزومند تہا بازی بگاڑ دی یعنی جب سردار
لال سنگہہ نے دیکہا کہ میری فوج بڑہتی جاتی ہے فوراً سوارون کی فوج کو جو تعداد
آٹہہ ہزار کے تہی ساتہہ لیکر علیحدہ ہو گیا جنمین سے ایک نے بہی پلیٹہ کا لانچیا اور
نہایت نامردی اور بزدلی کے ساتہہ بہاگ گئے اور اگرچہ پیادہ فوج نے جسکو
فرنچ جنرلون نے تعلیم کیا تہا نہایت جرات اور استقلال سے اپنی جان کہپائی
مگر آخر کو شکست ہو گئی۔ اور ۷۳ توپین انکی میدان مین رہگئین اسی طرح جب
اکیسوین کو اسی کے قریب موضع پہیرو کے میدان مین دوسری لڑائی ہوئی
سردار تیج سنگہہ جسکے ساتہہ بارہ پلٹنین اور دس رجمنٹین اور سو توپین تہین
جبکہ وہ بڑی شدت اور صلابت سے لڑرہے تہے اپنی خاص فوج کو ساتہہ لیکر
نکل بہاگا اور یہہ دیکہکر باقیماندہ فوج کا جی چہوٹ گیا اور سپاہ انگریزی نے حملہ کرکے
اُسکو تتر بتر کر دیا اور ۷۳ توپین اور بہت سا میگزین اُٹہا لیلیا۔

ان لڑائیون مین سپاہ انگریزی مین سے دو ہزار تین سو ستاون آدمی
زخمی ہوئے اور نو سو چہہ مارے گئے جنمین جنرل سیل صاحب جلال آباد والے
اور میجر جارج براڈفٹ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ بہی شامل تہے۔

ہماری سرکار کے وکیل سیّد سرفراز علی صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ
جب اٹہائیسوین کی لڑائی مین براڈفٹ صاحب ران مین گولی لگ کر
گہوڑے سے گرے اور مینے اور کپتان ایبٹ صاحب اور مولوی
سیّد رجب علیخان میر منشی محکمہ اجنٹی نے زخم باندہکر انکو گہوڑے پر چڑہایا تو
اگرچہ ہمنے انکو گولے اور گولیونکی بوچہاڑ مین جانیسے روکا مگر قضا چند قدم انکو
اور آگے لیگئی اور وہ بہادر شخص دوسری گولی کہاکر اپنی جان اپنی قوم اور سلطنت
پر قربان کرگیا۔

مہاراج کی وفات

اس لڑائی کے دو روز بعد تیئسوین دسمبر روز سہ شنبہ کو مہاراج نے
سینتالیس برس دو مہینے کی عمر مین انتقال فرمایا۔ یہہ بڑے ذی رعب
عالی حوصلہ مستقل مزاج سخن پرور رئیس تہے۔ محلات کی پردہ نشینی کا
دستور جسکو اس ملک مین ایک شایستگی کا نتیجہ سمجہا جاتا ہے اس خاندان مین
انہین کے عہد مین جاری ہوا۔ اس خاندان مین سب سے پہلے انہین کی
ملاقات نواب گورنر جنرل بہادر ہند سے چہبیسوین دسمبر ۱۸۱۵ء مطابق پوہ
بدی ایکادشی سمت ۱۸۷۲ کو کرنال کے مقام ہوئی۔

بہادر گڈہ کا قلعہ انہین کے عہد مین بنا تہا - انکو درویشون سے خواہ ہندو ہون یا مسلمان بہت اعتقاد تہا اور اگرچہ اپنے مذہب کے بڑے پابند تہے مگر مزاج مین تعصّب بالکل نہ تہا اور انکی بے تعصّبی کا نشان وہ بڑی مسجد ہے جسکو نواب سیف خان نے ۱۰۷۸ ہجری مین بنوایا تہا اور خاص مہاراج کے محل کے دروازہ کے آگے موجود ہے اور مہاراج نرایندر سنگہہ صاحب بہادر کی زبان سے مینے سنا ہے کہ مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر انکو بطور نصیحت یہہ فرمایا کرتے تہے کہ کسی غیر مذہب شخص کے فرش پر

ف یہہ قلعہ پٹیالہ سے چار میل شمال مشرق کیطرف سیف آباد کو اُجاڑ کر بنایا گیا تہا اسکی بنیاد پندرہوین نومبر ۱۸۳۷ع کو رکہی گئی تہی اور اگرچہ اس تاریخ سے مہاراج کرم سنگہہ بہادر کی وفات تک آٹہہ برس کے عرصہ مین اسکا بیرونی اور اندرونی حصار اور خندق وغیرہ سب بن کر تیار ہو چکا تہا مگر مہاراج کے رہنے کا محل سمت ۱۹۰۵ مین مہاراج نرایندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین بن کر ختم ہوا - یہہ قلعہ مدوّر شکل کا ہے اور کچہہ کم دس لاکہہ روپیہ اسکی تعمیر مین خرچ ہوا تہا - اسکی وجہہ تسمیہ یہہ ہے کہ سکہون کے نوین گورو گورو تیغ بہادر صاحب دلّی کو جاتے ہوئے کچہہ دنون نواب سیف خان بانی سیف آباد کے پاس ٹہرے تہے جسکی جگہہ یہہ قلعہ بنایا گیا ہے - ۱۲ - مولف

بیٹھے ہونے کی حالت مین کہانے پینے سے رئیس کو پرہیز کرنا نہین چاہیئے کیونکہ دو حال سے خالی نہین ہے یا تو اُس شخص کو اُٹھا دیا جاے یا خود علحدہ جا کر اکل و شرب کیا جاے اور یہہ دونون باتین رئیس کے مناسب حال نہین ہین کیونکہ پہلی صورت مین اُس شخص کی ذلّت اور دل شکنی ہوتی ہے اور دوسری وقار اور تمکنت کے خلاف ہے جو ریاست کیواسطے ایک لازمی امر ہے مگر افسوس ہے کہ انکی زندگی کا آخری حصہ لوگون کے حق مین تکلیف کا باعث ہوا جسکے بانی مبانی چند مکّار اور بداندیش شخص تھے جو لوگون کی طرف سے جادو ٹونے اور اسی قسم کے شبہے ڈالتے رہتے تھے یہی سبب تہا کہ باوجود انکے مذکورہ بالا اوصاف کے لوگون کو انکے انتقال کا زیادہ افسوس نہین ہوا۔

مہاراج نراندر سنگھہ صاحب بہادر کی مسند نشینی اور لاہور کی لڑائی کا خاتمہ

رسوم ماتم کے طے ہونیکے بعد مہاراج نراندر سنگھہ صاحب بہادر ماگہہ بدی چہیٹہ سمت ۱۹۰۱ مطابق اٹھارہوین جنوری ۱۸۴۶ع کو اکیس برس کے سن مین مسند نشین ہوئے۔ سرکار انگریزی کیطرف سے صاحب ایجنٹ

گورنر جنرل بہادر انبالہ بسبب کاروبار جنگ کے اس موقع پر نہین آسکے لیکن مسٹر ایڈورڈس صاحب بہادر انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ گورنمنٹ جو کلکتہ سے فیروزپور کو نواب گورنر جنرل بہادر کے لشکر مین شامل ہونیکو جاتے تھے مبارکباد کا خلعت لیکر آئے اور سرکار دولتمدار انگلشیہ نے بنظر خیرخواہی اور عمدہ خدمات ریاست کے خلعت کی رسم مین جو گورنمنٹ سے ایسی موقع پر آیا کرتا تھا ایسی ترمیم کی جو زیادہ تر اس ریاست کی عزت کے مناسب حال تھی اور کمان جو مہاراج اپنے ہاتھہ سے اور ایکسو ایک اشرفی جو ریاست کا میر منشی مہاراج کیطرف سے ملاقات کے موقع پر نواب گورنر جنرل بہادر کو بطور نذر دیا کرتا تھا وہ بھی معاف کر دیا۔

اوّل ہی اوّل جو مشکل مرحلہ مہاراج کو طے کرنا پڑا اس سخت اور عظیم مہم کی خدمات تھین جنمین مسند پر بیٹھتے ہی اُنکو مصروف ہونا پڑا یہہ ایسا موقع تہا کہ اگرچہ این روے ستلج کے تمام رئیس بخوبی یہہ جانتے تھے کہ گورنمنٹ انگریزی کے فایدہ سے اُنکا فایدہ ہے اور سکہونکی فوج اگر غالب ہوئی تو وہ تمام ملک کو بیچراغ کر دیگی اور کسیکو بہی اچھوتا نچھوڑیگی مگر تاہم ناعاقبت اندیشی اور اشتراک مذہب و قومیت کے سبب سے سلطنت لاہور کی ہمدردی کا

جوش اٹھا کے سکھون کے دلونمین عموماً تھا اور اس سبب سے ریاست مین انتظام
قایم رکھنا آسان نتھا چنانچہ راجہ دلیواندر سنگھہ صاحب والی نابہہ
اسی آفت مین مبتلا ہوکر ریاست سے معزول ہوئے اور ریاست کی
چوتھائی ضبط ہوئی - راجہ اجیت سنگھہ[۵] لاڈوہ والہ بہی اسیطرح خراب ہوا اور
اُسکی ریاست بہی برباد ہوئی - روپڑ کی ریاست بہی اسیطرح تباہ ہوئی اور
وہان کا رئیس سردار بہوپ سنگھہ قید ہوا - کیتہل کی ریاست اور اوڈ

۵ سردار گوردت سنگھہ اور صاحب سنگھہ امرتسر سے دس میل جنوب کی طرف کے رہنے
والے سانسی گوت کے جاٹ تھے ۱۷۶۳ع مین زین خان کے قتل ہونیکے بعد
دمین شامہ گدہ اور لاڈوہ انکے قبضہ مین آیا جسکو اُنہون نے باہم بانٹ لیا - جب کرنال
کے قریب سردار صاحب سنگھہ آغا شفیع کے ساتہہ لڑائی مین مارا گیا - سردار گوردت سنگھہ اسکے
حصہ پر بہی قابض ہوگیا - اسکو مہاراجہ رنجیت سنگھہ والی لاہور نے ۱۸۰۶ع مین بدووال کا علاقہ
عنایت کیا تہا - اسکے مرنیکے بعد اسکا بیٹا اجیت سنگھہ ریاست کا مالک ہوا - اسنے تہانیسر
مین دریاے سرستی کا پل تعمیر کرایا اور سرکار انگریزی سے راجاہی کا لقب حاصل کیا - اس
لڑائی کے موقع پر جسکا ذکر متن مین ہے یہہ لاہور کی فوج کے ساتہہ ہوکر اٹھائیسوین
جنوری کو عالی وال کے مقام سرکار انگریزی کی سپاہ سے لڑا - اس سبب سے ریاست
ضبط کی گئی اور وہ قید کرکے الہ آباد کو بہیجا گیا مگر وہان کے جیلخانہ سے پہرہ والہ کو مارکر بہاگ گیا

بہت سے سکہہ سردارون کو نقصان عظیم پہنچے مگر مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کا عاقلانہ اور دور اندیشانہ چلن مہاراج کیواسطے نہایت عمدہ ہادی تہا اور چونکہ اُنکی تربیت اچہی ہوئی تہی اور اُنکی ذات مین قدرتی دانائی اور دور اندیشی اور استقلال تہا اسلئے اُنہون نے فوراً سمجہلیا کہ اس معاملہ کا نتیجہ کیا ہونے والا ہے اور وہ اُن مشکلات پر بخوبی غالب آسکی جو ایکطرف اُنکو اپنے ملک اور فوج کے انتظام کے قایم رکہنے اور دوسری طرف اس عظیم مہم کی خدمات کے بجالانے مین پیش آئین اور اگرچہ ایکدفعہ دوسو سوارون نے جو بدووال کے قلعہ مین تہے یہہ نمک حرامی کی کہ سکہون کی فوج نے جو قلعہ پر دہاوا کیا اور فوج انگریزی مغلوب ہوی یہہ دشمنون سے مل گئے اور ایسا ہی قلعہ گہنگرانہ کے محاصرہ کے موقع پر جب محصورین قلعہ چہوڑ کر بہاگے فوج کے ایک دستہ نے جو وہان متعین تہا اُنکے گرفتار کرنے مین کوتاہی کی مگر باقی فوج اپنی خدمات کے بجالانے مین ثابت قدم رہی —

اس مہم کے کام کے سرانجام مین اگرچہ سردار اود سنگہہ دیوان

گیا اور مدت تک خراب و خستہ پہرتا رہا اور خیال کیا جاتا ہے کہ کشمیر مین جا کر مر گیا - ۱۲ - مولف

اور ملک کالا بخشی اور مولوی محمد فضل رحمان اور سردار
سوائی سنگہہ بناتہلیہ اور لالہ نہال چند اور اور اہلکار
بہی شریک تہے مگر سب سے بڑہکر ذمہ داری میرے والد حکیم سید سعادت علی صاحب
مرحوم کی تہی جو اپنے عہدہ میر منشی ریاست کے لحاظ سے معاملات بیرونی
کے سر انجام کے ذمہ دار تہے اور یہہ ان اہلکارونکی دانشمندی اور
اور تجربہ کاری کا نتیجہ تہا کہ سرکار انگریزی نے ریاست کی خدمات اور خیر خواہی
کا اعلی طور سے اعتراف کیا اور پینتیس ۳۵ ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ جو ریاست
نابہہ مین سے لیا گیا تہا اور ایک عمدہ مکان جو راجہ اجیت سنگہہ لاڈوہ والہ
کی ملکیت ہی ہردوار مین تہا دوام کیواسطے عطا فرمایا۔

لارڈ ہارڈنگ صاحب کا پٹیالہ تشریف لانا اور مہاراج کا محصول راہداری معاف کرنا اور اسکے نتائج اور گورنمنٹ کے ساتہہ ایک نئے معاہدہ کا ہونا

اشتہار مورخہ سویم مئی ۱۸۰۹ء کی روسے جسکا ذکر ہماری اس کتاب
مین پہلے آچکا ہے این روئے ستلج کے رئیسون پر یہہ بات فرض تہی
کہ لڑائی کیوقت سرکار انگریزی کی فوج کے ساتہہ آکر شریک ہون اور

اپنے اپنے علاقہ سے رسد پہنچائین مگر اس مہم کے موقع پر بعض رئیس تو
کھلے بندون سرکش اور باغی ہو گئے بلکہ مقابلہ کیا اور رسد کے پہنچانے مین
بہی ہمارے سوا سب سے کم و بیش تاخیر وقوع مین آئی اور گورنمنٹ نے اسکی سزا
مین پٹیالہ جیند نابہہ فرید کوٹ کلسیہ رای کوٹ دیال گدہ اور ممدوٹ

۵۷ یہہ ریاست ضلع فیروز پور مین واقع ہے - اسکا رقبہ بحساب کمستر مین ۳۵۶ تین سو چھپن میل مربع
اور آبادی ۴۲ بیالیس ہزار اور آمدنی قریب ایک لاکھ کے ہے - رئیس حال کے دادا
قطب الدینخان اور اُسکے بہائی نظام الدین خان نے ۱۸۱۸ء مین رای کوٹ کے
رئیس سے اسکو فتح کر لیا تہا - جب ۱۸۰۷ء مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے قصور کو فتح
کیا قطب الدینخان ممدوٹ مین چلا آیا اور سو سوار بطور نذرانہ سرکار لاہور کو دینا منظور کیا اور
نظام الدین خان کے بیٹے فتح دین خان کو مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے ضلع گوگیرہ مین جاگیر
عطا کی اور اس سے بہی اسیقدر سواروں کا لینا ٹہرایا لیکن فتح دین خان ہمیشہ ممدوٹ کے ملنے
کا خواہان رہا اور آخر کار ۱۸۳۱ء مین حسب اجازت مہاراجہ رنجیت سنگہہ اسنے اپنے چچا پر
حملہ کر کے اسکو ملک سے نکالدیا جس سے تہوڑے روز بعد وہ امرتسر کے مقام مر گیا اور مہاراجہ
رنجیت سنگہہ نے فتح دین خان کو ممدوٹ سے واپس طلب کر کے جمال الدین خان کو
باپ کے علاقہ پر قابض کیا - ۱۸۴۵ء مین قبل از جنگ ستلج جمال الدین خان کو سرکار انگریزی
نے یہہ کہدیا تہا کہ اگر ہمارا خیر خواہ رہیگا تو تیرا قبضہ مستقل کر دیا جائیگا مگر تاہم وہ مدکی اور
پہیرو کی لڑائی مین سکہون کا طرفدار ہو کر لڑتا رہا اور مہم کے آخر مین سرکار انگریزی کا

کے سواسب رئیسون سے فوجداری اور پولیس کا اختیار لے لیا اور محصول راہداری بہی (جس سے تجارت کا بڑا نقصان تہا) حکماً موقوف کرادیا اور نابہہ کے سوا جسکو ایک سزا یہہ بہی دیگئی کہ خاص شہر نابہہ کے سوا یہہ محصول حکماً موقوف کرایا گیا باقی ان آٹہہ ریاستون کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ محصول تو ان سے بہی موقوف کرایا جائے لیکن اسکا مناسب معاوضہ دیا جائے پس فروری ۱۸۴۷ع مین جو لارڈ ہارڈنگ صاحب بہادر گورنر جنرل ہند براہ مہربانی پٹیالہ مین مہاراج کے مہمان ہوئے اور کرنیل میکیسن صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ نے مہاراج کو گورمنٹ کے اس منشا کی اطلاع کی مہاراج نے ازراہ عالی حوصلگی و دانائی یہہ محصول جو قریب نوہ ہزار ۹۰۰۰ روپیہ سالانہ کے تہا یک قلم موقوف کردیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کو لکہا کہ چونکہ گورمنٹ کا یہہ منشا ہے کہ ملک مین سے عموماً محصول راہداری موقوف ہوجائے اور

یہہ جہگڑا دیکہکر اُسنے کچہہ خدمات کین جنکے صلہ مین وہ مستقل رئیس اپنے علاقہ کا مانا گیا اور ۱۸۴۵ع مین ملتان کی لڑائی کیوقت اسکو نوابی کا خطاب ملا۔اب اختیار کے بڑہنے کے ساتہہ اسکا ظلم بہی بڑہگیا۔کوی گناہ یا شقاوت جو انسان کے لئے شرم کا باعث ہو ایسی نہ تہی کہ جسکے ارتکاب مین اُسکو تامل ہوتا۔یہہ شخص اور اوسنے قصوروار لوگون کو تہ خانون مین بے آب و دانہ بند رکہکر مارڈالتا تہا اور گہربار لوٹ لیتا تہا۔رعیت کے لوگون

اسکا مناسب معاوضہ ریاستون کو دیا جاوے چونکہ یہہ امر باعث ترقی تجارت
اور رفاہ عام ہے اسلئے ہم بغیر لینے کسی معاوضہ کے یہہ محصول معاف
کرتے ہین جس سے لارڈ ہارڈنگ صاحب نہایت خوش ہوئے
اور دس ہزار روپیہ کی آمدنی کا علاقہ نہ بطور معاوضہ بلکہ بطور یادگار اس
فیاضی کے عطا فرمایا اور اکتالیس کشتی کا خلعت اور ستره توپ کی سلامی
مقرر فرمائی۔ اور چونکہ اس لڑائی سے پولیٹیکل معاملات کی صورت بہت
بدل گئی تہی اور اُس حالت مین جو ۱۸۰۹ء سے ۱۸۴۵ء کے اختتام تک
تہی اور حالت موجودہ مین زمین و آسمان کا فرق ہوگیا تہا مہاراج کی درخواست
سے ایک نئی سند کا دیا جانا بہی منظور فرمایا مگر ایک علحدہ اقرارنامہ کی رو سے
بعض ایسی نئی شرطین ریاست پر عاید کی گئین کہ جنسے اختیار اور آزادی
مین کسیقدر کمی ہوگئی جنکا مفصل حال اُس سند اور اقرارنامہ سے جو ہم بیان

مین دست انداز ہوتا تہا۔ چنانچہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک عزت دار کے گہر مین چوری کی
کے ارادہ سے رات کو چلا گیا تو عورت کے وارثون نے خوب گت بنائی اور اسکو ایک
کوٹہری مین بند کر کے اُس عفیفہ کو لیکر جنسے اس ظالم کے آنیکی اطلاع پہلے سے اُنکو دی
تہی اُسکی علاری سے باہر چلے گئے۔ اسکے بیٹے محمد خان اور خان بہادر خان بہی باپ کے
قدم بقدم چلنے مین کچہہ کم نہ تہے پس اسکے ظلمون سے رعیت نہایت تنگ ہوئی اور

نقل کرتے ہین واضح ہوگا۔

نقل سند

ازانجا کہ درین ایام فرحت آغاز میمنت انجام بندگان حضور فیض گنجور
نواب مستطاب معلے القاب لارڈ گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ چنان تجویز فرمودند
کہ بجلدوی خیر خواہی ہا و حسن خدمات مہاراجہ و مہاراج راجہشیر مہاراجہ راجگان
نراندر سنگہہ مہندر بہادر والی پٹیالہ کہ بوقت محاربات سرکار لاہور
با سرکار ابد پایدار کمپنی انگریز بہادر بتقدیم رسانیدند قدرے ملک بطور یادگار
و حصول امتیاز مہاراجہ صاحب موصوف در ہمچشمان عطا کردہ شود و مہاراجہ
صاحب موصوف درخواست حصول تسلی از سر نو بابت ملک موروثی خود
و عطیۂ سابقہ اہالیان این سرکار گردون وقار گذرانیدند نظر بران بندگان حضور
فیض معمور لارڈ گورنر جنرل بہادر را منظور گردید کہ نوشت مرقومہ ذیل بہ مہاراجہ

اُنکی فریادی عرضیون سے گورنمنٹ کا دفتر بہر گیا جسکی سنہ۵۵ء مین تحقیقات ہوئی اور یہہ معزول
کیا گیا اور ریاست ضلع فیروزپور مین شامل کردی گئی۔ مینے اپنی سرکار کے وکیل کی زبانی سنا ہے
کہ جب مسٹر بارنس صاحب کمشنر ممالک این روے ستلج نے ممدوٹ جاکر اسکو گدی سی اتارا تو
بہت سے لوگ کہ جنکی حالت قید کی سختی سے مردہ کی سی ہوگئی تہی تہ خانون مین سے
طوق اور زنجیرون مین جکڑے ہوئے نکالے گئے۔ اسکا بہائی جلال الدین خان ایک بہادر

صاحب بہادر ممدوح بطور سند دادہ شود تاکہ مہاراجہ صاحب موصوف و
جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطن باطمینان
و خاطر جمعی تمام بر ملک مقبوضہ موروثی خود و عطیہ سرکار فیض آثار انگریزی بدستور
قدیم حکمران باشند - علاقجات مہاراجہ صاحب بہادر مندرجہ فہرست
مشمولہ سند ہذا مع ابواب حکومت فوجداری و پیداواری معاملہ ہمیشہ بدستور
در قبضہ قدرت و اختیار مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر
نسلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ بحال و لایزال دایما و خالداً بالاستقلال باشد
و جاگیرداران و ذیلداران و متوسلان و توابعان حسب سررشتہ قدیم رجوع و حاضر و
فرمان پذیر مہاراجہ صاحب بہادر باشند و مہاراجہ صاحب بہادر در آبادی
رعایا و رفاہ حال برایا کوشیدہ بدادرسی مظلومان و ملہوفان از راہ وجہی
دقیقہ از دقایق فرو گذاشت نسازند و سبیل رعایا انکہ مہاراجہ صاحب موصوف

اور سپاہی منش شخص تہا اُسنے ملتان کی لڑائی مین سرکار انگریزی کی خدمات
کی تہین اسواسطے بروقت معزولی جمال الدین خان کے سرکار کا منشا تہا کہ اسکو اُسکے
بہائی کا جانشین کرے لیکن اُسنے بہائی کے ساتہہ جلاوطنی کو ریاست پر ترجیح دی مگر جب
جمال الدین خان ۱۸۶۳ء مین مرگیا اور جمال الدین خان کے بیٹون اور جلال الدین خان
مین ریاست کی بابت جہگڑا ہوا - سرکار نے انکے باپ کی وصیت کے موافق اُنکو محروم الارث

وجانشینان مہاراجہ صاحب راسنلاً بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ مالک مستقل خود دانستہ از ادائی مال واجب انحراف نورزند و در اطاعت و فرمان برداری مہاراجہ صاحب بہادر و افزونی زراعت حاضر و سرگرم باشند۔ مہاراجہ صاحب بہادر گرفتنِ محصولِ سایر و راہداری در ملک قلمرو خود کہ بالکل معاف نمودند نظر بر رفاہ رعایا و برایا ہمیشہ بدستور موقوف خواہد ماند و مہاراجہ صاحب در قلمرو خود دربارہ حبثیہ کشی و بردہ فروشی و ستی شدن ممانعت کُلّی دارند و ہرگز شدن ندہند واحیاناً اگر احدے بعدم اطلاع اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر مرتکب حرکات ممنوعہ مرقوم الصدر گردد اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر از روئے عدالت دربارہ اش تجویز سزاے سنگین نمایند کہ موجب عبرت دیگران باشد و سرکار گردون وقار کمپنی انگریز بہادر در وجہ نذرانہ و معاملہ ابواب حکومت و معاوضہ افواج وغیرہ بوجہے من الوجوہ چہ حال و چہ استقبال مطالبہ و مواخذہ از مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر مع تابعان مرقوم الصدر نخواہند کرد زیرا کہ مہاراجہ صاحب بہادر

کر کے ریاست جلال الدین خان کو دیدی مگر اسکو حکومت کا اختیار نہین دیا گیا۔ اب اسکا بیٹا نظام الدین خان جو چودہ برس کی عمر مین ہے زیر نگرانی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع فیروز پور کے تربیت پاتا ہے اور وہی ریاست کا مستحق ہے۔
مولف

پیوستہ بدوستی و دولتخواہی و جانفشانی و خیراندیشی سرکار کمپنی انگریز بہادر بدل و جان حاضر و مصروف خواہند ماند و ستمے ہیچگونہ نالش رعایا و توابعان مہاراجہ صاحب بہادر در سرکار فیض مدار کمپنی انگریز بہادر نخواہد شد۔ اگر افواج غنیم از اطراف و جوانب بارادہ تصرف ملکی عزیمت این طرف دریای بیاس و ستلج نماید بمقتضاے رفاقت و مصادقت آنست کہ مہاراجہ صاحب بہادر مع جمعیت موجودہ خود باتفاق صاحبان عالیشان بہادر بمدافعت فوج غنیم پردازند و درین امر باطاعت و رفاقت سرکار دولتمدار دقیقہ فروگذاشت نہ نمایند و در بجا آوری حسن خدمات از سرانجام رسد غلہ وغیرہ اجناس و باربرداری وغیرہ مطلوبہ تہاون بکار نبرند و مہاراجہ صاحب تیاری سڑک ہا و مدام مرمت آن براے آمد و رفت لشکر ظفر پیکر از انبالہ وغیرہ چھاؤنی تا فیروزپور در حدود خود بہ بلندی و عرض حسب تجویز صاحب گڈہ کپتان ہا مور این کار کہ بذمہ خود گرفتہ اند انتظام و بندوبست آن معرفت علاقہ داران و اہلکاران خود می نمودہ باشند و نیز جاے فرودگاہ لشکر فیروزی اثر سرکار انگریزی بر ہر منزل گاہ علحدہ مقرر کردہ شود تا کہ آیندہ احدے را دعوی بابت نقصان زراعت نباشد۔ فقط۔ المرقوم ۲۲ ستمبر ۱۸۴۷ء

نقل اقرارنامہ

ازانجاکہ درین ہنگام بندگان حضور فیض گنجور نواب مستطاب معلی القاب
گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ ازراہ وفور عنایت و مزید مرحمت و جلدوے
خیرخواہی ہا و حسن خدمات این جانب کہ بوقت محاربہ سرکار لاہور با سرکار
ابد پایدار کمپنی انگریز بہادر بتقدیم رسانیدم قدرے ملک بطور یادگار و حصول
عزت و امتیاز اینجانب در ہیچشان عطا فرمودہ چہ دربارۂ آن و در باب ملک
موروثی اینجانب و عطیہ سابقہ اہالیان سرکار گردون وقار انگریز بہادر سند
مکمل مرحمت فرمودند لہذا اقرارنامہ ہذا از طرف خود و از طرف جانشینان
خود بدفعات مفصلہ ذیل میگذرانم۔

اوّل اینکہ در آبادی رعایا و رفاہ حال برایا کوشیدہ بدادرسی مظلومان
و ملہوفان ازراہ واجبی دقیقہ از دقایق فروگذاشت نسازم۔

دوم اینکہ گرفتن محصول سایر و راہداری کہ در ملک قلمرو خود بالکل
موقوف نمودہ ام نظر بر رفاہ رعایا و برایا ہمیشہ بدستور موقوف خواہد ماند

سوم اینکہ دربارہ صبیہ کشی و بردہ فروشی و ستی شدن ممانعت
کلی داشتہ ہرگز شدن ندہم و احیاناً اگر احدے بعدم اطلاع اہلکاران

اینجانب مرتکب حرکات ممنوعۂ مرقوم الصدر گردد اہلکاران اینجانب
از روے عدالت درباره اش تجویز سزاے سنگین خواهند نمود که موجب
عبرت دیگران باشد۔

چهارم اینکه اگر افواج غنیم از طرف وجوانب باراده تصرف ملکی عزیمت
اینطرف دریاے بیاس وستلج نماید باقتضاے مصادقت اینجانب مع جمعیت
موجوده خود باتفاق صاحبان عالیشان بهادر بمدافعت فوج غنیم پردازم
ودرین امر باطاعت سرکار دولتمدار دقیقه فروگذاشت نسازم ودر بجاآوری
حسن خدمات وسرانجام رسد غله وغیره اجناس وباربرداری وغیره مطلوبه
تهاون بکار نبرم۔

پنجم اینکه تیاری سڑک ها ومدام مرمت آن براے آمد ورفت لشکر
ظفر پیکر انگریزی از انباله وغیره چهاونی تا فیروزپور در حدود خود به بلندی
وعرض حسب تجویز صاحب گڈه کپتان باموراین کار که بذمه خود گرفته ام
انتظام وبندوبست آن معرفت علاقه داران واہلکاران خود می نموده
باشم ونیز جاے فرودگاه لشکر فیروزی اثر سرکار انگریزی بر هر منزل علحده
مقرر کنم تا که آینده احدے را دعوی بابت نقصان زراعت نشود۔

ششم اینکہ اینجانب و جانشینان اینجانب بر رعایا و توابع گاہے حکم سزائے از قبیل قطع عضو نہ نمائیم و ہر مقدمہ کہ دران سزائے قصاص بر جدے از رعایا و توابع اینجانب بہ تجویز و تشخیص اہلکاران اینجانب در آید رجوع آن بہ پیشگاہ صاحب ایجنٹ بہادر خواہد شد و بدون اطلاع و اجازت صاحب ایجنٹ بہادر سزائے مذبور از طرف اینجانب و جانشینان اینجانب ہرگز بعمل نخواہد آمد و این دفعہ در سند عطیہ بندگان حضور نواب گورنر جنرل بہادر حسب درخواست و استدعائے اینجاب مرقوم و مندرج نگشتہ۔

مذکورہ بالا معاہدہ کی نسبت مولف کی رائے اور ہندوستان کے رئیسونکی خدمت مین ایک قابل توجہ اور خیرخواہانہ التماس

دنیا کی سلطنتون کا خواہ وہ ایشائی ہون یا یوروپین شخصی ہون یا جمہوری شایستہ ہون یا ناشایستہ یہہ دستور ہے کہ حتی الوسع اپنی مطیع اور تابع ریاستون سے اپنے قوانین اور طور و طریقے کی تقلید کی خواہشمند ہوتی ہین اور اُن باتون کو جو اُنکی طبیعت اور طرز حکومت کے برخلاف ہون ہمیشہ مکروہ جانتی اور اُسکی موقوفی اور امتناع مین ہمیشہ سعی کرتی ہین۔ پس انگلش گورنمنٹ بہی جو ایک یوروپین اور اُنمین

بہی ایک نہایت شایستہ سلطنت ہی اور جسکے قوانین ریاست نہایت
عمدہ اصول پر مبنی ہے اور جسکو انسان کی حفظ جان اور آزادی کا بہت بڑا
خیال ہے اس قاعدہ سے مستثنےٰ نہین ہے اور اس سے کبہی یہہ توقع
نہین کیجا سکتی کہ جن باتون کو وہ رحم وانسانیّت اور تہذیب اور شایستگی
کے خلاف جانتی ہو مثلاً بردہ فروشی اور ستّی وغیرہ اپنے بس چلتے
ایک لمحہ کیواسطے بہی اپنی مطیع اور ماتحت ریاستون مین جاری رہنا
پسند کرے چنانچہ اس عہد وپیمان سے ہی یہہ بات بخوبی ظاہر ہے اور
یہہ سمجہنا بڑی غلطی ہے کہ اُسکا یہہ فعل حسد کے سبب سے تہا کیونکہ اگر یہہ بات
ہوتی تو اب سے چند ہی سال بعد ریاست کو قصاص کا اختیار عام ندیا
جاتا اور سند مین جو مئی ۱۸۶۰ع مین عطا ہوئی یہہ شرط درج نہوتی بلکہ یہہ سمجہنا
چاہئیے کہ ہماری عدالتون کی ناشایستگی اور قوانین مین اعتدال کا نہونا
اسکا باعث تہا کیونکہ گورنمنٹ نے جب دیکہہ لیا کہ اُسکی تقلید سے ریاست
مین اکثر وہ قواعد جاری کردئیے گئے ہین جو خاص اُسکی عدالتون کے
معمول بہ ہین اور قوانین سیاست کا ایک مجموعہ مرتب ہوکر جاری
ہوگیا ہے اور عدالتین بڑی تاکید سے اُسکی تعمیل کی پابند کی گئین ہین

اور اُسکو معلوم ہوگیا کہ ریاست اِس روک کے اصلی مقصد کو سمجھ گئی ہے
اور اُسکو امید ہوگئی کہ آیندہ اُسکے طور طریقے اور طرز حکومت کی تقلید
کو ہی سب سندون اور عہدناموں سے زیادہ پختہ اور مضبوط سمجھا جائیگا
تو قصاص کے عام اختیار دینمین کچھ بھی تامل نکیا اور اپنے ایجنٹ
کے استصواب کی شرط منسوخ کردی۔

پس ہمارے ہندوستان کے رئیسونکو سمجھنا چاہیئے کہ اگرچہ کسی تابع
اور مطیع ریاست کا اپنی متبوع سلطنت کے کارپردازونکی خاطر و مدارا
کرنا اور اُن سے بانکسار پیش آنا اور حتی الوسع اُنکی رضا جوئی مین کوشش
کرنا ایک عمدہ اور قرین مصلحت امر ہے لیکن انگریزی گورنمنٹ اسپر قناعت
نہین کرسکتی اور وہ اِس سے کچھہ بڑھکر اُنسے چاہتی ہے جسمین سراسر
ریاستون ہی کا بھلا ہے وہ کیا ہے "اُسکی طرز حکومت اور قوانین سیاست
کی تقلید" اور ہماری راے مین جو ریاستین ایسا کرتی ہین یا کرینگی وہ ہمیشہ
آباد اور سرسبز رہینگی ورنہ اکثر خراب اور برباد ہوگئی ہین اور ہو جائینگی
دیکھو کوئی ریاست اودھ سے زیادہ انگریزونکی خوشامد اور اطاعت
کرتی تھی پھر کیون غارت ہوگئی اور اُسکا ملک سرکار انگریزی نے اپنے قبضہ

مین لیلیا اور تمہاری آنکھون کے سامنے ملہار راؤ بڑودہ کے
راجہ کو کیون معزول کیا گیا اور اُسکی جگہہ اُسکے خاندان مین سے
ایک اور شخص گدی پر بٹھایا گیا۔ پس اب بھی اگر ہمارے ملک کے روسا
اس بات کو نہ سمجھین اور اپنی اُسی حالت خواب خرگوش مین پڑے رہین
تو نہایت افسوس ہے۔ اے ہمارے ملک ہندوستان کے پیارے
رئیسو جاگو۔ جاگو بہت سو چکے ہو رات گذر گئی اور دن نکل آیا اب سوتے
اور غفلت کی گہری نیند مین پڑے رہنے کا وقت نہین ہے پس
ہوشیار ہوا ور آنکھین کھولکر دیکھو کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے اور اُسنے کیا
کیا نئے نئے رنگ بدلے ہین۔ مغربی شایستگی دریا کی طرح ہندوستان
پر اُمڈی چلی آتی ہے۔ انگریزی قوانین نے رعیت کے ہر طبقہ کو بلا قید
مذہب و ملت یکسان فائدہ پہنچایا ہے اُنکو قانون کی حدود کے اندر ہر
طرح کی آزادی حاصل ہے۔ اُنکی جان اور مال۔ مذہب اور عزت ہر طرح
سے محفوظ ہے۔ اُنکو بڑی کوشش سے تعلیم دیجاتی ہے ہُنر اور
فن سکھائے جاتے ہین وقت کی ضرورت کے موافق عمدہ عمدہ
قوانین تجویز اور جاری ہوتے ہین اور اُنکی تعمیل بڑی احتیاط سے کیجاتی

جاتی ہے پس تمہاری ریاستین جوٹاپوونکی طرح اُس بڑی سلطنت کے
اندر واقع ہین اور اُنکے باشندے اپنی ہمسایہ انگریزی رعیت کے لوگون کو
نہایت آرام و راحت مین دیکھتے ہین کیا اُنکو کبہی یہہ خیال نہ آئیگا کہ ہمکو بہی
ویسا ہی آرام اور راحت ملنے ہہین "ضرور آئیگا اور بہت جلد آئیگا" پہر تمہاری
رعیت غریب ہی سہی - وفادار سہی ہتہیار بہی اُسکے پاس نسہی جو بغاوت
اور سرکشی کر سکے مگر کیا وہ بالاتر سلطنت سکے حضور مین فریاد بہی نہین کر سکتی
اور گورنمنٹ کبتک اُسپر توجہ نکریگی اور کبتک عہدنامونکا پاس کریگی اور تمکو
تمہارے کامونمین آزاد چہوڑسے رہینگے - پس مقتضای دانشمندی یہہ ہے
کہ تم عہدنامہ کے چار کوڑی سکے کاغذپر زیادہ بہروسہ نکرو اور سب
سے زیادہ مضبوط اور مستقل عہدنامہ اپنے انصاف اپنی دانائی
اپنی عمدہ چال چلن کو سمجہو اور جیسا آرام سرکار انگریزی سنے اپنی فیاضی اپنے
انصاف اپنے رحم - اپنے شایستہ قوانین - اپنی صلح کُل اور غیر متعصب
حکومت سی اپنی رعایا کو دیا ہے اُس سے زیادہ تم اپنی رعیت کو دو - گورنمنٹ
کی تعلید سے اچھے اچھے قوانین اپنے ملک مین جاری کرو - قانون کی
حدود کے اندر رعایا کو آزادی بخشو - اُسکی تعلیم و تربیت مین کوشش کرو

اُسکے حفظ صحت اور تندرستی کا بندوبست کرو- ملک مین ہنرمندی اور
تجارت پہیلاؤ- زراعت کی ترقی کے ذریعے قایم اور جاری کرو تاکہ
تمہاری رعیت تم سے رضامند رہے اور تمہارا خزانہ پُر اور مُلک سبز اور
آباد ہواور خدا اور وہ سلطنت جو اسوقت تمپر حاکم ہے تم سے راضی رہے اور
تمہاری حکومت اور ریاست کو استقلال اور استحکام ہو آیندہ جو مناسب
جانو وہ کرو وما علینا الا البلاغ ۵ باز کشادم بہ طبیبے دکان ؛
داروے دل دارم و داروے جان ؛ ہر کہ دلش تنگ نیاید ز پند ؛
داروے تلخش وہم و سودمند ؛ وانکہ خوشامد طلبد نیز ہست ؛ لیک شکر
رخنہ تپ را نہ بست ؛-

پنجاب مین مکرر فساد کا ہونا اور اُسکے فرو کرنے مین ریاست کا سرکار انگریزی کو روپیہ سے مدد دینا

آغاز ۱۸۴۸ع مین پنجاب مین پہر فساد شروع ہوا اور سکہون نے انگریزون کو
اپنے ملک سے مار کر نکالدینے کے واسطے پہر سنبہالے اور ملک کا نقشہ کچہہ سے کچہہ
ہوگیا یعنی آخر ۱۸۴۷ع مین دیوان مولراج حاکم ملتان نے جب لاہور مین
آکر اپنا استعفا پیش کیا اور اگنیو صاحب اور لفٹنٹ انارسن صاحب

اسسٹنٹ ریزیڈنٹ لاہور اس غرض سے ملتان بھیجے گئے کہ اُس صوبہ
کو دیوان مولراج سے لیکر سردار کاہن سنگھ ناظم جدید کے سپرد کردین
اُنیسوین اپریل ۱۸۴۸ء کو جب وہ انتظام کر کے قلعہ سے باہر آئے دروازہ
کے متصل ایک سپاہی نے اگنیو صاحب کو تلوار سے زخمی کیا اور اس سے
تھوڑی ہی دور آگے یہی سانحہ انڈرسن صاحب کو پیش آیا اور مجرم بھاگ گئے
اور اُنکے ملازم اُنکو اُٹھا کر خیمون مین لے آئے اور مولراج باغی ہو گیا اور
دوسرے روز دن نکلتے ہی لشکر انگریزی پر قلعہ سے گولے پڑنے لگے
اور اُنکے ساتھ کے سب سپاہی مولراج سے جا ملے اور اکیسوین کو مولراج
کی فوج نے قلعہ سے نکلکر اِن غریب زخمی انگریزونکو مارڈالا اور سردار شیر سنگھ
اٹاری والہ جو اس سرکشی کے دبانیکے واسطے ملتان بھیجا گیا وہ مولراج سے
ملگیا اور اُسنے اس لڑائی کو جنگ مذہبی مشہور کیا اور اسکا باپ چتر سنگھ ہزارہ
مین باغی ہو گیا اور پنجاب مین عام سرکشی ہو گئی اور بڑی خون ریز لڑائیان ہوئین
اور آخر کار سکھون کو گجرات کے متصل چلیان والے کی مشہور لڑائی مین شکست
ہوکر سلطنت لاہور کا خاتمہ ہو گیا اور تمام ملک مقبوضہ مہاراجہ دلیپ سنگھ شامل
ممالک محروسہ کیا گیا اس مہم مین مہاراج نے تیس لاکھ روپیہ سرکار انگریزی کو

قرض دیا اور اسطرح سے انگریزون کے دل پر اپنی دوستی اور خیرخواہی کا گویا سکہ بٹھا دیا۔

مہاراج کا جوالا مکھی اور مہا مایا کے درشن کو تشریف لیجانا

ستمبر ۱۸۵۸ء مین مہاراج جوالا مکھی اور مہا مایا کے درشن کیواسطے تشریف لیگئے جو دوآبہ باری مین جوالا مکھی اور کانگڑہ مین دیوی کے دو مشہور مندر ہین اور قریب پچاس ہزار روپیہ کے وہان چڑہایا۔

اس موقع پر اگر جوالا مکھی کی کیفیت جو زمانہ حال کے اہل علم نے لکھی ہے بیان کیجائے تو خالی از فایدہ نہوگی۔ اسلئے ہم کتاب جام جہان نما اور اور کتابون سے انتخاب کرکے کچھہ حال لکھتے ہین۔

سنسکرت مین جوالا آگ کو کہتے ہین اور مکھہ موںہہ کو یس جن پہاڑون سے آگ نکلتی ہے وہ سنسکرت مین جوالا مکھی اور انگریزی مین والکنو کہلاتے ہین ایسے پہاڑ دنیا مین کئی ہین اور مورخون نے اُنکے جوش و خروش کے عجیب و غریب حالات لکھے ہین جنکو پڑہکر بڑی عبرت ہوتی ہے مگر پہاڑون ہی پر کچھہ موقوف نہین ہے کہین کہین مسطح زمین مین بہی خدا کی قدرت

کا یہہ عجیب و غریب منظر موجود ہے چنانچہ گرجستان مین بحیرہ
کاسپین کے مغرب کیطرف باکو نام ایک شہر ہے وہان تمام زمین
مین آتشی مادہ موجود ہے اور جہان کہین سوراخ یا دراڑ ہین اُنمین سے
شعلے نکلتے ہین اور شہر کے لوگ نلون کے ذریعہ سے انکو اپنے مکان
مین لاکر روشنی اور کہانا پکانے کا کام لیتے ہین اور شہر کے قریب جہان
یہہ آتشی ہوا افراط کے ساتہہ نکلتی ہے چار بڑے بڑے نل لگا رکہے
ہین جنمین سے بڑی ہبک اور تیزی کے ساتہہ شعلے نکلتے رہتے ہین
اور اُنکے چارون طرف آدہ کوس کے دَور مین پتہر کی دیوار بنی ہوئی
ہے اور اُسکے اندر بہت سی کوٹہریان ہین جنمین ہندو فقرا جاکر رہتے ہین
اور یہہ دستور ہے کہ جب کوئی اُنمین سے مرتا ہے ایک حوض مین جو اِسی
کام کیواسطے بنا ہوا ہے گہی سے نہلاکر اسی آگ سے اُسکو جلا دیتے
ہین اور یہہ دیول اُس زمانہ کا بنا ہوا ہے جبکہ وہان کے لوگ آتش پرست
تہے اور گبر کہلاتے تہے اور بقول راجہ شیو پرشاد صاحب سی
ایس آئی - اِسی کا نام مہا جوالا یا بڑی جوالا ہے - مگر اِس ہندمین جو
دوآبہ باری مین جوالا مکہی کے نام سے مشہور ہے یہہ بات نہین ہے

اس مین صرف ایک ہی سوراخ ایسا ہے جسمین سے ہاتہہ بہر کا اونچا
شعلہ نکلتا ہے باقی سب چہوٹے چہوٹے ہین جنمین سے چراغ کی
لو کے موافق شعلے نکلتے ہین اور سواے ایک کے جسکو سنگراج کی
لاٹ کہتے ہین اور کبہی کبہی بند بہی ہو جاتے ہین اور کبہی تہوڑے
اور کبہی زیادہ نکلنے لگتے ہین اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب کوئی انمین سے
بند ہو جاتا ہے تو سوراخ کے موہنہ پر جلتی ہوی بتّی لگانے سے پہر نکلنے
لگتا ہے۔ مندر کے احاطہ مین شمال مغرب کیطرف جو ایک چہوٹا سا
حوض ہے جسکو یہان کے لوگ گورکہہ ڈبی کہتے ہین اور پہاڑ پر سے
قریب فٹ بہر کی چوڑی نالی اُسمین آکر پڑتی ہے اُسکے پانی کا یہہ خاصہ
ہے کہ ذرا ہاتہہ سے ہلاکر جلتی ہوئی بتّی پاس لیجائین تو فوراً اُسمین سے
ایک شعلہ سا نکل آتا ہے۔ راجہ شیو پرشاد صاحب لکہتے ہین کہ ان حالات
سے زمانہ حال کے علم کیمیا کے جاننے والے یہہ خیال کرتے ہین کہ یہہ
آتشی ہوا گندہک وغیرہ کسی دہات کی کان مین پیدا ہو کر گوشہ شمال و مغرب
سے پہاڑ کے اندر ہی اندر آکر زمین کے سوراخون مین سے جہان اب
مندر بنا ہوا ہے راستہ پاکر باہر نکل آتی ہے اور گورکہہ ڈبی مین پانی کے

کہو لنے کا یہہ باعث ہے کہ اس ہوا کا راستہ اُسکے نیچے ہی ہے
جس سے وہ خیال کرتے ہین کہ اگر پانی ہوتا تو یہان بہی شعلہ نکلتا اور بہہ
یہہ دلیل لاتے ہین کہ مندر کے اندر ہوم کُنڈ کے شمال مغرب کیطرف
جو اس ہوا کے آنیکا راستہ ہے فرش کے پتہر گرم اور جنوب مشرق کیطرف
جو اسکے راستہ سے کنارہ پر ہین ہمیشہ ٹہنڈے رہتے ہین۔ انکی اصطلاح
مین ایسی ہوا کو ہیڈروجن گیاس کہتے ہین اور اُنہون نے تجربہ کیا ہے
کہ بوتل مین تہوڑا سا لوہچون ڈال کر پانی مین ملا ہوا گندہک کا تیزاب
اسپر ڈالا جائے تو وہ ہیڈروجن گیاس بنجائیگا اور جو چیز یہان ان سوراخون
مین سے نکلتی ہے وہی اُس بوتل مین سے نکلنے لگیگی اور جس طرح سے
یہان شعلہ کے بند ہو جانے پر بتی دکہلا کر اُسکو پہر جلا لیتے ہین اسیطرح
بوتل کے مونہہ کے پاس جلتی ہوئی بتّی کرین تو اُسمین سے بہی ویسا
ہی شعلہ بہڑک اُٹہیگا۔

چہارمی لوگون کا ریاست سے علیحدہ ہو جانا اور اُسکا سبب

این روے ستلج کے چہوٹے چہوٹے رئیسون سے جب گورنمنٹ
نے اختیار حکومت لے لیا اور اُنکی حالت عام رعایا کی سی ہو گئی اور گورنمنٹ

کو اُنکے اُن تعلقات کا جو بڑے اور خود مختار رئیسون کے ساتھہ تھے از سر نو انتظام کرنا پڑا اس سے ریاست کے چہار می دیہات کے متعلق بڑے بڑے پیچیدہ اور دقیق مقدمات پیدا ہوے - یہہ دیہات شمار مین ستانوے تھے اور اُنمین سے نو مین سِل والے - دس مین گڑانگان والے - سات مین گدہیڑے والے - چار مین بُراس والے - آٹہہ مین لودھڑ مزعہ والے - انتالیس مین بوپہنی مچہلی والے - پندرہ مین (جنمین قصبہ بنوڑ بہی شامل تہا) فیض اللہ پور والے - پانچ مین لدہڑان والے چہوٹے چہوٹے سکہہ سردار ریاست کے ساتھہ حصہ دار تھے - اور اگرچہ اُسوقت سے جبکہ سکہون نے زین خان کو مار کر صوبہ سرہند پر اپنا دخل و تصرف کرلیا تہا ابتک یہہ لوگ ماتحت ریاست کے تھے لیکن ۱۸۰۹ع کے بعد کبہی جنگی خدمت کے موقع پر سرکار انگریزی بہی اُنکے نام کبہی براہ راست اور کبہی ریاست کی معرفت شرائط اشتہار مورخہ سوم مئی سنہ مذکور کے موافق بذاتہ حاضر ہونیکا حکم دیتی رہتی تہی اور اگرچہ ۱۸۲۱ع مین سرکار انگریزی نے ان لوگون کے ہر طرح کے معاملات کا تصفیہ ریاست کے متعلق کر دیا تہا مگر سرکار موصوف کی اُسوقت تدبیر مملکت یہہ تہی کہ جسطرح اور جس

ڈہب سے ممکن ہوا اپنی قلمرو کو بڑہائے پس پنجاب کے ضبط ہوتے ہی کرنل میکسن صاحب اجنٹ گورنر جنرل اور کمشنر انبالہ نے گورنمنٹ کو یہہ رپوٹ کی کہ انکو ریاست پٹیالہ سے کچہہ تعلق نہین ہے۔ اگر یہہ چاہین تو ریاست سے علحدہ ہونیکے مستحق ہین اور حکام بورڈ پنجاب کی تحریک سے گورنمنٹ نے اس بات کو منظور کرلیا اور یہہ حکم ہوا کہ چہارمی دیہات دعویدارونکو بلحاظ حصہ وتقسیم مناسب دیدیئے جائین مگر جو دیہات ان چہوٹے چہوٹے حصہ دارون کے حصّہ مین آئین اُنمین حق حاکمی کے پاتے رہنے کے سوا جسکو وہ پہلے سے پاتے تہے انکو کچہہ اختیار و استحقاق نہوگا اور وہ ہرطرح سے سرکار انگریزی کے ماتحت رہینگے۔ یہہ حکم سنتے ہی چہارمی لوگون نے ریاست سے علحدہ ہونیکی خواہش ظاہر کی اور ریاست اور شخص چہارمی کی تجویز حصص کیواسطے لفظ چہارمی کے معنی کی تنقیح ضرور ہوی۔ ریاست اس لفظ کی یہہ تعبیر کرتی تہی کہ گانون کے محاصل مین سے حصہ حاکمی کی چوتہائی کا جو مستحق ہو وہ چہارمی ہے اور تین ثلث کی ریاست مستحق ہے۔ اور یہی معنی صحیح بہی تہے مگر یہہ وجہ پیش رکہکر کہ پنجاب مین اس لفظ کے یہہ معنی مانے جاتے ہین کہ کل گانون کی ایک چوتہائی کا جو مالک ہو وہ چہارمی ہے سرکار انگریزی نے بعد ایک

طول طویل مباحثہ کے اِن دیہات کی تقسیم اسی قاعدہ کے موافق کردی اور جو دیہات حصہ داران مذکور کے قبضہ مین آئے اُنپر اپنا دخل کرلیا۔

اِن لوگون کا ریاست سے علحدہ ہوجانیکے واسطے خواہشمند ہونا اور سرکار انگریزی کی ماتحتی کو قبول کرنا ہمکو یہہ بتاتا ہے کہ ہماری حکومت کے تلوّنات شخصیہ اور اہلکارون کی بدسلوکی سے جو جزوی اور ناپایدار فایدونکی خاطر اُنکے تکلیف دینے پر اکثر مایل ہوجاتے تھے اُنکو ہماری جانب سے مایوس کر رکھا تھا اور اسیواسطے وہ ہمارے تحت سے نکلنا اور ایک ایسی حکومت کے تحت ہونا چاہتے تھے جو غیر متلوّن اور پابند قوانین ہو اور یہہ سکھاتا ہے کہ جب خدا ریاست اور حکومت دے اور اپنی بہت سی مخلوق پر اختیار اور اقتدار بخشے تو چاہیئے کہ اُن سے غایت درجہ کے انصاف اور رعایت سے پیش آئے اور اُنکے حقوق کا ویسا ہی لحاظ کرے جیسا اپنے حقوق کا کرتا ہے اور اِس غرض سے کہ رعایا کو اُسکے طرز سلوک کی نسبت اعتماد ہو۔ رعایا اور سرکار کے حقوق کے امتیاز کے لئے صاف اور صریح قاعدے بنائے اور ایمانداری کے ساتھ اُنپر عمل کرنیسے عام پر ثابت کردے کہ اُسکی حکومت منصفانہ اور اُسکا طرز سلوک ناقابل گرفت اور اُسکے وعدے ناقابل الانحراف ہین تاکہ رعیت

اُسکو اپنے حقوق کا حامی اور محافظ سمجھکر اُسکے نقصان کو اپنا نقصان اور اُسکے فائدہ کو اپنا فائدہ سمجھے اور جب کبھی موقع آئے اپنی وفاداری ظاہر کرنیسے باز نرہے کیونکہ جو سلطنتین ایسا نہین کرتین اور جبر و قہر سے رعایا کو اپنے قابو مین رکہنا چاہتی ہین یا جنکی رعایا کو شخصی تلونات کی وجہ سے اپنے حفظ حقوق کا بہروسہ نہین ہوتا یا جنمین رعایا اور سرکار اور خود رعایا کے باہمی حقوق کے لئے مستقل قاعدے اور قانون مقرر نہین ہوتے یا کہ ایمانداری سے اُنپر عمل نہین کیا جاتا وہ ہرگز ہر دل عزیز اور عام پسند نہین ہوتین اور نہ رعیت اُنکے ساتھہ وفاداری ظاہر کرتی ہے۔ سعدی علیہ الرحمہ نے سچ کہا ہے ؎

رعیت چو بیخ ست و سلطان درخت ٭ درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

کاش اگر ریاست کے اہلکار ان وقت اِس اصول کا لحاظ کرکے اپنے قول و فعل کی نسبت اِن لوگون کا اعتماد حاصل کرتے تو ہمکو چھوڑکر وہ کبھی ایسی سرکار کی ماتحتی کے خواہشمند نہوتے جو زنگ ـ روپ قوم اور مذہب رسم و رواج مین بالکل اُنسے متباین تہی اور ایک معزز اور مقتدر لوگون کا گروہ اور ایک سرسبز اور آباد دیہات کا مجموعہ ریاست سے علحدہ نہوتا۔

بی بی بسنت کنور صاحبہ کی شادی اور مہاراج کا ہردوار وغیرہ

تیرتہون کے اشنان اور درشن کو تشریف لیجانا

اپریل سنہ ۱۸۵۱ء مین مہاراج نے اپنی دختر نیک اختر بی بی بسنت کور صاحبہ
کی شادی کی جو رانا بہگونت سنگہ صاحب بہادر والی دہولپور کے
ولیعہد سے منسوب تہین اور چودہ لاکہہ روپیہ اسمین خرچ ہوا۔ اس تقریب مین
علاوہ برادری کے راجے اور سرداران کے سر ولیم گوم صاحب بہادر
کمانڈر انچیف اور بہت سے صاحبان انگریز بہی شریک ہوئے تہے اور
پانچہزار روپیہ سرکار انگریزی کی طرف سے برسم تنبول پیش کیا گیا تہا۔ اس
شادی مین رانا صاحب بہادر نے کئی لاکہہ روپیہ کے باڑہ کی رسم
مین خرچ کیا جہان باڑہ دیا گیا تہا وہ اگرچہ بہت بڑا اور وسیع میدان تہا جسکو
فوج سے گہیر لیا گیا تہا مگر توبہی کئی آدمی پیاس اور گرمی کے سبب سے مر گئے
چونکہ ہندو مذہب مین لڑکی کی شادی کے بعد گنگا مین نہانے کا بڑا ثواب
ہے اسواسطے مہاراج جیٹہہ بدی آٹہمی سمت ۱۹۰۹ مطابق گیارہوین مئی سنہ ۱۸۵۲ء
کو منزل بمنزل ہردوار تشریف لیگئے اور جیٹہہ سدی اکادشی کو اشنان
کیا اور پہر رکہی کیش ہوتے ہوئے بدری نارائن کے درشن کو تشریف
لے گئے۔

رکھی کیش کے مقام گنگا بہت عمیق اور زور شور سے بہتی ہے اور پاٹ
بہی بہت بڑا ہے اور ایسا موقع ہے کہ پانی کی تیزی اور پتھرون کے سبب
سے کشتی نہین چل سکتی اور پل کا بنانا بہی کسی ایسے ویسے انجنیر کا کام
نہین ہے اسواسطے پل کے عوض یہان ایک جہولا[1] بندہا ہوا ہے جو
لچھمن جہولا کے نام سے مشہور ہے اور اسپر سے لوگ ادہر اُدہر آتے جاتے
ہین اور گزر کے وقت طوالت کے سبب سے یہہ ایسا لرزتا ہے کہ یہہ

---

[1] جہان دریا پہاڑون کے اندر بہت زور سے بہتے ہین اور پتھرون کے سبب سے کشتی کو بہی خوف ہوتا ہے وہان لوگ جہولے یا چھینکے کے ذریعہ سے پار اُترتے ہین جہولا اسے کہتے ہین کہ دریا کے ایک کنارہ سی دوسرے کنارہ تک کئی مضبوط رسّے برابر برابر باندہ کر تختون سے پاٹ دیتے ہین جنکی چوڑان اکثر ہاتہہ دو ہاتہہ سے زیادہ نہین ہوتی اور سہارے کیواسطے دونون جانب برابر برابر رسیان باندہ دیتے ہین لیکن چھینکا اس سے بہی بدتر ہے وہ صرف ایک رسّا ہوتا ہے اِس کنارہ سے اُس کنارہ تک بندہا ہوا جسمین لوہے کے قلابہ کے ساتہہ ایک چھینکا لٹکا دیتے ہین اور آدمی کو اُسمین بٹہا کر اُس رسی سے جسکا ایک سرا اُس چھینکے مین بندہا ہوتا ہے اور دوسرا دوسرے کنارہ والون کے ہاتہہ مین اپنی طرف کھینچ لیتے ہین جب چھینکا بیچ مین پہنچکر رسّے کے جہکولون سے ہلنے لگتا ہو اور نیچے دریا لہراتا اور پتھرون سے ٹکراتا ہوا نظر آتا ہے تو انجان آدمی کا تو پتّہ پانی ہوجاتا ہے مگر جنکو عادت ہے وہ برابر اسپر سے آتے جاتے ہین ۱۲ مولف

معلوم ہوتا ہے کہ گویا اب قعر دریا مین چلا جائیگا لیکن مہاراج نے ہمارے
اور ہندوستانی رئیسونکی طرح کچھہ خوف نہین کیا برابر عام لوگونکی طرح
پا پیادہ اسپر سے گذر گئے اور سِری نگر ہوتے ہوئے نہایت صعوبت
اور دشوار گذار پہاڑی راستے عین موسم برسات مین طے کرکے بدری نا این
پہنچے جو المورہ سے اسّی میل شمال کیطرف دریاے بشن گنگا کے داہنے
کنارہ سطح سمندر سے دس ہزار تین سو فٹ بلند پہاڑ پر ایک مشہور تیرتھہ ہے
سردی کے سبب سے اس پہاڑ کی چوٹیان ہمیشہ برف سے لدی رہتی ہین
اور اسیواسطے اسکو ہمالہ کہتے ہین جو ایک سنسکرت زبان کا لفظ اور دو لفظون
ہیم اور آلہ سے مرکب ہے (جسکے معنے ہین برف کا گھر) اس سفر مین اکثر
مہاراج کو کئی کئی میل پیدل چلنے کا بھی اتفاق ہوا۔ وجہ یہہ تھی کہ اکثر ہمراہی
لوگ پیادہ ہوتے تھے اور لمبے کوچون کے سبب سے جو فرودگاہون
کے دور دور ہونیکی وجہ سے مجبوراً کئے جاتے تھے لوگون کو نہایت تکلیف
ہوتی تھی پس مہاراج انکی دلداری اور تسکین کے واسطے کسیقدر خود بھی پیدل

---

۵۷ یہہ وہی مقام ہے جہان کے راجہ پرتھی سنگھہ کے پاس دارا شکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ نے ۱۰۶۸ھ مین عالمگیر کے خوف سے پناہ لی تھی۔ ۱۲ مولف

چلتے تہے۔ اس سفر مین چونسٹھہ ہزار روپیہ گنگا وغیرہ تیرتہون پر خیرات
کیا گیا اور ایکہزار روپیہ کا دایمی سدابرت بدری نارایں مین مقرر ہوا اور اُسی
راستہ سے لوٹ کر ٹیہری ہوتے ہوئے بہوگپور کے راستہ سے جو دنہرکی
دون مین ایک نہایت حقیر اور چہوٹا سا گانون ہے بوڑیہ پہنچے۔ بہوگپور
کے مقام راقم نے دیکہا کہ جس چہپر کے نیچے مہاراج ٹہرے ہوئے تہے
بارش مین چہلنی کیطرح ٹپکتا تہا اور کوی خشک جگہہ بیٹہنے کو نتہی اور ہرچند
تمام ہمراہی اس سفر کی صعوبت کے شاکی تہے مگر وہ ویسے ہی خوشدل

ف یہہ پہاڑی شہر چونتیس ۳۴ درجے تیس ۳۰ دقیقے عرض شمالی اور اٹہتر درجے اٹہائیس دقیقے
طول شرقی پر سمندر سے دوہزار دوسو فٹ بلند گنگا کے بائین کنارہ پر آباد اور ریاست
گڑہوال کا دارالحکومت ہے۔ اس علاقہ کو ہی گورکہون نے اپنے قبضہ مین کر لیا تہا
لیکن ۱۸۱۵ع مین جب سرکار انگریزی نے اُنپر فتح پائی تب راجہ سودرشن شاہ
کو اُسکی ریاست پر بحال کرکے اُسکے علاقہ کا وہ حصہ جو دریاے الکہنندا اور منداکنی
کے ملنے کے مقام سے اوپر کی جانب مشرق کیطرف تہا اور دہرہ دون اور پرگنہ
رامگڈہ اپنے پاس رکہکر باقی ایک لاکہہ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ اُسکو دیدیا جو اب ریاست
گہڑوال کہلاتا ہے مہاراج کے وہان تشریف لیجانیکے وقت راجہ سودرشن شاہ صاحب زندہ
تہے اور بڑے احترام اور خاطر تواضع سے پیش آے تہے۔ ۱۲ مولف

تہے جیسے اُنکی ہمیشہ عادت تہی مہاراج نے بوڑیہ مین اپنے سالے سردار جیون[1] سنگہہ کے ہان اُنکی خاطر سے ایک روز قیام فرمایا اور پہر پٹیالہ شریف لے آئے۔

مہاراج مہندر سنگہہ بہادر ولیعہد کی ولادت

اسی برس ستمبر مہینے کی سولہوین[16] تاریخ کو برنالہ کے مقام مہاراج مہندر سنگہہ

---

[1] ریاست بوڑیہ کا بانی سردار نانون سنگہہ ہوا جو چہاول منڈن کا رہنے والا تہا جو مانجہہ کے علاقہ مین ایک گانون ہے۔ یہہ بہنگینو کی مثل مین سے تہا جب ۱۷۶۳ء مین سکہون نے زین خان پر خروج کیا یہہ بہی معہ اپنے بہتیجے بہاگ سنگہہ اور اپنے رفیق سردار رائے سنگہہ کے اسلک مین آباد اور ۱۷۶۰ء مین بوڑیہ پر قابض ہوگیا جسکو سال بہر پہلے زین خان کا ایک ماتحت عہدہ دار لچہمی نرائن نامی چہوڑ کر چلا گیا تہا اور اُسوقت سرداریہ سکہون نے اپنا قبضہ کر لیا تہا اورنگ آباد کے پٹہانون نے سرداریون سے سازش کر کے نانون سنگہہ اور بہاگ سنگہہ کو دغا سے اورنگ آباد کے قلعہ مین بلایا اور قتل کر ڈالا۔ اسکے مقام مین رای سنگہہ اور نانون سنگہہ کے بہتیجے سردار بہاگ سنگہہ نے پٹہانون کے علاقہ پر حملہ کیا اور اُنکو مار کر اُنکے علاقہ کے دوسو چار گانوون پر قابض ہوگئے اور اُنکو آپسمین تقسیم کر لیا۔ جگادہری اور دیال گڈہ کا علاقہ معہ چوراسی گانوؤن کے رائے سنگہہ کے حصہ مین آیا اور بوڑیہ معہ ایکسو تینتس[133] گانوون کے سردار بہاگ سنگہہ کو ملا اسنے ۱۸۰۰ء مین قضا کی اور اسکا بیٹا سردار شیر سنگہہ اسکا جانشین ہوا جو ۱۸۰۵ء مین کرنل برن صاحب کے ساتہہ لڑائیمین شامل تہا اور

صاحب بہادر ولیعہد کی ولادت کی خبر پہنچی لیکن چونکہ پہلے کئی لڑکے پیدا ہو کر جاتے رہے تہے اور جیتے جاگتے فرزند کی بڑی تمنا تھی اسلئے جوتشیون کے کہنے سے کئی مہینے تک مہاراج نے اس بات کو چہپائے رکہا مگر بقول شخصے مصرع چہپائے سے چہپتا نہین آفتاب لوگون نے قرینون سے اس مولود مسعود کی ولادت کو تاڑ لیا اور چپکے چپکے آپسمین مبارک سلامت ہونے لگی اور آخرکار چودہوین جنوری سنہ ۱۸۵۳ع کو ایک نیک ساعت مین جسکو پنڈتون نے تجویز کیا تہا اسکا اظہار کیا گیا اور بڑی خوشی منائی گئی-

موضع لجوانہ علاقہ ریاست جیند کی بغاوت اور مہاراج کا راجہ صاحب بہادر کو مدد دینا

سنہ ۱۸۵۶ع کے شروع مین راجہ سروپ سنگھہ صاحب بہادر والی جیند نے تشخیص جمع کیواسطے پرگنہ جیند کی پیمایش کرانی شروع کی تہی لیکن

کے مقام مارا گیا اسکا علاقہ اسکے بیٹون سردار جیمل سنگھہ اور سردار گلاب سنگھہ کے باہم تقسیم ہوا جیمل سنگھہ کے سنہ ۱۸۱۸ع مین لاولد مرنیسے سردار گلاب سنگھہ تمام علاقہ کا مالک ہوا- اسنے سنہ ۱۸۴۴ع مین وفات پائی اور انکے بیٹے سردار جیون سنگھہ صاحب جنکا تمن مین فرید کوٹ ہی مالک ریاست ہوئی جو ضلع انبالہ مین ایک معزز سردار ہین- اس ریاست کی آمدنی قریب چالیس ہزار اور آبادی قریب تینتیس ہزار کے ہے- ۱۲ مؤلف

کنور سین تحصیلدار کی بدزبانی اور کج خلقی سے موضع تجوانہ کے نمبردار نگاہیا وغیرہ ایسے ناراض اور افروختہ ہوئے کہ اُنہوں نے کنور سین کو قتل کر کر اُسکی لاش کو معہ اُن کاغذات کے جو اُسنے مرتب کئے تھے جلا ڈالا اور باغی ہو گئے اور اپنے بہائی بند زمینداروں کو اپنی ساتھ شریک کر لیا اور یہہ فساد ایسا بڑہا کہ قرب و جوار کے علاقوں مین شورش اور غدر پہیل جانیکا اندیشہ ہو گیا۔ راجہ صاحب بہادر کے پاس جب یہہ خبر پہنچی وہ فوراً سنگرور سے جیند کو تشریف لیگئے اور اول ایک اطلاعنامہ اور جب اُسکی تعمیل نہوئی تب ایک اشتہار باغیوں کے نام بمراد حاضر ہونے اور اطاعت قبول کرنیکے جاری کیا مگر چونکہ وہ راجہ صاحب بہادر کی طاقت سے واقف تھے اور اپنے بہائی بند زمیندارون کی کثرت اور جمعیت اور گانون کے پختہ اور مستحکم مکانون پر انکو بڑا گھمنڈ تہا وہ ان احکام کو کچہہ خیال مین نہ لائے اور گنوارون نے اِس واقعہ اور راجہ صاحب اور اُنکی فوج کی کمزوری اور ہجو کے گیت جوڑ لئے اور مسٹر جارج کارنک بارلس صاحب کمشنر انبالہ نے جنکو ریاستہائے این روئے ستلج کا پولیٹکل کام سپرد تہا فساد کے فرو کرنیکے واسطے تاکید

تاکید کرنی شروع کی لیکن ساتھہ ہی یہہ لکہا کہ کشت وخون تو کیا اگر کیسیکی
نکسیر بھی پہوٹیگی تو بہت برا ہوگا وجہ یہہ تہی کہ انکو یہہ ظن تہا کہ صرف تحصیلدار
کے ظلم کے سبب سے زمیندار باغی ہوئے ہین اگر انکو راجہ صاحب کیطرف سے
انصاف کی توقع دلائی جائیگی تو وہ ضرور مطیع ہو جاوینگے اور فساد موقوف
ہو جائیگا اور انہون نے راجہ صاحب کو لکہا کا اگر فساد جلد رفع نہو گا تو مین خود
موقع پر جاونگا جس سے راجہ صاحب کو اور بہی مشکل پڑگئی اور انہون نے
ناچار ہو کر مہاراج سے امداد کی درخواست کی۔ مہاراج نے دو پلٹنین اور
دو ہزار سوار اور چار بہاری توپین چودہری امام بخش نایب بخشی کے ساتہہ
فوراً بہیجدین اور راجہ صاحب کو لکہا کہ اگر ضرورت ہوگی تو بخشی رحیم بخش کو
بہی اور فوج دیکر بہیجدینگے یہہ فوج دو منزلہ کرتی ہوی جبند کے قریب پہونچگئی
تہی کہ یکایک حکم پہنچا کہ اپنی سرحد سے آگے نجاوے۔ وجہ یہہ ہوی کہ مسٹر بارنس
صاحب کمشنر کی مرضی نتہی کہ لڑائی ہووے۔ پس فوج بائیس روز یہان
پڑی رہی اور جب سر جان لارنس صاحب چیف کمشنر پنجاب نے
مہاراج کو لکہا کہ آپ مدد دیکر فساد فرو کرادین تب اسکو موقع پر جانیکی اجازت
ہوی اور اسنے گانون کو جاکر گہیر لیا اور گولے مارنے شروع کئے۔ اب

اگر اسیطرح ایکدو روز توپخانہ سے گولے پڑتے رہتے تو گنوار گانون چہوڑکر خود بہاگ جاتے مگر کمیدان گلاب خان کی پلٹن نے یہہ حماقت کی کہ بیموقع حملہ کرکے گانون مین گہس گئی اور باغیون نے جو مکانون کی آڑ مین تہے تاک تاک کر گولیان مارنی شروع کین جنسے سترہ آدمی مارے گئے اور انیس زخمی ہوئے اور خود گلاب خان بہی زخمی ہوا اور پلٹن کو ناچاری وہان سے لوٹ آنا پڑا اب پہر میر اولاد علی افسر توپخانہ نے گولے مارنے شروع کئے جنسے گانون کی کئی بڑی بڑی حویلیان گر پڑین اور اکیسوئین اپریل کی رات کو بارہ بجے باغی گانون چہوڑکر بہاگ گئے اور یہہ فساد جسنے ریاست جیند کی ہوا بگاڑ دی تہی اور ملحق الحدود علاقون مین تہلکہ ڈالدیا تہا فرو ہو گیا۔

اگرچہ بظاہر یہہ معاملہ صرف ایک گانون کی بغاوت کا تہا مگر اسسبب سے کہ اسملک کے باشندے بغاوت اور شورہ پشتی اور لڑنے مرنیکے لئے مشہور مین اور جسطرح مسٹر بارنس صاحب چاہتے تہے اسطرح فساد کا دبانا ممکن تہا۔ اندیشہ تہا کہ مبادا اسکی دیکہا دیکہی زیادہ فساد پہیل جائے اور گورنمنٹ کو سلب اختیارات ہردو ریاست کیواسطے بہانہ ہوجائے کیونکہ لارڈ ڈلہوسی

صاحب کی گورنری کا زمانہ تہا اور سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی انیکسیشن پالسی
بر بنا ے بد نظمی ریاستہاے ہندوستانی بڑے زور و شور سے جاری
تہی جس سے ہر ایک رئیس بجاے خود خایف اور اپنے اختیار حکومت
کو چراغ سحری خیال کرتا تہا۔

مہاراج کا انگلستان جانیکے ارادہ سے کلکتہ جانا

سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی اس تدبیر مملکت کے باعث ہی مہاراج
کو انگلستان جانیکا خیال آیا تاکہ ارکان خاندان شاہی اور وزرا و امراے
سلطنت سے شناسای حاصل کرکے پولیٹکل معاملات کی نسبت اطمینان
حاصل کرین۔ یہہ اولوالعزمی انہین کے مزاج مین تہی ورنہ کوی ہندوستانی
رئیس ابتک ہندوستان سے باہر نہین گیا تہا بلکہ شاید کلکتہ تک بہی شاذ و
نادر ہی کوئی گیا ہو اور اس اعتبار سے ہندوستانی رئیسونمین وہ اول شخص
تہے جنہون نے اپنے ملک سی نکلکر ایسے دور دراز ملکونمین جانے
کا ارادہ کیا۔

اسوقت اس ملک کے لوگ اس سفر کو سفر آخرت سے کم نہین سمجہتے
تہے اور مجہکو یاد ہے کہ جب مین گہوڑے پر سوار پٹیالہ سے لشکر مین شامل

ہونیکو سنور کو جاتا تہا۔ راستہ مین ایک بڑہیا نے میری طرف نہایت حسرت
سے دیکہکر کہا کہ پت تو بہی جائیگا نندن۔ الغرض اٹہائیسوین اگست ۱۸۵۵ء مطابق
بہادون بدی نومی سمت ۱۹۱۲ کو مہاراج نے پٹیالہ سے کوچ فرمایا اور سنور کے
قلعہ مین جا اُترے اور پہر منزل بمنزل کوچ و مقام کرتے ہوئے بنارس
پہنچے اور مہاراج کاشی نریس السیری پرشاد نراین سنگہہ بہادر
رئیس بنارس کے مکان مین جو کہنّہا کی کوٹہی کے نام سے مشہور ہے اُترے
۔ راستہ مین ہر ایک مقام پر حکام انگریزی نے استقبال کر کے خاطر تواضع
کی اور بڑے احترام سے پیش آئے۔ مہاراج کئی روز بنارس مین رہے اور
بڑے بڑے مندرون خصوصاً سکہون کے گوردوارہ اور بشیشر ناتہہ
کے شوالہ کی بڑے اعتقاد سے پوجا کی اور ہزارون روپیہ چڑہایا گوردوارہ
مین ایک سدابرت بہی مقرر فرمایا اور برہمنون اور پوجاریون کو بہت کچہہ دیا
اور پنڈتون کی سبہا کرا کر اُنکے مباحثات سُنے اور اُنکو بہی بہت کچہہ دیا
مہاراج کاشی نریش بہادر سے بہی کئی ملاقاتین ہوئین۔ وہ مہاراج کی
ملاقات کو آئے اور یہہ اُنکے ہان تشریف لیگئے اور آپسمین نہایت دوستی
ہوگئی جو ابتک جاری ہے یہان سے سر فریڈرک کری نام ایک

چہوٹے دخانی جہاز پر سوار ہوئے اور پٹنہ کے مقام سے گیا کے تیر کرنیکو گئے اور کئی روز وہان رہے اور پہر جہاز پر آ سوار ہوئے۔
اب چونکہ سردی شروع ہوگئی تہی اور دریاے بہاگیرتی مین پانی بہت کم ہوگیا تہا اسواسطے کپتان جہاز کی یہہ راے ہوئی کہ بہاگیرتی کا راستہ چہوڑ کر سندربن کے راستہ سے جہاز کو لیجائے۔ ہمارا جہاز دن بہر چلتا تہا اور رات کو اور کبہی کبہی دن کو بہی جس جگہہ مہاراج کی مرضی ہوتی تہی ٹہر جاتا تہا اور شوقین لوگ اُتر کر قرب وجوار کے شہرون کی سیر اور محتاط ہندو جو جہاز مین روٹی پکانے اور کہانیکو برا سمجہتے تہے اپنے لئے کہانا تیار کرتے تہے چنانچہ بہاگلپور ۔ راج محل ۔ قاسم بازار ۔ کومرکلی اور کئی اچہے اچہے مقامات دیکہنے مین آئے اور راج محل مین جو ہندوستانی ریشمی کپڑے بنتے ہین وہ لوگون نے اکثر خریدے اور کئی روز بعد ہم سندربن مین پہنچے جو ایک بڑا لق ودق جنگل ہے اور جابجا گنگا کی دہارین اُسمین گرتی ہین اور رستہ ایسا تنگ اور پیچدار ہے کہ اکثر ہم جہاز پر سے کنارہ کے درختون کے پتے ہاتہ سے توڑ لیتے تہے اور اسواسطے جہاز کا یہان چلانا ذرا مشکل ہے غرض چلتے چلتے ہم ضلع جسر کے ایک مقام پر پہنچے جہان

سے کلکتہ قریب ستر میل کے تہا - اب یہان چونکہ پانی کثرت سے
تہا اور رات بہی چاندنی تہی اسلئے تجویز ہوئی کہ جہاز شباشب چلایا جاے
تاکہ صبح ہوتے کلکتہ پہنچ جائین اور چونکہ گورنمنٹ ہند کے فارن آفس سے
لالہ نہال چند وغیرہ اہلکارون کو جو پہلے سے کلکتہ گئے ہوئے تہے
یہہ حکم تہا کہ جب جہاز قریب پہنچے فوراً خبر دین تاکہ افسران گورنمنٹ استقبال کیواسطے
بہیجے جائین اسواسطے قریب شام راقم اور بابو شیو پرشاد جو اب
راجہ شیو پرشاد سی ایس آئی کے لقب سے مشہور اور بنارس مین رہتے
ہین اور اُسوقت مہاراج کے پاس انگریزی مترجم کا کام دیتے تہے بجرہ
پر چڑہکر ٹیلیگراف آفس مین جو کنارہ سے بہت دور جنگل مین ایک چہوٹے
سے خیمہ کے اندر تہا کلکتہ کو تار پر خبر بہیجنے کیواسطے گئے - جبتک آفتاب کی
روشنی رہی ہمکو راستہ چلنے مین کچہہ دقت نہین ہوئی لیکن سورج کے
چہپتے ہی چارون طرف سناٹا ہوگیا اور رات سائین سائین کرنے
لگی اور وہ پیدا اور بکہرا راستہ جو ہمنے دن مین خوشی سے طے کیا تہا
زنجیر پا ہوگیا اور جنگل کی جہاڑیون نے تمام کپڑے نوچ ڈالے - اِسوقت دریا
کا کنارہ اور لق و دق جنگل - رات کا سمان اور ایک ہو کا عالم دل پر عجیب تاثیر

کرتا تھا۔ لیکن اتنے مین ایک طرف سے چاند نمودار ہو آیا اور اندھیرا جو بلائے جان
ہو گیا تھا اُس سے نجات ملی اور ہم جون تون جہاڑیون سے دامن چھوڑا
کر خدا خدا کرکے اپنی کشتی کے پاس آ پہنچے اور چونکہ نو بجنے والے تھے
جلد جلد کشتی چلا کر جہاز پر پہنچ گئے اور لنگر اُٹھ گیا اور آٹھوین دسمبر ۱۸۵۸ع کو دن
نکلنے سے پہلے ہمارا جہاز کنارہ جا لگا۔ سات بجے کے بعد پانچ انگریز جن مین
ایک سر جارج کوپر صاحب فارن ڈپارٹمنٹ کے انڈر سکرٹری تھے جو اُس وقت
گورنمنٹ صوبجات شمالی و مغربی کے لفٹنٹ گورنر اور اودھ کے چیف کمشنر
ہین فُل ڈریس پوشاکین پہنے ہوے جہاز پر مہاراج کے استقبال کو آئے
اور ہندوستانی سوارون کا ایک رسالہ اور گورنمنٹ کیطرف سے سواری کی
گاڑیان آئین اور ہم اُن پر سوار ہو کر مہاراج کے ساتھ بڑی شان و شوکت سے
قیام گاہ پر پہنچے یہان مسٹر ایڈمنسٹن صاحب فارن سکرٹری اور گورنمنٹ
کے ہوم سب صیغون کے سکرٹری پہلے سے موجود تھے اُنہون نے
بڑے تپاک سے مہاراج کو سواری سے اُتارا اور تھوڑی دیر ہنسی خوشی
کی باتین کر کے رخصت ہوے۔ تیرہ ۱۳ سو روپیہ نقد اور ایکسو پچیس کشتیان
میوہ اور مٹھائی کی بطور ضیافت گورنمنٹ کی طرف سے آئین اور اکیسون ۲۱

ماہ مذکور کو مارکوئیس ڈلہوسی صاحب بہادر گورنر جنرل ہند نے مہاراج
کی ملاقات کیواسطے گورنمنٹ ہوس مین ایک عظیم الشان دربار منعقد فرمایا جسمین
تمام عہدہ داران سول و ملیٹری موجودہ کلکتہ اور اکثر شرفای ہندوستانی
جنکو دربار مین آنیکا استحقاق تہا بلائے گئے اور گورنمنٹ کے چار عہدہ دار
جنمین ایک فارن ڈپارٹمنٹ کا انڈر سکرٹری تہا مہاراج کے قیامگاہ
پر استقبال کو آئے اور اُنکو اپنے ساتہہ لیگئے۔ گورنمنٹ ہوس کے بالائی
زینہ پر صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ نے پیشوائی کی اور خود نواب
گورنر جنرل بہادر نے درباری کمرہ کے وسط مین آکر مہاراج سے ملاقات
کی اور مصافحہ کرکے اپنی داہنی طرف کرسی پر لیجا کر بٹہایا صاحب فارن
سکرٹری مہاراج کے داہنی طرف بیٹھے اور اُنکے بعد مہاراج کے
سولہ اہلکار جنمین سے ایک راقم بہی تہا اپنے اپنے نمبر کے موافق بٹہائے
گئے اور ہلوگون نے ایک ایک اشرفی نواب گورنر جنرل بہادر کو بطور نذر
پیش کی جو معاف کی گئی۔ مہاراج کیواسطے اکتالیس ۴۱ کشتیون مین تحالیف
پیش ہوئے اور آٹہہ خلعت اہلکارون کو دئے گئے اور رخصت کیوقت
نواب گورنر جنرل بہادر نے مہاراج کو اپنے ہاتہہ سے اور اہلکارون کو

صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ نے عطر و پان دیا اور جبتک دربار
رہا بطور علامت خوشی کے انگریزی باجا بجتا رہا اور جسطرح آنیکے وقت استقبال
کیا گیا تہا اُسیطرح مشایعت کی گئی اور آنے اور جانیکے وقت قلعہ فورٹ
ولیم سے سترہ سترہ تو پ کی سلامی ہوئی اور ولایتی اور ہندوستانی
سوار اور پیادہ فوج نے جو بہت دور تک تعظیماً کہڑی کی گئی تہی سلامی اُتاری
دوسرے روز نواب گورنر جنرل بہادر ملاقات بازدید کیواسطے تشریف لائے
اسطرف سے چار اہلکار گورنمنٹ ہوس تک استقبال کو گئے اور نصف راہ
مہاراج نے استقبال کیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کے ساتہہ گاڑی میں بیٹھکر
اُنکو اپنے مکان پر لائے چونکہ فوج اور توپین ساتہہ نہ تہین گورنمنٹ
کیطرف سے کسیقدر فوج آگئی تہی اور آنے جانیکے وقت قلعہ فورٹ ولیم
سے اُنیس ۱۹ اُنیس ۱۹ توپ کی سلامی کی گئی اور ایکسو پچیس کشتیان تحایف
کی پیش کی گئین جو منظور ہوئین اور نواب گورنر جنرل
بہادر اور فارن سکرٹری کو مہاراج نے اپنے ہاتہہ سے اور باقی صاحبون کو
جو ساتہہ آئے تہے اہلکارون نے عطر و پان دیا اور وہی رسوم رخصت کے
وقت بہی عمل مین آئین جو اُنکے تشریف لانیکے وقت ہوئی تہین اور

چونکہ ولایت جانیکے واسطے ایک عہدہ دار انگریزی کا ہمراہ ہونا ضرور تہا
مسٹر فورسایتہہ صاحب جو اُسوقت ضلع کانگڑہ کے اسسٹنٹ کمشنر
تہے اور اب سر ڈگلس فورسایتہ صاحب۔ کے۔ سی
۔ ایس۔ آئی کے لقب سے مشہور ہیں ہمراہی کیواسطے تجویز ہوے
اور سب تیاری ہوگئی لیکن بعض امور ایسے پیش آسے جنکے سبب سے مہاراج
کو اپنا ارادہ فسخ کرنا پڑا اور فروری ۱۸۵۵ء کے اخیر ہفتہ مین کلکتہ سے پٹیالہ
کو لوٹ آئے۔

ہمارا سفر اگرچہ ناکامیابی کے ساتہہ ختم ہوا لیکن اس سے یہہ فائدہ ہوا
کہ لوگون نے ہمکو دیکہا اور ہمنے لوگون کو اور اس سبب سے خیالات
مین کسیقدر وسعت آگئی اور بہت سے توہمات اور لغو خیالات طبیعتون سے
گم ہوگئے اور لوگون نے جانا کہ ہندوستان مین پٹیالہ کی بہی کوئی
ریاست ہے۔ ہم گئے تو منزل منزل تہے مگر آئے شکرم کی ڈاک مین
جو رات دن چلکر نوین دن کلکتہ سے کرنال پہنچی تہی۔ اسوقت کلکتہ سے
پشاور تک پختہ سڑک بن چکی تہی اور تار بہی لگ گیا تہا جو اُسوقت ایک
نہایت عجیب امر معلوم ہوتا تہا اور اکثر لوگ اُسکے ذریعہ سے خبر پہنچنے کا تعیز

نکرتے تہے۔ چنانچہ مینے مہاراج کو اسکے دریافت حال کا مشتاق
دیکہکر آگرہ کالج کے ایک طالبعلم کا اُردو زبان مین بنایا ہوا ایک رسالہ
دکہلایا تہا جسمین ڈاکٹر گیلونا کو پہلے پہل اثر برقی کا دریافت ہونا اور
رفتہ رفتہ اور لوگون کا اُسکے مختلف اثرون اور نتایج کو معلوم کرنا اور آلات
اور ادویات برقی کے نقشے وغیرہ بہت مفصل معہ اُس ترکیب کے جسطرح
خبر بہیجی جاتی ہے مندرج تہے اور اگرچہ ریل کی سڑک کا بہی سامان ہو رہا
تہا اور کلکتہ سے رانی گنج تک کچہہ کچہہ بن بہی گئی تہی مگر اُسوقت یہہ کسیکو
معلوم نتہا کہ آگ اور پانی سے اِسطرح کام لیا جائیگا اور یہہ طلسم کی گاڑیان
کلکتہ سے لاہور تین دن سے کم مین لوگون کو نہایت آرام و آسایش کے
ساتہہ تہوڑے سے خرچ مین پہنچا دیا کرینگی یہہ بات بہی توجہ کے لایق
ہے کہ اسوقت ہمارے خطوط ہمارے سوارونکی خانگی ڈاک مین جو
پٹیالہ سے کلکتہ تک بٹہائی گئی تہی آتے جاتے تہے اور انگریزی ڈاک
مین کاغذون کا بہیجنا خلاف احتیاط سمجہا جاتا تہا جسکا باعث خیالات
کی تاریکی اور سرکار انگریزی کی ڈاک کی نسبت بے اعتمادی تہی جو
اِسکے بعد بہی تہوڑا عرصہ قایم رہی۔ چنانچہ مجہکو یاد ہے کہ جون ۱۸۵۶ع

مین جب مین اپنی سرکار کیطرف سے بعہدہ وکالت نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اضلاع مغربی وشمالی کے محکمہ مین مامور تہا پہلے پہل مینے ہی پٹیال سے سرکاری کاغذات کو انگریزی ڈاک مین روانہ کیا تہا۔

اس سفر مین نوکرون کے علاوہ میرے دوست میان نجیب سنگہہ صاحب رئیس رام گڈہ ہی جو ضلع انبالہ مین ایک چہوٹی سی راجپوت خاندان کی ریاست ہے مہاراج کی رفاقت مین تہے جو بڑے شریف اور فولعزم اور خاندانی شخص ہین۔

سرکار انگریزی کی فوج پریزیڈنسی بنگالہ کی بغاوت اور مہاراج کا سرکار ممدوح کو مدد دینا

۱۸۵۷ء کے مشہور غدر کے اگرچہ بہت سے سبب تہے جنکو اکثر تجربہ کار اور دانشمند انگریزون اور ہندوستانیون نے تحقیق کر کے لکہا ہے مگر بڑا اور ظاہر سبب یہہ تہا کہ فوج کیواسطے ایک نئی قسم کی بندوقین ولایت سے آئی تہین جنکو انفیلڈ رئفل کہتے ہین اور اس سبب سے کہ انکی نالی تنگ ہوتی ہے یہہ لکہا آیا تہا کہ کارتوسون مین کچہہ چکنائی لگا دیجاے جسکو میگزین کے منتظمون نے ایک معمولی بات سمجہکر موافق دستور اپنے ملک کے

اُنمین چربی لگوادی - پس جب یہہ بندوقین اور کارتوس اُس پلٹن کو دیئے گئے جو کلکتہ کے قریب ودمدمہ کے مقام رہتی تہی تو اُسمین بہت گہبراہٹ پیدا ہوئی کیونکہ کسی بدمعاش نے یہہ افواہ اُڑادی تہی کہ کارتوسون مین گائے اور سؤر کی چربی لگائی گئی ہے اور اُس سے سرکار کا یہہ مطلب ہے کہ ہندؤون اور مسلمانون کا مذہب بگڑجائے اور سب لوگ عیسائی ہوجائین اور سپاہیون کو اسکا اسوجہ سے یقین ہوگیا تہا کہ میگزین کے ایک خلاصی نے جو ایک چہوٹی قوم کا شخص تہا ایک برہمن سپاہی سے جو اتفاقاً پانی پینے کو لوٹا مانگا اور اُسنے ندیا تو خلاصی نے کہا ،، کیون صاحب لوٹا دینے سے تو آپ انکار کرتے ہین لیکن جب سؤر اور گائے کی چربی لگے کارتوس دانتون سے کاٹینگا تو فرمائی تب کیا ہوگا ،، اسکی خبر جب انگریز عہدہ دارون کو ہوئی تو اُنہون نے اگرچہ سمجہایا کہ کارتوسون مین بہیڑ کی چربی اور موم لگا ہوا ہے مگر سپاہیون نے نمانا اور کہا کہ آپ جو کہتے ہین سچ ہوگا لیکن بہتر ہے کہ ہمکو اسکی ترکیب تبلادیجائے تاکہ ہم خود اپنے ہاتہہ سے بنالین اور کسیکے دل مین کچہہ شبہ نرہے - اسپر جنرل ہیرسی صاحب نے گورنمنٹ سے اسکی اجازت

طلب کی اور اگرچہ ستائیسوین جنوری کو نواب گورنر جنرل بہادر نے منظوری کا حکم صادر کیا اور لکہا کہ **سیالکوٹ** اور **انبالہ** کی چہاونی مین بہی جہان یہہ بندوقین فوج کو دی گئین جین اگر سپاہیونکی خوشی ہو تو وہان بہی ایسا ہی کیا جائے لیکن اگر یہہ حکم فوراً مشتہر کیا جاتا اور سب چہاونیون کی فوج کو مفصّل سمجہا دیا جاتا تو شاید بلوہ نہوتا لیکن مشیت ایزدی کچہہ اور تہی اور خدا کو ہندوستان کی حالت مین بہت کچہہ انقلاب منظور تہا پس اب ادہر تو سرکاری عہدہ دارون مین یہہ خط وکتابت ہوتی رہی اُدہر دمدمہ والی پلٹن نے بہرام پور والی اُنیسوین پلٹن کو اپنے ساتہہ ملا لیا اور چہبیسوین فروری کو جب قواعد کرنیکا حکم ہوا تو سپاہیون نے بندوقون کی ٹوپیون کے لینے سے انکار کیا اور اسی رات کو دس گیارہ بجے بلوہ کرکے کوٹہہ توڑ لی اور اپنی اپنی بندوقین لین مین لا رکہین اور صبح کو کرنل **مچل** صاحب دو توپین اور ایکسو اسی سوار جو چہاونی مین موجود تہے ساتہہ لیکر جب اُنکے پاس گئے اور ان خلاف قاعدہ حرکتون کا سبب پوچہا تو سپاہیون نے صاف کہدیا کہ ہمنے سنا ہے کہ آپ نے گورونکی فوج اسی غرض سے منگوائی ہے کہ یا ہم ان کارتوسونکو دانتون سے کاٹین یا توپون سے اڑا دیئے جائین اب خدا کی قدرت

کہ کرنل صاحب نے تو اگرچہ نہایت معقولیت کے ساتھہ تسلی تشفی کر کے
انکو لین کو بہیجدیا اور وہ بدستور اپنی نوکری کرتے رہے مگر نواب گورنر جنرل
بہادر نے اس جرم مین اس پلٹن کے نام کاٹ دینے کا حکم دیا اور
اُسکے ہتہیار تمام فوج کے روبرو لیئے گئے اور یہہ حال دیکہکر سب سپاہیونکا
دل مکدر ہوگیا اور جو شبہہ اُنکے دل مین تہا کہ سرکار اس ترکیب سے ہمارا ایمان
لینا چاہتی ہے جاہل تو تہے ہی اور بہی پختہ ہوگیا اور دیکہتے ہی دیکہتے یہہ
ہوا تمام پریزیڈنسی بنگالہ مین پہیل گئی اور تمام چہاونیونکی فوج بجز چند آدمیون
کے باغی اور انگریزونکی جانی دشمن ہوگئی اور وہی سپاہی جو انگریزون کا
جہان پسینا گرتا تہا اپنا خون گراتے تہے اُنکے لہو کے پیاسے ہوگئے
اور مذہب کے جاتے رہنے کی دہشت نے انکو ایسا دیوانہ بنایا کہ نیک و بد کا
کچہہ خیال نرہا اور اکثر جگہہ بیدترک اپنے افسرون بلکہ غریب میمون اور
معصوم بچون کو بہی قصائیون کی طرح ذبح کرڈالا جسکی کوئی شائستہ مذہب
اجازت نہین دیتا۔ خزانے لوٹ لیئے۔ دفتر جلا ڈالے۔ جیلخانے توڑکر
قیدی چہوڑ دیئے۔ تاربرقی کے سلسلے توڑ ڈالے۔ انگریزون کے
رہنے کے مکانونمین آگ لگادی اور ہزارہا شریر اور بدمعاش لوگ لوٹ

وغیرہ کیواسطے اُنکے ساتھی ہوگئے ۔ اور بعض بعض ناعاقبت اندیش
صاحب ملک یا پنشن خوار رئیس بھی اس بلا مین آگئے اور ایسا طوفان
برپا ہوا کہ اکثر خلقت کو یقین ہوگیا کہ اب سلطنت انگریزی ہندستان سے
گئی ۔ گیارہوین مئی کو میرٹھہ کی فوج فساد کرکے دہلی چلی گئی اور
مسٹر سائمن فریزر صاحب کمشنر اور اور انگریزون کو جو بیچارے محض
بیخبر تھے مار ڈالا اور سراج الدین محمد ابوظفر بہادر شاہ بادشاہ
دہلی کو جو اسی برس کا بوڑہا اور سرکار انگلشیہ کا پنشن خوار تہا زبردستی بادشاہ
بنالیا اور شدہ شدہ ہزارون باغی سپاہی دہلی مین اکٹھے ہوگئے اور
صدہا توپین اور بیحساب میگزین اپنے ساتھ لے آئے دہلی کا میگزین
جسقدر کہ اُڑنے سے بچ رہا تہا وہ بھی اُنکے قبضہ مین آگیا اور ایسا سامان جمع
ہوگیا کہ بظاہر دہلی کا فتح ہونا بہت مشکل تہا ۔ فساد میرٹھہ اور دہلی کی اطلاع
مسٹر فورسایتھہ (سر ڈگلس فورسایتھہ صاحب کے ۔ سی ۔ ایس ۔ آئی)
صاحب بہادر نے جو اسوقت انبالہ کے ڈپٹی کمشنر تھے اول تیرہوین
مئی کو احتیاطاً بطور خفیہ مہاراج کو دی پہر ستر ہوین کی رات کو زبانی سید
امام علی وکیل ریاست کے کہہ بہیجا کہ انبالہ کی فوج کا بھی کچھہ بھروسہ نہین

ہے اور مدد کی درخواست کی اس خبر کے پہنچتے ہی مہاراج نے ایک
کافی بار برداری اونٹون اور ہاتہیون کی کالکا کو روانہ کی تاکہ کسولی
وغیرہ پہاڑی چہاونیون کی ولایتی فوجکو دیس مین آنیکے لئے آسانی ہو
اور علی الصباح سوار ہوکر معہ تمام فوج موجودہ پٹیالہ کے صاحب موصوف
اور اور عہدہ داران گورنمنٹ کی مدد اور حفاظت کیواسطے جا پہنچے۔ مہاراج
کے تشریف لانیکی خبر سنکر سپاہی جو آمادہ فساد تھے بالکل دب گئے اور
اپنے افسرون کا کہنا ماننے لگے اور مہاراج مسٹر فورسایتہہ صاحب کے مشورہ
سے شہر اور چہاونی کے انتظام کیواسطے کسیقدر فوج انبالہ مین چہوڑ کر
بلاتوقف تہانیسر پہنچے جو اسوقت ضلع کا صدر مقام تہا اور بسبب قرب
دہلی اور بدمعاشی اور فتنہ پسند ہونے رعایا کے وہان کے حکام نہایت
خوف کی حالت مین تہے اور کپتان ولیم مکنیل صاحب بہادر ڈپٹی
کمشنر کی صلاح سے جو جو مناسب تہا انتظام کیا اور کپتان میکنڈر و صاحب
اسسٹنٹ کمشنر ضلع انبالہ کو جو کرنال جانا چاہتے تہے پچاس سوار زیر حکم کرنل
پرتاب سنگہہ گل ساتہہ دیکر روانہ کیا۔ یہہ مختصر اور نیک شگون سپاہ
پٹیالہ کا وہ حصہ تہا جو سب سے پہلے دہلی کیطرف روانہ ہوا اور اپنے چہوٹے

بہائی کنور دیپ سنگہہ صاحب بہادر کو تیرہ[۱۳] سو سپاہی اور چار توپون کے
ساتہہ تہانیسر مین چہوڑکر بسبب اسکے کہ قیدیون نے فساد کرکے پٹیالہ
کے جیلخانہ مین آگ لگادی تہی اور ضلع سرسہ وغیرہ علاقہ سرکار انگریزی
ملحق الحدود ریاست مین فساد اور غدر پہیل گیا تہا اور اُسکے انتظام کیواسطے
فوج کا بہیجنا اور بندوبست کرنا ضرور تہا تہانیسر سے انبالہ آئے اور مسٹر
بارنس صاحب بہادر کمشنر اور جنرل جارج انیسن صاحب بہادر کمانڈر انچیف
سے جو شملہ سے آگئے تہے ملاقات کی۔ اب یہان کی کیفیت سُنئے کہ
تیئسوین[۲۳] مئی کو صاحب کمانڈر انچیف بہادر نے دو حصہ کرکے فوج دہلی کیطرف
روانہ کی جسمین توپخانہ کے سوا اٹہارہ[۱۸] سو گورے اور قریب ایک ہزار کے
ہندوستانی سپاہی تہے اور خود دہلی جانیکو مستعد ہوکر چبیسوین[۲۴] کو کرنال
پہنچگئے۔ چونکہ دو ترپ توپخانہ اسپی کے ابہی نہ پہنچے تہے اور سیج ٹرین
یعنی قلعہ شکن توپخانہ بہی جو پنجاب سے آتا تہا بہت دور تہا۔ اسواسطے اکتیسوین[۳۱]
تک فوج کرنال سے آگے نہ بڑہ سکتی تہی اتفاقاً چبیسوین[۲۶] کو ہیضہ کے مرض
سے انکا انتقال ہوگیا اور اُنکی جگہہ چہاونی انبالہ کے جنرل سر ہنری
برنارڈ صاحب بہادر کمانڈر انچیف مقرر ہوئے اور جب وہ توپخانہ

جسکا انتظار تہا اکتیسوین کو ہماری فوج نے جو بقدر پانسو سوار اور پیادہ کے
تہی اور دو توپین بہی اُسمین تہین بہ حکم سردار پرتاب سنگہہ چاہل
مہاراج کے ماموں زاد بہائی کے کرنال پہنچا دیا صاحب ممدوح نے اُسی روز
پانی پت کو کوچ کیا اگرچہ یہہ امید تہی کہ برگیڈیر جنرل ولسن صاحب میرٹہہ
سے اپنی گورہ فوج کو لیکر راہی کے مقام آ شامل ہونگے لیکن اس سبب
کہ اُنہون نے غازی الدین نگر سے ایک پہیر کا راستہ اختیار کیا تہا اُس
مقام پر فوج انبالہ کے شامل نہو سکے پس بنا چاری صاحب کمانڈر انچیف
بہادر نے علی پور کیطرف کوچ کیا اور پانچوین جون کی صبحکو وہان جا پہنچے اور
چونکہ توپخانہ کا سامان میرٹہہ کی فوج کے ساتہہ زیادہ تہا اُسکے انتظار مین یہان
قیام کیا اور ساتوین کی صبحکو جب یہہ دونون فوجین شامل ہوگئین تب اُسی
دن رات کو ایک بجے لڑائی کی صف باندہکر دہلی کیطرف چلے کیونکہ یہہ امر متحقق تہا
کہ دن نکلتے دشمنون سے ضرور مقابلہ ہوگا ساڑہے چار بجے اُس مقام پر جو دہلی
سے قریب چار میل اسطرف بادلی کی سراے کے نام سے مشہور ہے دشمنون
کے مورچے جو بہت استحکام سے بنائے گئے تہے نظر آئے اور لڑائی شروع
ہوئی اور بعد بہت سے کشت و خون کے باغی شکست کہا کر دہلی مین جا گہسے

اور اُسیدن کی شام کو عین شہر کے سامنے اُس بلند زمین پر جو پہاڑی کے
نام سے مشہور ہے سپاہ انگریزی نے قیام کیا اور اس تاریخ سے دہلی کا
گویا محاصرہ شروع ہوا۔ آخر جون تک ہماری فوج جو توپخانہ لیکر آئی
تھی یہان رہی اور پھر اس سبب سے کہ بڑا کام ہمارے ذمہ یہہ ڈالا گیا تھا
کہ دہلی اور انبالہ کے درمیان امن اور انتظام قایم رکھین کیونکہ ایک ہی راستہ
تھا جس سے رسد وغیرہ سامان مطلوبہ کیمپ انگریزی مین پہنچ سکتا تھا
اور باقی سب راستے دشمنون کے قبضہ مین تھے اور اُنکی طرف سے
بڑا اندیشہ اسکے بند کردینے کا رہتا تھا فتح دہلی تک اسکا قیام اکثر علاقہ لودر
رائی۔ لڑسولی وغیرہ مقامات متصلہ دہلی مین رہا۔ آغاز جولائی مین جبکہ ایک
بہت پرانے شخص نے انکار کردیا تو راقم کو سردار پرتاب سنگھہ صاحب کے ساتھہ شامل ہونیکا
حکم ہوا اور آٹھوین تاریخ کو جب مین گھوڑونکی ڈاک ذریعہ وہان پہنچگیا وہ وہین بالاتفاق فوج کے
حکمران تھے اور چھبیسوین جولائی تک کپتان میکینڈر صاحب اور جب اُنکی تبدیلی لاہور کو ہوگئی
کرنل ڈنسفرڈ صاحب دہلی کے فتح ہونے تک بطور پولیٹکل
افسر ہمارے ساتھہ رہے اور اگرچہ جنرل سر ایچ ولسن صاحب
سپہ سالار دہلی نے آخری اور فتحمند حملہ کی شرکت کے لئے ہمارا لشکر

سے اٹھکر دہلی جانا مناسب خیال نکیا اور فرمایا کہ تمہاری فوج کا ہمارے
لئے یہان ہی رہنا زیادہ مفید ہے مگر مہاراج کی خوشی خاطر کے
واسطے ہمکو مختصر از دلی کے ساتھہ شامل ہونیکی اجازت دیگئی
اسوقت ہماری آٹھہ توپین اور دوہزار ایکسو چھپن سوار اور دو ہزار آٹھہ سو
چھیالیس پیادے اور ایکسو چھپن عہدہ دار دہلی - پانی پت - تھانیسر کرنال
انبالہ جگادھری - سہارنپور - فیروزپور - سرسہ - حصار - رہتک اور بنگلہ
فاضلکا مین سرکار انگریزی کی خدمت کیواسطے مامور تھے اور مہاراج نے
سرکار موصوف کو صرف فوج سے ہی مدد نہین دی بلکہ مختلف طور سے اپنی
خیرخواہی اور وفاداری کو ثابت کیا چنانچہ مفسدہ کے آغاز مین بادشاہ
دہلی کیطرف سے جو ایک شقہ آیا جسمین بہت سی چاپلوسی کی باتین لکھی
تھین وہ بجنسہ مسٹر بارنس صاحب کو دیدیا اور جب گورنمنٹ
کو روپیہ کی ضرورت ہوئی اور پانچ لاکھہ روپیہ بطور قرض مانگا گیا تو فوراً دیدیا
اور یہہ لکھا کہ دس لاکھہ چاہئین تو دس لاکھہ بھیجے - سرسہ - رہتک
اور حصار سے جو بیچارے انگریز اور میمین بھاگ کر پناہ کیواسطے پٹیالہ مین آئے
انکی بڑی خاطر تواضع کیگئی اور جو کچھہ درکار ہوا وہ مہیا کر دیا گیا اور آرام تمام

جہاں جہاں انکی مرضی ہوئی پہنچا دیئے گئے۔ بیل جو فیروزپور سے دہلی تک جا بجا بطور ڈاک اس غرض سے بٹھائے گئے تھے کہ میگزین کے پہنچنے میں توقف نہو انکے بہم پہنچانے مین کافی مدد دیگئی اور جبتک لڑائی رہی مہاراج کے دلمین برابر یہہ امنگ رہی کہ ہم خود فوج لیکر دہلی جاوین مگر حکام انگریزی نے وہان جانیکی نسبت انکا پٹیالہ مین رہنا زیادہ مفید خیال کیا اور تقریر اور تحریر[۵۱] کے ذریعہ سے انکو وہان جانیسے روکا اور ان تمام

۵۱ مراسلہ جو سر جان لارنس صاحب بہادر چیف کمشنر پنجاب نے مہاراج کو لکھا۔ ’’صاحب کمشنر بہادر ملک محفوظہ نے نقل مراسلہ آنمشفق اسی صاحب ممدوح مورخہ دوئم جولائی سنہ حال بحضور اینجانب بھیجی اسکے ملاحظہ سے واضح ہوا کہ آن مشفق بمقتضائے اتحاد قلبی و اخلاص صمیمی جو سرکار انگریزی سے مربوط ہے خواہش رکھتے ہین کہ بذات خود و بنفس نفیس مع فوج سرکار خود شامل فوج سرکار انگریزی ہوکر مفسدان کو نمک دہلی کو سزائے اعمال انکی پہنچا دین۔ درحقیقت یہہ ہے کہ عالی ہمتی اور جوانمردی آنمشفق کی بے انکہ یہہ تحریک آپکی طرف سے ہوتی اظہر من الشمس ہے اور درحقیقت حسب تخیلہ آنمشفق آپکے دہلی کیطرف تشریف لیجانیمین بہت فایدہ ہے الا اتنا خیال ہے کہ آنمشفق کی ریاست کے چارون طرف جو ملک ہے وہان کے لوگ فسادی اور دباغت طلب ہین آنمشفق اس نواح مین رئیس کلان ترین اور سب سکھون کی نظر آنمشفق کی ذات پر ہے اور آنمشفق کی دباغت اور رعب سب پر ہے۔ پس اسصورت مین بدلالت این مخلص مصلحت یہی ہے کہ آنمشفق کا پٹیالہ یا اپنے علاقہ مین قریب تشریف رکھنا بہت مناسب ہے اگر آنمشفق

باتون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ جس جس مقام پر سرکشی اور فساد برپا ہو گیا تہا فرو ہو گیا اور دہلی فتح ہو گئی اور ملک پنجاب جسکو قبضہ مین آئے تہوڑا ہی زمانہ گذرا تہا اور ملک اودہ کی طرح بسبب جدید ہونے قبضہ اور اور وجوہات کے غدر اور فساد کا ہونا یہان زیادہ متوقع تہا اُس الزام سے بچگیا چنانچہ مسٹر بارنس صاحب کی رپوٹ[۵۴] کے چند فقرہ ہم یہان اپنے بیان کی تائید

[۵۴] یہہ رپورٹ بلیو بک نمبر ۷ مین ماہ مارچ سنہ ۱۸۶۰ء مین بحکم انڈیا آفس لندن مین چھاپی گئی ہی ۱۲ مولف

دہلی کو تشریف لیجاوین تو آنمشفق کی غیبت مین بنواح ملک محفوظ ایسا کوئی رئیس نظر نہین آتا جسکے رعب سے مثل آنمشفق کے شیرازہ انتظام جیسا کہ چاہیئے قایم رہے اور اگر خدانخواستہ دہلی کیطرف مبادا اسیطرح کا نقصان آنمشفق کی ذات کو پہنچے تو پہر آنمشفق کے علاقہ کیطرف اور ملک محفوظ مین بالکل بے انتظامی ہو جایگا اندیشہ قوی ہے اور پہر بڑی مشکل ہو گی اور سرکار انگریزی کو بدنامی حاصل ہو گی پس ہر طرح پر خواہ آنمشفق کی ریاست کے فایدہ کیطرف اور خواہ سرکار انگریزی کے بہبود کیطرف غور کیا جاوے تو بہ آئینہ بدانست دوستدار ایسا ہی مناسب ہے کہ آنمشفق پٹیالہ مین یا قریب اپنے علاقہ کے تشریف رکہین اور وہین سے انتظام و انطفائے آتش فساد مین مصروفیت رکہین بعنایت حافظ حقیقی حسب دلخواہ یہہ فساد دفع ہو جایگا اور مفسدین سزائے اعمال کو پہنچینگے فقط المرقوم ہفتم ماہ جولائی ۱۸۵۷ء مقام راول پنڈی۔

ایضاً پروانہ جو حکیم عبد النبی خان صاحب مرحوم وکیل ریاست کے نام جاری کیا

کیواسطے لکہتے ہین

قولہ (۳) ریاست پٹیالہ ممالک این روے ستلج کے منجہہ مین ہے اور قسمت انبالہ کے تمام اضلاع اسکے ساتہہ تین طرف سے ملحق ہین - اس ریاست کی برتری کو این روے ستلج کے میدان کے راجگان و روسا ہی نہین بلکہ کوہستان کے رئیس بہی مانتے ہین -

(۴) نظر بران اس انقلاب کے زمانہ مین بہت کچہہ اس بات پر منحصر تہا کہ

" دو قطعہ عرائض تمہارے معروضہ ۶ جولای سنہ حال دربارہ حالات بیماری اپنی کے و اطلاع کوشش و مصروفیت مہاراجہ صاحب بہادر موکل خود در تعمیل احکامات صاحبان عالیشان بہادر در مفسدہ نمک حرامان دہلی وغیرہ و مستعد ہونا مہاراجہ صاحب بہادر کا بذات خود مع فوج واسطے جانے دہلی کے جہت امداد و خیر خواہی سرکار و سرکوبی مفسدان بداندیش و کوشش و جانفشانی اہلکاران مہاراجہ صاحب بخدمت صاحبان پرمٹ سرحد مع شش قطعہ نقول مراسلات مہاراجہ صاحب بنام صاحبان ممدوح و صاحب کمشنر بہادر کے ملفوفہ وہی مہاراجہ صاحب بہادر از طرف صاحبان ممدوح الصدر بملاحظہ سے گذر کر لکہا جاتا ہے کہ نقل مراسلات مرسولہ تمہاری سابق ہمارے پاس معرفت صاحب کمشنر بہادر کے ملفوظہ کے آچکی ہے اور اینجانب نے مہاراجہ صاحب کو لکہہ بہیجا ہے کہ انکا دہلی کیطرف جانا مصلحت و مناسب نہین ہے اسواسطے کہ ادہر جنگ بہت سنگین ہے اور کچہہ نہین معلوم ہے کیا ہو اگر مہاراجہ صاحب بہادر وہان تشریف لیجاوین اور خدانخواستہ کچہہ نقصان

ریاست پٹیالہ کیا طریق اختیار کرتی ہے۔ اس ریاست کی جانب سے تامل یا بے اعتنائی کا ظہور سرکار انگریزی کے مقاصد کے حق مین علانیہ بغاوت کی برابر مضر ہو سکتا تہا کیونکہ ایسی صورت مین وہ لوگ جو تذبذب کی حالت مین تہے متیقن ہو جاتے اور غالباً ہمکو انبالہ مین اپنی عملداری کا سنبہالنا دشوار ہو جاتا۔

(۵) دہلی مین قتل اور بغاوت ہونیکی خبر جسوقت انبالہ مین معلوم ہوئی اُسیوقت پٹیالہ بہی پہنچگئی اور مہاراجہ صاحب نے جو اس بات کو فوراً سمجہہ گئے

اُنکی ذات کو پہونچے تو ریاست پٹیالہ و نیز سرکار انگریزی کا بڑا نقصان ہے کیونکہ ایسے صاحب تدبیر اور عقیل اور ہوشیار دوست صادق کہان میسر ہوتے ہین۔ بہت مہاراجہ اور راجہ ہوتے ہین لیکن ایسے جیسے مہاراجہ صاحب ہین کہان ہین تو اس صورت مین زیادہ تر اُنکو عزیز رکہنا چاہیے۔ مہاراجہ صاحب بہادر تو ایسے ہین جیسے کہ وہ نو ہیرا کمیاب تہا پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ اُنکو ہر جگہہ نیک بدمین اور خوف خطر مین جانے دینا گوارا ہو سکے بلکہ بہت احتیاط رکہنی ضرور ہے کہ وہ ایسے مقامات اور موقعات خطرناک سے علحدہ رہین کہ اسمین سرکار انگریزی کا نفع ہے اور مہاراجہ صاحب کے واسطے فایدہ ہے وا ینجانب خدمتگذاری مہاراجہ صاحب بہادر و اہلکاران مہاراجہ صاحب بہادر سے بہت خوش ہین فقط

المرقوم تاریخ یازدہم ماہ جولائی ۱۸۵۷ء مقام راول پنڈی۔

تہے کہ یہہ ایک عظیم مفسدہ برپا ہوا ہے مسٹر فورسائیہہ صاحب ڈپٹی کمشنر کا پیغام پہنچتے ہی اپنی تمام سپاہ موجودہ کو لیکر بذات خود اُس گانون (لوہ سنبلی) کیطرف جو انبالہ کے قریب واقع ہے کوچ کیا۔ یہان سے تہانیسر کو جو انبالہ اور کرنال کے بیچ مین ہے روانہ ہوئے اور سڑک اعظم کے جاری رکہنے اور ضلع تہانیسر مین امن و آمان قایم رکہنے کا انتظام کامل طور پر فرمایا۔

(۶) یہہ راستبازی اور خیرخواہی کا چلن ایسے وقت مین ہمارے لئیے پرلے سرے کا مفید تہا کیونکہ لوگون کے دلون مین اُن مختلف افواہون کے سبب سے جو چربی کے کارتوس جاری ہونے اور ہڈی ملے ہوئے آٹے کے رواج دینے اور حیلہ سازی کے ساتہہ مذہب بگاڑنے کی نسبت مشہور تہین ایک بڑا جوش پیدا ہو رہا تہا جب مہاراجہ صاحب بہادر دلیرانہ تہِ دل سے ہمارے طرفدار بنے تو ان فتنہ انگیز خبرونکو لوگ نامعتبر خیال کرنے لگے چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر اپنے ہندو مذہب کے بڑے پابند تہے اور اپنے منصب اور طریق دونون باتون کے لحاظ سے قابل تعظیم تہے اس سبب سے اِس موقع پر انکی اعانت انگریزی سپاہ کے ایک برگیڈ کے برابر تہی اور اِس اعانت نے لوگون کے جوش فرو کرنیکے باب

مین اُس سے زیادہ کام دیا جو تو سرکاری منتظم کر سکتے۔

(۷) افواج پٹیالہ کے تہانیسر کرنال اور انبالہ مین مقیم رہنے سے تہانیسر کے صاحب ضلع اُن دلیرانہ تجاویز کو عمل مین لا سکے جنکے سبب سے یہہ ضلع بغاوت کی وبا سے جو چارون طرف پہیلی ہوئی تہی محفوظ رہا۔ کرنال سے پہلور تک جہان سرکاری میگزین تہا تمام راستے مین سپاہ مذکور کے انتظام سے کیل کا کہٹکا بہی ہونے نپایا۔ پٹیالہ کی سپاہ نے اضلاع ہانسی اور سرسہ کے لینے کیوقت جنرل وان کورٹ لینڈ صاحب کو مدد دی اور ایک دستہ اس سپاہ کا ضلع سہارنپور مین مسٹر پلوڈن صاحب کے ہمراہ تہا۔ غرضکہ ہر طرف افواج پٹیالہ گورنمنٹ انگریزی کے مقاصد کی حفاظت مین مستعدی کے ساتہہ سرگرم رہی اور مہاراجہ صاحب بہادر تحریر فرماتے ہین کہ اکثر مقامات مین انکی فوج حسب مندرجہ حاشیہ سرکار انگریزی کی کمک مین مصروف رہی۔

(۸) مہاراجہ صاحب بہادر نے میری درخواست سے پانچ لاکہہ روپیہ سرکار انگریزی کو قرض دیا۔ مینے اوّل دس لاکہہ روپیہ طلب کیا تہا اور اُنہون نے اُسکا دینا منظور فرمایا تہا۔ مگر اخیر مین اُنسے پانچ لاکہہ سے زیادہ

سلہ (۸) ضرب توپ (۱۲۵۶) سوار (۲۴۴۶) پیادے (۱۵۶) افسر۔

لینے کی ضرورت نہوی۔

(۹) مفسدہ کے شروع ہی مین مہاراجہ صاحب بہادر کے پاس شاہ دہلی کیطرف سے ایک شقہ بدین مضمون آیا کہ آپ باغیون کو مدد دین۔ مہاراجہ صاحب بہادر نے اُس شقہ کو فوراً میرے حوالہ کر دیا جواب بہی میرے پاس موجود ہے اور اُسکی نقل مع ترجمہ گورنمنٹ کی خدمت مین بہیجی جاچکی ہے۔

(۱۰) مہاراجہ صاحب بہادر نے اکثر اوقات تحریر اور تقریر کے ذریعہ سے بذات خود دہلی تشریف لیجانیکی تمنا کی مگر صاحب چیف کمشنر بہادر اور راقم اُنکے عزم کو اسوجہہ سے روکتے رہے کہ علاقہ این روے ستلج مین اُنکا موجود ہونا نہایت ضرور تہا۔

(۱۱) مہاراجہ صاحب بہادر کی استدعا دلی سے پٹیالہ کی کچہہ سپاہ بسرکردگی سردار پرتاب سنگہہ جو انکے رشتہ دار تہے دہلی بہیجی گئی اور یہہ سپاہ شہر پر دہاوا ہونے اور فتح کیوقت وہان موجود تہی۔ جنرل سیر ایچ ولسن صاحب اپنے مراسلہ مورخہ بائیسوین ستمبر ۱۸۵۷ء مین اُن خیر خواہیون کی جو مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ سے ظہور مین آئین شہادت دیتے ہین اور

اس بات کو شکریہ کے ساتہہ تسلیم کرتے ہین کہ مہاراجہ صاحب بہادر کی سپاہ نے سامان حرب و رسد کو جسکا تانتا بندہا ہوا تہا بحفاظت تمام کمپ مین پہنچا دینیکے باب مین بڑی مدد دی"۔

اس موقع پر اگر ریاست کے اُن عہدہ دارون کا ذکر کیا جائے جو پولیٹکل خدمات پر مامور تہے تو نا انصافی ہوگی اسلئے ہم نام بنام ہر ایک کا حال لکہتے ہین لالہ کلونت رائے صاحب انجہانی اسوقت میر منشی تہے اور باعتبار اُنکے عہدہ کے اُنکا کام بہت مشکل اور بڑی خبرداری کا تہا اور اِن سے بڑہکر نازک کام سیّد امداد علی صاحب وکیل محکمہ ایجنٹی کا تہا جسکے واسطے بڑی ہوشیاری اور چستی اور مستعدی درکار تہی جسکو اِن صاحبون نے بڑی خوبی کے ساتہہ انجام دیا اور میر صاحب تو گورنمنٹ انگریزی کے ایسے سرگرم جانب دار تہے کہ بعض احمق اور متعصب لوگون نے اُنکو کرسچن ہوجانے کی تہمت لگادی اور دہلی کے رہنے والے ایک مسلمان نے جو یہان ایک باعزّت نوکر تہا اپنے آبخورہ کو جس سے اُنہون نے پانی پیا تہا توڑ ڈالا۔ مگر اُنہون نے اِن باتون کی کچہہ پروا نہین کی اور وہی کام کیا جو مناسب اور شایان تہا اور جب چہاونی انبالہ کی ایک باغی پلٹن

سے ہتھیار لینے کی تجویز ہوئی اور پریڈ پر جاکر اُسکو حکم سنانیکے واسطے سٹر
بارنس صاحب نے اِنکو منتخب کیا انہون نے کچھہ پس و پیش نہین کی اور جبکہ وہ
مُسلح اور مرنے مارنے پر تیار تھے بلا تامل جاکر اُنکو حکم سنادیا اور سمجھا بجھا کر ہتھیا
رکھوالئے اور انکے بڑے بھائی سیّد اولاد علی صاحب جو شملہ مین تھے
اور سیّد امام علی صاحب اور سید تراب علی صاحب مرحوم اور
سیّد نثار علی صاحب اور سیّد حسین علی صاحب جو
بترتیب نام انبالہ فیروزپور لودہیانہ اور دہلی مین وکالت کے عہدون
پر مامور تھے اپنے فرایض کو بخوبی بجالائے اور سیّد حسین علیصاحب کو تو
نہایت ہی تکلیف اُٹھانی پڑی اور اُنکی جان اتفاقیہ بچگئی کیونکہ جب فساد
ہوا یہہ وہین تھے اور چونکہ اِنکو حکم تہا کہ باغیون کے حالات کی اطلاع بھیجتے
رہین اِنکے چند کاغذ اُنکے ہاتھہ پڑگئے اور اُنہون نے اِنکو پکڑ کر اوّل بہت
مارا اور پھر بیڑیان ڈالکر کوتوالی مین قید کردیا اور اگرچہ کئی دفعہ مار ڈالنے
کا بھی ارادہ کیا مگر خوش قسمتی سے کوئی نکوئی ایسا سبب ہوتا رہا کہ جس سے
اِنکی جان بچگئی اور دہلی کے فتح ہونے تک سخت قید مین رہے حکیم
عبد النبی خان صاحب مرحوم اور ملک حسین خان صاحب اور

نامدار خان صاحب جو صاحب چیف کمشنر پنجاب اور صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع سرسہ اور تہانیسر کی خدمت مین متعین تھے انہون نے بہی اپنی خدمات کا سرانجام بخوبی کیا اور سردار لسبا وا سنگہہ صاحب ہر یکا جو کمپ انگریزی مین تہے وہ بہی اپنا کام اچہی طرح کرتے رہے۔

ریاست دہولپور اور گوالیار مین بغاوت کا ہونا اور مہاراج کا دونون ریاستونکو مدد دینا

اِس مفسدہ کا اثر چونکہ عام تہا دہولپور کی ریاست بہی اِس سے خالی نرہی اور جبکہ اوایل ۱۸۵۸ء مین آندور اور گوالیار کی باغی فوج وہان آئی رانا صاحب بہادر کی سپاہ اور بعض اہلکار بہی اُنسے ملگئے اور دہولپور کے علاقہ کو تاخت و تاراج کرنا شروع کیا اور آخرکار ریاست کی توپین لیکر آگرے کیطرف کوچ کیا اور اگرچہ آگرہ کے قلعہ کی سپاہ اور اُس جزوی فوج نے جو جنرل گریٹ ہیڈ صاحب کے ماتحت دہلی سے آئی تہی انکو دسوین اکتوبر کو شکست فاش دی مگر دہولپور مین بدعملی کا بازار بدستور گرم رہا اور رانا صاحب بہادر سے انتظام نہوسکا اور بناچاری اُنہون نے مہاراج سے امداد کی درخواست کی چونکہ مہاراج کی بڑی صاحبزادی یہان بیاہی ہوئی تہین اسواسطے دہولپور

بہی پٹیالہ سے کم عزیز نہ تہا پس گورنمنٹ اضلاع شمالی و مغربی اور صاحب
چیف کمشنر بہادر پنجاب کی رضامندی سے لالہ نہال چند صاحب اور دیوان
جگدیس سنگھہ صاحب دو ہزار فوج اور دو توپون کے ساتہہ وہان بہیجے
گئے اور سردار بیر سنگھہ کلال اور سردار سوجان سنگھہ سائینی اور کئی اور
سردار انکے ساتہہ کئے گئے اور انہون نے جاکر بخوبی انتظام کرلیا اور چونکہ قرب
جوار کے علاقون مین جابجا فساد اور غدر پہیل رہا تہا اسواسطے انکا کچہہ عرصہ وہان
ہی ٹہرنا ضرور ہوا چنانچہ زیادہ عرصہ نگذرا تہا کہ دوسری جون ۱۸۵۸ء کو باغیون
نے گوالیار پر پہر حملہ کیا اور مہاراج جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندہیا
اپنے وزیر دنکر راؤ اور تین چار اور سردارون کے ساتہہ بہاگ کر نہایت
بے سروسامانی کے ساتہہ دہولپور آئے اور لالہ نہال چند صاحب نے ہمراہ
ہوکر انکو آگرہ پہنچایا اور جب سپاہ انگریزی آگرہ سے گوالیار کو گئی دریائے چمبل کے
ناکون کی حفاظت ہماری فوج نے کی اور رسد کا بہی انتظام کیا اور جب باغی
شکست کہاکر بہاگ گئے انیسوین جون کو ہمارے پانسو سپاہی علی پور کے مقام
جنرل نیپیر صاحب (لارڈ نیپیر اف مگڈالا) کے ماتحت خوب جان توڑ کر لڑے
اور انکو شکست دی۔ اور اس سے ایک مہینہ بعد سر رابرٹ ہملٹن صاحب

ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل انڈیا اور ریذیڈنٹ انذور کے ایما سے چہہ سو سپاہی اور تین ۳ سو سوار گوالیار بہیجے گئے اور جب تک بخوبی انتظام نہو گیا ریاست مذکور کے مختلف مقامات علیسی گڈہ وغیرہ مین جو اجین کے قریب ایک مقام ہے متعین رہے۔

صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب اور اودہ کی درخواست سے فوج کا جہجر اور لکہنو کو بہیجا جانا

اب اگرچہ ہماری قواعد دان فوج جہان تہان رُکی ہوئی تہی مگر حکام انگریزی کی طرف سے برابر مانگ چلی آتی تہی چنانچہ فروری ۱۸۵۸ء مین صاحب چیف کمشنر بہادر کے فرمانے سے چہہ ۶ سو سپاہی کی ایک پلٹن اور دو ۲ سو سوار اور بعد ازان اسیقدر اور سپاہ علاقہ جہجر کے انتظام کے واسطے جو نواب **عبدالرحمن خان** کی بغاوت کی وجہہ سے ابہی ضبط کیا گیا تہا روانہ کی گئی اور یہان یہہ فوج سال بہر تک سول افسرون کے زیر حکم و انتظام مین مصروف رہی اور اس سے دو مہینے بعد صاحب چیف کمشنر بہادر اودہ نے کسیقدر فوج کی درخواست کی اور آٹہہ ۸ سو پیادے اور دو سو سوار نئے بہرتی کر کے فوراً لکہنو کو روانہ کئے گئے۔

گورنمنٹ کی عطیات اور مہاراج کی قدرشناسی کا ذکر

مفسدہ کے فرو ہونے کے بعد گورنمنٹ نے ازراہ قدرشناسی اور
اعتراف ہماری خدمات کے نارنول کا پرگنہ جمعی دو لاکھ روپیہ جو رئیس جھجر
سے ضبط کیا گیا تہا اور بہدوڑ[۱۵] کا علاقہ مع کل اُن حقوق اور اختیارات کے
جو گورنمنٹ کو حاصل تہے اور نواب زینت محل بادشاہ دہلی کی بیگم کے

---

[۱۵] بہدوڑ والے مہاراج آلا سنگھ بہادر کے بہائی دُنّا کی اولاد ہین۔ انکی جاگیر کے اٹہاون دیہات تہے جنمین سے سترہ ہمارے اور اُنکے اور آٹہہ اُنکے اور رئیس لاڈوہ کے مشترکہ تہے اور پنجاب کے ضبط ہونے تک ہمکو اِس علاقہ پر ویساہی اختیار اور اقتدار حاصل تہا جیساکہ اپنی اَور قلمرو پر تہا مگر اسکے بعد جب گورنمنٹ نے اپنے اور این رو ستلج کے رئیسون کے باہمی تعلقات اور نیز خود اُنکے باہمی ارتباط کی نسبت اپنی اینکسیشن پالسی کے موافق غور اور تجویز کرنی شروع کی تو کرنل کمشن صاحب کمشنر ممالک این رو ستلج نے اِس جاگیر کی نسبت یہہ رائے لکہی کہ گورنمنٹ انگریزی کو اُسکے لاوارث حصون کے ضبط کر لینے کا استحقاق حاصل ہے مگر ریاست اور جاگیرداروں کے تعلق کی نسبت کچہہ نہین لکہا اور اُسوقت سے ۱۸۵۴ء کے شروع تک یہہ معاملہ بدستور ملتوی رہا اور آخرکار مسٹر بارنس صاحب نے فروری سنہ مذکور مین اسکی بابت گورنمنٹ کو یہہ رپورٹ کی کہ جیند نابہہ اور ملود کی طرح بہدوڑ کو بہی یہہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ ایک علحدہ ریاست مانی جاوے اور پٹیالہ سے الگ کیجائے اور اکتالیس گانون جو فقط جاگیرداروں ہی کے قبضہ مین ہین سرکار انگریزی کے تحت حکومت ہو جائین اور سترہ جنمین پٹیالہ اور بہدوڑ دونون حصہ دار ہین اُنکی تقسیم اُسی قاعدہ

رہنے کا مکان جو ابہی ضبط ہوا تہا عطا فرمایا اور خطاب مین الفاظ **فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا سری** بڑہائے گئے یعنی مہاراجہ و مہراج راجیشر مہاراجہ راجگان مہندر بہادر کی جگہہ فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ و مہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان مہندر بہادر قرار پایا اور خلعت کی کشتیان جو بموقع دربار پیش کیجاتی تہین وہ اکتالیس سے اُنچاس کی گئین اور چند اور بڑے بڑے حقوق جنکی درخواست کی گئی تہی عطا ہوئے جنمین سے متبنے بنا لینے کا اختیار سب سے بڑہ کا تہا کیونکہ

کے موافق کیجاتی جو بموجب حکم گورنمنٹ مورخہ تیئسوین فروری ۱۸۵۱ء مشترکہ جاگیرون کی تقسیم کے باب مین مقرر ہو چکا ہے اسپر ہمارے اور گورنمنٹ کے باہم بڑا مباحثہ ہوا مگر آخر کار گورنمنٹ نے اپنے اُسی حکم کی پچ کی جو ستائیسوین مارچ ۱۸۵۲ء کو صاحب موصوف کی رپورٹ پر صادر کیا تہا اور جاگیر مذکور ریاست کے تحت سے نکال کر اپنے زیر فرمان کر لی - چونکہ یہہ فیصلہ مہاراجہ کو سخت ناگوار ہوا تہا خدمات مندرجہ متن کے صلہ مین گورنمنٹ نے یہہ علاقہ مع کل اُن حقوق اور اختیارات کے جو گورنمنٹ کو حاصل تہے دوام کیواسطے ہمکو دیدیا -

اُس علاقہ کی آمدنی بالفعل قریب اسّی ہزار روپیہ کے ہے اور چند جاگیردار اپنے اپنے حصون کے موافق اُسپر قابض ہین اور بعوض خدمت اُس قدر سوار اور سپاہیون کے جنکا حاضر رکہنا اُنپر واجب تہا فی روپیہ دو آنے جیسا کہ سرکار انگریزی اُنسے لیتی تہی اب ہم سب لیتے ہین - ۱۲ - مولف

ابتک اسملاک کی ریاستون مین سرکار انگریزی نے کسی متبنے شخص کے
حق جانشینی کو تسلیم نہین کیا تہا اور اس سبب سے کئی ریاستین ضبط ہوگئی
تہین اور رئیسون کو اسکا بڑا خیال تہا اور ۱۸۵۷ع کی خدمات کے شکریہ مین نواب
ویسرائے گورنر جنرل بہادر نے یہہ خریطہ بہیجا " حسن خدمات ہائیکہ آنمشفق
در ۱۸۵۷ع نسبت سرکار باوقار شہنشاہ انگلستان متعلقہ کشور ہند بظہور آوردہ
کیفیت آن بہ پیش صاحب کمشنر انبیروسے تبلیغ گذرانیدہ بود بنا لحال ہمین کیفیت
بذریعہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نزد مخلص رسیدہ مراتب عقیدت وخیرخواہی
وسرگرمی ودلدہی کہ بجہتہ رضیا آنمہربان در ۱۸۵۷ع با بتدای فساد وبلوہ بظہور رسیدہ
ادراک پیوستہ جاری ماندن ہمان مراتب عقیدت موجب شادمانیہای
بے پایان گردید۔ عساکر آنمشفق در ملک دوہولپور باز امن وامان حاصل ساخت
وہمدران ہنگام با مہاراجہ صاحب بہادر سیندہیا کہ متعہد وفادار سرکار
ذوالاقتدار ملکہ فیع الدرجہ انگلستان اند رعایت وامداد نمایان ساختہ
ضلع ججہر نیز از تائید فوج آنمہربان در ۱۸۵۷ع مامون ومحفوظ ماندہ وہم تمامتر اعانت
وتائید از طرف آنمشفق بہ تعین نگہداشت پولیس جنگی در مہمات صوبہ اودہ
بظہور آمدہ۔ ازین چنین خدمتہا مستقل وثابت قدم بودن آنمہربان در خیرخواہی

وملحوظ داشتن عہود و قوانین منضبطہ ومتقررہ فیما بین سرکار ہند و ریاست آنمشفق در تمام عالم پیش عالمیان ظاہر و ہویدا گشتہ یقین خاطر آنمہربان باشد کہ دوستدار مراتب دوستی و وفاداری آنمشفق را فراموش نخواہد ساخت بخصوص حسن خدمتہاے نمایان آنمہربان کہ نسبت باین سرکار تقدیم رسانیدہ اند اخلاص مند انطرف سرکار ممدوح بدل سپاس گذار است "

مہاراج نے بہی اپنے نوکرون کی خدمات کی کم قدرشناسی نہین کی اور ایک بڑا دربار کرکے تمام اہلکارون اور سردارون کو جنہون نے اِس مشکل موقع مین عمدہ خدمات کی تہین ہر ایک کی خدمت کے لحاظ سے تینتیس ۳۳ ہزار روپیہ کے سونیکے کڑے اور دوشالے اور خلعت عطا فرمائے اور سردار پرتاب سنگہہ صاحب اور راقم اور لالہ کلونت رائے صاحب سید امداد علی صاحب حکیم عبدالنبی خان صاحب لالہ جہانگیری مل صاحب سردار سبا سنگہہ صاحب ہری کا - سردار رنجیت سنگہہ صاحب مہتہ کا نایب بخشی سردار بیر سنگہہ صاحب کلان - لالہ نہال چند صاحب اور سردار گہمنڈ سنگہہ صاحب گریوال بخشی کو علاوہ خلعتون کے پرگنہ نارنول مین قریب نو ہزار ۹۰۰۰ روپیہ کی آمدنی کے گیارہ گانون بطور جاگیر عنایت فرمائے -

نواب وئیسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند کا انبالہ مین دربار کرنا اور مہاراج کا اُسمین شریک ہونا

بہت عرصہ سے یہہ دستور چلا آتا تہا کہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند سے مہاراج کی ملاقات اکثر اپنی ہی قلمرو مین ہوتی تہی اور اسکو ایک موجب فخر خیال کیا جاتا تہا مگر آغاز ۱۸۶۰ء مین جب لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے تجویز فرمایا کہ انبالہ مین ایک عام دربار کیا جاوے اور اینروے ستلج کے تمام روسا اُسمین شریک ہون مہاراج اس شرط سے اُسمین شامل ہوے کہ دستور کے موافق ایک دوسری ملاقات خاص ہمارے علاقہ کے اندر ہی ہووے چنانچہ اسکے بعد سرہند کے مقام دوسری ملاقات ہوئی اور گورنمنٹ گزٹ مین یہہ امر چہاپا گیا اِسملک مین یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ نواب گورنر جنرل بہادر نے رئیسونسے عام دربار مین ملاقات فرمائی ورنہ پہلے اکیلے اکیلے ملاقات ہوا کرتی تہی جیسے اب بہی ہوتی ہے اور اُسکو پرائیوٹ مُلاقات کہا جاتا ہے چنانچہ اِس موقع پر بہی اٹہارہوین جنوری کو معمولی رسوم کے ساتہہ خاص ملاقاتین ہوئین اور پہر انیسوین کو عام دربار ہوا جسمین تمام اہل دربار اپنے اپنے رتبہ کے موافق اوّل آکر بیٹہہ گئے اور نواب وئیسرائے بہادر سب کے بعد تشریف لائے

جب دربار کی ابتدائی رسمین ختم ہوگئین اور مہاراج کیواسطے خلعت کی
کی کشتیان آئین نواب ویسرائے بہادر نے کہڑے ہوکر اپنے ہاتہہ سے
موتیون کی مالا مہاراج کے گلے مین ڈالی اور یہہ فرمایا" مہاراجہ صاحب بہادر
پٹیالہ مین اس بات سے بہت خوش ہون کہ مجکو یہہ موقع ملا کہ بذات خاص اور
علانیہ اُن عمدہ خدمات کا شکریہ ادا کرون جو آپ سے بوجہ خیر خواہی ظہور مین
آئین نہ صرف اس وجہ سے کہ آپنے سرکار کی افواج کو خاطر خواہ مدد دی بلکہ زیادہ تر
اس سبب سے بہی کہ آپ فوراً بلا دریغ اعانت کو مستعد ہوے اور آپکی خیرخواہی
صادق اور واثق سے کہ ابتداے غدر سے ظہور مین آئی باقی رعایا ملکہ معظمہ
سکنہ ممالک مغربی کو عبرت ہوئی اسجگہہ ضرورت اعادہ خدمات مذکور کی
نہین ہے کیونکہ وہ فرداً فرداً جمیع حاضرین پر واضح ہین اور حال مشرح انکا اُن کاغذات
سرکاری مین مندرج ہے جنمین تمام کار اور جانفشانی افواج ملکہ معظمہ جنہون نے
اس قلمرو ہند مین حکومت انگلستان قایم رکہی مرقوم ہے پس ممکن نہین کہ وہ خدمات
کبہی فراموش ہوجائین اور حاضرین دربار کے روبرو مجکو یہہ زیادہ تر ظاہر کرنا منظور
ہے کہ آپکی قدرت اور اعزاز کے بڑہانے مین گورنمنٹ ملکہ معظمہ کو کمال خوشی
ہے اور ہر طرح سے گورنمنٹ موصوف کو اُمید ہے کہ یہہ قدرت اور اعزاز آپکی

اولاد کے عہد حکومت مین قایم اور برقرار رہے اور وہ بھی ایسے ہی شجاع اور خیرخواہ ہون جیسے آپ ہین۔ مینے یہہ تجویز کی ہے کہ ایک سند دیا کیجاے جسکی روسے آپکے تمام ملک اور اُسکے تمام حق ومرافق پر آپکا حق مستقل سمجھا جاے اور حکم دیا ہے کہ یہہ بات بھی اُسمین درج کیجاے کہ اگر خدانخواستہ آپکے کوئی اولاد صلبی نرہے تو آپکو پھول کے خاندان مین سے جسکی ایک شاخ آپکا خاندان بھی ہے کسی شخص کو اپنا جانشین ہونیکے واسطے متبنے کر لینے کا اختیار ہوگا اور وہ متبنے تسلیم ہوکر اُسکی قدر قرار واقعی کیجایگی"

مہاراج کا امرتسر کے اشنان کو تشریف لیجانا اور انندپور مین مہاراج مہندر سنگھہ بہادر ولیعہد کو پاہُل دلانا اور نینا دیوی کا درشن کرنا

اس دربار سے تھوڑے ہی دنون پہلے مہاراج کی سب سے چھوٹی صاحبزادی بی بی بخت آور کنور صاحبہ کی شادی مہاراج جسونت سنگھہ صاحب بہادر رئیس بھرت پور کے ساتھہ ہوئی تھی جسمین ساڑھے دس لاکھہ روپیہ خرچ ہوا تھا اسلیئے مہاراج کا ارادہ ہوا کہ جسطرح بڑی صاحبزادی کی شادی کے بعد گنگا کا اشنان کیا تھا امرتسر کا اشنان کرین۔ پس آغاز فروری مین پٹیالہ سے کوچ کیا اور انندپور

مین سوڈہی برجندر سنگہہ صاحب سے مہاراج مہندر سنگہہ بہادر ولیعہد
کو پاہل دلائی اور نینا دیوی کا درشن کیا جو یہان سے قریب ۳۸ میل
کے راجہ صاحب بلاسپور کی عملداری مین دریاے ستلج کے بائین
کنارہ ایک چہوٹے سے پہاڑ پر جو قریب تین ہزار فٹ کے اونچا ہے دیویا
کا ایک مشہور مندر ہے اور سکہون مین یہہ روایت مشہور چلی آتی ہے کہ گرو
گوبند سنگہہ صاحب نے نئے پنتہہ (مذہب) کے جاری کرنے اور اپنے والد
گرو تیغ بہادر صاحب کے انتقام لینے کو جو ماہ مگسر سمت ۱۷۳۲ مین دہلی مین
اورنگزیب کے حکم سے بیگناہ قتل کئے گئے تہے سمت ۱۷۴۹ کے شروع
سے اسوج سمت ۱۷۵۱ تک یہان ہزار ہا روپیہ لگا کر دیوی کی پوجا اور ہوم کیا تہا جسکے
ختم ہونے پر دیوی نے آگ سے پرگہٹ ہو کر انکو نئے پنتہہ کے جاری کرنے
اور بادشاہ کے مقابلہ مین ہتہیار اٹہانیکے واسطے ارشاد کیا اور انہون نے
انندپور مین آکر نیا مذہب جاری کیا اور اب سے سکہہ سنگہہ (شیر) کہلانے
لگے اور چرن کی پاہل موقوف ہو کر کرد (کارد) کی پاہل لینے لگے اور
ذات کی قید جسکے باعث سے اکثر ہندو دوسری ذات کے شخص کے ہاتہہ سے
کہا پی نہین سکتے تہے اٹہا دی گئی۔

یہہ مقام نہایت پرفضا ہے اور مندر پر سے اِدہر اُدہر کے مُلک کو دیکھو
تو عجب کیفیّت نظر آتی ہے ایکطرف دریا کے کنارہ کا زرخیز اور سرسبز مُلک
دکہائی دیتا ہے دوسری جانب ہمالہ کا سلسلہ اور اُسکی بلند چوٹیان نظر آتی
ہین - دریائے ستلج نے جو اس پہاڑ کے پاس ہوکر نکلا ہے کنارہ کے
میدانون کو کچھہ اَور ہی رونق دے رکہی ہے اور اُسکا سپید سپید چمکتا اور لہراتا
ہوا پانی سرسبز اور لہلہاتے سیدانون مین سے گذرتا ہوا نہایت خوشنما
معلوم ہوتا ہے اور یہہ کیفیّت اُسوقت اور بہی بڑہجاتی ہے جب آفتاب
غروب ہونے لگتا ہے اور اُسکی شعاعین ترچہی ہوکر پانی اور سبزہ پر
پڑتی ہین اور کہین سبز کہین سُرخ اور کہین نیلگون دکہای دیتی ہین -

یہان سے مہاراج مہندر سنگہہ بہادر ولیعہد پٹیالہ کو بہیجے
گئے اور مہاراج آگے کو تشریف لیگئے اور امرتسر پہنچکر خیمہ گاہ سے
جو شہر کے باہر تہی پاپیادہ دربار صاحب کے درشن اور اشنان کو گئے

یہہ شہر جو پنجاب مین بالفعل ایک بڑی تجارت گاہ ہے اور قریب ڈیڑہ
لاکہہ آدمی کے اسمین آباد ہین اب سے تین سو برس پہلے ایک چہوٹا سا گانون
تہا جو گرو کے چک کے نام سے مشہور تہا جب سکہون کے چوتہے گرو

رامداس صاحب نے سمت ۱۶۳۴ مین یہان تالاب بنوایا اور امرت سر (عین الحیات) اسکا نام رکہا تو شہر کا نام ہی امرت سر مشہور ہوگیا۔

یہہ تالاب شہر کے وسط مین ایکسو پینتیس ۱۳۵ پینتیس قدم کا لمبا چوڑا پختہ بنا ہوا ہے اور راوی مین سے ایک چہوٹی سی نہر کاٹ کر اسمین ڈالی گئی ہے اور چارون طرف بڑے بڑے پختہ مکان خوش اعتقاد سکہہ رئیسون کے بنوائے ہوئے ہین جنکو بنگا (بنگاہ) کہتے ہین اور اپنے اپنے بانیون کے نام سے مشہور ہین چنانچہ ایک بنگا ہمارے اس ملک کے رئیسون کا ہی بنوایا ہوا ہے جسکو ملوئی بُنگا کہتے ہین۔

تالاب کے عین وسط مین سنگ مرمر کا ایک چہوٹا سا مگر بہت خوبصورت سُنہری مکان بنا ہوا ہے اور اسی کو دربار صاحب کہتے ہین اور اگرچہ یون تو ہر روز ہی یہان میلہ لگا رہتا ہے مگر نومبر اور اپریل کے شروع مین بڑا ہجوم ہوتا ہے اور دُور دُور سے لوگ اشنان اور درشن کو آتے ہین

مہاراج کا نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کی ملاقات کیواسطے لاہور جانا

چونکہ لاہور یہان سے بہت قریب تہا اور سر رابرٹ منٹگمری صاحب

بہادر کے سی بی لفٹنٹ گورنر پنجاب ابہی وہان ہی تہے پہاڑ کو تشریف
لیگئے تہے اسواسطے مہاراج نے لاہور تشریف لیجانا اور اُنسے ملاقات کرنا
مناسب سمجہا پس یہان سے فارغ ہوکر چودہوین اپریل کو وہان تشریف
لیگئے اور گورنمنٹ کیطرف سے موافق پروگرام مندرجہ ذیل کے تواضع
و تکریم عمل مین آئی۔

پروگرام

دفعہ اول باغ شالامار مین جہان سری مہاراجہ صاحب ممدوح بہادر
لاہور کو تشریف لائینگے صاحب ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر لاہور اور ایک
ملیٹری افسر از طرف جنرل صاحب بہادر کیمپ میان میر استقبال کیواسطے
جائینگے۔

دفعہ دویم جب مہاراجہ صاحب بہادر ہمراہی صاحبان موصوف
ریلوے سٹیشن لاہور کے قریب پہنچینگے صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ
اور ایک افسر فوجی اور صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر پنجاب اور صاحب کمشنر
بہادر لاہور اور صاحب مصاحب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ہاتہیون پہ مع ایک گارد
تعظیمی کے ملینگے اور یہان سے اسطرح پر پروسیشن (جلوس) باندہا جائیگا

کہ انگریزی رسالہ کے بیس سوار و نیز ایک گارد آگے آگے ہوگا اور اُسکے
پیچھے مہاراجہ صاحب بہادر کا ہاتھی اور دائیں بائیں ایک افسر فوجی اور
صاحب جوڈیشل کمشنر بہادر پنجاب ہونگے اور پھر اسیطرح ریاست کے دو اہلکار و
ہاتھی اور اُسکی داہنی طرف صاحب کمشنر لاہور اور صاحب مصاحب نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر اور بائیں طرف صاحب سکریٹری بہادر گورنمنٹ اور
صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور اسیطرح پھر ریاست کے دو اہلکار اور اُنکی داہنی طرف
صاحب اسسٹنٹ کمشنر بہادر لاہور اور ایک ملیٹری افسر اور بائیں طرف دو اہلکار
ریاست ہونگے۔

دفعہ سوئم۔ جب مہاراجہ صاحب بہادر فرودگاہ پر پہنچینگے قلعہ لاہور سے
سترہ ضرب توپ کی سلامی ہوگی اور گارد سواران پولیس جو اپنے افسر کپتان
میکنڈرو صاحب کے ساتھ پہلے سے موجود ہوگا سلامی لیگا اور سب صاحبان
بہادر رخصت ہوکر چلے آئینگے۔

دفعہ چہارم۔ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لاہور گورنمنٹ کی جانب سے
تیرہ سو روپیہ نقد اور اکیسو ستر ظروف شیرینی اور اکیس کشتیاں میوہ کی بطور
ضیافت پہنچائینگے اور نیز لشکر ہمراہی کو ایک دن کی رسد دینگے۔

اور چونکہ اگلے روز اتوار تہا اسواسطے پیر کے دن صاحب سول سکریٹری
و ملیٹری سکریٹری گورنمنٹ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی طرف سے مزاج پرسی
کے واسطے آئے جنکی پیشوائی اور مشایعت آدہی دور تک ہمارے
دو اہلکاروں نے کی اور اسی دن اوّل درجہ کے دو اہلکار مہاراج کیطرف
سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کی مزاج پرسی کیواسطے گئے اور اگلے دن مہاراج
نواب ممدوح کی ملاقات کیواسطے بہمراہی صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور اور نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر کے مصاحب کے جو فرودگاہ پر لینے کو آئے تہے
تشریف لیگئے اور گورنمنٹ ہوس کے احاطہ کے باہر صاحب جوڈیشل کمشنر
پنجاب اور صاحب سکرٹری گورنمنٹ نے استقبال کیا اور سواری سے
اُترنے کیوقت معمولی سلامی ہوئی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ
ہوس کے اوپر کے زینہ تک پیشوائی کی اور دونوں صاحبوں نے
ساتہہ ہوکر ملاقات کرائی۔ تہوڑی دیر کے بعد اہلکاروں نے نواب ممدوح
کو نذرین دکہلائین اور مہاراج اور سات اہلکاران ہمراہی کیواسطے تحایف
اور خلعت پیش ہوئے اور برخاست کیوقت عطر و پان پیش کیا گیا اور نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر نے نیچے کے زینہ تک مشایعت کی باقی صاحبوں نے

اُسیطرح مشایعت کی اور سوار ہونیکے وقت معمولی سلامی ہوئی۔ اگلے دن نواب
لفٹنٹ گورنر بہادر بہمراہی صاحب جوڈیشل کمشنر اور صاحبان سول و ملٹری پرایوٹ
سکرٹری اور مصاحب اور کپتان پولیس اور ڈپٹی کمشنر اور اسسٹنٹ کمشنر لاہور
بازدید کیواسطے تشریف لائے۔ اور مہاراج نے خیمہ گاہ کی حد تک بہمراہی صاحب
کمشنر لاہور استقبال کیا اور نواب ممدوح کو اپنے ساتھہ بٹھاکر خیمہ مین لائے اور سب
اہلکارون اور سردارون نے نذرین دکہلائین اور اکتالیس کشتیان تحایف کی
اور دو گہوڑے پیش کیے گئے اور عطر و پان دیا گیا اور ڈہوڑی کے خیمہ تک
مہاراج نے مشایعت کی اور آپنے جانیکے وقت سترہ سترہ توپ کی سلامی
ہوئی اور اول درجہ کے چار اہلکار تہوڑی دور کمپ سے باہر پہنچاکر چلے آئے۔

پرگنہ کانوڈ کے انتقال کے مُعاملہ کے تصفیہ کیواسطے راقم اور سردار جگدیس سنگہہ صاحب دیوان کا بہیجا جانا

جب پرگنہ نارنول ہمکو دیا گیا تہا تو اُسکی آمدنی دو لاکہہ دس ہزار روپیہ
بیان کی گئی تہی مگر محاصل اور متفرق آمدنی ملاکر بہی ایک لاکہہ ستر ہزار روپیہ
سے زیادہ وصول نہوا اسلئے یہہ درخواست کی گئی تہی کہ رقم مذکورہ بالا

مین جو کسر رہی ہے وہ پوری ہونی چاہیئے چنانچہ مسٹر بارنس صاحب نے
اسکی تحقیقات کی اور اگرچہ اُنکے نزدیک بہی کمی کا ہونا ثابت ہوا مگر انہون
نے یہہ راے دی کہ ،، گورنمنٹ نے کچھہ یہہ اقرار نہین کیا تہا کہ اس پرگنہ کی
آمدنی دو لاکہہ روپیہ سال ہی ہوگی اور نوابی کے دفتر کے سوا اسکی آمدنی
کا حال دریافت کرنیکا اور کچھہ ذریعہ نتہا اور اُسکی رو سے دو لاکہہ روپیہ سے بہی
زیادہ معلوم ہوتا تہا اور گورنمنٹ عقلیہ یہہ جانتی تہی کہ ایک ہندوستانی رئیس کے
قبضہ مین جانیسے اسکے محاصل مین کچھہ کمی نہوگی اور یہہ پرگنہ آمدنی کی کوئی خاص
تعداد بطور شرط مقرر کرکے نہین دیا گیا تہا بلکہ جسقدر آمدنی کی یہہ چیز تہی جون کی
توان دیدی گئی تہی اور ریاست کو اسکے محاصل کے تخمینہ سے واقف
کر دیا گیا تہا پس گورنمنٹ کے ذمہ خسارہ کا پورا کرنا فرض نہین ہے ،، مگر
انہون نے یہہ بہی لکہا کہ بلحاظ انکی عمدہ خدمات کے پرگنہ کانوڈ اور بدہوانہ
علاقہ جہجر جسکی آمدنی قریب ایک لاکہہ روپیہ سال کے ہے انکو دیدینا چاہیئے
اور اسکی بیس برس کی آمدنی کے برابر نذرانہ لیا جاوے اور نذرانہ کا روپیہ
اُس قرضہ مین محسوب کیا جاوے جو بابت سنہ ۱۸۴۸ء اور سنہ ۱۸۵۰ء کے انکا گورنمنٹ
کے ذمہ ہے کہ اِسصورت مین قرضہ بہی ادا ہو جائیگا اور ان پرگنون کے جہجر سے

فاصلہ پر ہونیکے سبب سے جو پولیس وغیرہ کا ایک علحدہ بندوبست کرنا پڑیگا۔ سرکار اُس خرچ سے بچ جائیگی۔ چنانچہ یہہ تجویز منظور ہو گئی اور صاحب موصوف کے نام حکم آگیا کہ موافق اپنی راے کے اِس معاملہ کا تصفیہ کر دین۔ پس راقم کو جو صاحب موصوف کے پاس سے ابہی آکر شامل لشکر ہوا تہا پہر جانیکا حکم ہوا اور میری درخواست سے سردار جگدیس سنگہہ صاحب دیوان میرے ساتہہ شامل کئے گئے اور بعد گفتگو اور حساب وکتاب کے چہیانوے ۹۶ ہزار نوسو چالیس روپیہ کی آمدنی کے ایکسو دس ۱۱۰ گانون مع شہر اور قلعہ کالونڈ انیس ۱۹ لاکہہ اڑتیس ۳۸ ہزار آٹہہ سو روپیہ کے عوض اُنہین حقوق اور اختیارات کے ساتہہ جو ہمکو اپنے ملک مین حاصل تہے مل گئے مگر اب بہی تین ۳ لاکہہ دس ہزار روپیہ باقی رہتا تہا اسلئے اگرچہ اسوقت خاص اجازت نہین ہوئی تہی مگر چونکہ مہاراج کا منشا معلوم تہا مینے صاحب موصوف کی خدمت مین یہہ تجویز پیش کی کہ علاقہ کہمانون مین جو گورنمنٹ کو ضبطی جاگیرات لاوارث کا حق حاصل ہے اور چار ہزار روپیہ سے کچہہ زیادہ بطور کمیوٹیشن حاصل ہوتا ہے اسی حساب سے اگر اسکے عوض ہی نذرانہ لیا جا کر یہہ علاقہ بہی ہمارے نام منتقل کیا جائے تو مناسب ہے۔ صاحب موصوف نے براہ مہربانی

اسکو بہی منظور فرمایا مگر چونکہ یہہ امر گورنمنٹ سے استمزاج طلب تہا اور معاملہ بہی بہت
بڑا تہا اسوقت اسکا تصفیہ قطعی نہو سکا لیکن تہوڑے عرصہ بعد ایک لاکہہ چہتر ہزار
تین سو ساٹہہ روپیہ کے عوض یہہ بہی ملگیا اور جو روپیہ باقی رہتا تہا وہ نقد لیلیا گیا
یہہ علاقہ جسمین اٹہاون دیہات شامل تہے ہمارا مفتوحہ تہا سنہ ۱۸۱۵ء مین بسبب
شورہ پشتی اور مرتکب دنگہ و فساد ہوتے رہنے یہان کے جاگیر دارون کے
سر ڈیوڈ آکٹر لونی صاحب نے انتظاماً ہمکو سپرد کر دیا تہا اور اُسوقت سے
ابتک ہمارے قبضہ مین تہا اسلئے مہم ستلج کے بعد جب گورنمنٹ نے
اینروے ستلج کے چہوٹے چہوٹے رئیسون سے اختیارات حکومت لیلئے اور
جنگی خدمات کے عوض جو انپر از روے اشتہار محریہ سوم مئی سنہ ۱۸۰۹ء کے
واجب تہین فی روپیہ دو آنہ نقد لینا تجویز کیا کرنل ہیکسن صاحب کمشنر ممالک
اینروے ستلج نے اسکی نسبت بہی یہہ رپوٹ کی کہ جاگیر دارون کو اجازت
ہونی چاہئے کہ وہ خواہ ریاست کے ماتحت رہین خواہ گورنمنٹ کے مگر گورنمنٹ
سے بلحاظ خدمات مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کے یہہ حکم آیا
کہ بالفعل تغیر تبدل مناسب نہین بعد آنکی وفات کے دیکہا جاویگا بس
اس حکم کی روسے حکومت تو ہماری بدستور قایم رہی لیکن گورنمنٹ نے

جنگی خدمات کے عوض مین لئے ہی دو آنہ فی روپیہ لینا تجویز کیا اور چونکہ
ایسے تمام جاگیردارونکی وراثت کے باب مین ۱۸۵۸ع مین یہہ قاعدہ جاری
ہوچکا تہا کہ قبل از تاریخ سوم مئی ۱۸۰۹ع اگر جاگیردار کا مورث اپنی جاگیر پر مستقل
قابض ہوا اور اُسکی اولاد ذکور مین سے کوئی باقی نرہے تو جاگیر ضبط سرکار کیجاے
ورنہ اُسکے وارثان شرعی کو دیدی جاسے ہماری معرفت ایک ایسا کاغذ
مرتب کرایا گیا جسمین اس علاقہ کے ہر ایک جاگیردار کا شجرہ اور اُسکے حصہ کی
مقدار اور مورث کے جاگیر پر قابض ہونیکی تاریخ و سال درج تہا تا کہ وقتاً فوقتاً
جو جاگیر لاوارث قرار پاے وہ ضبط کیجاسے پس یہی دونون حق تہے جو ہمنے
روپیہ دیکر دوام کیواسطے خرید لئے اور یہہ علاقہ بہی ہمارے اور مُلک کے موافق
خالص ہمارا ہوگیا۔

مہاراج کا شرایط سند کے تصفیہ کیواسطے شملہ تشریف لیجانا

مفسدہ کے موقوف ہونیکے بعد ہمنے باتفاق راجہ صاحب بہادر جیند
و نابہہ بشمول اور چند سوالون کے جنکو ہم آیندہ ایک موقع پر بیان کرینگے
ایک یہہ بہی درخواست کی تہی کہ حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ کی مہر
اور دستخط مبارک سے ہمکو سند عطا ہو اگرچہ صاحب سکرٹری آف سٹیٹ

نے برخلاف رائے گورنمنٹ ہند اِسکو منظور کرلیا تہا مگر لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے
اسپر مکرر غور ہونیکے واسطے لکہا اور تحریر کیا کہ ایسا کرنیسے گورنمنٹ ہند کی وقعت
رئیسونکی نظر مین کم ہوجائیگی اور اگر صرف انکو ہی ایسی سندین دیجائین اور
رئیسونکو نہ دیجائین تو وہ ناخوش ہونگے اور انکو اپنی سندونکی نسبت بے اعتباری
پیدا ہوجائیگی اور صرف سندین ہی نہین بلکہ تمام ہندوستان کے عہدنامے بدلنے
پڑینگے اور یہہ امر نہایت درجہ باعث تکلیف گورنمنٹ اور ذات خاص حضرت
ملکہ معظمہ کا ہوگا اور جبکہ نواب گورنر جنرل بہادر ہند کو ویسرائے کا لقب اور اقتیارات
کامل دیئے گئے ہین تو یہہ تمیز لفظ ویسرائے کے معنی کے خلاف ہوگی
پس مناسب یہی ہے کہ نواب ویسرائے وگورنر جنرل بہادر ہند کی مہر اور
دستخط سے انکو سندین دیجاین۔ چنانچہ آخر کار صاحب موصوف نے
بہی انکی اس رائے سے اتفاق کیا اور لکہا کہ آپ اپنی مہر اور دستخط
سے سندین دیدین۔

اب چونکہ نواب ویسرائے وگورنر جنرل بہادر دورہ سے فارغ
ہوکر شملہ آگئے تہے مہاراج نے لاہور سے واپس آکر بمشورہ راجہ صاحب
بہادر جیند ونابہہ سند کا ایک مسودہ تیار کرایا اور خود شملہ تشریف لیگئے

تا کہ شرائط مجوزہ کے تصفیہ مین دیر اور دقت نہو۔ چنانچہ بعد کسیقدر بحث اور گفتگو کے جو زیادہ تر نسبت جزو اخیر فقرہ سوم سند کے تہی جو مسودہ پیش کیا گیا تہا تہوڑے سے تغیر کے ساتہہ وہی منظور ہو گیا اور پانچوین مئی ۱۸۶۰ء کو سند مرتب ہو کر ملگئی اور مہاراج نے پٹیالہ آکر دربار کیا اور سب حاضرین کو راقم سے جو اسوقت حاکم عدالت صدر کے عہدہ سے تبدیل ہو کر میر منشی کے عہدہ پر مقرر ہو گیا تہا پڑہوا کر سنایا اور بطور اعزاز مرصع کڑون کی ایک جوڑی عنایت فرمائی اور وہ سند یہہ ہے۔

سند تملیک ملک بنام فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان نرندر سنگہہ مہندر بہادر از طرف بندگان نواب مستطاب معلے القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر دام اقبالہ

از آنجا کہ از یوم طلوع نیّر دولت و اقبال سرکار ابد پایدار انگلشیہ برین ملک ہندوستان مراتب خیر سگالی و دولت خواہی از سرکار فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان نرندر سنگہہ مہندر بہادر و بزرگان اسلاف مہاراجہ صاحب موصوف بموقع حرب و پیکار

وغیرہ بخوبی برروے ظہور رسیدہ۔ چنانچہ بجلدوے ہمین حسن خدمتہا و اعانت و امداد
از فوج و رسد رسانی وغیرہ از پیشگاہ سرکار ذوالاقتدار انگریزی بعطاے ملک و
خطاب و ارتفاع مدارج عزو وقار پیوستہ معزز و ممتاز شدہ اند و خاصتاً در ۱۸۵۷ء
در ایام مفسدہ و شورش شوربختان مہاراجہ صاحب مہندر بہادر چنان خدمات
شایستہ و نمایان بمنصۂ ظہور و عیان در آوردہ اند کہ برخدمات سابقہ تفوق جستہ
اند لہذا بازاے چنین خدمتہاے پسندیدہ از سرکار باوقار انگریزی بر بگذر
عنایت و مکرمت خسروانہ قدرے ملک و افزایش خطاب بمہاراجہ صاحب
مہندر بہادر نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن مرحمت شدہ و مہاراجہ صاحب بہادر
درخواست سند مجدد درباب ملک موروثی و عطیہ سابقہ و حال سرکار فلک اقتدار
کردند نظر بران بندگان نواب مستطاب معلے القاب ویسراے و گورنر جنرل بہادر را
منظور گردید کہ سند ہذا بطور عہد نامہ با شرائط مندرجہ ذیل براے یادگار عنایت
گردد۔

دفعہ اوّل بموجب فہرست مشمولہ سند ہذا در زمان حال و استقبال
مہاراجہ صاحب بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر باطمینان خاطر و
تسلی تمام بر ملک مقبوضہ موروثی خود و عطیہ سرکار انگلشیہ حسب دستور قدیم

حکمران باشند و ملک عطیۂ سرکار کہ بجلدوے نیکو خدمتہاست بجمیع اختیارات
و حقوق داخلہ و خارجہ مثل ملک موروثی خود تصور سازند و جزو کل اختیارات
و ابواب حکومت و فوجداری و پیداواری معاملہ وغیرہ بدستور در حیطۂ اختیار
واقتدار مہاراجہ صاحب مہندر بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب نسلاً
بعد نسلٍ و بطناً بعد بطنٍ بحال و لایزال و ابداً و خالداً برقرار و بالاستقلال مانند و برادران
و ذیلداران و چہارمیان و متوسلان و جاگیرداران و توابعان بقاعدہ قدیمہ
مطیع امر و فرمان بردار مہاراجہ صاحب بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب مہندر
بہادر باشند۔

دفعہ دوم۔ از طرف سرکار ذوالاقتدار انگلشیہ در وجہ نذرانہ و معاملہ ابواب
حکومت و فوجداری و معاوضہ افواج وغیرہ بوجہ من الوجوہ چہ در حال و چہ در استقبال
ہیچگونہ مطالبہ و مواخذہ از مہاراجہ صاحب مہندر بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب
بہادر و تابعان و برادران و ذیلداران و جاگیرداران و چہارمیان باستثنای حالت
مندرجہ دفعہ سویم نخواہد گردید۔

دفعہ سویم بمزید مرحمت سلطانی و معاینہ حال دولت خواہی و جانفشانی
مہاراجہ صاحب مہندر بہادر سرکار گردون وقار چنان منظور است کہ این ملک ہمیشہ

به تحت حکومت این خاندان باشد لهذا برای دوام اختیار متبنی کردن به مهاراجه
صاحب موصوف و جانشینان مهاراجه صاحب بهادر داده شده که
در صورت نبودن اولاد صلبی بنابر قیام دوام سلسله ریاست حسب
مرضی خود از اولاد پهول کیان متبنی سازند اینمعنی سرکار دولتمدار را بدل منظور
و قبول است و نیز از طرف سرکار دولتمدار اجازت اینمعنی حاصل است که اگر
خدانخواسته در حالت نبودن اولاد صلبی و متبنی مسندنشین را مرگ ناگهانی
پیش آید راجه صاحب جیند و راجه صاحب نابهه باتفاق صاحب کمشنر بهادر از
خاندان پهول کیان احدی را متبنی ساخته مسندنشین سازند و درین حالت
نذرانه بقدر ثلث حصه از آمدنی یکساله مال واجب ریاست از طرف ریاست پتیاله
بخزانه عامره سرکار انگریزی داخل خواهد شد۔

دفعه چهارم۔ در ۱۸۴۷ء اقرارنامه که درباره تجویز سزای قصاص مجرم
باطلاع صاحب کمشنر بهادر و انسداد ابواب صبیه کشی و ستی شدن و برده فروشی
وغیره از مهاراجه صاحب گرفته شده بود حالا آنرا موقوف داشته برای دوام اختیار
تام من کل الوجوه نسبت سزای قصاص وغیره در قلمرو خود حسب سررشته قدیم
به مهاراجه صاحب و جانشینان مهاراجه صاحب مهندر بهادر داده شد و چنان

بخصوص سزا رسانی بہ رعایاے علاقہ سرکار با وقار انگریزی کہ در عملداری ریاست پٹیالہ مرتکب جرم شدہ در ہمان عملداری گرفتار شوند حسب منشار چٹھی نمبر (۳) مورخہ یکم جون ۱۸۳۶ء از طرف صاحبان کورٹ آف ڈائرکٹرس دارالسلطنت لندن بہ مہاراجہ صاحب بہادر و جانشینان مہاراجہ صاحب بہادر اختیار حاصل است۔ مہاراجہ صاحب عہند بہادر در آبادی رعایا و رفاہ حال برایا کوشیدہ بداد رسی مظلومان و ملہوفان از راہ واجبی دقیقہ از دقایق فروگذاشت نسازند و بمقدمہ صبیہ کشی و ستی شدن و بردہ فروشی کہ خلاف مقتضاے داد رسی و انصاف پژوہی نسبت برعایاست در قلمرو خود بموجب فحواے سند سابق ابواب آن مسدود دارند اگر احیاناً احدے بعدم اطلاع اہلکاران مہاراجہ صاحب موصوف مرتکب حرکات ممنوعہ مرقومۃ الصدر گردد اہلکاران مہاراجہ صاحب در بارہ اش تجویز سزا نمایند کہ موجب عبرت دیگران باشد۔

دفعہ پنجم مہاراجہ صاحب و جانشینان مہاراجہ صاحب از رہگذر عقیدت و ارادت بمتابعت شاہنشاہ ملکہ معظمہ انگلستان و جانشینان حضرت الیشان ہرگز تکاہے دریغ نخواہند کرد۔

دفعہ ششم اگر وقتے از اوقات افواج غنیم از اطراف و جوانب

بارادۂ فاسد باین نواح رو نماید از روے مصادقت و دولتخواہی مہاراجہ صاحب بہادر مع جمعیت موجودہ باتفاق صاحبان عالیشان حسب سررشتہ ماضی بمدافعت آن سعی نمایند و سرانجام رسد اجناس وغیرہ و باربرداری بقدر وسعت خود حسب الطلب صاحبان عالیشان میکردہ باشند۔

دفعہ ہفتم سماعت نالش از رعایا و معافیداران و جاگیرداران و تابعان و برادران و ملازمان وغیرہ بہ نسبت مہاراجہ صاحب بکدامی حالت در سرکار باوقار انگریزی نخواہد گردید۔

دفعہ ہشتم درباره انتظام اندرونی و امور برادران و محلات و قرابتیان بہ نہجیکہ مہاراجہ صاحب مہندر بہادر قاعدہ و سررشتہ جاری سازند سرکار ذو الاقتدار پیوستہ بلحاظ آن داشتہ مداخلت نخواہد فرمود۔

دفعہ نہم مہاراجہ صاحب بہادر در علاقہ خود موقع تعمیر و ترمیم سڑک ہا حسب تحریر صاحب کمشنر بہادر معرفت کارپردازان و ماموران پرگنہ جات بروفق دستور سابق تہیہ اسباب مطلوبہ بقیمت از علاقجات خود میکنانیدہ باشند وہم بروقت رسیدن سڑک ریلگاڑی یا دیگر سڑک ہا بہ نہجیکہ در شاہ سڑک مہاراجہ صاحب بہادر اراضی بلا محصول زیر سڑک واگذاشتہ اند ہمچنان برائے دیگر سڑک ہا

خواہند گذاشت۔

دفعہ دہم از طرف مہاراجہ صاحب بہادر پیوستہ مراتب اطاعت وخیر خواہی نسبت سرکار دولتمدار ابعمل خواہد آمد وہمچنان مدارج تعظیم وتکریم وقدر واعزاز مہاراجہ صاحب مہندر بہادر از طرف این سرکار با وقار بہمہ حال مرعیست ملحوظ خواہد ماند۔"

مضمون فقرہ ہفتم سند کی نسبت ایک اعتراض کا پیدا ہونا اور بعد ایک کامل بحث کے اسکا بدستور قایم رہنا

غدر ۱۸۵۷ء کے صلہ مین علاقہ جہجر مین سے جو پرگنے ہمکو اور ریاست جیند اور نابہہ کو دیئے گئے تہے انمین بہت سی معافیان بہی تہین جنکی نسبت ۱۸۰۳ء اور ۱۸۰۵ء مین جب یہہ علاقہ خاندان نواب جہجر کو دیا گیا سندون مین یہہ شرط درج کی گئی تہی کہ انکو انکے ضبط کر لینے کا اختیار نہین لیکن انکے ہمکو دیئے جانیکے وقت اس قسم کی کوی شرط نہین لگائی گئی تہی پس دادری کے پرگنہ کا بندوبست جو راجہ سروپ سنگہہ صاحب بہادر والی جیند نے شروع کیا اور اسکے ضمن مین معافیات کی بہی تحقیقات

کی اور شرح پرگنہ کے موافق **حکیم قاسم علیخان** نامے ایک جاگیردار کی
جاگیر کی بہی جمع نقد تجویز کی اور قریب ایک چوتہائی کے بابت نذرانہ اور
کموٹیشن وغیرہ حق سرکار قرار دیکر تاحیات قاسم علیخان اُسکا بحال رہنا
تجویز کیا۔ قاسم علیخان نے ناراض ہوکر اسکا استغاثہ مسٹر پراندر تہہ صاحب
کمشنر حصار کے پاس کیا جنسے اُسوقت ہمارے اِن علاقون کا پولیٹکل تعلق
تہا اور صاحب موصوف نے اُس شرط کی بنیاد پر جو نوابون کی اسناد مین درج
تہی گورنمنٹ کو یہہ رپوٹ کی کہ روساے خاندان پہول بہی وہی اختیارات
اور حقوق رکہنے کے مجاز تصوّر کئے جاسکتے ہین جو ان سے پہلے قابضونکو
حاصل تہے اور اپنے ذاتی تجربہ کی روسے مثالاً لکہا کہ مہم ستلج کے بعد جب
کوٹ کپورہ کا علاقہ راجہ صاحب فریدکوٹ کو دیا گیا تہا تو معافی دارون کے
حقوق کی کفالت گورنمنٹ نے کرلی تہی " مگر ہماری اور جہجر کے نوابون
کی حالت مین بہت بڑا فرق تہا۔ ہمکو اپنے علاقہ مین ہرایک طرح کا کامل
اختیار تہا۔ معافیات کی ضبطی کا بہی حق حاصل تہا اور جب یہہ پرگنے ہمکو
دئے گئے تہے اُسوقت اس باب مین کوئی اشارہ ہی نہین کیا گیا تہا
کہ علاقجات قدیم کی نسبت اِن جدید علاقون مین ہمارے اختیارات

کسیقدر محدود ہونگے اور نہ یہہ بات خیال کی گئی تہی کہ ہمکو صرف وہی حقوق دیئے
گئے ہین جو ہمسے پہلے قابضونکو دیئے گئے تہے جنکی روسے انکو معافیات
کے ضبط کرلینے کا اختیار نہ تہا بلکہ بغیر اس قسم کی کسی شرط کے یہہ پرگنے دیئے گئے
تہے اعلی گورنمنٹ پنجاب نے ان وجوہات اور نیز اس بات پر خیال کرکے کہ ''اگر
تمام ریزہ اور سالم معافیات سرکار انگریزی کے ماتحت کر لی جاینگی اور ہر ایک
ادنے معافیدار حکام انگریزی کے روبرو اپنا استغاثہ پیش کرنیکا مجاز گردانا جائیگا
تو رئیسونکو سخت ناگوار ہوگا اور جو احسانمندی اور ہواخواہی کا خیال انکے دلونمین
پیدا ہوا ہے وہ نقش بر آب ہو جائیگا اور معافیات کے معاملہ مین بہ نسبت
گورنمنٹ انگریزی کے ہندوستانی ریاستین زیادہ فیاض ہوتی ہین
اور اس بات کے یقین کرنیکی کوئی وجہہ نہین ہے کہ ریاستون کے ماتحت
رہنے سے معافیدارون کو کچہہ نقصان پہنچیگا'' ہمارے اختیارات کو کامل
تسلیم فرمایا اور حکام ذی تعلق کو ہدایت فرمائی کہ بجز اشد ضرورت کے کسی ایسے
مقدمہ مین مداخلت نکرین اور ایسی حالت مین بہی صرف تحریک اور زبانی صلاح
دینے پر اکتفا کرین اور نواب وایسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند نے بہی اس
فیصلہ کو منظور فرمایا۔

اب اگرچہ اسقدر مداخلت بہی ہمکو گوارا نہ تہی اور گورنمنٹ کے اس فیصلہ
کی نسبت عذر اور انکار تہا لیکن معمولی طور پر جب یہہ معاملہ صاحب سکرٹری
آف سٹیٹ کے روبرو پیش ہوا تو انہون نے اس سے ہی بڑہکر اپنی پندرہوین
نومبر ۱۸۶۱ء کے مراسلہ مین نواب گورنر جنرل بہادر ہند کو یہہ لکہہ بہیجا کہ،، خاندان
جہجر کو جب یہہ ملک دیا گیا تہا تو معافیدارونکی کفالت سرکار نے کر لی تہی
اور نوابون کو اختیار نہ تہا کہ معافیات مذکور پر باختیار خود دست اندازی کر سکین
پس اگرچہ یہہ علاقے روسا جہجر سے ضبط کئے جاکر راجگان سکہہ کو دئے گئے
ہین مگر اس ضبطی کے سبب سے معافیدارون کے حقوق مین کچہہ فرق واقع
نہین ہوا اور انکو وہی استحقاق محافظت حاصل ہے جو پہلے تہا البتہ ان راجگان
پر یہہ بات عاید نہین کیجا سکتی کہ بابت ضبطی کسی ایسی معافی کے معافیدار
لوگ انپر محکمات انگریزی مین نالش رجوع کیا کرین اسلئے یہہ مناسب ہے کہ راجگان
موصوف پیش از بیدخل کرنے کسی ایسے لاخراجدار کے جسکا حق حسب مندرجہ
بالا تسلیم ہو چکا ہو وجوہات بیدخلی سے صاحب پولیٹکل ایجنٹ کا اطمینان کر دیا کرین
کیونکہ یہی ایک طریق ہے کہ جس سے کفالت حق لاخراجداران پوری
ہو سکتی ہے،، چونکہ اس ڈسپاچ کے آنے سے پہلے ہمکو سند ملچکی

تہی اور اُسکی دفعہ ہفتم کی روسے کسی حالت مین بہی اختیار سماعت نالش جاگیرداران
و معافیداران وغیرہ سرکار انگریزی کو حاصل نرہاتہا اسلئے ہمنے باتفاق
راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ جنکی اسناد کی نسبت بہی یہہ حکم ویسا ہی ہوئرہ
تہا جیسا کہ ہماری سند کی نسبت تہا اس باب مین مکرر غور کئے جانیکی
درخواست کی اور یہہ لکہا کہ " یہہ حکم سند کی دفعہ ہفتم کے منشا کے برخلاف
ہے جو حضرت ملکہ معظمہ کے قایم مقام کے دستخط سے پہلی ہی بہل دی گئی
ہے اور جبکہ بروقت تحریر سند اسکا کچہہ ذکر نہین ہوا تو گورنمنٹ کو اب یہہ اختیار
نہین ہے کہ واسطے ایفاے کفالت حق ان معافیدارون کے کوئی
شرط لگائے کیونکہ ہمکو بہی از روے سند ایفاے عہد کرانیکا ایسا ہی استحقاق
حاصل ہے جیسا کہ اُنکو تہا اور کوئی وجہ ترجیح شرط کفالت معافیداران مذکور کی
ہماری شرایط پر نہین ہے اور بروقت تجویز شرایط سند کفالت حق ان
معافیداران کا جو لحاظ نہین ہوا تو اسکی جوابدہ گورنمنٹ ہند ہے ہم
نہین ہین " اور اس معاملہ کی پیروی کے واسطے ستمبر ۱۸۶۲ء مین مہاراج
نے راقم کے چہوٹے بہائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب کو جو
اس مقدمہ کے نشیب و فراز سے واقف تہے اور جنکی پولیٹکل لیاقت تعریف

سے کے لایق ہے کلکتہ بھیجا اور آخرکار صاحب سکرٹری آف سٹیٹ نے اگرچہ انکو اس بات کا افسوس رہا کہ بروقت دیئے جانے اسناد کے ان معاہدات کی کفالت کی نسبت کیون کچھہ شرط درج نہ کی گئی نوین فروری ۱۸۶۳ء کو اپنا حکم مستر د کر لیا اور شرط مندرجہ دفعہ ہفتم سند بدستور بحال رہی -

مہاراج کو ستارہ ہند کا خطاب ملنا

چونکہ یکم نومبر ۱۸۵۸ء سے سلطنت ہند کا تعلق سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی سے موقوف ہوکر ذات خاص حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلستان سے ہو گیا تھا حضرت ملکہ ممدوحہ نے ۱۸۶۱ء مین واسطے بڑہانے رونق اور شان سلطنت ہند کے ایک نیا خطاب موسوم بہ ستارہ ہند ایجاد فرمایا جسکا اپنے تئین ماورن یعنی سلطان اور ہندوستان کے نواب ویسراے و گورنر جنرل بہادر کو گرینڈ ماسٹر یعنی رئیس اعظم اور صاحبان خطاب کو نایٹ یعنی صاحب منصب قرار دیا اور خطاب کے یہہ الفاظ تجویز فرمائے دی موسٹ اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا یعنی بلند ترین خطاب ستارہ ہند اور بطور نشان اس خطاب کے پانچ گوشہ کا ہیرون سے جڑا ہوا ستارہ جسکے بیچ مین سلیمانی پتھر پر حضرت سلطان کے چہرہ مبارک کی شبیہ اور گرداگرد

ایک حلقہ مین ہیرے کے حرفون مین عبارت "ہیونس لائیٹ اور گائیڈ" یعنی نور سماوی ہمارا ہادی ہے بنی ہوئی ہو۔ تجویز فرمائی اور سب سے پہلے یہہ خطاب مفصلہ ذیل انگریزون اور ہندوستانی رئیسون کو عطا فرمایا۔

(۱) لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند۔

(۲) لارڈ ایلن برا صاحب بہادر سابق گورنر جنرل کشور ہند۔

(۳) لارڈ ہیرس صاحب بہادر گورنر مدراس۔

(۴) لارڈ گف صاحب بہادر سابق کمانڈر انچیف افواج ہند۔

(۵) لارڈ کلائیڈ صاحب بہادر سابق سپہ سالار افواج ہند۔

(۶) سر جان لارنس صاحب بہادر سابق لفٹنٹ گورنر پنجاب۔

(۷) سر جان اوٹرم صاحب بہادر سابق چیف کمشنر اودہ۔

(۸) سر ہیو روز صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند۔

(۹) مہاراجہ جیاجی راؤ صاحب بہادر والی گوالیار۔

(۱۰) مہاراجہ تکوجی راو صاحب بہادر ہلکر والی اندور۔

(۱۱) مہاراجہ رنبیر سنگھہ صاحب بہادر والی جموں و کشمیر

(۱۲) مہاراجہ نرندر سنگھہ صاحب بہادر والی پٹیالہ۔

(۱۳) نواب افضل الدولہ نظام الملک آصف جاہ والی حیدرآباد دکن۔

(۱۴) مہاراجہ کہانڈے راؤ صاحب بہادر گیکواڑ والی بڑودہ۔

(۱۵) مہاراجہ دلیپ سنگہہ صاحب بہادر والی سابق لاہور۔

(۱۶) نواب یوسف علیخان صاحب بہادر والی رامپور۔

(۱۷) نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بہوپال

یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ ہندوستانی خودمختار والیان ملک کو انگریزی طور کا خطاب دیا گیا اور یکم نومبر ۱۸۶۱ء کو الہ آباد کے مقام لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے بحیثیت گرینڈ ماسٹر ایک عظیم الشان دربار کرکے بمعین داہنی طرف اوّل سر ہیوروز صاحب بہادر کمانڈر انچیف افواج ہند پہر مہاراجہ جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندہیہ والی گوالیار۔ پہر ہمارے سرمہاراجہ صاحب مہندر بہادر۔ پہر نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بہوپال۔ پہر نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر والی رامپور۔ بہ ترتیب بٹہائے گئے تہے۔ چارون رئیسون کو ایک مناسب اور مختصر تقریر کے بعد حضرت سلطان کی طرف سے خطاب مذکور کے تمغے عنایت فرمائے اور اختتام رسوم کے بعد ہر ایک نائیٹ کی کرسی کے پاس آکر بطور تہنیت ہاتہہ ملایا اور دربار سے تشریف لیگئے اور پہر ہر ایک

رئیس کے اہلکارون سے صاحبان کونسل اور سکرٹری گورنمنٹ نے ہاتہہ ملائے
اور مبارکباد دی - اور دس دس منٹ کے فاصلہ سے جو سلامی کی ضرورت
سے تجویز ہوا تہا صاحب کمانڈر انچیف اور روسا اُسی ترتیب سے دربار سے
رخصت ہوئے اور آخر تک اہل دربار اُسیطرح اپنی اپنی جگہہ بیٹھے رہے اور رات کو
واسطے اظہار مسرّت اور خوشی کے ایک بڑی اور نہایت عمدہ آتشبازی چہوٹی
گیی -

واضح ہو کہ اس دربار مین ان چارون ریاستون کے صاحبان پولیٹکل
ایجنٹ بہادر اور آٹہہ آٹہہ اہلکار پنے اپنے رئیس کے ساتہہ آئے تہے اور
اُسی ترتیب سے بٹہائے گئے تہے جسطرح اُنکے رئیسون کے نمبر تہے مثلاً
اوّل گوالیار کے صاحب پولیٹکل ایجنٹ اور آٹہہ اہلکار - پہر صاحب ایجنٹ
ریاستہاے این روئے ستلج اور ہمارے آٹہہ اہلکار اور اُور علی ہذا - مگر
معلوم نہین تاریخ بہوپال سے جو تاج الاقبال مین یہہ کسطرح لکہا گیا
ہے کہ نواب سکندر بیگم صاحبہ والیہ بہوپال مہاراج سے اوّل بٹہائی
گئی تہین کیونکہ مین خود اُس دربار مین موجود تہا اور اس سبب سے کہ مین اُسوقت
میر منشی کے عہدہ پر مقرر تہا سب کارروائی میری ہی معرفت ہوئی تہی -

مہاراج کا کونسل قانونی گورنمنٹ کا ممبر مقرر ہونا اور گورنمنٹ کی انتظام تدبیر مملکت کی نسبت مؤلف کی رائے

چونکہ غدر ۱۸۵۷ء کے اسباب اور نتایج پر غور ہوکر بموجب منشاے باب مورخہ ۶۷ ایکٹ پارلیمنٹ مصدرہ سنہ ۲۴ و ۲۵ جلوس حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا دام حشمتہا نواب گورنر جنرل بہادر ہند کی کونسل واضع آئین و قوانین طریق سابق تبدیل ہوکر ایک نئی شکل پر قایم ہوئی اور معتمد اور ذی اثر ہندوستانیوں کا اسمین شریک کیا جانا ضروری سمجہا گیا اور نواب گورنر جنرل بہادر کو اختیار دیا گیا کہ شرفاے ہندوستانی کے سوا خودمختار والیان ملک کو بہی جو باعتبار اپنی دانائی اور عمدہ طرز حکومت اور مستقل خیرخواہی اور دوستی سرکار گورنمنٹ کے معتمد علیہ ہوں انکی استرضا سے کونسل مذکور کا ممبر مقرر کریں تاکہ ہندوستان کی عام رعایا کو یقین ہو کہ گورنمنٹ جو قانون جاری کرتی ہے وہ ہمارے ہموطن اور ہمقوم لوگوں کے مشورہ بغیر نہین کرتی اور اس سبب سے انکو سرکار کے قوانین کی نسبت اعتماد ہو اور وہ انکو بطوع خاطر قبول کرین اور انگریزی ممبروں کو (جو خواہ کیسے ہی لایق اور تجربہ کار اور ملک کی رسم و رواج سے واقف کیوں نہوں مگر ایک لایق ہندوستانی شخص کو جو واقفیت اپنے ملک کے رسم و رواج اور رعایا

کی طبیعت و مزاج سے ہوتی ہے کسیطرح اُسکی برابری نہین کرسکتے رعایا
کے دلی خیالات اور ملک کے رسم و رواج سے واقف ہونے مین مدد ملے
لارڈ کیننگ صاحب بہادر وایسرائے و گورنر جنرل ہند نے منجملہ روسار خودمختار
پہلے پہل مہاراج کو اس نازک اور مشکل کام کیواسطے منتخب فرمایا اور اٹھارہوین
جنوری سنہ ۶۲ء کو وہ اِس کونسل کے پہلے جلاس مین شریک ہوئے اور اُنکی
عزت اور احترام کیواسطے حضور وایسرائے بہادر نے یہہ تجویز فرمایا کہ اُنکی کُرسی نواب
لفٹننٹ گورنر بہادر بنگالہ کی کُرسی کے ہمشکل ہو اور جسطرح نواب وایسرائے و گورنر جنرل
بہادر کا ایک مصاحب کونسل کے کمرہ مین اُنکے ساتھہ آتا ہے اور اجلاس کے
ختم ہونے تک حاضر رہتا ہے اسیطرح مہاراج کا بھی ایک اہلکار مہاراج کے ساتھہ
آیا کرے چنانچہ راقم کو جو اُسوقت میرمنشی ریاست کے عہدہ پر مامور تھا حضور ممدوح
کے ساتھہ اکثر کونسل مین جانیکا اتفاق ہوا اور اُس معزز اور محترم مجلس کے مدبّرانہ
اور حکیمانہ مباحثات کے دیکھنے کا موقع ملا جسکی رائے اور تجاویز پر ہندوستان
کی بیس کروڑ انگریزی رعایا کی فلاح اور رفاہ منحصر ہے لیکن جہانتک مجھکو
معلوم ہے اُسکی رو سے لکھا جاتا ہے کہ یہہ خصوصیت صرف اُنہین کے واسطے
تھی اور اُنکے بعد جو اور خودمختار رئیس کونسل مذکور کے ممبر مقرر ہوئے اُنکے واسطے

کوئی امر مابہ الامتیاز عمل مین نہین آیا ۔

گورنمنٹ کا ہندوستانی شرفا اور روسا کو خود مختار کونسل واضع آئین و قوانین مین شریک کرنا اگرچہ باعتبار اصول کے نہایت ہی عمدہ اور ضروری تہا لیکن عمل کے لحاظ سے یہہ تدبیر ابتک کچھ زیادہ نافع نہین ہوئی اور مدبران سلطنت کا یہہ خیال کرنا کہ ہندوستان کی رعایا کسی اپنے ہموطن رئیس کو کونسل کی میز پر بیٹھا دیکھکر مطمئن ہوگی اور وہ اُن فرایض کو بخوبی ادا کرسکیگا جنکی کسی قوم کے رپریزنٹیو (قایمقام) شخص سے مُلک یورپ مین توقع کیجاتی ہے ہندوستان کی موجودہ حالت کے لحاظ سے ابتک ایک خیالی بات سے زیادہ وقعت نہین رکھتا کیونکہ ہمارے کروڑون ہندوستانی بہائی بسبب بے علم اور ناتربیت یافتہ ہونیکے ابتک یہہ بہی نہین جانتے کہ گورنمنٹ کس سے عبارت ہے اور کونسل واضع آئین و قوانین کسکو کہتے ھین مگر اُمید ہے کہ ایک وقت آئیگا جبکہ یہہ تخم جو نہایت نیک نیّتی اور مُلک کی ہواخواہی کے خیال سے بویا گیا ہے نکلکر ایک بڑا درخت ہوگا اور اسکی سرسبز شاخین اور ہری بہری ڈالیان تمام مُلک پر اپنا سایہ کرینگی اور لوگ غیر معتدل حکومت کی تیز دُہوپ اور شخصی رایون کی گرم ہوا کے مختلف جہونکون سے اُسکے نیچے آرام پاینگے

اور اُسکے خوشبودار پہول اور نہایت خوشگوار پہل جو اس تدبیر کے عملی نتیجے ہین
لوگون کے دل و دماغ کی تقویت اور اُنکے جسم و جان کے آرام و آسایش کے
باعث ہونگے یعنی تعلیم و تربیت پاکر جب عموماً لوگ شایستہ اور روشنضمیر ہوجائینگے
اور اُنکو گورنمنٹ کے معنی سمجہنے اور اپنے اور گورنمنٹ کے حقوق مین تمیز کرنے اور
اپنے پر آپ حکومت کرنے کی لیاقت آجایگی اور سٹرک آہنی کے سلسلے رگون
کی طرح تمام مُلک مین پہیلکر ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سری تک سفر
کرنا زیادہ آسان ہوجایگا تب یہہ تدبیر بہی جو بالفعل درخت کے ایک چہوٹے
سے بیج کے مشابہ ہے خود بخود وسعت اختیار کریگی اور ایک بڑی مجلس
پارلیمنٹ ہند کے نام سے ہندوستان کی دارالسلطنت مین اور مُلک کی
وسعت کے لحاظ سے اُسکے ماتحت چہوٹی چہوٹی مجلسین لوکل کونسلون کے
لقب سے مُلک کے مختلف صوبون مین قایم ہونگی جنمین ہمارے مُلک کے
خودمختار رئیس بہی ستارہ ہند کے تمغے لگائے ہوے بیٹہے دکہائی دینگے
اور اپنی بیش بہا کوششون اور قابل قدر محنتون کے باعث سے تمام قوم
کی مشکوری کے مستحق ہونگے اور اب تو یا اُس رئیس کیواسطے جو اس کونسل
مین بیٹہنے کے لئے بلایا جائے اسکو ایک عزت کا ذریعہ سمجہنا چاہیئے یا یہہ

ایک فایدہ ہے کہ انگریزی ممبرون کی صحبت اور مجالست کے اثر او منصفانہ
اور غیر متعصب مباحثات او رناطرفداررایون کے دیکہنے اور سننے سے
صاحب ملک رئیسون کی طبیعت اور رائے مین جو خودمختارانہ حکومت کے
عادی ہین کسیقدر مفید تغیر پیدا ہوجانیکی امید ہے اور جن باتون کو گورنمنٹ عہدو
پیمان کی پابندی کے لحاظ سے کسی خودمختار ریاست کی رعایا کی بہتری کے
واسطے حکومتاً نہین کراسکتی اُنکے کرنیکی رئیس کو خودبخود ایک ترغیب ہوتی
ہے اور اُسکو یہہ خیال ہوسکتا ہے کہ جب مین اس معزز مجلس مین اس
مقصد کیواسطے بلایا گیا ہون کہ ایک عظیم الشان سلطنت کے انتظام کے
واسطے جسکا مین مطیع اور ماتحت ہون منصفانہ اور مضبوط اور ناقابل الانحراف
قوانین بنانے مین مدد دون تو شرم کی بات ہے کہ خاص اپنی رعایا
کیواسطے جو میری مطیع و محکوم ہے ویسے ہی قاعدے اور قانون
تجویز نکرون جنکے تجویز اور جاری ہونے کی صلاح دے آیا ہون
چنانچہ تجربہ ہوچکا ہے کہ اس کونسل مین شریک ہونیسے مہاراج کی رائے
اور خیالات مین کچہہ اور ہی صفائی آگئی تہی اور انہون نے ضروری اور
مناسب سمجہکر خودبخود اکثر ان باتون کو عمل مین لانا شروع کردیا تہا جنکی

وجہ سے انگریزی سلطنت دنیامین عدل و انصاف اور دلداری رعایا کے
لئے نامور ہے اور بیشک اگر انکی زندگی وفا کرتی تو ریاست کے انتظام
مین بڑی بڑی موثر اور مفید اصلاحین عمل مین آتین جنکا اثر پائدار اور ملک کے
لئے غایت درجہ کا نافع ہوتا۔

اِس موقع پر اُس کا کانسٹیٹیوشن یعنی ضابطہ انتظام سلطنت کا ذکر مناسب
معلوم ہوتا ہے جو چند سال سے سلطنت پروشیہ اور اُسکی اُن ماتحت ریاستون
کے اتفاق رائے سے قایم ہوا ہے جنکے تعلقات کی صورت گورنمنٹ
انگریزی اور ریاستہاے ہندوستانی کے تعلقات سے بہت کچھہ مشابہ ہے
تاکہ ناظرین کو گورنمنٹ کی مذکورہ بالا تدبیر مملکت پر غور کرنیکے لئے ایک عمدہ
موقع ملے۔

واضح ہو کہ ۱۸۶۶ء مین جب سلطنت پروشیہ نے اسٹریا پر فتح پائی
تو ملک جرمنی کی چھوٹی بڑی بائیس ریاستین جو بالفعل کانفیڈریٹ جرمنک سٹیٹس
یعنی جرمنی کی متحدہ ریاستین کہلاتی ہین ازروے ایک خاص معاہدہ کے
اُسکے ساتھہ متحد ہو گئین اور باتفاق سلطنت پروشیہ اور ریاستہاے مذکور
کے ایک نیا کانسٹیٹیوشن قایم ہوا جسکا مقصد یہہ تہا کہ اُن ممالک کے حقوق

کی حمایت کیجائے جو اِس معاہدہ مین داخل ہین اور اُنکے قوانین خاص
بحال خود باقی رہین اور رعایا قوم جرمن کی حالت ہر طرح پر اچھی ہو جائے
اور جو ریاستین اس معاہدہ مین داخل ہین اُنپر صرف بادشاہ پروشیہ کو
سرداری کا حق ہو اور جو قوانین ایسے ہون کہ سلطنت پروشیہ اور ان
متحدہ ریاستون سے برابر علاقہ رکھتے ہون وہ ایک ایسی مشترک
مجلس کے ذریعہ سے تجویز ہون جسمین سلطنت پروشیہ اور ریاستہائے مذکور
کی طرف سے ایک ایک نائب اور رعایا کیطرف سے لوگ بطور وکیل
موجود ہون جنکو خود رعایا ہی نے انتخاب کیا ہو چنانچہ اس غرض کیواسطے
بلحاظ قوت ہر ایک ریاست کے اُسکے نایب کی رائے کا درجہ قرار پایا۔
مثلاً پروشیہ کے نائب کی رائے کے سترہ ۱۷ سیکسنی میکلن برگ
برن زوک کے دو اور باقی سب کا ایک ایک درجہ مقرر ہوا اور
پارلیمنٹ جرمنی اس مجلس کا نام رکھا گیا اور ہر ایک ریاست کے نایب
پارلیمنٹ مین آنے اور اپنی طرف سے اُن امور مین جنکو وہ منظور کرنا
نہ چاہین گفتگو کرنیکا استحقاق ہوا اور یہہ قاعدہ قرار پایا کہ جب کسی ایسے
قانون کے تغیر و تبدل کی بابت ممبران پارلیمنٹ کے باہم اختلاف رائے

ہو جو سلطنت کی قوت بری یا بحری سے تعلق رکہتا ہو تو جس جانب مین
سلطنت پروشیہ کا نائب ہو اُس طرف کی راے کو ترجیح دیجاسے بشرطیکہ
اُسمین حالت موجودہ کا برقرار و بحال رکہنا تجویز ہوا ہو۔ اور قرار پایا کہ لڑای
کے وقت بادشاہ پروشیہ ان سب ریاستون کی فوج کا سردار ہو اور
اِسی لئے یہہ ہی قرار پایا کہ جو قوانین سپاہ پروشیہ کیواسطے ہون وہی متحدہ
ریاستون کی فوج کے واسطے ہون تاکہ سپاہ کی حالت یکسان رہے
اور یہہ ہی قرار پایا کہ صُلح کے زمانہ مین مُلک کی آبادی کے لحاظ سے فوج
کی تعداد فیصدی ایک آدمی کے حساب سے رہے اور جو معاملات
غیر سلطنتون یا خود ان ریاستون کے باہم پیش ہون جو معاہدہ مین داخل
ہین اُنکا تصفیہ صرف سلطنت پروشیہ کی راے سے عمل مین آئے چنانچہ
جنگ و جدال اور صلح اور معاہدہ وغیرہ اُسی کی راے پر منحصر ہوا اور ان سب
ریاستونکی طرف سے غیر ملکون مین سفیرونکا بہیجنا اور ہر سال پارلیمنٹ کا کہولنا
اور بند کرنا اور جن امور پر نائبون کی مجلس کا اتفاق ہو اُسکا پارلیمنٹ مین پیش
کرنا اُسیکے اختیار مین دیا گیا اور نائبونکی مجلس کو اختیار دیا گیا کہ اُن اعتراضات
کی تردید کے واسطے جو مجلس مذکور کی راے پر کئے جائین خاص لوگ

ممبرون مین سے یا کسی اور شخص کو جسکو مناسب سمجھین پارلیمنٹ مین بھیجین اور قوانین منظور شدہ کا اعلان اور نفاذ بھی اُسیکے اختیار مین دیا گیا ہے غرض کہ اِس ملک مین اُن اُمور کا تصفیہ جو سلطنت پروشیہ اور ان متحدہ ریاستون کے مقاصد عام سے علاقہ رکھتے ہون مجلس نائبان ریاست اور مجلس وکلاے عام سے متعلق ہے اور جو وہ تجویز کرتے ہین اُسپر اِن سب مین یکسان عمل ہوتا ہے اور معاملات خاص مین ہر ایک ریاست کو اپنے اپنے ملک کی حالت کے لحاظ سے انتظام کا اختیار ہے اور سلطنت پروشیہ کو صرف بطور سرداری وہ حق حاصل ہین جنکا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین خلاصہ یہہ کہ عام قوانین اِن سب مین یکسان اور ضابطہ کارروائی اور قوانین مختص المقام اپنے اپنے ملک کی خصوصیت کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ہین جس سے یہہ فائدہ ہوا ہے کہ سلطنت اعلے اور ماتحت ریاستون کے اختلاف قانون کے سبب سے جو دقتین پیش آیا کرتی ہین (جیسا کہ ہندوستان مین ہمیشہ دیکھا جاتا ہے) وہ موقوف ہوگئین ہین اور سب ریاستون کو اپنی اپنی حدود کے اندر وہی حق خود مختاری حاصل ہے جو پہلے تہا اور ایک طرح سے سلطنت اعلی اور ریاستہاے متحدہ مین

باوصف اختلاف قوّت کے ایک صورت مساوات کی سی پیدا ہو گئی
ہے کیونکہ قوانین عام سلطنت اعلیٰ اور ریاستہاے متحدہ کے نائبون اور
ریاستہاے مذکور کی رعایا کے وکلا کی مشترک تجویز سے نافذ ہوتے ہین اور
یہہ اعتراض نہایت عمدگی سے رفع ہو گیا ہے کہ سلطنت اعلیٰ کے قوانین
کو اپنے ملک مین جاری کرنیسے چھوٹی چھوٹی ریاستونکی خود مختاری مین فرق آجاتا ہے
جن ریاستون کا اوپر تذکرہ ہوا اُنمین سے تین[۳] جمہوری اور ستّرہ[۱۷] موروثی
مگر مقیّد بقوانین ہین جنمین اعیان اور ارکان ریاست کی چھوٹی چھوٹی مجلسین
واسطے تجویز اور غور اُمور کلّی کے مقرر ہین اور دو شخصی ہین جو مقیّد بقوانین
نہین ہین اور وہان کے رئیس خود مختار ہین جو دونون اپنی ہمسایہ قانونی
ریاستون کے مقابلہ مین تمدّن کے لحاظ سے بہت پیچھے ہین جسکا سبب
وہی ہے جو تمام ایشیائی اور بعض یورپین ملکون مین موجود ہے اور جسنے تمام
ایشیائی ملکون کو ممالک یورپ کے مقابلہ مین نہایت کمزور اور مفلس اور
غیر مہذب بنا رکھا ہے یعنی راے کی آزادی اور لوگون کا حفاظت قانون
مین نہونا جو تمام برکتون کی جڑ اور ترقی تہذیب اور تمدّن کا اصل اُصول ہے
اور جہان لوگون کو راے کی آزادی حاصل نہین ہے اور جان او مال کی

حفاظت قانون مین نہین ہے وہان ترقی کے سب راستے بند ہین اور وہان انسان کی عقل اور طبیعت کی شگفتگی کی امید کرنا فضول ہے۔

مہاراج کا نواب گورنر جنرل بہادر سے رخصت ہوکر پٹیالہ آنا اور اُنکی وفات

مارچ سنہ ۱۸۶۲ء کے شروع مین ہندوستان کے خیرخواہ اور ہردل عزیز ویسرائے لارڈ کیننگ صاحب کام سے تھک کر اپنے عہدہ سے مستعفی ہو اور لارڈ ایلگن صاحب اُنکی جگہہ مقرر ہو کر آئے اسلئے مہاراج اگرچہ اُنکے آنے سے پہلے اجازت لیچکے تھے مگر چندے اُور کلکتہ مین ٹھہرنا مناسب سمجھا اور پھر اخیر مارچ مین پٹیالہ کو تشریف لے آئے اور چونکہ مہاراج مہندر سنگھہ بہادر ولیعہد کی شادی کرنے اور سہرا دیکھنے کی بڑی آرزو تھی یہان پہنچتے ہی جلد جلد شادی کی تیاری کرنے لگے اور ارادہ تھا کہ سردی کے آغاز مین شادی کرین لیکن زمانہ نے کچھہ اَور ہی پلٹا کھایا اور سب آرزوئین خاک مین ملادین یعنی یکم نومبر سنہ مذکور کو دربار مین بیٹھے ہوے (جو ستارہ ہند کے خطاب کی سالگرہ کی تقریب سے کیا گیا تہا) اُنکو بخار چڑھہ آیا اور تیرہوین کو اس جہان سے رحلت کرگئے اور یہہ آرزو دل کی دل ہی مین لیگئے کیسے

سچ کہا ہے مصرع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

انتقال سے قریب ایک گہنٹہ پہلے تک انکو ہوش رہا اور زبان مین بہی کچہہ طاقت رہی چنانچہ مینے دیکہا کہ جب مصر تاراچند صاحب سرہانے کہڑا ہو کر عطر سنگہانے لگا تو انکہین کہولدین اور پوچہا کہ کون عطر سنگہاتا ہے تاراچند جو چند روز سے بیمار تہا اور مہاراج کی سخت علالت سنکر ابہی گہر سے آیا تہا سامنے اگہڑا ہوا اور انکو اس حالت مین دیکہکر رونے لگا لیکن اللہ رے استقلال اور خوش خلقی کہ انکو اپنا مرنا تو بہول گیا اور بڑے پیار اور محبت سے تاراچند کا مزاج پوچہا او تشفی کی اور پہر اسیطرح انکہین بند کر لین۔

مہاراج کی وفات کی خبر جب ہم لوگون نے سر رابرٹ منٹگمری صاحب لفٹننٹ گورنر پنجاب کو دی تو انہون نے تار کے ذریعہ سے تمام پنجاب کے رئیسونکو اس حادثہ کی اطلاع کی اور غیر معمولی گورنمنٹ گزٹ مین بڑے افسوس کے ساتہہ اسکو مشتہر کیا اور اپنی سالانہ رپوٹ مین یہہ لکہا قولہ

،، مہاراجہ نراندر سنگہہ کے[1] ایس۔ آئی۔ یعنی نایٹ نہایت اعلی درجہ

---

[1] اب اس درجہ کے خطاب والون کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ لکہا جاتا ہے۔ ۱۲ مولف

سٹار اف انڈیا اور رکن کونسل قانونی گورنمنٹ ہند نے تیرہوین نومبر ۱۸۶۲ء کو اس جہان سے رحلت کی۔ اُنکی خدمات عالی جو ایام مفسدہ ۱۸۵۷ء مین سرکار انگریزی کی نسبت ظہور مین آئین مشہور و معروف ہین اور جیسا واجب تہا سرکار کیطرف سے تسلیم کی گئی ہین اُنکے ملک کا انتظام ایسا تہا جسکی نہایت درجہ کی دانشمندی اور عقل مقتضی ہے۔ اُنکی رعایا خوشحال اور راضی تہی اور اُنکی ریاست اور حکمرانی کا طریق ایسا تہا کہ جو ریاستین گرد نواح کی تہین اُنکی تقلید کے قابل تہا۔ اُنکی وفات کے سبب سے سرکار انگریزی کا یہہ نقصان ہوا کہ ایک دانا اور بڑا اور ایسا رئیس ذیلدار جاتا رہا جسکے اوپر اعتبار تہا

مہاراج کی عادت اور خصلت

مہاراج اگرچہ اپنے مذہب کے بڑے پابند تہے مگر غیر مذہب والون سے تعصب کرنے کو سخت معیوب جانتے تہے۔ چنانچہ ایکدفعہ کا ذکر ہی کہ سر جارج فریڈرک ایڈمنسٹن صاحب کمشنر انبالہ جو دورہ کرتے ہوے بہادر گڈہ آے اور مہاراج کے ساتہہ ہاتہی پر سوار ہو کر قلعہ مین گئے اور نواب سیف خان مرحوم کی بنائی ہوئی مسجد کو (جو عین محل کی ڈیوڑہی کے آگے ہے) دیکہکر ہنسی کے طور پر کہا کہ ،، اورنگ زیب تو ہندوؤن کے

مندر ڈہوا دیتا تہا آپنے مسجد کو اپنے محل کے سامنے کسطرح قایم رہنے

دیا ،، تو مہاراج نے یہہ عمدہ اور سنجیدہ جواب اُنکو دیا کہ ،، جس ڈہنگ

سے اسوقت آپنے اورنگ زیب کا ذکر کیا مین نہین چاہتا کہ میرے

بعد میرا ذکر بہی لوگ اسیطرح کرین ،،

اُنکو اپنی عزّت اور نیکنامی کا نہایت خیال رہتا تہا اور اس امر کے

جویا رہتے تہے کہ لوگ اُنکی نسبت کیا رائے رکہتے ہین اور جب کوئی

اُنکو کہتا کہ فلان امر مین آپکی بدنامی ہے فوراً اُسکو ترک کردیتے اور کہنے

والے کے نہایت شکرگزار ہوتے ۔ اسلیئے ہر شخص خواہ وہ کسی رتبہ کا

ہو خلوت مین اُنکو اُنکے عیوب پر آگاہ کردینے کی جرات رکہتا تہا ۔

مجلس شورہ مین ہر کسیکی رائے کو وہ نہایت ٹہنڈے دل سے سُنتے

تہے اور شاذونادر ہی کوئی کام ہوگا جسکے کرنیسے پہلے کسی ذی عقل اور

معتمد علیہ شخص سے وہ مشورہ نکر لیتے ہون ۔

عدالت کے اجلاس مین اہل معاملہ نہایت جرات اور آزادی کے

ساتہہ اُنسے مباحثہ کرسکتے تہے اور اُنکو اجازت تہی کہ اپنے ثبوت حق کے

واسطے جسقدر چاہین گفتگو کرین ۔

وہ اگرچہ نہایت درجہ خلیق اور خندہ پیشانی تھے لیکن تمکنت اور وقار کو کبھی ہاتھہ سے نہ دیتے تھے۔

غیر ریاستون سے اتحاد اور دوستی پیدا کرنیکا انکو بڑا شوق تہا اور انگریز قوم کے آدمی کے ساتہہ تو خواہ وہ کیسے ہی کم مرتبہ کا کیون نہو نہایت مدارات اور خلق سے پیش آنیکو وہ اپنا دستور العمل سمجھتے تھے۔

رعایا کے لوگون سے اکثر بے واسطہ باتین کیا کرتے تھے اور رعایا خصوصاً ملازمون کی تہذیب اخلاق کا بڑا خیال رہتا تہا۔

اکثر لوگون کے خاندان کی خدمات اور قدامت وغیرہ سے واقف تھے اور اکثر بہت چہوٹے مرتبہ تک کے نوکرون کے نام جانتے تھے اور اپنی ان عادات اور اخلاق کے سبب سے نہایت ہر دل عزیز ہو گئے تھے۔

عین شباب مین ہی اگرچہ اُنکے سب شوق اعتدال کے ساتہہ تھے مگر خشک مزاج اور محض بے شوق ہی نتھے۔ رات کو آٹھہ بجے تک اکثر ناچ گانا ہوتا تہا اور سردی کے موسم مین کبھی کبھی دو چار گھنٹہ کے واسطے تکار بھی ہوتا تہا مہینہ مین دو دفعہ ایکادشی کی رات کو شعر و شاعری کا بھی چرچا

ہوجاتا تھا اور شاعر اور کبیشر غزلین اور کبت دوہے سنایا کرتے تھے چنانچہ اسی وجہ
سے اُنکے اخیر زمانہ مین سلطان الشعرا میرزا محمد اکبر خان صاحب اور
کو اس سرکار سے تعلق ہوگیا تھا جو نہایت خوشگو اور نازک خیال تخلص ہین اور
اگرچہ فارسی مین کچھہ کہنا اُنکے لئے کچھہ زیادہ خوبی کی بات نہین ہے کیونکہ
وہ تو اُنکی زبان ہی ہے مگر یہہ اُردو مین بھی بہت اچھا کہتے ہین اور روزمرہ
ایسا صاف کیا ہے کہ بغیر بتائے کے کوئی اُنکو ولایتی نہین کہہ سکتا۔

عمارت

مہاراج کو عمارت کا بہت شوق تھا اسواسطے دو عمارتین اُنکے عہد مین بہت
خوبصورت اور عمدہ تیار ہوئین یعنی موتی باغ اور دیوان خانہ موتی باغ
سمت ۱۹۰۱ مین بنا تھا اور پانچ لاکھہ روپیہ اسپر صرف ہوا تھا۔ یہہ شہر سے جنوب کیطرف
شالامار لاہور کیطرح پست و بلند دو درجہ کا ہے جنمین سے پہلا چھہ سو اسّی فٹ
لمبا اور تین سو اکسٹھہ فٹ چوڑا اور دوسرا ساڑھے سات سو اسّی فٹ طویل اور چھہ سو اسّی
فٹ عریض ہے۔ چارون طرف قدآدم سے زیادہ پختہ چہار دیواری
بنی ہوئی ہے اور اندر متعدد خوبصورت مکان اور نہرین اور فوّارے اور آبشارین
اور بڑے بڑے حوض ہین اور بلحاظ خوبصورتی اور تروتازگی کے پٹیالہ

کا شالا مار اسکو کہنا مبالغہ نہین ہے اسکے محاذی ایک گوردوارہ ہے
جو موتی باغ کا گوردوارہ کہلاتا ہے اور یہہ بہی اسکے ساتہہ بناتہا اور ایک
لاکہہ روپیہ اسپر صرف ہواتہا اور اسکے اخراجات کے واسطے سوالاکہہ روپیہ
وقف کیا گیا تہا۔

دیوانخانہ کی بنیاد مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین
رکہی گئی تہی مگر تیار انکے عہد مین ہوا اور چار لاکہہ سے کچہہ زیادہ اسپر خرچ ہوا یہہ
اگرچہ نیچے اوپر بہت کمرے ہین مگر درباری کمرے بہت بڑے ہین یعنے
ایک ایکسو پینتیس فٹ لمبا اور ساڑہے بائیس فٹ چوڑا ہے جولداو کا ہے
اور دوسرا اگرچہ لمبا تو اُسیقدر ہے مگر چوڑان مین زیادہ ہے یعنی چہتیس ۳۶
فٹ کا ہے اور لوہے کے شہتیر اسپر چڑہائے گئے ہین۔ یہہ طول و
عرض کلکتہ کے ٹون ہال کے قریب قریب ہے مگر چشم بد دور جب دربار عام
ہوتا ہے تو اس وسعت پر بہی مکان تنگی کرجاتا ہے اور لوگ سائبانون کے
تلے صحن مین بیٹہتے ہین اسکی تعمیر ستمبر ۱۸۵۹ء مین شروع ہوئی تہی اور سنہ ۱۸۶۲ء
کے شروع ہونے کے تہوڑے عرصہ بعد ختم ہوئی۔

قحط

سنہ ۱۸۶۰ء اور سنہ ۱۸۶۱ء مین جمنا اور ستلج کے دوآبہ مین بہت سخت قحط
پڑا تھا اور یہہ حالت ہوئی تہی کہ بہوک اور فاقہ کی شدت سے ہزارون شخص
اپنا اپنا وطن چہوڑکر دیس بدیس نکل گئے۔ عورتین اور معصوم بچے جنگلی
درختون کے پہل چن چنکر کہانے پر مجبور ہوئے۔ بیزبان چوپائے جو انبار
کے انبار بہوسہ اور چارہ کے اپنی محنت سے تیار کرتے تہے گہاس کے
ایک ایک تنکے کو ترس کر مر گئے۔ جن اضلاع مین کنوون کا پانی بہت دور
ہے اور لوگ ڈہاب یعنی بڑے بڑے کچے تالابون کا پانی پیتے ہین ان
لوگون کو اور بہی زیادہ تکلیف ہوئی کیونکہ بارش کے نہونیسے تالاب خشک
ہو گئے اور بیل جو کنوؤن مین سے پانی نکال سکتے تہے گہاس اور چارہ کے
نملنے سے کنوؤن اور کہیتون کے کنارہ جہوم جہوم کر مر گئے اور اِس سبب سے
بناچاری لوگون کو اپنے جانورون کو کسی دوسری جگہہ لیجانا پڑا۔
اِسوقت ہر طرف بہوکے اور محتاج لوگ پہرتے نظر آتے تہے اور
قریب تہا کہ تمام ملک مین تباہی پہیل جائے اور ہزارہا غریب الوطن اور
محتاج شخص بہوکے پیاسے مر جائین۔ مگر سر رابرٹ منٹگمری صاحب

لفٹننٹ گورنر پنجاب نے فوراً حاکمان اضلاع کو حکم دیا کہ ایسے کام نکالین جنپر ایسے مزدور لگائی جائین جو کچھ ہنر نہ جانتے ہون اور قحط زدہ لوگون کی امداد اور اس کام کی نگرانی کے واسطے ایک صدر کمیٹی لاہور مین قایم ہوا اور اسکے ماتحت سب ضلعون میں ایک ایک بڑی کمیٹی اور شہرون اور قصبونمین چھوٹی چھوٹی کمیٹیان مقرر کیجائین اور یہہ کمیٹیان خیراتی چندہ جمع کرنے اور جابجا مفید اور آسان کامون کے جاری کرنیمین کوشش کرین جنسے بے ہنر اور محتاج لوگون کو روزی ملے اور جابجا خیرات خانے جاری کرین اور نہایت کمزور اور اپاہج لوگون کو پکا ہوا کہانا دین اور حکم دیا کہ جسقدر خیرات کا روپیہ جمع ہوگا اسیقدر سرکار اپنے خزانہ سے دیگی۔ چنانچہ جابجا خیرات خانے جاری ہوگئے اور کچے تالاب اور سڑکین بننی شروع ہوگئین اور ہزارون روپیہ چندہ کا جمع ہوگیا اور اسیقدر سرکار نے اپنے خزانہ سے دیا جس سے دہلی مین تیس ہزار آدمیونکو روزمرہ پکا ہوا کہانا ملتا تہا اور گوڑگانوہ کے ضلع مین جہان قحط بہت سخت تہا پینتیس ہزار روپیہ ماہوار تک اور اس سے کچھ کم رہتک حصار کرنال تہانیسر اور انبالہ کے ضلعون کے واسطے دیا گیا۔

مہاراج نے اپنی رعایا کے اس آفت سے بچانیکے لئے یہہ تدبیر کی کہ سرکاری ذخیرون مین سے آٹہہ لاکہہ چالیس ہزار روپیہ کی قیمت کا تین لاکہہ اکتیس ہزار من غلہ انگریزی وزن سے اس شرط سے رعایا کو دیدیا کہ جب فصل کامل اور غلہ کافی اور وافر پیدا ہو اُسوقت اسمین سے ایک ثلث معاف سمجہکر باقی بجنسہ سرکار مین داخل کردین اور جن جن پرگنون مین فصل نہوئی تہی اس رعایت کے علاوہ انکو تین لاکہہ چہہتر ہزار روپیہ معاملہ کا معاف کردیا اور ملازمون کے ساتہہ یہہ سلوک کیا کہ غلہ کے نرخ مین ایک مناسب رعایت کردی اور حکم دیا کہ قیمت قحط کے رفع ہونیکے بعد تنخواہ سے بتدریج وضع کیجائے۔

اکثر قصبون اور شہرون مین لنگر جاری کئے جنسے سب قوم کے محتاج لوگون کو پکا ہوا کہانا ملتا تہا اور مناسب مناسب جگہہ پر تعمیر کے کام جاری کئے اور خاص شہر پٹیالہ مین اُس بڑے دیوان خانہ کا کام زیادہ شروع کرادیا جسکا ذکر ہم ابہی لکہہ چکے ہین۔

دہرم دُہجا

گنگا وغیرہ تیرتہون پر جب میلہ ہوتا ہے تو دستور ہے کہ بیراگی سنیاسی

وغیرہ ہندو فقیر اپنے گروہ کے لوگون کی عام دعوت کرتے ہین جسکو
انکی اصطلاح مین بہنڈارہ کہتے ہین مگر سکہہ مذہب کے متعلق فقرا کے دونون
فرقون مین سے جو ایک اوداسی اور دوسرا نرملہ کہلاتا ہے صرف
اوداسی جو بابا نانک صاحب اور اُنسے پچھلے گورو صاحبون سے منسوب
ہین بہنڈارہ کرتے تہے اور نرملہ[1] فرقہ کے لوگون مین جو سکہون کے آخری
گورو گوبند سنگہہ صاحب کے سکہہ ہین بہنڈارہ کرنیکا طریق رایج نہ تہا اور
نہ وہ ایسے ذیمقدور تہے کہ ایسے موقعونمین بہنڈارہ دے سکین اور
اس باعث سے اور فرقون خصوصاً اوداسیون کے سامنے انکی حقارت
ہوتی تہی ۔ اسلئے مہاراج نے سمت ۱۹۱۵ مین بہنڈارے اور دایمی خیراتی
لنگر کیواسطے بیاسی ہزار روپیہ نقد اور اکتالیس سو روپیہ سالانہ کی جاگیر
وقف کی اور راجہ صاحب بہادر جنید اور نابہہ کو بہی اسمین شریک کرلیا

---

[1] انمین اور اوداسی فرقہ کے لوگون مین یہہ فرق ہے کہ اوداسی چرن کی پاہل لیتے ہین اور انکے نام مین سنگہہ کا لفظ شامل نہین کیا جاتا اور نرملے کردکی پاہل لیتے ہین اور سنگہہ کا لفظ انکے نام مین لازمی طور پر شامل ہوتا ہے اور انمین اور عام سکہون مین صرف اسیقدر تفاوت ہے کہ یہہ لوگ بطور علامت فقر کے گیروئے کپڑے پہنتے یا کوئی گیروا کپڑا رومال وغیرہ اپنے پاس رکہتے ہین اور عام سکہہ ایسا نہین کرتے ۔ ۱۲ مولف

اور انہون نے بہی روپیے اور جاگیرین دین جسکے باعث سے ابتدا ہی
مین ایک معقول سرمایہ جمع ہوگیا اور ان لوگون کو بہی ایسی مقدرت ہوگئی
کہ میلے کے موقعون پر اپنے گروہ کے فقرا کو بہنڈارہ اور روزمرّہ آئے گئے
لوگون کو روٹی دے سکین اور چونکہ یہہ ایک بڑے ثواب کا کام تہا اسلئے
دہرم دہجا اسکا نام رکہا گیا یعنی دہرم کا نشان - اور کاروای کیواسطے ایک
دستورالعمل بنایا گیا اور اُسی گروہ مین سے چند شخص کارپرداز مقرر کئے گئے -

ڈاک

مہاراج کے عہد سے پہلے اور خود اُنکے وقت مین بہی یہہ دستور تہا کہ
عموماً سرکاری کاغذات ہرکارون اور سوارون وغیرہ کی معرفت (جنکی تنخواہ
کا خرچ قریب تیئیس ۲۳ ہزار روپیہ سال کے تہا) ادہر اودہر بہیجے جاتے تہے
اور یہہ طریقہ تہا کہ ایک شخص کو مختلف مقامات کے کاغذ دیدیئے جاتے
تہے جنکو وہ دس بارہ ۱۲ کوس روز چلکر نوبت بہ نوبت جائے مقصود پر پہنچاتا
تہا - اور یہہ بات اکثر اُسکی مرضی پر موقوف تہی کہ جے روز مین جس کاغذ
کو چاہے پہنچائے اور یہہ حالت تہی کہ جہان مثلاً اب چار گہنٹے مین کاغذ
پہنچ جاتا ہے وہان چار دن مین بہی نہ پہنچتا تہا اور غیر سرکاری کاغذات کیواسطے

بجز اسکے کوئی ذریعہ نتہا کہ ایک غیر ملازم شخص جسکو سرکار سے کسیطرح کا
تعلق نتہا بطور خود انبالہ کے ڈاکخانہ سے محصول دیکر لوگون کے نام کے
خطوط لے آتا تہا اور اُن سے یہانتک کی اُجرت بحساب آدہ آنہ فی خط
علاوہ اُس محصُول کے جو ڈاکخانہ مین اُسنے داخل کیا ہوے لیتا تہا اور
اِسی طرح یہان سے کاغذات انبالہ کے ڈاکخانہ مین پہنچا دیتا تہا جس سے
شہر کے لوگون کا تو کام چل جاتا تہا لیکن مفصّلات کے رہنے والون
کو سخت تکلیف تہی اور کاغذات کے بہیجنے منگوانیکے واسطے کوئی
معمولی ذریعہ نتہا۔ اسلئے سمت ۱۹ مین جب راقم میر منشی ریاست کے عہدہ
پر مامور تہا یہہ طریق موقوف کیا گیا اور بموجب ایک تحریری دستور العمل کے
دفتر منشی خانہ کے اہتمام سے تمام ملک مین ہر کارون کی ڈاک کی
لینین جنکا مجموعی طول قریب چہہ سو میل کے ہے قایم کی گئین آمد
اور روانگی ڈاک کے اوقات معیّن کئے گئے اور ایک خاص دفتر
اور عملہ اسکے واسطے مقرر ہوا اور غیر سرکاری کاغذات کا انبالہ سے
منگوانا اور وہانتک پہنچانا سرکار نے اپنے ذمہ لے لیا اور یہہ عام اجازت
ہوگئی کہ فی خط ایک ٹکا نقد محصول دیکر جو شخص چاہے سرکاری ڈاک

کے ذریعہ سے اپنا خط ریاست کی قلمرو مین جہان چاہے بہیجدے جس سے سرعت کارروائی کے علاوہ رعایا کو بہی بڑا آرام ملا اور سرکار کو قریب دو ثلث کے خرچ مین تخفیف ہوگئی۔ ۵ل

پہاڑ کے ملک کے انتظام کی اصطلاح

جب سے پہاڑ کا ملک ہمارے قبضہ مین آیا تہا موافق اُس طریقہ کے جو

۵ل اب چونکہ چند سال سے سرہند اور راجپورہ کے ریل کے سٹیشنون مین انگریزی ڈاکخانے مقرر ہوگئے ہین ڈاک کا تعلق انبالہ سے رکہنا باعث حرج کار سمجہا جاکر یہہ بندوبست ہوگیا ہے کہ ہر قسم کے بیرونی کاغذات راجپورہ پہنچا دئے جاتے ہین جو بہ نسبت کسی اور ایسے مقام کے پٹیالہ سے قریب تر ہے اور پختہ سڑک بنجانیکے سبب سے آمد و رفت مین بہت آسانی ہے اور ہمارا منصرم ڈاک اُنکو انگریزی ڈاکخانہ کے حوالہ کر دیتا ہے اور جو کاغذ باہر سے آتے ہین اُنکو اپنی ڈاک کے ذریعہ سے جہان بہیجنے ہون بہیجدیتا ہے اور اسطرح سے راجپورہ بیرونی کاغذات کی آمد و رفت کیواسطے گویا مرکز بنگیا ہے۔ پانچ برس کے سالانہ نقشون کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سال بسال غیر سرکاری کاغذات کی آمد و روانگی مین نمایان ترقی ہے مگر نقد محصول لینے کا طریقہ جو ابتک جاری ہے یہہ اصلاح طلب اور ترقی کا بہت حارج ہے اور یہہ بات بہی ترمیم کے قابل ہے کہ تہانجات سے ڈاک کا اہتمام نکالکر مختلف مقامات مین ڈاکخانے مقرر کئے جائین اور ایک عہدہ دار خاص اسی کام کے لئے وہان متعین کیا جائے۔ ۱۲ مولف

اُس مُلک کے پہلے حاکمون کے وقت مین رایج تہا ہر ایک پرگنہ مین ایک ایک عہدہ دار (مُہتہ) کے نام سے مقرر چلا آتا تہا اور معاملہ وصُول کر کے سرکار مین داخل کرنا اور ضرورت کیوقت بیگاریون کو حاضر کرنا اُنکے ذمہ تہا اور اس خدمت کے عوض پچاس سے سو تک خزانہ سے اور دسوان حصہ جرمانہ مین سے جو تحصیلدار یا تہانہ دار کسی شخص پر کرے اُنکو دیا جاتا تہا اور چونکہ یہہ عہدہ موروثی تہا اور بہت عرصہ سے قایم چلا آتا تہا اسواسطے رعایا پر اُنکو بڑا اختیار حاصل تہا اور وہ بالکل اُنکے ہاتہہ مین تہی چنانچہ اکثر ایسا ہوتا تہا کہ جب کبہی سرکار کسی وجہہ سے کسی مہتہ کو تنبیہہ کرتی تو وہ سرکار کے دہمکانے کو رعایا کے لوگون کو جو بہ نسبت دیس کے لوگون سے بہت سیدہے سادے تہے بہکا کر پرگنہ کو اُجاڑ دیتا تہا اور وہ لوگ گہر بار چہوڑ کر غیر علداریون مین چلے جاتے تہے اور بغیر مہتہ کے واپس لانیکے ہرگز نہ آتے تہے اور ناچار سرکار کو مہتہ کی چاپلوسی کرنی پڑتی تہی- اِن لوگون کے زیادہ قابو یافتہ ہونیکی ایک وجہہ یہہ بہی تہی کہ مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کو کبہی اُس مُلک مین جانیکا اتفاق نہین ہوا تہا اور تحصیلدار وغیرہ بہی بسبب دشوار گذار ہونے راستون کے اور زیادہ تر اس وجہہ سے

کہ دیس کے رہنے والے بالطبع پہاڑ کے جانیکو باعث تکلیف جانتے
ہین اوپر کے ملک مین بہت کم جاتے تہے اور اکثر پنجور وغیرہ نیچے ہی کے
مقامات مین رہتے تہے اور رعایا کے لوگ گرمی کے سبب سے نیچے
کے ملک مین بہت کم آتے تہے پس مہتون کے سواوہ کسی حاکم کے
روشناس نتھے اور اسلئے صرف اُنہین کو اپنا مالک اور حاکم خیال کرتے
تہے۔

یہہ خرابیان دیکھکر مہاراج نے اُس ملک مین متواتر دورے کئے اور
سب پرگنون کو اپنی آنکھہ سے دیکہا اور جا بجا دربار کرکے رعیّت کو اپنا روشناس
بنایا اور تحصیلدار وغیرہ عہدہ دارون کو اکثر اوپر کے ملک مین رہنے کا پابند
کیا اور جب ہر طرح سے اطمینان ہو گیا تو سمت ۱۹۱۵ مین مہتہ کے عہدہ کو موقوف
کردیا اور اُسکی جگہہ ایک نیا عہدہ پٹواری[۱] کے نام سے مقرر کیا مگر سیانہ

[۱]۔ پٹواری کل پرگنہ کا معاملہ وصول کرنے اور اسکا حساب درست رکہنے اور کچہری تحصیل کے متفرق احکام کی تعمیل کا ذمہ دار ہے۔ سیانہ قسط کے وقت پرگنہ سے روپیہ وصول کرکے پٹواری کے پاس پہنچاتا ہے مگر حساب اپنے پاس نہین رکہتا۔ مہر گانون کا زمیندار اور پنچ ہے۔ کراوک سرکاری کام کیواسطے قلی جمع کرنیکا ذمہ دار ہے جسکے عوض معاملہ مین سے فیصدی پانچ روپیہ انکو دیا جاتا ہے جسمین سے دو روپیہ پٹواری اور ڈیڑہ روپیہ سیانہ اور

اور مہر اور کراوک کے قدیمی عہدون کو بحال رکہا اور تمام رکنون کی
پیمایش قسم وار کراکر محاصل کا ازسرنو انتظام کیا اور ہر ایک زمیندار کو تحصیلدار
کے مہر اور دستخط سے ایسا کاغذ دیا گیا جسمین اُسکی مقبوضہ زمین اور زر محاصل
کی تعداد اور امور ضروری درج تھے اور جسکو وہانکی زبان مین پٹہ زری کہتے
ہین اور دیہات کی حدبندی کی گئی اور جنگلون کی بہی حدود مقرر کی گئین اور
حفاظت کیواسطے بقدر ضرورت عملہ متعین کیا گیا اور لکڑی کاٹنے اور بیچے
جانیکے لئے قواعد قرار دئیے گئے اور شملہ کو جو گاڑی کی سڑک گئی ہے اُسکے
بائین طرف کرول پہاڑ کے ڈہال پر ایک مناسب مقام تحصیل اور تہانہ کیواسطے
تجویز ہوا اور ضرورت کے موافق مکانات بنائے گئے اور ایک چہوٹا سا
باغ لگایا گیا اور خفیف میعاد کے قیدیون کے لئے وہان ہی ایک مختصر سا
جیلخانہ بنایا گیا تاکہ گرم ملک مین نہیجے جانیکے سبب سے اُنکی صحت مین خلل
نہ آجائے اور اس مقام کا پہلا نام سری بدل کر سری نگر رکہا گیا اور معزول شدہ
مہتونکی پرورش کے واسطے یہہ انتظام کیا گیا کہ ٹہواری وغیرہ بنا دیئے
گئے جس سے سرکار کی آمدنی مین بہی معقول ترقی ہوگئی اور رعایا بہی

ایک روپیہ مہر اور آٹہہ آنے کراوک کو ملتا ہے ۔ مولف

مہتون اور اور سرکاری عہدہ دارون کے ظلم سے بچگئی۔

اِس مضمون کے شروع مین یہہ لکہا گیا ہے کہ ضرورت کیوقت بیگاریون کا حاضر کرنا مہتون کے ذمہ تہا لیکن یہہ بیان نہین کیا گیا کہ بیگار سے یہان کیا مُراد ہے اور بیگاری کسکو کہتے ہین لہذا دلچسپ اور ضروری سمجھکر ہم اُسکی تشریح کرتے ہین۔

واضح ہو کہ یہہ کوہستان اپنی طبعی حالت کے لحاظ سے نہایت دشوار گذار ہے اور جبتک سرکار انگریزی نے یہان سڑکین نہ بنوائی تہین اور کسولی۔ سپاٹو۔ ڈکسائی وغیرہ مین گورہ فوج کا رہنا شروع نہوا تہا اونٹ گاڑی کا تو کیا ذکر ہے ٹٹو اور خچر تک کا یہان گذر قریب محال کے تہا پس کچھہ تو اس سبب سے اور کچھہ وہان کے قدیم رئیسون کی قلت آمدنی اور ناشایستہ طریق حکومت کیوجہہ سے یہہ دستور چلا آتا تہا کہ سواری اور باربرداری کا کام جو اور جگہہ اکثر چوپایون سے لیا جاتا ہے یہان انسانون سے لیا جاتا تہا اور اس پر طُرّہ یہہ تہا کہ یہہ سب کام اُنکو بیگار مین یعنی مفت کرنے پڑتے تہے اور دس برس کے لڑکے سے لیکر ساٹھہ برس کے بوڑہے تک کوئی مرد صورت اِس سے مستثنے نتھا اور بجز اُس شخص کے کہ جسنے کسیوجہہ

خاص سے سند معافی حاصل کی ہو (جسکو بڑی جد و جہد سے خاص خاص لوگ بطور ایک نعمت کے حاصل کرتے تھے) رعیت کے ہر ایک شخص کو اپنی اپنی باری سے بیگار مین جانا پڑتا تھا اور جبتک کسی کام پر نہ لگایا جاوے اُسکو اپنے گھر کے مکّی کے آٹے سے جسکو وہ بمجبوری ساتھہ لاتا تھا گذارہ کرنا پڑتا تھا اور کام پر لگائے جانیکے وقت صرف خوراک کے موافق اسی اناج کا آٹا (کیونکہ پہاڑ مین اکثر یہی اناج زیادہ ہوتا ہے) بطور مزدوری اُسکو دیا جاتا تھا جسکو اُنکی زبان مین برو کہتے تھے اور یہہ بیچارے بیزبان جانورونکی طرح ان مصیبتون کو نہایت بے عذری کے ساتھہ جھیلتے تھے اور اگرچہ مختلف سڑکون کے بننے اور چھاونیون مین انگریزی فوج اور حکام سول کے رہنے اور دیس کے لوگون کی صحبت او میل جول اور پہاڑی چیزون کے اُنکے پاس فروخت کرنے او نقد مزدوری او مختلف چھوٹی چھوٹی نوکریون کے ملنے کی سبب سے آخرکار پہاڑیونکی حالت مین بہت کچھہ ترقی ہوگئی او بار برداری کے جانورونکے سبب سے جو اب بآسانی بہم پہنچ سکتے ہین بہت سے مصائب کم ہوگئے خصوصاً جب سے کہ شملہ کو گاڑی کی سڑک بنائی گئی اور چھکڑے اور اونٹ اُسپر چلنے لگے پہاڑی بہت ہی سبکدوش ہوگئے لیکن شروع مین سڑکون اور چھاونیون کے بننے اور فوج کے اوپر نیچے آنے جانے

کی وجہہ سے بیگار کی رسم کو بہت ترقی ہوئی اور اگرچہ اور روساے کوہستان
کیطرح (جنکی ملکی اسنادمین گورکہون کے نکالنے اور انکو ہر ان کے
علاقون پر بحال کرنیکے وقت سرکار انگریزی نے یہہ شرط لگادی ہے کہ
علی قدر حیثیت بیگاریون کے بہم پہنچانیکے وہ ذمہ دار ہین) ہم اوقات
جنگ کے سوا اسکے ذمہ دار نہین ہین مگر کچہہ تو ملک کی طبعی حالت کے باعث اور
کچہہ غلط فہمی اور خرابی طریق عمل کے سبب سے حسب منشاے حکّام انگریزی
ہمکو زیادہ تر بمقام شملہ اور کسولی اور اسنے کم ہری پور اور سابری مین واسطے
کاروبار حکام انگریزی اور اپنے اُن عہدہ دارون کی ضروریات کے جنکو حکام
انگریزی کی خدمت مین حاضر رہنے یا آمد و رفت کا تعلق تہا بیگاری (قلی)
بطریق دایمی ایک تعداد معین کے موافق حاضر رکہنے پڑتے تہے جنکو
انکی زبان مین ٹہاڈو اور انکے رہنے کی جگہہ کو ٹہاڈا کہتے تہے اور کسی ضرورت
خاص کیوقت مثلاً جب نوّاب گورنر جنرل یا کمانڈر انچیف بہادر اوپر جاتے
یا نیچے آتے تہے صدہا بلکہ ہزارہا قلی باوجودیکہ ہمارے اس ملک مین پچاس
ہزار سے زیادہ آدمی آباد نہین ہین حسب الطلب حکام بطور غیر معمولی
حاضر کرنے پڑتے تہے اور اس غیر معمولی آفت کا اصطلاحی نام ہیلا

تہا۔علاوہ برین چونکہ گورنمنٹ انگریزی سے جملہ ریاستہائے کوہستانی کو ذمہ دار کیا ہوا ہے کہ اپنے اپنے علاقہ مین خاص خاص تعلقات پر سڑک جسکی وسعت چہہ فٹ سے کم نہو تیار رکہین یہہ کام بہی رعایا ہی کو کرنا پڑتا تہا اوران وجوہات سے سال بہر مین چند ہفتہ کے سوا اُنکو اپنے گہر پر رہنے اور کہیتی وغیرہ کرنیکا موقع ملتا تہا۔

چونکہ ان بیچارے آفت زدہ لوگون کی ان مصائب سے مہاراج کو اپنے مختلف دورون مین بخوبی واقفیت ہوگئی تہی اور اُنہون نے ساٹہہ برس کے کمزور بوڑہون اور دس گیارہ برس کے پہول سے لڑکون کو اُن سر بفلک پہاڑون مین جانورونکی طرح ہنپن ہنپن سیر بوجہہ پیٹہہ پر اُٹہائے اور سر سے پانون تک پسینے مین ڈوبے ہوئے دیکہا تہا اسلئے مناسب طور سے اسمین بہی تخفیف کی اور کمی کے آٹے کی جگہہ اوّل آدہ آنہ اور پہر دو آنے یومیہ نقد مقرر کردیئے

ریاست کے کارخانون اور دیوانی کے دفتر کی اصلاح

مہاراج کرم سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین یہہ دستور تہا کہ اگرچہ کُل کارخانے دیوان کے ماتحت سمجہے جاتے تہے مگر مزید تر نگرانی کے

واسطے ایک دوسرے عہدہ دار کیطرف سے بہی جسکو کروڑا کہتے تہے اکثر
کارخانون مین مقابلہ کا کاغذ تیار کرنیکے واسطے محرر مامور رہتے تہے علی ہذا
آمدنی کا حساب بہی دیوان اور کروڑے کے آدمی بالمقابلہ تیار کرتے
تہے اور اُسکی نگرانی کیواسطے علحدہ علحدہ دو معزز عہدہ دار جو **دفتری**
کہلاتے تہے مقرر تہے مگر باوجود اسکے کچہہ ایسا ڈہنگ پڑا ہوا تہا کہ ریاست کے سالانہ
خراج کا کوئی مجموعی کاغذ مرتب ہوتا تہا اور اگر کسی سال کا خرچ معلوم کرنا چاہین
تو سخت محنت اور وقت کے بغیر اُسکا دریافت ہونا مشکل تہا اسلئے مہاراج
نے سمت ۱۹۱۳ مین کروڑے کا عہدہ موقوف کردیا اور اس طریقہ کو بدل کر
دیوان کے ماتحت دو عہدہ دار بنام **دفتری جمع** و **دفتری خرچ**
مقرر کئے۔ آمدنی کا حساب اور اُسکی جانچ پڑتال دفتری جمع کے متعلق
ہوئی اور تمام کارخانون ۔ خزانون اور توشہخانون کے ہر ایک قسم کے
خرچ کی نگرانی اور محاسبہ دفتری خرچ کے ذمہ ہوا اور یہہ قاعدہ مقرر
ہوا کہ جبتک دفتری کا دستخط بطور تصدیق اور دیوان کا دستخط بطور حکم دیئے
جانے روپیہ کے اُسپر ثبت نہو کسی قسم کا بل خزانہ سے لائق الوصول
نہوگا اور حکم ہوا کہ ہر ایک کارخانہ کے جمع و خرچ کے روزنامچہ کی نقل

کارخانہ کے مہتمم کی مہر اور دستخط سے دفتری خرچ کے پاس آتی رہے اور
ماہوار جمع وخرچ کا گوشوارہ آیا کرے اور جانچ پرتال کے بعد دفتری کا دستخط
بطور تصدیق اسپر ثبت ہوکر دفتر مین بہ ترتیب رکہا جایا کرے اور انکی روسے
سال تمام کے خرچ کا کاغذ مرتب ہوکر دیوان کی رپوٹ کے ذریعہ سے
مہاراج کے حضور مین پیش ہوا کرے پہر سمت ۱۹۱۶ مین ایک کمیٹی کے ذریعہ سے
سب کارخانون کے ضروریات کی پرتال کرائی گئی اور خوب غور ہوکر ہر ایک
کے واسطے روپیہ کی ایک تعداد مقرر کی گئی اور حکم دیا گیا کہ بلا حصول منظوری
ایک روپیہ بہی کسی کارخانہ کے خرچ مین اضافہ نکیا جائے اور نہ کوئی چیز
گہٹائی بڑہائی جائے مثلاً فیلخانہ کے واسطے یہہ قاعدہ مقرر ہوا کہ ہاتہیون
کی تعداد چالیس سے متجاوز نہو اور انکی خوراک اور سب ضروری اسباب
کے واسطے ایک مفصل قاعدہ اور کارروائی کا طریقہ بطور دستور العمل مرتب
ہوکر دیوان کے دستخط سے سب کارخانہ والون کو دیا گیا اور حکم ہوا کہ وقتاً
فوقتاً تجربہ کی روسے جو مناسب معلوم ہو اسمین اصلاح اور ترمیم کیواسطے
رپوٹ کیجایا کرے اور جب مارچ ۱۸۶۰ء مین کلکتہ سے واپس تشریف
لائے گورنمنٹ انگریزی کی تقلید سے یہہ قاعدہ جاری کیا کہ سال ہندی کے

شروع مین ریاست کی تخمینی آمدنی کے لحاظ سے ہر ایک کارخانہ کے تخمینی خرچ کا نقشہ (بجٹ) مرتب ہو کر غور اور منظوری کے واسطے پیش ہوا کرے جسمین ہر ایک کارخانہ کا نام اور گذشتہ سال کا خرچ اور رقم منظور شدہ سے کمی و بیشی کی کیفیت اور اسکا سبب اور سال آئندہ کے خرچ کی مقدار درج ہوا کرے اور جب وہ منظور ہو جائے دفتری خرچ کو دیا جائے اور ہر ایک کارخانہ کے مہتمم کو تاکید اسکی پابندی کا حکم دیا جائے تا کہ خرچ تخمینہ سے زیادہ نہونے پائے اور اگر کسی خاص وجہ سے کسی کارخانہ مین حد مقررہ سے زیادہ روپیہ کی ضرورت ہو تو مہاراج کے حضور مین رپوٹ ہو کر اسکی بابت تحریری حکم حاصل کیا جائے۔

جمہوری [۵۱] اور نوعی سلطنتون کا قاعدہ ہے کہ ہمیشہ نئے برس کے

---

۵۱ دنیا مین سلطنت کے تین طریقے ہین جو باعتبار اپنے اصول کے ایک دوسرے سے مختلف ہین۔ اوّل طریقہ شخصی سلطنت کا ہے جو اس سے عبارت ہے کہ سلطنت کسی شخص کی نسل مین پشت بہ پشت چلی آئے اور بادشاہ کو خزانہ اور رعیت کی جان و مال پر قطعی اختیار ہو اور اسکی مرضی اور ارادہ کسی قانون کا پابند نہو۔ سلطنت کا یہ طریقہ بہت قدیم اور پرانا ہے اور ایسی سلطنتین ایشیا مین اور یورپ کے بعض ملکون مین اگرچہ بہت عرصہ سے ہوتی آئی ہین مگر تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انکو قیام بہت ہی کم ہوا ہے

شروع ہونیسے پہلے خرچ کی کمی بیشی پر غور کرکے وکلائے رعایا کے مشورہ سے (جنکا انتخاب خود رعایا ہی کی مرضی اور اختیار سے ہوتا ہے اور وہ ایک وقت معین

اور حکومت کی حرص اور لالچ سے ہمیشہ بادشاہون کو لوگون نے قتل کر ڈالا ہے اور انکی جگہہ خود بادشاہ ہوگئے ہین اور بادشاہون نے بہی سلطنت ہین جانیکے وہم سے بہت سے قتل اور بے رحمیان کی ہین حتے کہ خاص اپنی اولاد کو اندہا اور قتل کر ڈالا ہے یا مدتون جیلخانہ مین رکہا ہے اور ایسے بادشاہ بہت کم گذرے ہین جنکی حکومت مین اعتدال اور انکو اپنی رعایا کے آرام اور ملک کی ترقی کا خیال ہو۔ یہی سبب ہے کہ ایشیائی ملکون نے جہان اسلام کے چند سالہ ابتدائی زمانہ کے سوا ابتدا سے دنیا سے سلطنت کا شخصی طریقہ جاری رہا ہے ممالک یورپ کی نسبت جہان کچہہ عرصہ سے نوعی اور جمہوری سلطنت کے طریقہ کا بڑی پختگی سے رواج ہوگیا ہے۔ علم و ہنر دولت اور ثروت مین بہت کم ترقی کی ہے کیونکہ اگر ایک بادشاہ کے عہد مین رعیت کو جان و مال کیطرف سے اطمینان ملا اور وہ علم و ہنر کے حصول اور ترقی مین مصروف ہوئی اور اپنے ملک کی پیداوار اور دستکاری کے تیجون سے تجارت کرکے کسیقدر آسودہ اور مرفہ الحال ہوگئی تو دوسرے ظالم یا غافل بادشاہ کے وقت مین وہ سب باتین خاک مین ملگئین یا ترقی کے اسباب کم یا مفقود ہوگئے برخلاف نوعی اور جمہوری سلطنتون کے جہان انقلاب سلطنت سے رعایا پر بہت کم اثر ہوتا ہے بلکہ نہین ہوتا اور وہ بے کٹکے علم و ہنر۔ دولت اور ثروت کے حصول اور ترقی مین دن رات کوشش کئے چلی جاتی ہے جس سے رفتہ رفتہ لوگون مین غایت درجہ کی شایستگی آجاتی ہے اور وہ علم و ہنر کی ترقی سے ایسی مفید ایجادون پر قادر ہو جاتے ہین جو ناواقف اور نادان لوگون کی نظر مین اعجاز اور کرامات سے کم

تک دارالسلطنت مین حاضر رہکر معاملات سلطنت مین گفتگو اور بحث کرتے ہین)
محصول جو رعایا سے لیا جاتا ہے کم و بیش کر دیتی ہین اور اتفاقیہ ضرورتون
کیواسطے (بشرطیکہ انکا ضروری ہونا ثابت کردیا جاوے) قرض لے لیتی ہین اور
بقدر اُسکے سود کے آیندہ سال کے تخمینہ مین رقم بڑہاکر منظور کرا لیتے ہین اور اس
عمدہ تجویز کا یہہ نتیجہ ہوتا ہے کہ رعایا کو بہی سخت محصول دینا نہین پڑتا بلکہ اگر کسی نے
کسیقدر روپیہ سرکار کو قرض دیا ہو اُسکو اُسکے سود کا فایدہ ہوتا ہے اور سلطنت کی
ضرورت بہی آسانی کے ساتھہ رفع ہو جاتی ہے اسیوجہہ سے ان سلطنتون کو

نہین ہوتے مثلاً دخانی جہاز دخانی کلین اور تار برقی وغیرہ — دوسرا طریقہ نوعی سلطنت
کا ہے جسمین بادشاہ اور امرا اور رعایا سب ملکر حکومت کرتے ہین جیسے آجکل انگلستان
کی سلطنت ہے اور اگرچہ یہہ سلطنت بہی شخصی سلطنت کی طرح موروثی ہوتی ہے مگر اسمین
اور اُسمین یہہ فرق ہے کہ یہہ مقید بقوانین ہوتی ہے اور بادشاہ رعایا کی مرضی اور راے کا
پابند ہوتا ہے اور اُسکو یہہ اختیار نہین ہوتا کہ صرف اپنی مرضی سے جو چاہے حکم دے —
تیسرا طریقہ جمہوری سلطنت کا ہے جیسا کہ موبجات متفقہ امریکا کی سلطنت ہے
یا چند سال سے فرانس مین قایم ہوئی ہے اسمین اور نوعی سلطنت مین صرف اتنا فرق
ہے کہ یہہ سلطنت موروثی نہین ہوتی بلکہ رعایا کی کثرت راے سے ایک شخص مدت معین
کیواسطے فرمان روا منتخب کر لیا جاتا ہے اور جب مدت ختم ہو جاتی ہے اسیطرح
ایک اور شخص مقرر ہو جاتا ہے — ۱۲ مولف

اتفاقیہ ضرورتون کے واسطے خزانہ مین روپیہ جمع رکھنے کی حاجت نہین ہوتی
بلکہ رعیت کے ہر شخص کی جیب ہی گویا اُنکا خزانہ ہے برخلاف شخصی سلطنتون کے
کہ انکی آمدنی ہمیشہ تقریباً ایک ہی حالت پر رہتی ہے اور کسی ضرورت خاص
کے واسطے وہ کوئی نیا محصول رعیت پر نہین لگاتین اور نہ ضرورت کے رفع ہوجانیکے
بعد اُسمین کچہہ تخفیف کرتی ہین قرض بہی نہین لے سکتین کیونکہ آمدنی کے محدود
ہونیکے سبب سے اُسکا ادا کرنا مشکل ہوتا ہے اسلئے واجب ہے کہ ملک کی
آمدنی مین سے ایک مناسب حصہ پس انداز کرتی رہین تاکہ اتفاقیہ مصارف کیواسطے
کام آئے پس ہماری ریاست مین جو ایک شخصی ریاست ہے ٹہیک ٹہیک اُن
قواعد کا استعمال نہین کیا جاسکتا جو جمہوری یا نوعی حکومتون کے مناسب حال ہین
مگر تاہم حتی الامکان اُس طریقہ کی تقلید کیجاتی ہے اور اسکے ساتہہ ہمیشہ یہہ بات بد نظر
رہتی ہے کہ خرچ بہ نسبت آمدنی کے کم ہو تاکہ جو روپیہ سال کے اختتام پر خرچ سے
باقی رہے وہ آیندہ ضروری اور اتفاقی خرچون کے واسطے کام آئے۔

فوطہ دارونکی موقوفی اور تقسیم تنخواہ کے طریقہ کی اصلاح

مہاراج کرم سنگہہ بہادر کے عہد سے سپاہ کو چہہ مہینے اور اہل قلم اور معزز اشخاص
کو تین مہینے کے بعد تنخواہ ملنے کا دستور تہا اس سبب سے لوگ قرض لینے پر

مجبور ہوتے تہے اور برابر یہہ طریق جاری تہا کہ سپاہی اُن مہاجنوں سے جو فوطہ دار
کہلاتے تہے قرض لیتے رہتے تہے اور چہہ چہہ مہینے بعد جب تنخواہ بٹتی اُنکی تنخواہ
کا کل روپیہ فوطہ داروں کو ملجاتا تہا اور اس طرح سے تمام فوج گویا اُنکے ہاتہہ بکی ہوئی
تہی اور جب کبہی سپاہ کو باہر بہیجنے کی ضرورت پڑتی تو بڑی دقت ہوتی تہی یعنی
اودہر کمان پر جانیکی تاکید ہوتی اُدہر مہاجن روپیہ کے دینے میں لیت ولعل کرتے اور بیچارے
سپاہی چار ناچار خوشامد کے مارے اُنکو بہاری بہاری سود دینے پر مجبور ہوتے
اور کپڑے وغیرہ اجناس کے نرخ میں بہی جو مجبوری اُن سے یا اُنکی معرفت خریدتے
تہے نقصان اُٹہاتے تہے مہاراج نے اپنی زندگی کے اخیر سال میں عموماً دو
مہینے بعد تنخواہ بانٹے جانیکا حکم دیا اور فوطہ داروں کا روپیہ جسقدر فوج کے ذمہ تہا
ایک تحت خزانہ سے دلادیا اور حکم دیا کہ اگر آئندہ کوئی مہاجن کسی سپاہی کو قرض
دیگا تو دستور سابق کے موافق سرکار اُسکے وصول کی ذمہ دار نہوگی اور قرض خواہ
کو عدالت دیوانی میں نالش کرنا ہوگا"

ملک کے محاصل کا نیا انتظام

اس ریاست میں قدیم سے مُلک کا محاصل نقد وصول نہیں کیا جاتا تہا بلکہ
یہہ دستور تہا کہ سرکار رواج پرگنہ کے موافق کل پیداوار میں سے تہاڑہ یعنی تہائی

اور چوبارہ یعنی چوتہائی اور پانچ دو کے حساب سے اپنا حصہ لے لیتی تہی مگر اُس پیداوار کی بابت جو غلہ کی تعریف مین داخل نہین ہے - مثلاً پیاز - تنباکو ایکہہ نیل وغیرہ فی بگیہہ کے حساب سے کچہہ نقد لیا جاتا تہا جسکو اصطلاح مین ضبطی کہتے تہے -

محاصل کی تشخیص اور تعیّن کے دو طریقے تہے جنمین سے ایک کا نام بٹائی یا بہاولی اور دوسرے کا کنکوت یا کن یا کچّہہ تہا - بٹائی اس سے عبارت تہی کہ غلہ وزن کر کے سرکار اور رعایا کا حصّہ معیّن کر دیا جاتا تہا اور کچّہہ اسکو کہتے تہے کہ کہڑے کہیت ناپ لئے جاتے تہے اور غلّہ کا نظری اندازہ کر کے سرکار اور رعایا کا حصّہ تجویز کر دیا جاتا تہا - ربیع مین کسی شاذ حالت کے سوا ہمیشہ بٹائی کیجاتی تہی اور خریف مین کچہہ - بٹائی کے عمل کرنیوالے کو بٹاوا اور کچہہ کرنیوالے کو کاچہو کہتے تہے اور یہہ قاعدہ تہا کہ پرگنہ کی حیثیت کے موافق تحصیلدار چند حلقے مقرر کرتا تہا اور فی حلقہ دو کاچہو جنمین سے ایک اوّل نمبر کا اور دوسرا دویم نمبر کا ہوتا تہا مقرر کئے جاتے تہے اور انکے ساتہہ سرکار اور تحصیلدار کیطرف سے دو محرر جو لکہاری کہلاتے تہے متعین کئے جاتے تہے اور اگرچہ یہہ دونون محرر حقیقت مین سرکار ہی کے

نوکر ہوتے تہے مگر جو دیوان کے محکمہ سے مقرر ہوکر آتا تہا اُسکو سرکاری
اور جو تحصیلدار کی رائے سے مقرر ہوتا تہا اُسکو تحصیلدار کا آدمی کہا جاتا تہا
یہی مصطلح تفاوت پٹواروں مین بہی تہا۔
نمبر اوّل کے کاچھو کی تنخواہ یا فصلانہ اجرت ساٹھ اور نمبر دویم کی پچاس
روپیہ تہی اور پٹواروں کے پہلے پچاس تہے پہر چالیس ہوئے پہر تیس
ہی رہگئے اور جو پٹوار تحصیلدار کیطرف سے مقرر ہوتا تہا اسکو اسمین سے
بہی بقدر ایک ثلث کے کم ملتا تہا اور سرکار اور تحصیلدار دونون کیطرف سے
علحدہ علحدہ لکہاری اور پٹواروں کے مقرر کرنیکا یہہ مطلب تہا کہ خیانت کا
انسداد رہے مگر ایسی تہوڑی تنخواہ کے لوگون سے دیانت اور نمکحلالی کی
امید کیجانی بیفائدہ تہی۔
اِن کے سوا جب کہیتی پکنے کے قریب ہوتی تو سرکار کی جانب سے
گانون کی حیثیت کے موافق ایک یا دو آدمی حفاظت کے واسطے مامور
ہوتے تہے جنکو محصل کہتے تہے مگر محصّل کے لغوی معنی کے لحاظ سے
اُنکو تحصیل مال مین دخل نہ تہا بلکہ اُنکا کام صرف یہہ تہا کہ زراعت اور غلہ کی حفاظت
کرین جسکا یہہ طریقہ تہا کہ جب زراعت کٹکر کہلیانون مین آتی یا غلہ تیار

ہوتا تو محصّل غلہ یا ہوسکے ڈہیر مین مناسب جگہہ پر تہوڑی سی سٹی ڈالکر ٹہپا پہلے[1] سے جسکو چانگا ہی کہتے تہے اُسپر نشان کر دیتا تہا - انکو ڈیڑہ آنہ یومیّہ بطور تنخواہ ملتا تہا جسمین سے دو ثلث گانون اور ایک ثلث سرکار دیتی تہی -

کاچہو جب اپنے کام پر مامور ہوتے خیانت اور ظلم کی گویا تصویر بنکر گھر سے چلتے تھے مثلاً جب گانون مین پہنچتے تو سب سے اچہا مکان جو وہان ہوتا اکثر اُسمین اُترتے اور گانون کے کمین لوگ فوراً اُنکے پاس حاضر ہوتے اور وہ اُن سے اسطرحپر خدمت لیتے کہ گویا اُنکے غلام ہین اور زمینداروں سے پیتل کے عمدہ برتن اور اوڑہنے بچہانیکے لئے لحاف اور توشکین اور دودہ اور مٹہائی اور روزمرہ کی خوراک اور گہوڑے کا دانہ گہاس مع نہاری کے حکماً لیتے اور کہیتون کی پیمایش اور تشخیص پیداوار مین ایسی بے اعتدالیان کرتے کہ جنکی کہاوتین جڑی ہوئی ہین - انکا قاعدہ تہا کہ جب صبح کو کہا پیکر فارغ ہوتے تو گہوڑون پر چڑہکر کچہہ کرنیکے واسطے جاتے یہہ اور لکہاری باہر جاتے لکہاری تو کسی اچہی جگہہ چارپائیان بچہوا کر بیٹہہ جاتے

[1] یہہ کفگیر کی صورت کی ایک لکڑی ہوتی تہی جسکے جزو مدور پر کچہہ حروف کندہ ہوتے تہے - مولف

اور یہہ جڑے ہوئے جڑہائے گہوڑون کے قدم سے کہیتونکی پیمایش کرتے
اور جب بیس پچیس کہیت ناپ لیتے تو محررون کے پاس آکر زبانی ایک
کا خسرہ لکہوا دیتے اور جب کسی گانوکی کچہہ سے فارغ ہو جاتے تو دوسرے
گانوُن کے جانیکے واسطے تیار ہوکر گانون سے باہر ایک جگہہ پر آکر بیٹہجاتے
اور زمینداروں کو اُنکے کہیتونکی پیداوار سناتے اور بعد بحث و تکرار کے فیصدی
دس یا پندرہ من چہوڑکر خسرہ مین نام بنام جنس وار غلہ لکہوا دیتے جسکو
اصطلاح مین نانوین پکانا کہتے تہے یعنی نام بنام سرکاری مطالبہ جو ابتک
گویا خام تہا اُسکو پختہ کرنا۔ اسوقت خوب رشوتین چلتی تہین کیونکہ اسوقت
تک اُنکو غلہ کی تعداد تشخصیہ مین کمی بیشی کر دینے کا اختیار تہا مگر نانوین پکجانے
کے بعد کمی بیشی اور کاغذ مین ترمیم کرنا سخت جرم گنا جاتا تہا جسکو خسرہ کاٹنا
بولتے تہے۔ اسیطرح بٹاوے کہلیانون مین جاکر گانون کے ایک مہاجن
سے جو دھڑوائی کہلاتا تہا غلہ وزن کراتے اور سو من مین سے پندرہ من
گانون کے کمینون کا حق علحدہ کرکے باقی پرگنہ کے رواج کے موافق
تہائی یا چوتہائی یا پانچ دو کے حساب سے بانٹ کر نام بنام اُسکا حساب لکہہ لیتے
اور سرکاری لکہاری اور بٹاوا اپنا کاغذ دیوان کی کچہری مین اور تحصیلدار

کا محرر تحصیلدار کو دیدیتا تہا اور اگرچہ کبہی کبہی نئے آدمی بہی مقرر ہوتے تہے
مگر مستقل صورت یہی تہی کہ کاچہو بٹاوے اور لکہاری ایک ایسا گروہ فصلی
ملازموں کا تہا کہ فصل کے شروع مین انہین مین سے انتخاب کرکے بہیجدے
جاتے تہے اور دیوان جاتے وقت انکا سلام مہاراج کو کرادیتا تہا جسکا
رواج پہلے تہا اور صرف مہاراج نرندر سنگہہ بہادر کے عہد مین جاری ہوگیا
تہا۔ اکثر ایسا ہوتا تہا کہ بٹاوون کی غفلت اور سستی سے جب بٹائی مین دیر
ہوجاتی یہہ چیزین بارش وغیرہ سے خراب ہوجاتین اور رعایا کے ہاتہہ غلہ
اُسوقت آتا جبکہ خرید فروخت کا وقت نکل جاتا۔
ربیع کے غلہ کی بابت یہہ قاعدہ تہا کہ اگر پیداوار کم ہوئی یا غلہ بارش وغیرہ
سے کچہہ خراب ہوگیا تو سرکار کے حصہ کا غلہ بہی زمینداروں ہی کے حوالہ
کردیا جاتا۔ اور نرخ مروجہ کی رو سے جسکو اصطلاح مین بانہہ کہتے تہے
اور وہ دیوان کے محکمہ سے کچہہ عرصہ بعد مقرر ہوکر آتا تہا تحصیلدار سیاہہ
مین نقد روپیہ زمینداروں کے نام لکہہ لیتا ورنہ وزن ہوکر کوٹہون اور
کہاتون مین بہر دیا جاتا۔ اور نرخ کی گرانی کے وقت فروخت کیا جاتا
اور ایک یہہ بہی دستور تہا کہ جب کسی کوٹہے کا غلہ فروخت کیواسطے نکالا جاتا

اگر وہ وزن معینہ سے کم نکلتا (جسکا ایک باعث زمینداروں اور عملہ تحصیل کی خیانت اور بد دیانتی بھی تھی) اُس کمی کا نصف زمینداروں کے سر ڈالا جاتا جسکو چار و ناچار اُنکو ادا کرنا پڑتا۔

وصول محاصل کے اِس طریقہ اور غلہ کے جمع رکھنے سے اگرچہ کبھی کبھی فائدہ بھی ہو رہتا تھا مگر ہمیشہ کی بے انتظامی اور ظلم اسکے لازمی نتیجے تھے۔ ایک طرف سرکار کے مال واجب مین حد سے زیادہ نقصان ہوتا تھا اور دوسری جانب محصل اور کاچھو بٹاوے رعایا پر طرح طرح کے ظلم کرتے تھے اور وہ رشوت دیکر اُنکے ظلموں سے بچنے کی حالت مین اوّل رشوت سے زیر بار ہوتے تھے پھر اگر بدقسمتی سے ملبہ خانہ[1] مین کسیطرح اسکی خبر پہنچ گئی تو اُس کچہری کا حاکم سخت جرمانوں سے اُنکو نچوڑتا تھا اور ان مقدمات کی تحقیقات مین جو بلا قصد ظلم لوگوں پر ہوتا تھا وہ علاوہ رہا مثلاً بیچارے دیہاتی جہاجنوں کے جنکو دہڑوای کہتے تھے کاغذات چھین لیے جاتے تھے جنمین عموماً ملبہ کا حساب مندرج ہونا ضروری

---

[1] یہہ محکمہ مہاراجہ کرم سنگھ بہادر کے عہد مین اُن جرایم کی تحقیقات کیواسطے مقرر ہوا تھا جو کاچھو بٹاؤن وغیرہ عملہ تحصیل سے معاملات مال مین سرزد ہوں اور چونکہ زمیندار لوگ رشوت کا روپیہ اخفا کی غرض سے گانوں کے ملبہ سے دیتے تھے اس مناسبت سے اِس محکمہ کا یہہ نام پڑ گیا تھا مگر جب سے کچھ بٹای موقوف ہوگئی یہہ محکمہ بھی موقوف ہوگیا۔ ۱۲ مولف

امر تہا اور وہ مہینون بلکہ برسون تک کچہری مین پڑے رہتے تہے اور پڑے
پڑے اکثر تلف ہوجاتے تہے جس سے اُنکے لین دین کا بڑا نقصان ہوتا
تہا پس ان قباحتون پر نظر کر کے مہاراج نے نقد جمع مقرر کرنیکا ارادہ کیا اور چونکہ
پرانے تفتیش کے اہلکار اس تدبیر کے بہت برخلاف تہے اور اُسی پرانی لکیر
کے پیٹنے جانیکو پسند کرتے تہے خصوصاً دیوان سے اختلاف راے کے
سبب سے اس تدبیر کی کامیابی کی کم اُمید تہی اسلئے براے چندے دیوان
کے عہدہ کی موقوفی مناسب سمجہی گئی اور اُسکی جگہہ ایک عہدہ دار منصرم دیوانی
کے لقب سے تہوڑے اختیارات کے ساتہہ مقرر کیا گیا اور ملک کی چار قسمتین قرار
دیکر اُنمین ایک ایک عہدہ دار بنام منصرم حدبست مقرر ہوا جسکا لقب تہوڑے
عرصہ کے بعد اول مہتمم بندوبست اور پہر ناظم ہوگیا جنہون نے پیمایش کی رو سے
دیہات کی حدبست کرا کر حیثیت حالیہ اور بائیس برس کی آمدنی کی اوسط کے
لحاظ سے جو تیس۳۰ لاکہہ روپیہ سے کچہہ زیادہ تہی ابتداے خریف سمت ۱۹۱۸ سے لغایت
ربیع سمت ۱۹۱۹ اول یکسالہ ٹہیکہ کیا جسکی مقدار تیس۳۰ لاکہہ ہشتاسی ہزار سے کچہہ زیادہ
تہی پہر اُسکے پورا ہونے پر ترمیم و اصلاح کے بعد سہ سالہ تشخیص مقرر کردیا
جسکی رو سے قریب اُنتیس۲۹ لاکہہ اونتالیس۳۹ ہزار روپیہ کے جمع سالانہ قرار پائی جسکو

رعایا نے بخوشی قبول کیا اور اشتہار عام کے ذریعہ سے سب لوگون کو

یقین دلایا گیا کہ میعاد مقررہ کے اندر جمع مجوزہ مین کمی بیشی نکیجائیگی۔

واضح ہو کہ یہہ انتظام پُرانے ملک کا تہا اور نارنول کا نیا علاقہ اِس سے

مستثنےٰ تہا کیونکہ وہان شروع ہی سے ٹہیکہ مقرر کیا گیا تہا جسکا رواج نوابون کے

عہد سے چلا آتا تہا۔

عدالت کے قاعدے اور قانون

مہاراج کرم سنگہہ بہادر کے وقت مین اور اُس سے پہلے عدالت کا جو

طریقہ تہا وہ ہم مفصّل لکہہ آئے ہین لیکن مہاراج نراندر سنگہہ بہادر جب مسند نشین

ہوئے تو اُنہون نے مسند نشینی سے تہوڑے ہی دنون بعد عدالت کا یہہ ڈہنگ

اختیار کیا کہ ہفتہ مین ایک دن عام مستغیثون کا حال سُننے اور عرضیان لینے

کے واسطے تجویز کیا اور اِس غرض کے لئے پہلے پہل ساونن سُدی دسمی

سمت ۱۹۰۲ مطابق دویم اگست ۱۸۴۶ء کو عام اجلاس کیا جسمین تراسی عرضیان گذرین

اور قریب دو سال تک یہی طریقہ جاری رہا مگر اسکے بعد ہجوم کار کے باعث

سے یہہ حکم ہو گیا کہ مقدمات خفیف کی نالش ابتدائً تہانہ مین کیجایا کرے

اور تہانہ دار اپنے فیصلہ کی نقل فریقین کو دیدیا کرین اور جو کوئی اُس سے

ناراض ہو تعمیل حکم کے بعد دو مہینے کے اندر عدالتی اور مہاراج کے اجلاس
مین نوبت بنوبت اپیل کر سکتا ہے۔

یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ اپیل کرنیکا قاعدہ اس ریاست مین جاری ہوا اور
اسی ضمن مین محکمۂ عدالت مین تہانہ جات سے مقدمات کے ماہواری نقشون کے
آنیکا حکم ہوا اور مختصر سا ایک قانون جاری ہوا جسمین مویشی کی چوری کے باب
مین حکم تہا کہ مجرم کو ایک برس کی قید اور حیثیت سے جرمانہ کی سزا دیجاوے ورنہ تین
برس کو قید کیا جائے اور بہینس کی بابت فی ماہ آٹہہ آنے اور گائے کی
بابت چار آنے اور بیل کی بابت بارہ آنے بعوض دودہ اور کرایہ کے قیمت کے
علاوہ مدعی کو دلایا جاوے اور انکی قیمت کی چوتہائی کے برابر مہر کہائی (خرچہ
مخبری) اور بقدر دسوین حصہ کے ہرجانہ مدعی کو ملے اور چوری بالنقب
کی بابت حکم تہا کہ مجرم کو تین برس قید اور جرمانہ کی سزا دیجائے اور حق سری
ہونے کی حالت مین نو برس قید ہے اور مال برآمد ہو تو مدعی سے قسم لیکر
تعین قیمت کرایا جائے اور قتل عمد کے باب مین حکم تہا کہ مجرم بیڑی اور
ہتکڑی اور طوق ڈالکر دایم الحبس کیا جائے اور اسکا تمام اثاث البیت ضبط کیا

---

۱ ستمبر ۱۸۴۷ع کی سند مین چونکہ یہہ شرط لکہی گئی تہی کہ قصاص کی سزا سرکار انگریزی کے پولٹیکل

جائے لیکن اگر وہ بھی مارا جائے تو اُسکا اثاث البیت ضبط ہو اور ارتکاب
جرم کی حالت میں مارا جائے تو قاتل سے مواخذہ نکیا جائے اور اگر چور کسیکو زخمی کرے
تو زخم کی حیثیت کے موافق پانچ یا دس برس کو قید کیا جائے اور زخمیانہ اور
خوراک حیثیت زخم کے لحاظ سے مجروح کو دلایا جائے۔

گٹھہ کٹون اور اُچکّون کی نسبت حکم تھا کہ چھہ مہینے قید اور جرمانہ ورنہ ایک
برس اور جو قصر ہی نکر سکے تو ڈیڑہ برس اور مکرر سہ کرر ارتکاب جرم کی حالت میں دو
برس اور تین برس قید کی سزا دیجائے لیکن اگر ملزم عورت پردہ نشین یا
دس برس تک کا بچہ ہو تو مقدمہ کی تجویز عدالتی کی رائے سے ہو۔ اس استثنا
کا سبب ہمکو کچھہ تحقیق نہین ہوا لیکن غالباً اس سے یہہ غرض ہو گی کہ ماتحت حکام
کی بے احتیاطی سے کسی عزت دار عورت یا نابالغ بچہ کو سزا نملجائے۔

رعایائے ملک غیر کیواسطے یہہ لکھا تھا کہ اگر ملزم سرکار انگریزی کی رعیت
ہو اور سرکار کی قلمرو کے اندر گرفتار نہوا ہو (کیونکہ ریاستہائے ہندوستانی سے

ایجنٹ کے استمزاج اور منظوری بغیر نہ دیجاتی تھی تینون ریاستون نے اسکو اپنی آزادی
اور اقتدار کے مخالف سمجھکر پھانسی دینا قطعاً چھوڑ دیا تھا اور اسکے عوض حبس دوام اور نفی بلد جلا
کی سزا دینی شروع کردی تھی لیکن جب سے کہ یہہ شرط منسوخ ہوگئی ہے یہہ طریقہ بھی موقوف
ہوگیا ہے اور قتل عمد کے مجرمونکو روئداد مقدمہ کی موافق پھانسی یا حبس دوام کی سزا دیجاتی ہے
مولف

جب ہی سزا ہو سکتی ہے جبکہ کوئی انگریزی رعیت ارتکاب جرم کے بعد حدود
ریاست کے اندر گرفتار ہو) تو مقدمہ حاکم انگریزی کی کچہری مین ریاست کے وکیل کی
معرفت پیش کیا جائے اور ریاستون کی رعایا کے معاملہ مین باہمی رواج کے
موافق عمل کیا جائے ۔ ملزمان روپوش کے وارثون کو حکم تہا کہ اُنکو حاضر کرین
ورنہ مدعی کی حق رسی اُنسے کرائی جائے اور جرمانہ بہی لیا جاے بشرطیکہ اُنکا کہانا
پینا اور جائداد مشترک ہو ورنہ مدعی کی حق رسی ملزم کی جائداد سے کرائی جائے
اور اس صورت مین ملزم کی جائداد کی نسبت اُنکی عذرداری ناقابل سماعت ہوگی
اور اگر منجملہ مال مسروقہ کوئی چیز اُنکے ہان سے نکل آئے تو مدعی کی حق رسی تمام
وکمال اُنسے کرائی جائے اور جرمانہ بہی لیا جاے لیکن قید نکیا جائے اور مدعی کی
حق رسی نہ کرنیکی حالت مین اصلی مجرم کے حاضر ہونے تک قید رکہا جائے
ایسے مال مسروقہ کی بابت جو کسیکو کہین پڑا ملجاوے حکم تہا کہ فوراً پولیس مین حاضر
کردے ورنہ حق رسی کے علاوہ جرمانہ بہی لیا جاویگا اور حق رسی نکر سکیگا تو ڈیڑہ
برس قید رہیگا ۔ ایسے اشخاص جنکو تنخواہ مین جاگیر ملی ہو حکم تہا کہ چوری کے مجرمون
کو اپنے اختیار سے سزا دیا کرین اور مجرم کو مدعی کی حق رسی کے بعد اپنی کیفیت کے
ذریعہ سے عدالت مین حاضر کردیا کرین ۔ نمبردارون کی نسبت حکم تہا کہ اگر وہ

چورون سے حصّہ لین تو گیارہ گُنا جرمانہ لیا جاے اور اگر خود جرم سرقہ کے مرتکب
ہون تو حقوق نمبرداری ضبط کئے جائین اور عملہ پولیس کی نسبت حکم تہا کہ چوری
کے جرم مین پانچ مہینے قید اور جرمانہ اور چورون سے حصّہ لین تو تین برس قید
اور جرمانہ کی سزا دیجائے اور رشوت ستانی کی حلت مین ایک برس کی قید
اور گیارہ گُنا جرمانہ لیا جاوے۔

ایک برس سے کچہہ زیادہ یہہ قانون جاری رہا اور پہر اس سبب سے کہ
اسکے احکام بعض صورتون مین سخت اور بے نسبت اور طبعاً دیر تک قایم رہنے
کے لایق نتہے اسمین یہہ ترمیم کی گئی کہ یہہ صرف اُس حالت مین واجب العمل سمجہا
جائے جبکہ ملزم مکرر جرم چوری کا مرتکب ہوا اور جو لوگ اسکی روسے قید
تہے بقدر مناسب جرمانہ اور فعل ضمانت لیکر چہوڑے جانیکا حکم ہُوا۔

سمت ۱۹۱۰ مین عدالتی کا عہدہ ٹوٹ گیا اور ملک چار ضلعون پر تقسیم ہوکر ایک ایک
عہدہ دار نایب عدالت کے لقب سے مقرر ہوا جنکو حکم تہا کہ واردات سنگین کے اطلاع
پہنچنے پر خود موقع پر جایا کرین اور مثل کو اپنی راے کے ساتہہ مہاراج کے اجلاس
مین بہیجا کرین اور اپنے ضلع مین دورہ اور مقدمات کی سماعت اور تجویز کیا
کرین اور محکمہ صدر مین صرف دو شخص محافظ دفتر کے طور پر قایم رہگئے جو نائب عدالتون

کی رپوٹین مہاراج کو سُناتے اور پروانے لکھکر مہاراج کی دستی مُہر کے ثبت ہونیکے
لئے (کیونکہ ایسے عہدہ دارون کے نام دفتر کی مُہر سے پروانہ لکھا جانا
خلاف عزّت سمجھا جاتا تہا) منشیخانہ مین بہیجدیتے تہے مگر یہہ طریقہ تہوڑے ہی عرصہ
قایم رہا اور پہر ایک عہدہ دار منصرم عدالت کے نام سے مقرر ہوا جو نائب عدالتون
کی رپوٹون اور لوگون کے اپیلون پر اپنی راے لکھکر مہاراج کے حضور مین پیش کرتا
تہا اور اُسکے ساتہہ دو پنڈت اور دو مولوی بہی کچہری مین بیٹھتے تہے اور چونکہ
بہت عرصہ سے لوگون کو یہہ عادت پڑی ہوئی تہی کہ گستاخی کے خیال سے اپنی
راے کے ظاہر کرنے سے بہت بچاتے تہے راے لکہے بغیر کاغذات کے
پیش کرنے کی ممانعت ہوئی اور مقدمات قرضہ مین چہارم کا لیا جانا موقوف ہوکر
رقم وصولی پر فیصدی[1] دس روپیہ مدعی سے بطور رسوم لئے جانیکا حکم ہوا اور ہدایت
ہوئی کہ مقدمہ دیوانی کا ہو خواہ فوجداری کا تہانہ مین ڈیڑہ روپیہ مہینہ اور بالادست
محکمون مین اُنکی ترتیب کے لحاظ سے اس سے دوگنا اور تگنا بطور خرچہ لیا جاکر
نصف فریق مغلوب کو دیا جاوے اور نصف سرکار مین رہے اور مہاراج کے اجلاس مین

---

[1] یہہ فیس منو سمرتی کے باب ہشتم کے اشلوک اکیسو اُنتالیس ۱۳۹ کی رو سے قدیم زمانہ سے ہندو راجاؤن کے ہان لیجاتی رہی ہے اور اسکا ذکر الفنسٹن صاحب نے بہی اپنی کتاب مین کیا ہے ۱۲ مولف

اپیل کرنیکی میعاد دو مہینے سے تین مہینے کی گئی اور منسوخی اُس حکم کے جو سمت ۱۹
کے اخیر مین جاری ہوا تہا تہانہ دارون کو پہر اختیار دیا گیا کہ سو روپیہ سے کم کی
چوری کے مقدمات مین مدعا علیہ کی حیثیت کے موافق جرمانہ تجویز کر دیا کرین
اور اگر قید کی ضرورت ہو تو مقدمہ نائب عدالت کی کچہری مین منتقل کیا جاے
اور اس سے زیادہ کی چوری کے مقدمات مین نائب عدالت صرف قید کی
سزا دیا کرین اور اوّل ماہواری اور پہر پانزدہ روزہ نقشے بہیجنے کا نائب
عدالتون کو بہی حکم ہوا اور یہ ہدایت ہوئی کہ تہانون سے واردات کے پانزدہ
روزہ دو نقشے عدالت ضلع مین آیا کرین جنمین سے ایک محکمہ صدر مین بہیجا جاے
سمت ۱۹ کے شروع مین بغرض حسن انتظام پولیس شہرون اور قصبون مین
کوچہ بندی کا حکم ہوا اور مقدمات زنا کی تحقیق اور تجویز کے واسطے ایک دستور العمل
جاری ہوا جسکی رو سے بغیر ثبوت کامل یعنی بغیر اسکے کہ ملزم حالت زنا مین
گرفتار ہون یا خود اقرار کرین یا کوئی اور ایسی ہی وجہ کامل پائیجاے سزا دینے
کی ممانعت ہوئی اور یہہ نامناسب رواج جو بہت عرصہ سے چلا آتا تہا کہ عورت
جسکا نام لیتی تہانہ دار اور کوتوال اُسیکو پکڑ لیتے بلکہ اُسکو دق کر کے اُسکے نئے
پرانے دوستون کے نام پوچہتے اور اکثر ایسا ہوتا تہا کہ شریر عورتین جس

کسی سے ذرا چشمک ہوتی اُسیکا نام لیدیتی تہین اور وہ فوراً گرفتار کرلیا جاتا
تہا اور بغیر اسکے کہ کوئی اور وجہ ثبوت پیش کیجائے صرف عورت کا کہدیناہی
کافی سمجہا جاتا تہا اور اُسکی رہائی جرمانہ دئیے بغیر ہرگز نہوتی تہی موقوف ہوا اور
یہہ ہدایت ہوئی کہ جب اِس جرم کا وقوع قریب کے رشتہ دارون یا ایسے لوگون
مین جنکا گوت ایک ہو ہوا ہو یا مرد نیچ یعنی نہایت ذلیل قوم (مثلاً چوڑہے
چمار) کا ہو کر کسی اُونچی ذات کی عورت سے اُسکی رضامندی سے زنا کا
مرتکب ہو تو مرد کی کُل اور عورت کی نصف جائیداد (جسکو سنسکرت مین استری
دہن کہتے ہین) جرمانہ مین لیجائے اور اگر مرد مفلس محض ہو تو ایک برس
کی قید کے بعد تشہیر کرکے نکالدیا جاوے اور اگر زنا بالجبر ہوا ہو تو اثاث البیت کی ضبطی
کے سوا مجرم چہہ مہینے تک قید رکہا جائے اور اگر جبر کے باعث سے عورت
مرجائے تو مجرم کو جرم قتل کی سزا دیجائے اور اگر جرم کا وقوع کسی ایسی عورت
کے ساتہہ ہوا ہو جسمین مذکورہ بالا شرائط پائی جائین اور ارتکاب بجبر ہوا ہو
تو مجرم کی آدہی جائیداد جرمانہ مین لیجائے اور مفلسی کی حالت مین چہہ مہینے
کیواسطے قید کیا جائے - اور رہائی کے وقت اُس سے لکہوالیا جائے کہ
دوبارہ ارتکاب جرم کی حالت مین کل جائیداد ضبط ہو کر شہر سے نکالدیا جائیگا

اور اگر جرم برضامندی واقع ہوا ہو تو دونون سے حسب حیثیت جرمانہ لیا جائے -

واضح ہو کہ ایسے مقدمات مین مالدار لوگون سے پانچ پانچ اور کبہی دس دس ہزار روپیہ تک ہی جرمانہ لیا جاتا تہا اور جب کبہی کوئی ایسا مقدمہ ہاتہہ آجاتا تہا تو حاکم اُسکو اپنے رسوخ کا باعث سمجہتا تہا حالانکہ ایک اور ایسے ہی مقدمہ مین پانچ یا دس روپیہ پر ہی قناعت کیجاتی تہی اور عورت سے تو ہمیشہ ایسی رعایت برتی جاتی تہی - اس قانون کے رو سے اس جرم کے واسطہ دار اور دلال اصل مجرم سے چوتہائی سزا کے مستحق تہے اور اسقاط حمل کے باب مین یہہ حکم تہا کہ اگر ایسے وقت کیا یا کرایا گیا ہو جبکہ جنین مین جان پڑ چکی ہو تو مجرم کا کل اثاث البیت ضبط کیا جاکر جلاوطن کیا جائے اور اگر اس سے پہلے ہوا ہو تو حیثیت کے موافق جرمانہ لیا جائے -

اب پہر عدالتی کا عہدہ قایم ہوا اور کچہہ عرصہ کے بعد اُسکا ایک نایب مقرر ہوا اور بدستور سابق ایک سررشتہ دار مقرر کیا گیا جو مہاراج کی منشیی بہی کرتا تہا مگر عدالتی اور اُسکے نائب کے اختیارات کی کچہہ تصریح نہین کی گئی اسوقت کچہری بحیثیت ڈبنگ سے ہوتی تہی - عدالتی صاحب علی الصباح کچہری مین

آتے تھے اور بارہ ۱۲ بجے تک بیٹھے رہتے تھے اور پھر دو بجے سے
اکثر تین چار گھڑی رات گذرتے تک کچہری کرتے تھے مگر مجھکو خوب یاد ہے
(کیونکہ مین سررشتہ دار تھا) کہ مقدمہ ایک ہی آدہ طے ہوتا تھا اور یہہ تمام وقت
دوستانہ ملاقاتون اور بات چیت اور ایسے ہی اور امور مین صرف ہو جاتا تھا
اور کچہری مین اسقدر ہجوم اور بے ترتیبی رہتی تھی کہ اکثر اوقات عدالتی صاحب
کی مسند کے قریب بھی بہت ہی کم جگہہ خالی رہتی تھی اور اسیر کیا منحصر ہے دیوان
اور بخشی کی کچہری کا بھی یہی حال تہا اور کوئی معاملہ طے ہو یا نہو مگر جو عہدہ دار
بہت دیر تک کچہری مین بیٹھتا وہی اپنے کو بڑا کارگذار سمجھتا تھا۔

خیر یہہ جملہ تو معترضہ تھا اب اصل مطلب سنئیے کہ خون بہا کی بابت جو یہہ رواج
چلا آتا تھا کہ ڈہائی سو روپیہ نقد یا قاتل کے کھیتی کرنے کی زمین یا اسکے خاندان
سے کوئی ناطہ مقتول کے وارثون کو دلایا جاتا تھا اور شبہ تھا کہ یہہ سب معاوضے
بالاشتمال بھی دلائے جا سکتے ہین یا نہین۔ سمت ۱۹ مین ایک ضلع کے نائب عدالت
کی تحریک سے اسکی تصریح کی گئی اور لکھا گیا کہ یہہ تینون معاوضے مجموعتاً نہین دلائے
جا سکتے بلکہ انمین سے صرف ایک جسپر مدعی رضامند ہو دلایا جائے۔

خون بہا کا یہہ طریقہ معلوم نہین کہ اس ملک مین کب سے جاری ہوا لیکن قوی

گمان ہوتا ہے کہ اُس تاریک اور پُرآشوب زمانہ مین جبکہ سلطنت مغلیہ کا
زوال شروع ہوا اور بیرونی حملون اور ملک کے اندرونی فتنہ و فساد اور حاکمون
کے جلد جلد انقلاب اور کمزوری کے باعث سے عدالت کے قاعدے اور قانون
برباد ہو گئے اور لوگون کی طبیعتون مین ایک خطرناک آزادی پیدا ہو گئی اور
زمین وغیرہ کے ذرا ذرا سے جھگڑون پر خون خرابے ہونے لگے
اور عداوت اور انتقام کے جوش سے قتل اور خون ریزی کی وارداتون
کو ترقی ہوئی اوّل اوّل سمجھدار اور دور اندیش لوگون کی پنچایت کے ذریعہ سے
اسکا ایجاد ہوا ہوگا اور پھر رفتہ رفتہ اہل حکومت نے بھی اسکو پسند اور اختیار
کر لیا جو اگرچہ شایستہ اور پُرامن زمانہ کے مناسب حال نہین سمجھا جا سکتا خصوصاً
جبکہ نقد خون بہا کی قلت مقدار پر خیال کیا جائے مگر ایسے وقت مین جیسا کہ
گذشتہ صدی مین اِس ملک مین تھا دشمنی اور انتقام کے خیالات کے مٹانے اور
صلح اور محبت کے وسایل کو تقویت دینے کے لئے بے شبہہ مفید تھا۔ [1]

---

[1] افسوس ہے کہ ملک راجپوتانہ مین ابتک بھی اُس پُرآشوب و تاریک زمانہ کا نمونہ باقی ہے اور
اکثر حالتون مین انسان کی جان بہت کم قیمت سمجھی جاتی ہے چنانچہ دستور العمل پنچایت وکلا
جو کرنل جان بروک صاحب ایجنٹ گورنر جنرل کے عہد مین تجویز ہو کر چھاپا گیا اسکے بہتروین فقرہ
مین لکھا ہے کہ جب گرفتار کرنا اصل مرتکب واردات سنگین کا ناممکن ہو تو خون بہا اتنا دلا سکتے

سمت مذکورہ بالا کے خاتمہ کے قریب عرضہ کے مقدمات کیواسطے نمبر شمار ۱۶

حد سماعت مقرر ہوا اور تہانون اور نائب عدالتون کی کچہری مین بدمعاشون کے

نام کی کتاب رکہنے اور مقدمہ کی تجویز کے وقت اُسپر لحاظ کئے جانیکا حکم ہوا اور چونکہ

اکثر حکام لوگون سے مچلکہ لکہانے مین مچلکہ لکہنے والے اور مقدمہ کی حیثیت

کا لحاظ نکرتے تہے اور اس سبب سے تعمیل مین بڑی دقت پڑتی تہی اسلئے اسکی

قطعی ممانعت ہوئی اور ایک یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ جس مقدمہ مین ہندو مذہب کا

لگاؤ ہو اسکی مثل محکمہ صدر مین بہیجا جایا کرے اور عدالت موصوف پنڈت صاحب

سے جو ہمیشہ اس کام کیواسطے مقرر رہتے ہین اُسمین بیوستہ (فتویٰ) لیکر تعمیل

کے واسطے واپس بہیجدیا کرے۔ ۵۳

ہین کہ جتنا نقصان مریض سے اُس شخص کے اُسکے متعلقون کا ہوا ہو اور سب سے کم درجہ آدمی کے لئے ڈیڑہ سو روپیہ کم ہے کم ہونا چاہیئے۔

۵۲ مچلکہ اقرارنامہ کیطرح کا ایک کاغذ ہوتا تہا جو ملزم سے تحقیقات الزام کی حالت مین لکہایا جاتا تہا اور اُسمین یہہ شرط کے بابت درج ہوتی تہی کہ ثبوت جرم کی حالت مین مقر اسقدر روپیہ ادا کریگا اور اسکو ایک عمدہ ذریعہ ملزم کے دہمکانے اور اصل حال کے کہلجانیکا سمجہا جاتا تہا۔ مولف ۱۲

۵۳ یہہ قاعدہ ابتک ہی جاری ہے اور بیوستہ کے احکام ناطق سمجہے جاتے ہین لیکن عدالت شروع ہی سے اس بات کی ذمہ دار رہی ہے کہ اگر بیوستہ خلاف مقتضای وقت ہو تو اُسکو جاری نکرے اور پنڈت صاحب کو ہدایت کرے کہ کوئی اور ایسی سزا تجویز کرین جو عدالت کے رواج اور عام قوانین کے مخالف نہو اور چونکہ

اسکے بعد قریب دو سال تک کوئی نیا ضابطہ جاری نہین ہوا جسکا بڑا سبب کلکتہ کا طول طویل سفر اور ایسے ہی اسباب تھے لیکن سمت ۱۹۱۳ کے وسط مین مہاراج نے اپنے سوتیلے بہائی کنور دیپ سنگھ صاحب بہادر کو اس صیغہ کا حاکم اعلیٰ مقرر فرمایا جو شخصی حکومت کے اصول کے لحاظ سے اکثر تجربہ کار لوگون کے نزدیک خلاف مصلحت تہا اور چونکہ وہ صرف تہوڑا سا لکہے پڑہے تہے اور کسی ملکی کام کے کرنیکی مہارت بہی نتھی اسلئے حکم ہوا کہ عدالتی اور ایک دو اور پرانے اہلکار مقدمات کی تحقیق اور تجویز مین انکو مدد دیا کرین - اور جیلخانہ کے انتظام اور اصلاح کارروائی کے باب مین مفصلہ ذیل قواعد جاری ہوئے -

اوّل یہہ کہ جیلخانہ مین ایک ایسی کتاب مرتب ہے جسمین قیدیونکی قید اور رہائی کی تاریخ وغیرہ درج ہوا ور جب کسی شخص کی میعاد ختم ہو وارد غہ بیڑی کاٹ کر رپورٹ کے ذریعہ سے اُسکو عدالت مین رہائی کیواسطے بہیجے

دہرم شاستر کی رو سے راجہ کو ایسے روپیہ کا جو مذہبی مقدمات مین بطور ڈنڈ (جرمانہ) لیا جاوے اپنے خزانہ مین داخل کرنا مکروہ ہے اسلئے جو روپیہ اس قسم کے مقدمات مین آتا ہے بطور امانت علٰحدہ رکہا جاتا ہے اور جب ایک معقول مقدار جمع ہو جاتی ہے تو کسی خیراتی کام مین لگا دیا جاتا ہے - ۱۲ - مؤلف

اور اگر اُس سے کسی قسم کے ضمانت کے لئے جانیکا حکم ہو تو اُسکا ذکر بہی کوٹ

مین لکہدے۔

دوسرے یہہ کہ صبح شام قیدیونکی گنتی لیجاے اور خلاف قواعد محبس کوئی

چیز اُنکے پاس رہنے نپاے اور روزمرہ عدالت مین مفصل حال سے تحریری

اطلاع دیجاے۔

تیسرے۔ صفائی کا بخوبی اہتمام کیا جاے اور ایسا بندوبست کیا جاے

کہ جیلخانہ مین کسی قسم کی عفونت پہیلنے نپاے۔

چوتھے۔ قتل عمد اور ڈکیتی وغیرہ جرایم سنگین کے مجرم علحدہ علحدہ مکانونمین

رکہے جائین اور بلاضرورت باہر آنے نپائین لیکن اس بات کی احتیاط کیجاے

کہ مکان کے ناقابل ہونیکی وجہ سے موسم کی شدت سے تکلیف نہو۔

پانچوین۔ عورتین مردون سے علحدہ رہین اور اُسکے سوا جسنے خون

کیا ہو کسی عورت کے بیڑی نہ ڈالی جاے۔

چھٹے بقدر ضرورت حفاظت کیواسطے سپاہی مقرر کئے جائین اور اُنکے

رہنے کیواسطے جیلخانہ سے باہر مکان بنایا جاے اور اُنکے سلاحات صفائی

اور ترتیب کے ساتہہ رکہے جائین اور کسیقدر جنگی کارتوس بہی اُنکے پاس رہین

اور وہ مسلح ہو کر پہرہ دیا کرین اور اُنکو قطعاً قیدیون سے ربط و التیام پیدا کرنیکی ممانعت بتاکید ہووے۔

ساتوین داروغہ ہر روز قیدیونکی زنجیرین بچشم خود دیکھا کرے اور رات کو بیڑی کے علاوہ بیل[1] بھی ڈالی جاوے اور جیلخانہ کا پھاٹک سر شام بند کیا جاوے مگر پہر رات گذرنے تک آمد و رفت کیواسطے کھڑکی کھلی رہے اور قیدیون سے مشقت مقررہ کے سوا اور کچھہ کام نہ لیا جاوے اور کوئی قیدی مشقت سے معاف نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی قیدی مشقت کرنیسے بسبب کسی امر خاص کے مجبوری ظاہر کرے تو بعد منظوری حاکم عدالت دو آنے یومیہ اُس سے مشقت کی عوض لیا جائے۔

آٹھوین علاج کیواسطے طبیب اور جرّاح مقرر کئے جائین اور دوا سرکار سے دیجائے اور طبیب اگر ضرورت سمجھے تو عدالت کی منظوری کے بعد بیمار کی بیڑی نکلوا دے اور سونیکے لئے چارپای دیجائے اور بندوبست

---

[1] بیل لوہے کی ایک ایسی زنجیر کو کہتے ہین جو احتیاطاً رات کیوقت قیدیون کے ایک ایک پاون مین ایک سرے سے دوسرے سرے تک ڈالدی جاتی ہے اور اسکے دونو طرف قفل لگا دیا جاتا ہے یہہ بندوبست خرابی طرز مکان کے باعث سے تہا اور اتبک بہی قایم ہے جو آیندہ قابل اصلاح ہے ۔۱۲ مولف

قیدی اُسکی خدمت کیواسطے مقرر کیئے جائیں۔

نوین قیدیون سے چہ گہنٹے مشقت لیجائے اور نواڑ۔ شطرنجی۔ کمبل اور قالین وغیرہ بنانا سکہایا جاے۔ اور ہر ایک قیدی سے وہ مشقت کرائیجائے جو اُسکی طاقت جسمانی کے موافق ہو۔

دسوین قیدیون کا کہانا ایک علحدہ مکان مین خود قیدی ہی تیار کرین مگر وہ ایسی قوم کے ہونے چاہئین جنکے ہاتہہ کا پکّا ہوا کہانا ازروے مذہب ہر کوئی کہا سکے اور اجازت ہوئی کہ اگر کوئی اپنا کہانا آپ تیار کرنا چاہے تو تیار کرے۔

گیارہوین۔ میعادی اور زیر تجویز قیدی علحدہ علحدہ رہین اور جب کوئی نیا قیدی جیلخانہ مین آئے جیلخانہ کے پہاٹک پر داروغہ کے سامنے اُسکی تلاشی لیجائے اور جو کچہہ اُسکے پاس سے برآمد ہو بذریعہ رپوٹ عدالت مین بہیجدیا جائے۔

بارہوین۔ نئی قیدی تین سیر خام آٹا اور دال اور نمک بقدر ضرورت کہانیکو دیا جائے اور یہہ سب چیزین اچھی اور صاف اور وزن مین پوری ہون اور احتیاط کیجائے کہ کوئی شخص اُسمین بیجا تصرف نکر سکے اور اسبات

کی ممانعت ہوئی کہ قیدی اپنی معمولی خوراک اپنی مرضی سے کسی اور چیز کے ساتھ بدل لیویں یا اپنے گھر سے بغیر حکم عدالت کے کوئی کھانیکی چیز منگوائین۔

تیرہوین۔ بیڑیان ہمیشہ صاف رکھی جائین اور اُنکا وزن عموماً ایک سیر پختہ سے زیادہ نہو مگر جو قیدی شریر یا مقدمہ سنگین کا مجرم ہو یا اُسکے فرار کا احتمال ہو یا کوئی اور ضرورت خاص ہو تو اُسکی بیڑی بھاری کیجانی جایز ہوگی

چودہوین حاکم عدالت ہر ہفتہ جیلخانہ مین جاکر ہر ایک قیدی کی حالت کو بچشم غور دیکھا کرے اور اگر کسی قیدی کیطرف سے فرار یا فساد کا شبہ ہو تو داروغہ فوراً عدالت مین رپوٹ کیا کرے اور وہ فوراً اور قیدیون سے علحدہ کیا جائے۔

پندرہوین۔ جمعہ کے دن غسل اور حجامت اور کپڑے دہونیکے لئے چھٹی دیجائے اور یہ سب کام قیدی خود کرین۔

اس دستور العمل کے اجرا سے پہلے جیلخانہ کا انتظام نہایت خراب تھا اور قیدیون کی خوراک اور پوشاک کا انتظام سرکار سے بجز اسکے کچھ نتھا کہ خیرات کے صیغہ سے سوا پانچ من خام آٹے کی روٹیان ٹوکریون مین رکھکر روزمرہ جیلخانہ

پہنچائی جاتی تہین اور سردی کے موسم مین چند لحاف ملجاتے تہے جنکو
داروغہ اپنی مرضی سے قیدیون کو تقسیم کردیتا تہا دوا علاج کا بہی کچہہ معقول بندوبست
نتہا مگر خاص خاص قیدیون کیواسطے داروغہ کی مہربانی سے سرکار کے دواخانہ
سے دوا ملجاتی تہی - بیڑیونکی یہہ کیفیت تہی کہ اکثر ڈنڈے دار اور بہت بہاری
ہوتی تہین اور داروغہ جس قیدی سے ذرا ناراض ہوجاتا یا واقعی وہ شریر
ہوتا تو بیڑی کے علاوہ قریب گز بہر کا لوہے کا ایک بہاری ڈنڈا بہی ڈالدیا جاتا
تہا جسکے سبب سے قیدی کی ٹانگین اکٹہی ہونی محال تہین اور چلنے پہرنے مین
نہایت تکلیف ہوتی تہی - قیدیون کو داروغہ اور سپاہیون کی خدمتگاری
کرنی پڑتی تہی اور ذرا ذرا سے قصور پر خوب پٹتے تہے اور یہہ ایک عجیب
دستور رایج تہا کہ جب کوئی قیدی چہوٹتا تو اُسکو سپاہیون کو کسیقدر پیسے
قید رہنے کے دنون کے حساب سے دینے پڑتے تہے جو اکثر بان بٹ کر
اور اُسکو بیچکر اسی دن کیواسطے قیدی اپنے پاس جمع رکہتے تہے اور اگر
اُسکے پاس کچہہ دینے کو نہوتا تو کوئی تانبے یا پیتل کا لوٹا وغیرہ چہوٹا بڑا برتن
جو اُسکے پاس ہوتا یا کوئی نیا کپڑا جو اُسنے اپنی کمائی سے بنایا یا اُسکے وارثون
نے پہنچایا ہوتا وہ لے لیتے تہے مگر اس سبب سے کہ قیدی بہی تہوڑی ہی

ہوتے تھے (کیونکہ اکثر جرمانہ ہی کی سزا دیجاتی تہی) اور اسکی ممانعت تھی
کہ انکا کوی وارث یا دوست انکے لیئے کہانا پہنچاوے اور بعض قیدی جنسے
داروغہ کو کسی قسم کی رعایت ہوتی داروغہ کی اجازت سے جیلخانہ کی سپاہی
کے ساتہہ جا کر دونون وقت اپنے گہر پر کہانا کہا آتے تہے۔ قیدیون کو
خوراک کی طرف سے کچھہ زیادہ دقت ہوتی تھی۔

اب اگرچہ انمین سے اکثر خرابیون کا علاج ہو گیا مگر جیلخانہ کا مکان ایسا تنگ
اور ناقابل تہا کہ اُسکے باعث سے اس دستورالعمل کے اکثر احکام کی تعمیل قریب
ناممکن کے تہی اور چونکہ برخلاف رواج سابق اب قید کی سزا زیادہ دیجاتی تہی اس
سبب سے اور بہی دقت تہی۔ چنانچہ مجکو یاد ہے (کیونکہ اس سے تہوڑے ہی
دنون بعد مین نایب عدالت کے عہدہ سے ترقی پا کر عدالتی کے عہدہ پر مقرر
ہو گیا تہا) کہ مجبوراً مجکو ایسی تدبیرین کرنی پڑتی تہین کہ جنسے قیدیونکا ہجوم کم ہو
اور جبتک ایک وسیع مکان تجویز نہوا یہہ دقت بدستور قایم رہی۔

سمت مذکورہ بالا کے اخیر مین مقدمات قرضہ کی سماعت کیواسطے نو برس کی
میعاد مقرر ہوئی اور تہانہ دارون کو پچاس روپیہ اور نایب عدالتون کو ایکہزار
روپیہ تک کے مقدمات کی سماعت کا اختیار دیا گیا اور اس سے زیادہ مقدار

کے مقدمات کیواسطے حکم ہوا کہ عدالتی کے محکمہ مین رجوع کئے جائین اور
فیصدی دس روپیہ جو رقم وصولی پر مدعی سے نقد لیا جاتا تہا موقوف ہوکر
اراضیات زرعی اور اُنکے متعلق حقوق کے مقدمات کے سوا (کیونکہ اسکے
واسطے کوی تجویز نہین ہوی تہی) تمام مقدمات دیوانی کے واسطے بشرح
ذیل فیس لیئے جانیکا حکم ہوا یعنی سولہ روپیہ تک آٹھہ آنے۔ بتیس تک ایکروپیہ
۔ چونسٹھہ تک دو روپیہ۔ ڈیڑہ سو تک چار روپیہ اور اسی حساب سے لاکہہ روپیہ
تک سات سو روپیہ اور ایک لاکہہ سے اوپر عموماً ایکہزار اور فوجداری اور دیوانی
کے متفرق عرائض کے سوا جنپر فی قطعہ چار آنے بطور فیس مقرر ہوے۔ فوجداری
مقدمہ کی ابتدائی عرضی۔ مختارنامہ۔ رہن نامہ۔ ضمانت نامہ۔ اقرار نامہ۔
قبولیت نامہ۔ بیعنامہ۔ راضی نامہ وغیرہ آٹھہ آنے کی قیمت کے کاغذ[۵۱] پر لکہے جانیکا

---

۵۱ یہہ کاغذ جو بطور فیس عدالت کے مقرر کیا گیا تہا مستطیل شکل کا ایک فٹ لمبا اور چہہ انچ چوڑا تہا جسکی پیشانی
پر ترتیب تین انچہہ کے سفید چوکریان کی شکل کی چھوٹی سی مہر لگادی جاتی تہی جسکے متن
مین بخط فارسی یا درحاشیہ مین بخط گورمکہی لفظ (سری اکال سہاے) اور سمت بکرماجیتی کندہ
تہے اور اسکے نیچے جلی قلم سے شرح قیمت لکہی جاتی تہی اور ٹہیک مہر کی پشت پر کاغذ کی دوسری
طرف قیمت کی رقم حسابی تحریر ہوتی تہی اور جسطرف مہر لگائی جاتی تہی مہر سے بائین طرف گوشہ پر سات
کا نمبر شمار فارسی ہندسو مین لکہا جاتا تہا اور پشت کاغذ کے ایک گوشہ پر داہنی طرف صفحہ کے خاتمہ

حکم ہوا اور مقدمات دیوانی کے متعلق لوگون کی طلبی جو پولیس کی معرفت ہوتی تہی
موقوف ہوئی اور مذکوریون کی معرفت اُنکے طلب کئے جانیکا حکم ہوا جنکو شخص مطلوب
کی جائے قیام کی مسافت کے لحاظ سے فی کوس ایک آنہ دیا جاتا تہا اور مقدمہ کے
خرچہ مین محسوب ہوکر شخص مغلوب سے فریق ثانی کو دلایا جاتا تہا لیکن سمبت ۱۹۱۴ کے شروع
مین یہہ قاعدہ ترمیم ہوگیا اور مذکوری کو دو آنے یومیہ دیا جاکر باقی زرِ طلبانہ کے سرکار
مین جمع کرنیکا حکم ہوا۔ خرچہ کا قاعدہ جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ آئے ہین منسوخ ہوا اور
مقدمہ دیوانی کے دوران کی حالت مین مدعا علیہ کو قید کرنیکی ممانعت ہوئی
اور ہدایت ہوئی کہ روپوشی کے احتمال کی حالت مین ضمانت لیجایا کرے اور
مستغیثونکی عام عرائض کیواسطے محل کے دروازہ کے آگے ایک مقفل صندوقچہ
رکہا جانے لگا جو مہاراج کے روبرو کہولا جاتا تہا اور سب کاغذات کو وہ خود
ملاحظہ فرماتے تہے جس سے ابتدا مین اگرچہ کسیقدر فایدہ ہوا لیکن اخیر مین
لوگون نے اُسکو غمازی اور جہوٹ اور اپنے دشمنون کی ہجو حقارت لکہکر اپنے

کے قریب فروخت کا نمبر اور یہہ عبارت (یہہ کاغذ قیمتی فلان تہا کا فلان شخص ولد فلان کے
پاس تاریخ فلان ماہ فلان مین فروخت کیا دستخط فروشندہ) لکہی جاتی تہی۔ لیکن اب قریب دو
سال سے اسکی ساخت مین یہہ ترمیم ہوگئی ہے کہ جو عہدہ دار اس کام پر مقرر ہے وہ مہر
کے پاس اپنا نام ہی لکہدیتا ہے۔ ۱۲ مولف

دل کی بہڑاس نکالنے کا ذریعہ بنالیا اور اس سے چند روز بعد محکمہ صدر کا کام تقسیم ہوکر فوجداری اور دیوانی کے دو حاکم علیحدہ علیحدہ مقرر کیئے گئے جو کوتوال پٹیالہ (جسکو نایب عدالتون کے برابر اختیار تہا) اور نایب عدالتون کے فیصلون کے اپیل سنتے اور اُن مقدمات کی سماعت اور تجویز کرتے تہے جنکی تصفیہ کا حکام ماتحت کو اختیار نہ تہا - اب چونکہ اس برس کا مشہور و معروف غدر ایسا نتہا کہ اُسکے انتظام کو چہوڑکر اور طرف توجہ کیجاتی اسلئے اس سال کے خاتمہ تک اور کسی قسم کا تغیر تبدل اس صیغہ مین نہین ہوا مگر اگلے برس فوجداری کے دفترون کی ترتیب کیواسطے مشرح قواعد جاری ہوے اور یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ دیوانی کے ابتدائی محکمہ مین جسقدر قیمت کا اشٹامپ استعمال کیا جائے اُس سے نصف قیمت کے کاغذ پر اپیل کیا جائے اور جب کوی سنگین مقدمہ عدالت صدر مین تجویز کے واسطے بہیجا جاے تو مثل کے ساتہہ نقشہ کے طور پر ایک ایسا کاغذ بہیجا جائے جسمین مقدمہ کا نمبر اور مدعی اور مدعا علیہ کا نام مع کوایف ضروری اور خلاصہ جرم اور تاریخ وقوع واردات اور مدعا علیہ کی گرفتاری کی تاریخ اور دلایل ثبوت جرم اور مدعا علیہ کی صفائی کے گواہون کے نام اور تحقیقات کا خلاصہ درج ہو -

سمت ۱۹۱۶ کی پہلی تاریخ کو قوانین تعزیرات کا ایک مجموعہ مرتب ہوکر جاری ہوا

جسکی رو سے قتل[۱] عمد یعنی کوئی ایسا فعل کرنا جو عادتاً انسان کی موت کا باعث ہو یا بظن غالب اُس سے کسیکے مرجانیکا احتمال ہو اور اُسکے اثر سے کسیکا مر جانا - قتل[۲] کے ارادہ سے زخمی کرنا - قتل[۳] شبہ عمد یعنی کسی شخص کے جان سے مار ڈالنے کی نیّت سے کوئی ایسا فعل کرنا جس سے غالباً انسان ہلاک نہوتا ہو اور اُس سے کسیکا مر جانا - ڈکیتی[۴] یعنی ایک یا چند شخصون کا عام اس سے کہ مسلح ہون یا غیر مسلح دنکو یا رات کو خشکی یا تری مین کسی شخص یا اشخاص کے لوٹنے کے ارادہ سے چڑھ آنا جسمین کسی مجرم کی گرفتاری کے وقت پولیس کا مقابلہ کرنا بھی داخل ہے - رہزنی[۵] یعنی کسیکو رستہ چلتے لوٹ لینا - نقب[۶] زنی یعنی دیوار یا چھت یا خیمہ یا چھپر چیر کر یا قفل توڑ کر یا کواڑ اُتار کر یا چھپر کا ایک گوشہ اُٹھا کر دن کو یا رات کو بارادہ فاسد کسیکے گھر مین داخل ہونا - چوری[۷] بلا نقب - چوری[۸] بذریعہ کہلانے زہر یا اشیا ہوش رُبا کے - چوری[۹] مویشی یعنی پالتو چار پائے جانورون کی - چوری[۱۰] اطفال کی بغرض بردہ فروشی یا کسی ارادہ فاسد کے - انسان[۱۱] کا خریدنا یا بیچنا - لینا[۱۲] یا خریدنا کسی مسروقہ یا مغروقہ شے کا - ٹھگی[۱۳] یعنی مال حاصل کرنیکی غرض سے حیلتاً دیدہ و دانستہ کوئی ایسا فعل کرنا جس سے انسان مر سکتا ہو - خانہ[۱۴] جنگی یعنی زد و ضرب و فساد باہمی جو واسطے مطالبہ

یا بچاؤ کسی مال یا حقیت کے یا کسی اور وجہ سے فریقین کیجانب سے واقع ہو عام اس سے کہ پہلے سے تیاری کی گئی ہو یا یکایک ظہور مین آئے۔ دنگہ[15] و زد و کوب خفیف۔ گاؤکشی[16] آتش زنی[17]۔ جعلسازی[18] یعنی فریب سے کسی کی مہر یا دستخط یا کسی نوشتہ کا کسیکی ایذا یا نقصان کی غرض سے بنالینا یا ایسے کاغذ کو دیدہ و دانستہ جاری یا بطور دستاویز صحیح کے مشتہر یا فریباً اثر پذیر کرنا۔ بنانا[19] یا چلانا جعلی سکّہ کا۔ دروغ حلفی یا ترغیب دروغ حلفی یعنی حلف اٹھاکر یا زبانی اقرار ایمانی کر کر دیدہ و دانستہ کوئی جھوٹی بات کسی مقدمہ کی تحقیقات کے متعلق کسی حاکم با اختیار کے روبرو بیان کرنا یا کروانا۔ زنا بالجبر یعنی کسی نامحرم عورت کو بجبر قابو مین لاکر یا بیہوش یا ہلاکت یا ضرر رسانی کی دہمکی سے رضامند کر کر یا جبکہ اسکی رضامندی اسکی غلطی فہم کے سبب سے حاصل ہوئی ہو یا جبکہ اسکی عمر نو برس سے کم ہو اُس سے قربت یا قصد قربت کرنا۔ مباشرت بامحرمات[22] یعنی ایسی عورت سے قربت کرنا جس سے مذہب کی رو سے عقد جایز نہو۔ عورت[23] کو ترغیب دیکر بہگا لیجانا۔ اسقاط حمل[24]۔ کسی نیّت[25] فاسد سے اشیائے مفسد یا مہلک کہلانا۔ کسیکو مجروح[26] یا عضو سے معذور یا قطع عضو کرنا خواہ شخص متضرر کی رضامندی ہی سے کیون نہوا ہو۔ جادو[27] کرنا۔ کسیکو[28] خودکشی مین مدد دینا یا اُسکو اس فعل سے

نرد کنا یا قبل از وقوع پولیس مین اطلاع ندینا مثلاً ستی ہونے مین مدد کرنا وغیرہ - اطفال تازہ متولد شدہ کو ہلاکت کی نیت سے راہ گہاٹ مین پہینکدینا - جبراً اقبال جرم کروانا - تغلب مال سرکار - رشوت ستانی یعنی کسی اہل مقدمہ یا صاحب غرض سے نقد یا کچھہ مال صراحتاً یا حیلتاً ناجایز طور پر حاصل کرنا جسمین دوران مقدمہ کی حالت مین قرض لینا یا کسی چیز کا بازار کی قیمت سے کم شرح پر خریدنا بہی داخل ہے - اختلاط خلاف وضع فطری یعنی برخلاف اُس طریقہ کے جواز روے فطرت مرد او عورت کیواسطے وضع کیا گیا ہے حظ شہوانی حاصل کرنا عام اس سے کہ برضامندی ہو یا بلا رضامندی جسمین بہایم کا شہوت کے ساتہہ چہونا بہی داخل ہے شراب پینا - مقامات مستثنے عن الممانعت مین بلا اجازت سرکار شراب نکالنا او بیچنا - زنا جبکہ بلا جبر اور ایسی عورت و مرد کے باہم واقع ہو جنکا از روے مذہب عقد ہو سکتا ہو - بدمعاشی یعنی بدوضعی کے طور پر آوارہ پہرنا اور اپنی معاش کی نسبت عدالت کا اطمینان نکراسکنا - امانت مین خیانت کرنا - کسی جرم کے ارتکاب کی تہمت لگانا - ازالہ حیثیت عرفی یعنی کسیکی نسبت کسی ایسی بات کے باور کرانیمین تلفظ یا اشارے یا علامات مرئی کے ذریعہ سے کوشش کرنا جسکو ملزم جانتا ہو کہ اُسکا تقییز

کیا جانا اُس شخص کی حیثیت عرفی مین خلل آنیکا باعث ہوگا۔ قصداً اخفائے جرائم مین[41]

مشورت[42] اور سازش مفسدانہ۔ اہانت[43] و تحقیر عدالت یعنی اجلاس کے وقت

حاکم کے روبرو برملا ایسے الفاظ زبان پر لانا یا ایسی حرکات کرنا جو دادرسی مین

مخل یا حاکم کی اہانت کے باعث ہون۔ نوکرون[44] یا کاریگرون کا عہد شکنی کرنا

کسیکی[45] جایداد یا مال کو نقصان پہنچانا۔ دہرنا دینا[46] [51]۔ ناجایز طور پر[47] قید کرنا۔ ملازم سرکار[48]

کا عدول حکمی کرنا۔ پانی[49] کا بندہ توڑ ڈالنا۔ حوالات[50] یا جیلخانہ سے بہاگنا یا اُسمین

---

[51] منوسمرتی کے آٹھوین باب کے ۴۸۔ ۴۹۔ اور پچاسوین اشلوک کی رو سے قرضخواہ مجاز ہے کہ عدالت مین نالش کرنیسے پہلے جسطرح ممکن ہو قرضدار سے اپنا قرض وصول کرلے اور ایک حد کے اندر قرضدار پر جبر بہی کرسکتا ہے چنانچہ الفنسٹن صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف نے جب اپنی کتاب لکہی تہی اُسوقت تک بہی بعض ہندو ریاستون مین زور شور سے یہہ رسم جاری تہی کہ قرضخواہ اپنے قرضدار کو اکثر اپنے گہر مین قید کرتے بلکہ ایک عرصہ تک اسکو بہوکا مارتے اور دہوپ مین کہڑا کرتے تہے تاکہ وہ مجبور ہوکر اُنکا روپیہ دیدے اگرچہ یہہ بات تو یہان نہتی لیکن اتنا ضرور تہا کہ لوگ اپنے قرضدارون کے دروازہ پر کسی برہمن کو بطور پہرہ کے بٹہا دیتے تہے جو کہانا پینا چہوڑکر صاحب خانہ کو نہایت دق کرتا اور اپنے بہوکا رہنے کے پاپ سے ڈراتا تہا اور اُنکے سوا اکثر شریر برہمن اور سوڈہی اور ہندو فقیر بہی اس خیال سے کہ مذہب کے لحاظ سے کوئی اُنکو کچہہ نہ کہسکیگا اپنے جایز ناجایز مطالب کے حصول کے واسطے لوگون کو دق کیا کرتے تہے اور ایک قسم کے بدمعاش مسلمان فقیر جو چہُری مار یا گُرزمار کہلاتے تہے دوکانون کے آگے بیٹہکر اپنے جسم پر اُسترے وغیرہ لوہے کے اوزارون سے ہلکے ہلکے زخم لگاکر اور خون

مدد کرنا - تحقیقات[۵۵] الزام کے خوف سے روپوش ہونا - خلاف[۵۶] قانون سلاحات یا اسباب حرب کا پاس رکھنا یا بنانا - ایذارسانی[۵۷] کی غرض سے جھوٹی نالش کرنا - پولیس[۵۸] کو دیدہ و دانستہ جھوٹی خبر دینا - اپنے[۵۹] فائدہ یا کسیکے نقصان کیواسطے کچھ فریب کرنا - عملہ[۶۰] پولیس یا تحصیل کا خلاف قانون مویشی اپنے پاس رکھنا - قماربازی[۶۱] - دیدہ[۶۲] و دانستہ کسی بدمعاش شخص کو جگہہ دینا - دیدہ[۶۳] و دانستہ مجرمان مشتہرہ کو پناہ دینا - کسی[۶۴] سرکاری لباس یا نشان کا دہوکا دہی کی غرض سے پہننا یا استعمال مین لانا - قیدی[۶۵] کا مشقت کرنیسے انکار یا کسیطرحکی بدوضعی یا ہنگامہ پردازی یا اقدام فرار وغیرہ کا مرتکب ہونا - داروغہ[۶۶] یا کسی شخص متعینہ جیلخانہ کا قیدیون سے بدسلوکی کرنا - جورو[۶۷] بچون کو نان نفقہ نہ دینا - عملہ[۶۸] پولیس کا مراتب ماموره کی تعمیل مین غفلت کرنا - زمیندارون[۶۹] کا مراتب ماموره کی تعمیل مین غفلت کرنا - بے[۷۰] احتیاطی واجب التقصیر یعنی بواسطہ ارتکاب کسی فعل یا ترک ناجایز کے کسیکے جسم یا جایداد کو ضرر پہنچانا - امور[۷۱] ایذائے خاص و عام کی نسبت حکم کی تعمیل مین توقف کرنا - شرارتاً[۷۲] خلایق کی سنانے برہنہ پہرنا - مچلکہ[۷۳] کی شرط کی تعمیل نکرنا - کسیکے[۷۴] مذہب کی اہانت یا ذات سے خارج کرنیکے ارادہ سے کوئی فعل کرنا - سرکاری[۷۵] حراست سے کسی

نکالکر بیچارے حرمدل ہندؤن کو ڈرایا کرتے تھے جسکو دہرنا دینا کہتے تھے - ۱۲ مولف

شخص یا کسی شے کا جبراً چھوڑالینا۔ کسی باضابطہ حکم کی تعمیل مین تمرد کرنا۔ مفسدانہ طور پر
ہنگامہ پردازی۔ آلہ نقب زنی کا پاس رکھنا۔ بیگار پکڑنا۔ اقدام خودکشی۔ تخویف کے ذریعہ
سے کسی شخص سے کسی فعل کے ارتکاب یا ترک کا خلاف قانون طالب ہونا۔ کسی مال یا شے
مشترکہ مین بغیر اجازت اور رضامندی شرکا کے مداخلت کرنا یا اُسکے کسی جزو کو اپنے
تصرف مین لانا۔ باٹ یا پیمانون مین فریبانہ کمی بیشی کرنا۔ گواہی دینے سے انکار کرنا
۔ ناجائز طور پر گوشت بیچنا۔ سرکاری کاغذات کا خلاف قانون اپنے گھر مین رکھنا
۔ عورت کا بدرویہ اور بدچلن ہونا مستلزم سزا قرار پایا اور پھانسی۔ حبس دوام۔ قید تا چودہ
برس۔ جرمانہ۔ ضبطی جایداد۔ بید لگانا جلاوطنی۔ نوکری سے موقوفی اور فعل ضمانت
سزائین تجویز ہوئین۔ اور عدالت ضلع کو تین برس تک قید اور ایکہزار روپیہ تک جرمانہ
اور ایک برس تک کی فعل ضمانت اور عدالت صدر کو چودہ برس تک قید اور ایکہزار
روپیہ سے زیادہ جرمانہ (بشرطیکہ معقول اندازہ سے زیادہ نہو) اور تیس ضرب تک بید
اور ضبطی جایداد اور تین برس تک کی فعل ضمانت کے لینے کا اختیار دیا گیا اور
پھانسی اور حبس دوام اور جلاوطنی اور نوکری سے موقوفی کی سزا کیواسطے مہاراج
کی منظوری کی شرط قرار پائی اور ایسا قتل جو قاتل کے قصد یا فعل مین خطا واقع ہونیسے
وقوع مین آیا ہو بشرطیکہ ایسا قصد یا فعل قانون کے مخالف نہو اور ایک ایسا قتل جسکے

وقوع کا سبب مجرم نے بلا قصد ہلاکت کسی شخص کے مہیا کیا ہو اکثر حالتون مین ناقابل سزا یا خفیف قید یا جرمانہ کے لایق قرار پایا علی ہذا چوری یا ڈکیت یا رہزن کا ارتکاب جرم یا فرار یا مقابلہ کی حالت مین مارا جانا یا کسی شخص کا کسیکی زوجہ یا دیگر رشتہ دار عورت یا حرم کے ساتہہ زنا یا اُسکے پاس محفوظ جگہہ مین موجود ہونے کی حالت مین اُسکے شوہر یا رشتہ دار یا مالک یا والی یا غلام کے ہاتہہ سے یہا یا دونون کا قتل کیا جانا بشرطیکہ گرفتار کرلینے یا قابو مین لانیکے بعد قتل نکیا گیا ہو جایز ٹہرا۔ گاؤکشی کی سزا عموماً دہرم شاستر کی رو سے ہونی قرار پائی اور مقدمات خاص مین حبس دوام تک کی سزا کا دیا جانا جایز قرار پایا۔ عورت قیدا اور پہانسی کی سزا سے مستثنےٰ قرار پائی اور پہانسی کے عوض دائم الحبس کئے جانیکا حکم ہُوا۔ بردہ فروشی کی علت مین جبکہ مدعا علیہ اس جرم کا عادی ثابت ہو قید کے علاوہ مجرم کا جلاوطن کیا جانا مقرر

۵۱ ہندوستان کے سوا تمام دنیا کے مُقنّنون نے عورت اور مرد کی سزا مین جبکہ اُنسے جرم قتل واقع ہو کچہہ استثنا نہین کیا اور برابر دونون کے واسطے موت کا فتویٰ دیا ہے لیکن دہرم شاستر مین عورت کو اکثر حالتون مین اَبدہ یعنی ناقابل القتل قرار دیا ہے اور ایسا ہی برہمن کا قتل بہی ناجایز لکہا ہے یہی سبب ہے کہ اس مجموعہ مین عورت کو پہانسی دینے کی ممانعت درج ہوئی ہے اور اگرچہ برہمنون کے واسطے بصراحت کچہہ نہین لکہا گیا مگر اُنکی نسبت بہی اسیکے موافق عمل ہوتا ہے ۔ ۱۲۔ موٗلف

ہوا۔ زنا بالجبر کے مقدمہ مین جبکہ مجرم نہایت ذلیل قوم مثلاً چوڑہے چمار وغیرہ
مین سے ہو اور عورت قوم کی برہمن یا کسی نہایت شریف اور عالی خاندان
سے متعلق ہو سزا کا ہونا باختیار خاص مہاراج کے قرار پایا اور درج ہوا کہ ایسے
مجرم کو پہانسی کے سوا اور سب سزائین دیجا سکتی ہین۔ اغلام خلاف وضع
فطری کی سزا جبکہ مادہ گاؤ کے ساتھ واقع ہو دہرم شاستر کی رو سے ہونی تجویز
ہوئی۔ زنا کے مقدمہ مین پانسو روپیہ سے زیادہ جرمانہ کرنیکی ممانعت ہوئی اور
بدچلن عورت کا شوہر کی درخواست پر بلا تحقیق اور اُسکے کسی اَور رشتہ دار
کی درخواست پر بعد تحقیقات بدچلنی مقام مسکن سے خارج کئے جانیکا حکم ہوا۔ جادو
اگرچہ فی نفسہٖ ایک امر غیر موثر قرار پایا لیکن اس بنا پر کہ مجرم نیت فاسد سے
اس فعل کو اپنے نزدیک موثر جانکر اسکا مرتکب ہوتا ہے تین برس تک قید
کی سزا دیجانی جایز قرار پائی اور لکھا گیا کہ مدعا علیہ کا اقرار یا اُسکے پاس سے جادوگری
کے معروف اور زبان زد عوام آلات مثلاً سیہہ کے کانٹون یا کسی
قسم کے پُتلون وغیرہ کا برآمد ہونا ثبوت جرم کیواسطے کافی ہے [1]
یہہ مجموعہ راقم نے اپنے چھوٹے بہائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب کی

[1] اس مجموعہ کی ترتیب کے وقت اس ملک کی خلقت قریب تمام کے جادو کی تاثیر کی سخت معتقد

مدد سے جو اسوقت میرے نائب تھے دو ایک انگریزی قوانین کی کتابون اور
ریاست کے رسم و رواج کی رو سے ترتیب دیا تھا جو اگرچہ عمدہ طور سے مرتب نہین
ہوا اور اسکے بعض احکام قابل اعتراض ہین لیکن تاہم اس سے بہت فایدہ ہوا
لوگ بیقاعدہ حکومت سے آزاد ہوگئے اور مختلف درجہ اور متفاوت رتبہ
کے لوگون مین بہت کچہہ مساوات قایم ہوگئی جو قانون کا اصلی نتیجہ ہے
اس مجموعہ کے جاری ہونیسے تہوڑے ہی عرصہ بعد حکم ہوا کہ جو بدچلن عورتین

تہی اور فریبی اور شریر شخص احمق اور سادہ لوح لوگون کے ڈرانے کے لئے کچہہ پڑہنت پڑہتے
اور اعمال مخصوصہ کے کام مین لانیکے مرتکب ہوتے تہے اور ناداں اور سیدہی سادی طبیعت کے
آدمی خوف مین آکر اُنسے ضرر اُٹہاتے تہے اسلئے اس مجموعہ مین خلایق کے اطمینان خاطر اور
شریر اور فریبی لوگون کے ان حرکات سے باز رہنے کے لئے یہہ حکم درج ہوا تہا لیکن اسپر عمل
کبہی شاذ ہی ہوا ہے اور اسکا سبب یہ ہے کہ تعلیم کے اثر سے لوگون کی عقل مین عموماً شگفتگی آتی جاتی
ہے اور بہوت چڑیل جادو اور ایسے ہی توہمات باطلہ کی اصلیت کا خیال طبیعتون سے
زایل ہوچلا ہے اور بہوت پلیتون کی باتین اور کہانیان جو ہمارے بچپن کے زمانہ مین سیدہے
سادے بزرگ شخص واقعی امور کے طور پر بیان کیا کرتے تہے مغربی علوم کی روشنی سے لوگون
پر اُنکی قلعی کہل چلی ہے اور وہ ان باتون کو محض لغو اور جہوٹ جان چلے ہین
اسلئے امید ہے کہ اس دفعہ کے مضمون پر کبہی بہی عمل کرنے
کی نوبت نہ آئیگی ۱۲ مولف۔

اُنکے مقام و مسکن سے نکالی جائیں وہ حاکم نشین مقامات مین ہی رہنے
کی مجاز ہونگی اور ہدایت ہوئی کہ خون وغیرہ مقدمات سنگین کے سوا
زیر تجویز ملزموں کے بیڑی نہ ڈالی جاوے اور جو قیدی قوم برہمن یا سوڈھی[۱]
یا سید ہو اُس سے کوئی ذلیل مشقت نکرائی جاوے اور چونکہ دیوانی کا صیغہ
بھی اب فوجداری کے شامل ہو گیا تھا اِس مین بھی ضروری اصلاحین
عمل مین آئین اور ابتدائی نالشین اور اپیل اور نالشات مفلسانہ اور اجراے ڈگری
اور عذر داری وغیرہ کے واسطے قواعد مرتب ہوئے اور عدالت کی فیس
مین یہ ترمیم عمل مین آئی کہ اصل فیس اور طلبانہ دونوں کے لحاظ سے
فیصدی پانچ روپیہ کے حساب سے اسٹامپ استعمال کیا جاوے اور چونکہ
تھانہ داروں کے حاکمانہ اختیارات کے قطعی سلب ہو جانیکے باعث سے
عدالتوں مین مقدمات کی تعداد بڑھ گئی اور اہل معاملہ کو تکلیف ہونے لگی آغاز سنہ ۱۹۱۱
مین دس روپیہ کی چوری۔ دنگہ۔ زنا۔ شراب خوری۔ دشنام دہی کم وزنی
قمار بازی وغیرہ جرایم خفیف کے واسطے یہہ قاعدہ جاری ہوا کہ تھانہ دار صرف

---

[۱] سوڈھی کھتری قوم کی ایک شاخ ہے اور اسوجہ سے کہ سکھوں کے دسوین گرو گرو گوبند سنگھ صاحب اسی قوم کے تھے سکھ لوگ برہمنوں کی طرح انکو بھی قابل تعظیم سمجھتے ہیں۔ ۱۲ مولف

شل کو اپنی راے لکھکر عدالت مین بھیجدیا کرین اور نایب عدالت جتنے الوسع
اُنکی تجویز کو منظور کیا کرین اور اگر کوی وجہ سنگینی کی پائی جائے مثلاً ملزم چوری
پیشہ ہو تو مدعا علیہ اور گواہون وغیرہ کو بھی ساتھہ بھیجنا چاہیئے باقی تمام تعلقات
کو اُسقدر تحقیقات کیے بعد جو پانچ روز یا ہفتہ کے اندر ممکن ہو اپنی کیفیت کے ذریعہ سے
مع متعلقہ لوگون کے تجویز کیواسطے عدالت مین بھیجدیا کرین۔

یہہ حال تو صیغہ فوجداری اور دیوانی کا تہا اب صیغہ مال کی کیفیت سنئیے
کہ شروع سے ایک تحصیلدار مقدمات حقیت اور اُسکے متعلقہ حقوق کے تصفیہ
کے عموماً مجاز تہے اور خاص خاص مقدمات جو کسی وجہ سے دیوان کے محکمہ
مین رجوع ہو جاتے تہے دیوان فیصلہ کر دیتا تہا لیکن جب صیغہ جو ڈیشل
مین اپیل کرنیکا قاعدہ مقرر ہوا تو تحصیلدارون کا بھی اپیل دیوان کے محکمہ مین
اُسی ڈہنگ سے ہونے لگا اور جب اضلاع مین ایک ایک عہدہ دار بنام
مہتمم بندوبست مقرر ہوا تو تحصیلدارون کا اپیل اُنکے محکمہ مین اور اُنکے فیصلہ کا
صدر مال یعنی دیوان کے محکمہ مین ہونے لگا اور حکم ہوا کہ تین سو روپیہ تک قیمت
کی زمین وغیرہ کے مقدمات تحصیلدار اور اُس سے زیادہ کے مہتمم بندوبست
کی کچہری مین دایر ہوا کرین اور جب بہ تقلید طریقہ انتظام قسمت نارنول اول

ضلع انا حدگڈہ اور یہہ سب اضلاع مین محکمات صدر کے اختیارات کے رہا تہہ ناظم مقرر کئے گئے - نایب عدالت کا عہدہ تخفیف مین آگر دیوانی اور فوجداری کا کام بہی تحصیلدارون کے متعلق ہوگیا جو دیوانی اور فوجداری کے صیغہ مین نایب ناظم اور مال کے صیغہ مین تحصیلدار کہلاتے تہے اور انکا اپیل صیغہ وار ناظم کے محکمہ مین اور ناظمون کا عدالت صدر اور محکمہ مال مین کئے جانیکا حکم ہوا لیکن اسوقت حاکم عدالت صدر یا دیوان کو یہہ اختیار نہ تہا کہ اُنکی نسبت کسیطرح کا حکم قطعی صادر کرین بلکہ اپنی راے لکہکر مقدمہ کو بمراد صدور حکم قطعی مہاراج کے اجلاس مین بہیجدیتے تہے اور وہان اہل مقدمہ کے مواجہہ مین حکم اخیر ہوجاتا تہا مگر ایسے احکام کے صادر کرنیکا اُنکو اختیار تہا جو دفترون کی اصلاح اور تہذیب سے تعلق رکہتے ہون اور یہہ بہی اختیار تہا کہ جو قانون اور ضابطے جاری ہوچکے ہون یا آیندہ جاری ہون اُنکی تعمیل اور پابندی کی نگرانی کرین اور جب کوئی فروگذاشت دیکہین تو اُسکی اصلاح کرین - خلاصہ یہہ کہ اس وقت ناظم با اختیار حاکم تہے اور دیوان اور حاکم عدالت صدر بطور مہاراج کے سکریٹریون کے کام کرتے تہے اور اگرچہ تصفیہ مقدمات حقیت اور دیوانی کیواسطے کوی مجموعہ بطور اصول قوانین کے جاری نہ تہا مگر رواج ایسا اُصول مسلمہ تہا کہ جسکے باعث سے حکام کو تصفیہ

مقدمات مین کچہہ دقت پیش نہ آتی تہی۔

مہاراج مہندر سنگہہ بہادر کا عہد دولت

اب ہم تاریخ کے سلسلہ کو جو پیچہے چہوڑ آئے ہین پہر سنبہالتے ہین اور مہاراج مہندر سنگہہ بہادر کے عہد دولت کے حالات لکہتے ہین۔

مہاراج انتیسوین[۹] جنوری ۱۸۶۲ء مطابق ماگہہ سُدی ونمی سمت ۱۹۱۸ کو دس برس چار مہینے بارہ دن کی عمر مین مسند نشین ہوئے اور یہہ رسم ایسی شان و شوکت اور دہوم دہام سے ادا ہوئی کہ اس سے پہلے کبہی نہین ہوئی تہی کرنل سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب بہادر کمشنر و ایجنٹ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک این روئے ستلج کے سوا جو منجانب گورنمنٹ انگلشیہ خلعت لیکر آئے تہے قریب شریک تہے اور بڑے بڑے عہدہ دار اور لیڈیان اور راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ اور نواب سکندر علیخان صاحب بہادر رئیس اور محمد ابراہیم علیخان صاحب۔ رستم علیخان صاحب۔ غلام محمد خان صاحب۔ الہ دیا خان صاحب خوانین کوٹلہ اور جمون۔ الور۔ کپورتہلہ۔ گڑہوال۔ ناہن۔ کہلور[۵۱]

---

[۵۱] اس ریاست کا علاقہ اگرچہ ستلج کے اُس طرف ہی ہے مگر اس سبب سے کہ زیادہ علاقہ ورلی ہی طرف ہے اور اسکا دار الحکومت بلاس پور ہی جو سطح سمندر سے بندرہ سو فٹ اونچا ایک پر فضا پہاڑی

بنارس بردوان وغیرہ ریاستون کے اہلکار اور ممالک این روے ستلج
وغیرہ کے بہت سے چہوٹے چہوٹے رئیس شریک دربار تہے اور ایسی گہما گہمی
اور ہجوم تہا کہ اُس بڑے دیوانخانہ کے (جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ آئے ہین)
نیچے اُوپر کے کمرے بہر کر صحن مین لوگون کو دقّت سے بیٹہنے کو جگہہ ملی تہی
اب اگرچہ مہاراج کی صغر سنی کیوجہہ سے نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کی راے
مین موافق شرط دوم واجب العرض[۵۴] منظور شدہ ۱۸۵۹ع کے صاحب ایجنٹ ممالک

مقام ہے اسطرف سے یہہ ریاست بہی اُن پہاڑی ریاستون مین شمار ہوتی ہے جنکا پولیٹکل
تعلق محکمہ کمشنری ممالک این روے ستلج سے ہے اِسکی آمدنی قریب ایک لاکہہ اور آبادی قریب
ستّر ہزار آدمی کے ہے اور راجہ قوم کا راجپوت ہے - ۱۲ - مولف

---

۵۴ یہہ کاغذ جسکا متن مین ذکر ہے اور واجب العرض کے نام سے مشہور ہے ۱۸۵۸ع مین ہمارے تینون رئیسون
نے بالاتفاق گورنمنٹ کے حضور مین پیش کیا تہا اور مفصلہ ذیل درخواستین اسمین تہین
اوّل یہہ کہ اختیار سزاے قصاص کی نسبت جو صاحب ایجنٹ ممالک این روے ستلج کے استمزاج کی شرط موافق
اقرار نامہ مورخہ بائیسوین ستمبر ۱۸۴۷ع عاید کی گئی تہی منسوخ کیجاے -
دوسرے یہہ کہ تینون ریاستون مین سے کسی رئیس کی نابالغی کے زمانہ مین صاحب ایجنٹ ممالک
این روے ستلج اور دو باقی رئیسون کی راے سے ریاست مذکور کے ملازمان قدیم مین سے تین ایسے
شخص جو متدین اور نیک رویّہ اور ذی لیاقت اور خیرخواہ ہون کارپرداز مقرر کئے جائین اور اگر وہ
نمکحرامی کرین تو اسیطرح اُنکی جگہہ اور مقرر کئے جائین - مگر کوئی غیر شخص مقرر نکیا جاے اور نہ نابالغ رئیس کا

این روے ستلج اور راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ کے مشورہ سے تین اہلکارونکا انصرام کاروبار ریاست کے واسطے مقرر ہونا لازم تہا مگر دربار کیطرف سے یہہ عذر پیش ہوا کہ واجب العرض کے منظور ہونیکے بعد ۱۸۶۰ء مین جو سند ملی ہے چونکہ اُسمین باوجود لکہے جانے اور شرائط مندرجہ واجب العرض کے یہہ شرط درج نہین ہوئی

کوئی رشتہ دار مقرر کیا جاوے۔ تیسرے اور چوتھے یہہ کہ لاولد رئیس کو خاندان پہول مین سے کسی لڑکے کے متبنے بنا لینے کا اختیار ہو اور اگر ایسا اتفاق پیش آوے کہ رئیس لاولد کسیکو متبنے کئے بغیر انتقال کرجاوے تو دوسرے دونون رئیس خاندان پہول مین سے کسی شخص کو رئیس متوفی کی جانشینی کیواسطے تجویز کردین اور گورنمنٹ اُسکو منظور فرماوے۔ پانچوین یہہ کہ رئیس کی نابالغی یا کسی ویسی حالت مین اُسکے خاندان کی کسی عورت کو ریاست کے کام مین دخیل نکیا جاوے اور کسی ایسی عورت کی کسی قسم کی شکایت رئیس کی نسبت سُنی جاوے۔ چھٹے یہہ کہ جیسا کہ شروع سے ابتک گورنمنٹ کا یہہ طریقہ رہا ہے کہ اُن معاملات مین جو رئیس اور اُسکے اہل خاندان اور ذیلدارون کے باہم واقع ہوا کئے ہین کبہی مداخلت نہین کی آیندہ بہی ایسا ہی رہے۔ ساتوین یہہ کہ نسبت استقلال حکومت اور قبضہ دایمی ملک موروثی اور عطیہ گورنمنٹ کے حضرت ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ کے دستخط اور مُہر سے سند ملے۔ آٹہوین یہہ کہ کوئی دعوی رعایاے ریاست بر عدالت دیوانی سرکار انگریزی مین سماعت نکیا جاوے یعنی اجراے ڈگری کی کارروائی نسبت کسی ایسی جایداد کے جو مدعا علیہ علاقہ ریاست کے اندر رکہتا ہو نکیجاوے۔ چنانچہ انمین سے ساتوین درخواست تو وجوہات خاص کے سبب سے جنکا ذکر ہم ایک مقام پر پہلے کر آئے ہین منظور نہین ہوئی مگر اور سب باتین کچھہ اُسیوقت اور کچھہ ذرا توقف سے منظور ہوگئین اور باستثنا شرط دوم سب شرطین اُس سند مین جو ۱۸۶۰ء مین نواب ویسراے و گورنر جنرل بہادر

اور سند مذکور کی رو سے ریاست کو اپنے انتظامی امور مین اختیار تام من کل الوجوہ حاصل ہے اور گورنمنٹ اُسمین تصریح وعدہ کر چکی ہے کہ انتظام ریاست کے طریقہ مین کبہی مداخلت نکیجاویگی اور اسکے حصول کے بعد اکتوبر سنہ مذکور مین جو دستور العمل باتفاق راے راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ درباب نظم و نسق بعض امور اہم و ضروری ریاست کے بنایا گیا ہے اگرچہ اُسمین بہت سی باتین ایام خورد سالی رئیس کے متعلق بہی درج ہوئی ہین مگر انتظام مندرجہ شرط دوم واجب العرض کا اُسمین بہی کچہہ تذکرہ نہین ہے اور مہاراج نے اپنی زندگی کے ختم ہونیسے تہوڑی دیر پہلے جو وصیت فرمائی تہی وہ یہہ تہی کہ جسطرح ہم گورنمنٹ انگریزی کے خیر خواہ رہے ہین اُسیطرح آیندہ بہی ہماری ریاست اُسکی اطاعت اور فرمان برداری مین ثابت قدم رہے اور ہمارے جانشین کو ہمارے اِس طریقہ کی پیروی کی تعلیم دیجاے اور انتظام ریاست کا جو طریق مقرر کیا گیا ہے یعنی جسکا اُس دستور العمل مین ذکر ہے اُسیطرح قایم رہے اسلئے دربار یہہ اپنا حق سمجہتا ہے کہ گورنمنٹ کی مداخلت سے علحدہ تین کارپرداز مقرر نہ کئے جاوین انہین چار رون اہلکارون کے ہاتہہ سے کارروائی ہوتی رہیگی جو دستور العمل مذکور کے منشاء کے موافق اسوقت صدر محکمات کے حاکم

ہند کی مہر اور دستخط سے علحدہ علحدہ ہماری تینون ریاستونکو ملی تہین صراحت کے ساتہہ مندرج ہوگئین – مولف

ہین اور وہ اپنے ساتہہ مہاراج کے اتالیق کو بہی شامل لیا کرینگے اور بطور کمیٹی کثرت رائے سے اُن تمام اُمور کا فیصلہ کر دیا کرینگے جو قواعد مقررہ کی روسے منظوری اور صدور حکم قطعی کیواسطے مہاراج کے حضور مین پیش ہونیکے لایق ہون - اسپر صاحب ایجنٹ نے راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ سے اسمعاملہ کی نسبت رائے طلب کی اور یہہ بہی استفسا کیا کہ اس دستور العمل کی اطلاع گورنمنٹ کو کیون نہین دیگئی اسکے جواب مین دونون صاحبون نے ہمارے مجوزہ انتظام کی تائید کی اور دستور العمل کے منشا سے گورنمنٹ کو مطلع نکرنیکے باب مین ملایمت کے ساتہہ یہہ لکہا کہ "ریاست کو انتظام مجوزہ کی بابت گورنمنٹ کو اطلاع دینا کچہہ ضرور نتہا کیونکہ سند کی روسے اختیار تہا کہ جو انتظام مناسب سمجہین تجویز کرین" پس صاحب موصوف نے تا داعی ہونے ضرورت اور پیدا ہونے کسی نقص کے اس انتظام کا تبدیل کیا جانا نا واجب سمجہا اور اگرچہ گورنمنٹ پنجاب نے سند کے منشا اور مراد کی نسبت ایک طول طویل بحث کے بعد قرار دیا کہ سند کے عام مطلب کی روسے انتظام مندرجہ واجب العرض جو ایک خاص معاہدہ تہا منسوخ نہین ہوا مگر اسوجہ سے کہ پانچ کی تعداد مین تین ہی آجاتے ہین اس انتظام کے قایم رہنے کی سفارش کی مگر گورنمنٹ اعلیٰ نے اسکو منظور نکیا اور منشا سے واجب العرض

کے موافق ٹہیک ٹہیک عمل کئے جانیکی ہدایت فرمائی۔

اب یہہ امر تجویز طلب تہا کہ کون کون شخص اس کام پر مقرر کئے جائین چنانچہ اُن پانچون عہدہ دارون نے آپس کے رشک و حسد اور ایسے ہی اور مصلحتون کے خیال سے اپنے مین سے تو کسیکا اس نئے عہدہ کو اختیار کرنا نامناسب سمجہا مگر اپنی رائے اور بلا اختلاف مرضی سے **سردار جگدیس سنگہہ** ناظم نارنول اور **سردار رحیم بخش** ناظم ضلع کرگڈہ اور **سردار اودی سنگہہ** منتظم ڈیوڑہیات زنانہ کو جنمین سے شخص اوّل و ثالث کبہی دیوان اور کبہی عدالتی اور شخص دوم بخشی رہ چکے تہے اسکے واسطے تجویز کیا اور راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ سے جنکے تعلقات ہمارے ساتہہ اسوقت بہت صاف اور بیغرضانہ تہے بلا وقت اتفاق رائے حاصل کرلیا اور یہہ تینون صاحب بمنظوری گورنمنٹ اس عہدہ پر مقرر کئے گئے۔

اب اگرچہ یہہ انتظام خود اُنہین لوگون کی رائے اور مرضی سے عمل مین آیا تہا جو اسوقت ریاست مین ذی اثر اور صاحب اقتدار تہے اور کوئی اندرونی یا بیرونی قوّت بہی جو باعث فتنہ و فساد ہوسکے اسوقت موجود نتھی اور کسیکو رشک و حسد یا بیم و رجا کے خیالات دامنگیر تہے اور ممبران کونسل جدید سے یہہ امید

تہی کہ ہر طرح سے احتیاط کے ساتہہ کارروائی کرینگے مگر پہر بہی از راہ دور اندیشی
خود مختار حکومت سے جو اکثر برے نتیجون کا پیدا ہونا ایک طبعی امر ہے اُسکی
روک تہام کے لئیے اِن سب ارکان ریاست کے مشورہ سے ایک دستور العمل
بنایا گیا جسمین مفصلہ ذیل شرطین قرار پائین۔

اوّل یہہ کہ ہر محال کے متعلقہ معاملات جسطرح اُس صیغہ کے اہلکار اعلیٰ کی
تحریری رائے کے ساتہہ مہاراج کے حضور مین پیش ہونگے ۔ اسیطرح کونسل مین
پیش کیے جائین اور کونسل بپابندی ضوابط تحریری یا نظایر موجودہ کے اُنکا فیصلہ
کرے اور بصورتیکہ کونسل کی تجویز برخلاف قانون یا کسی حکم تحریری عہد مہاراج
نراندر سنگہہ بہادر کے ہو تو اُس صیغہ کے اہلکار پر واجب ہوگا کہ
اُسکے بیضابطہ اور خلاف قانون ہونیکی نسبت کونسل کو تحریراً رپورٹ کرے اور
اگر کونسل اپنی اُسی تجویز کے موافق عمل کیے جانے پر اصرار کرے تو اُسکی تعمیل
مین پہر حجّت و تکرار نکیجائے۔

دوسرے یہہ کہ کونسل کو اختیار ہوگا کہ بشرط ضرورت باتفاق اُسکے اہلکار اعلیٰ
اُس صیغہ کے جس سے اُسکا تعلق ہو کسی قانون یا ضابطہ مجریہ کی ترمیم یا تنسیخ عمل
مین لائے یا ضوابط جدید جاری کرے۔

تیسرے یہہ کہ کونسل کو جایز نہوگا کہ اہلکاران عمدہ اور مہاراج کے اتالیق اور ناظمان اضلاع اور وکیل حاضر باش خدمت گورنمنٹ پنجاب (جسکو اب معتمد لکہا جاتا ہے) اور وکیل محکمہ ایجنٹی انبالہ کا تغیر و تبدل یا عزل و نصب اپنے اختیار سے کرے بلکہ واجب ہوگا کہ بصورت ثبوت کسی الزام شدید کے مذکورہ بالا اہلکارون کے مشورہ سے ایسے معاملہ کی تجویز کرے اور اگر کسی ضلع کا ناظم یا دونون وکیلون مین سے کوئی پٹیالہ مین موجود ہو تو اُسکو بہی شریک مشورہ کیا جائے اور اختلاف رائے کی حالت مین جس جانب مین ممبران کونسل مین سے دو کی رائے ہو اُس جماعت کی رائے کو ترجیح دیجاوے اور مذکورہ بالا عہدہ دارون کے سوا عندالضرورت کونسل کو اپنی راے سے تغیر و تبدل اور عزل و نصب کا اختیار ہوگا - اور چونکہ سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب ایجنٹ ممالک اینر و ستلج نے طریقہ کارروائی کونسل گورنمنٹ کی اطلاع کیواسطے دریافت کیا تہا اسلئے ایک نقل اس دستور العمل کی صاحب ممدوح کی وساطت سے گورنمنٹ مین بہیجی گئی جس سے اور بہی اسکو باضابطہ استحکام ہوگیا جو سب کے لئے نہایت طمانیت کا باعث تہا -

مہاراج کا لاہور تشریف لیجانا اور مہاراجہ صاحب بہادر جمون سے ملاقات کا ہونا

اکتوبر ۱۸۶۴ء مین جب لارڈ لارنس صاحب بہادر نے لاہور کے مقام
دربار کیا اور پنجاب کے سب راجے مہاراجے بلائے گئے اور مہاراج رنبیر سنگھہ صاحب
بہادر والی جمون[۱] وکشمیر بھی مع اپنے ولیعہد میان پرتاب سنگھہ صاحب بہادر
کے پہلے پہل آکر شریک ہوئے اُن سے اور مہاراج سے بطریق ذیل ملاقات
ہوئی- اوّل درجہ کے دو اہلکار اُنکی طرف سے لینے کو آئے اور ولیعہد صاحب بہادر
نے نکپ کے نصف بستر تک اور مہاراج نے ڈیوڑہی کے خیمہ کے دروازہ تک
پیشوائی کی اور اپنی داہنی جانب لیجاکر بٹہایا اور گیارہ سو روپیہ اُنہون نے اور
سات سو ولیعہد صاحب اور دہائی سو روپیہ مہاراج کے چچیرے بہائی راجہ
موتی سنگھہ صاحب نے سرقربانی کی اور سب اہلکارون اور سردارون نے
نذرین دین- رخصت کے وقت اکاون کشتیان تحایف کی اور دو گھوڑے
پیش کئے گئے اور ہمراہیون کو علی قدر مراتب خلعت اور دوشالے دیئے
گئے اور اُسیطرح مشایعت کی گئی جسطرح استقبال ہوا تہا اور آنے جانیکے وقت
فوج نے بھی سلامی کی اسیطرح جب وہ مہاراج کی ملاقات کو آئے اسطرف
سے عمل ہوا مگر ولیعہد صاحب بہادر کے عوض اوّل درجہ کے چار اہلکارون نے

---

[۱] خاندان حال روسائے جمون اُس خاندان کے ایک شاخ کی نسل مین سے ہے جو

استقبال کیا اور سترہ کی جگہہ ۱۹ انیس کی سلامی کی گئی کیونکہ یہہ امر قرار پاچکا
تہا کہ جسقدر کسیکی سلامی سرکار انگریزی سے ہوتی ہو اُسیقدر کیجائے
اس ریاست کے ساتہہ اگرچہ ۱۸۰۹ع سے دوستانہ راہ و رسم جاری
تہی مگر کبہی ملاقات کا اتفاق نہوا تہا اور یہہ پہلی ہی ملاقات تہی جو ان دو
نامور ریاستون کے رئیسون کے باہم ہوئی۔

کئی سو برس سے ملک جمون کا فرمان روا تہا اور جسکی ریاست او حکومت کا خاتمہ
سمت ۱۸۶۵ مین مہاراجہ رنجیت سنگہہ کے ہاتہہ سے ہوا۔ مہاراجہ گلاب سنگہہ صاحب بہادر جنہون
نے حالیہ ریاست کو قایم کیا پانچوین کاتک سمت ۱۸۴۹ کو پیدا ہوئے تہے کہتے ہین
کہ جب انکی عمر ۱۶ سولہ برس کی ہوئی اُنہون نے اپنی والدہ سے زیور لیکر گہوڑا خریدا
اور سردار نہال سنگہہ اٹاری والہ کے ہان جو مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا ایک مقتدر
ملازم تہا نوکر آ ہوئے اور پہر سردار مذکور کے دیوان خوشوقت راے کی سفارش
سے سمت ۱۸۶۹ مین یہہ اور انکے دونون چہوٹے بہائی میان دہیان سنگہہ و میان
سوچیت سنگہہ جو آخر کو راجہ دہیان سنگہہ اور راجہ سوچیت سنگہہ مشہور ہوئے اور انکے
والد میان کشور سنگہہ مہاراجہ رنجیت سنگہہ بہادر کی سرکار مین جو سپاہی کے بڑے قدردان
تہے جمعدار خوشحال سنگہہ کے رسالہ مین نوکر ہو گئے اور چونکہ دل چلے اور صاحب ہمت
و جرات تہے اپنی شجاعت اور بہادری کے کامون سے مہاراجہ کے ایسے منظور نظر
ہوئے کہ خود فوج کے سردار ہو گئے اور مہاراجہ نے اگہر خان گکہڑ رئیس راجوری

مہاراجہ کا اُس کمیشن مین شریک ہونا جو نابہہ کے مقام ایک مقدمہ قتل کی تحقیقات کیواسطے مقرر ہوئی تھی۔

اسوقت راجہ بھگوان سنگھہ صاحب بہادر والی نابہہ جو اپنے بڑے بہائی راجہ بہرپور سنگھہ صاحب بہادر کے لاولد وفات پانے کے سبب سے موافق شرط مندرجہ فقرہ سیوم سند مورخہ پنجم مئی ۱۸۶۰ع کے ستر ہوین

کی گرفتاری کے صلہ مین جو اُنکا ایک تکلیف دہ دشمن تہا چوتہی اساڑہ سمت ۱۸۹۷ کو جمون کا علاقہ مہاراجہ گلاب سنگھہ کو بخشدیا اور اپنے ہاتہہ سے اُنکے ماتہے پر راجگی کا ٹیکا لگایا اور سرکاری تحریرون مین اُنکو یون لکھا جانے لگا ،، اُمجل میدار زمل بدہ مقرب بارگاہ سلطانی خیرخواہ بلااشتباہ راجہ گلاب سنگھہ بہادر راجہ جمون ،، ستلج کی لڑائی کیوقت دربار لاہور کے یہہ ایک بڑے رکن تہے اور اُن معاملات کے درستی کے ساتہہ طے کرانے مین جو ابین سرکار انگریزی اور دربار لاہور کے تصفیہ طلب تہے انہون نے بہت کوشش کی تہی اسلئے صلحنامہ مین جو نوین مارچ ۱۸۴۶ع کو لاہور کے مقام لکہا گیا سرکار انگریزی نے یہہ شرط درج کرائی کہ یہہ آزاد اور خود مختار رئیس اپنے ملک کے مانے جاوین اور ان کو اسبات کا استحقاق ہوگیا کہ سرکار انگریزی کے ساتہہ جدا عہدنامہ کرلین پس از روے عہدنامہ مورخہ سولہوین مارچ سنہ مذکور جو امرتسر کے مقام سرکار انگریزی کا خاص انکے ساتہہ ہوا دیا گیا

فروری ۱۸۶۲ء کو مسند نشین کئے گئے تھے ایک سخت آفت مین مبتلا تھے
۔ انپر یہہ الزام لگایا گیا تھا کہ اُنہون نے اپنے بڑے بھائی راجہ بھرپور سنگہہ صاحب
کو زہر سے اور اپنی ایک رشتہ دار عورت کو علاقہ انگریزی مین تلوار سے قتل کرادیا
تھا اور اسیواسطے اُس دربار مین جسکا ذکر ہم ابہی لکھہ چکے ہین شریک ہونیسے روک دئیے گئے تھے۔ اگرچہ
یہہ اتہام ایک مایوس شخص نے جسپر خود اُس عورت کا قتل کروانا ثابت تھا صرف
اپنے بچاؤ کی غرض سے لگائے تھے مگر یہہ الزام ایسے نتھے کہ انکی تحقیقات

سندہ اور راوی کے درمیان کا تمام پہاڑی ملک بعوض بہتر لاکھہ روپیہ کے جو منجملہ تاوان
جنگ سرکار لاہور کے ذمہ باقی رہگیا تھا اور انہون نے اپنے پاس سے ادا کیا انکو معہ
خطاب مہاراجگی دیا گیا انہون نے بیسوین ساون سمت ۱۹۱۴ کو قضا کی اور ان کے فرزند
رشید مہاراج رنبیر سنگہہ صاحب بہادر مسند نشین ہوئے ان کے عہد مین گلگت کا علاقہ جو
کشمیر سے شمال کیطرف ہے فتح ہوکر اور شامل ریاست ہوا اور جب پہلے پہل ۱۸۶۱ء مین سٹار آف انڈیا
کا خطاب جلیل چند ہندوستانی رئیسون کو دیا گیا تو بسبب انکی خدمات ایام غدر ۱۸۵۷ء کے
اول درجہ کا خطاب انکو بہی ملا اور سند اختیار تبنیت بہی گورنمنٹ سے عطا ہوئی اور دربار
قیصری کے موقع پر جو یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو دہلی مین ہوا تھا خطاب "اندر مہندر بہادر سپر سلطنت"
اور "آنریری جنرل افواج انگلشیہ" اور خطاب "مشیر قیصر ہند" جو اکثر حکام انگریزی کے
لئے اسی موقع پر جدید تجویز ہوا تھا مرحمت ہوا۔ اور انکے حین حیات انیس سے اکیس توپون
کی سلامی مقرر ہوئی۔ اور بغرض یادگار اختیار فرمائی لقب قیصر ہند اور عزت افزائی اُن اشخاص کے

نکیجاتی اسلیے گورنمنٹ نے میجر کری کرافٹ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع راولپنڈی کو انکی تحقیقات کیواسطے مامور فرمایا اور ایک تخلیہ کی ملاقات مین جسمین راقم بہی حاضر تہا لارڈ لارنس صاحب بہادر ویسرائے اور سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب نے مہاراج اور راجہ رگہبیر سنگہہ صاحب بہادر والی جیند سے اُنکے ساتہہ تحقیقات مین شریک ہونے کی استدعا کی پس مہاراج لاہور سے واپس آتے ہی نابہہ تشریف لیگئے اور تیسری نومبر سے بائیسوین تک بڑی خوض اور فکر کے ساتہہ تحقیقات ہوتی رہی جسکی نسبت مین بطور ذاتی شہادت کے کہہ سکتا ہون کہ کوئی دقیقہ باقی نہین چہوڑا گیا اور جہان تک ممکن تہا بال کی کہال نکالی گئی اور آخر کار کمیشن کی راے مین راجہ بہرپور سنگہہ صاحب کو زہر کا دیا جانا محض بے بنیاد ٹہرا اور راجہ

جنہون نے سلطنت ہند مین عمدہ خدمات کی ہو جو خطاب جدید "آرڈر آف انڈین امپائر" شروع سال حال یعنی ۱۸۷۸ء مین تجویز ہوا ہے وہ بہی انکو عطا ہوا ہے۔
یہہ ریاست ایک گہوڑا اور شال کی اون والی بارہ بکریان اور تین دوشالے گورنمنٹ انگریزی کو سالانہ خراج دیتی ہے اور آبادی موافق تخمینہ مندرجہ رپوٹ مجموعی گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۷۵ء ۷۶ء پندرہ لاکہہ سینتیس ہزار اور آمدنی بیاسی لاکہہ باون ہزار سے کچہہ زاید ہے رئیس کی قوم ڈوگرا راجپوت ہے۔ ۱۲ مولف

بہگوان سنگہہ صاحب دونون الزامون سے قطعاً بری ثابت ہوئے اور
جو تجویز اُنہون نے اپنے اجلاس مین اُس شخص کی نسبت کی تہی جسنے اپنی جان
بچانے کو انپر یہہ اتہام لگائے تہے وہ بہی درست معلوم ہوی اور گورنمنٹ نے
اِس ہمدردی کی بابت گرمجوشی کے ساتہہ ہمارے دربار کا شکریہ ادا کیا۔

بات یہہ تہی کہ سردار گوربخش سنگہہ اور منشی صاحب سنگہہ ریاست نابہہ
کے دو پُرانے اور معتمد اہلکار تہے اور دونون کے باہم مدت سے ایک سخت
رقابت چلی آتی تہی اور کبہی وہ غالب آجاتا تہا اور کبہی وہ چنانچہ آغاز ۱۸۵۵ع
مین سردار گوربخش سنگہہ کا بحکم سرکار انگریزی مدارالمہامی کے عہدہ سے معزول
ہوکر مع اپنے خاندان کے ریاست سے خارج کیا جانا ایسے ہی امور کا نتیجہ تہا
مگر راجہ بہرپور سنگہہ صاحب بہادر نے اپنے دوست سر ہربرٹ ایڈورڈس
صاحب ایجنٹ ممالک اینروے ستلج کی اجازت سے ۱۸۶۲ع مین اُسکو پہر
بلا لیا تہا اور اُنکی زندگی کے اخیر برس مین وہ اُنکا بڑا معتمد علیہ تہا اور منشی
صاحب سنگہہ وغیرہ نظر سے گرے ہوئے تہے اور اس سبب سے راجہ صاحب
بہادر جو قریب پانچ مہینے کے مرض سل مین مبتلا رہے اُسکی معرفت دوا
علاج ہوتا تہا اور اور لوگونکی آمدورفت اُنکے پاس بہت کم تہی۔ چونکہ جس رات

سو انکا انتقال ہوا اُسدن اُنکی حالت سے یہہ ظاہر ہوتا تہا کہ وہ آج ہی کل میں انتقال کرجاینگے اور وفات سے چند گھنٹے پہلے اُنہون نے کچھہ کہایا بہی تہا اور اُسکے بعد معمول کے موافق کچھہ دوا بہی پی تہی جس سے تہوڑی ہی دیر بعد طبیعت بگڑ گئی اور اُنکا انتقال ہوگیا۔ اِس سے گوربخش سنگھہ کے مخالفون کو اُسپر وار کرنیکا موقع ملا اور اُنمین سے ایک نے سر ہربرٹ اڈورڈس صاحب بہادر کو انگریزی مین ایک ایسے مضمون کی چٹھی لکھی جس سے راجہ صاحب کی موت کے سبب کی نسبت شک ہوسکتا تہا مگر اس سبب سے کہ صاحب موصوف اِس بات سے واقف تہے کہ راجہ صاحب ایک عرصہ سے بیمار تہے اور بیماری کے صدمے اُٹہاکر سوکھہ کر کانٹا ہوگئے تہے اور طاقت بالکل سلب ہوگئی تہی جس سے شفایابی کی اُمید قطعاً جاتی رہی تہی اور گوربخش سنگھہ کو وہ اُنکا نہایت خیرخواہ جانتے تہے اور تہا بہی یون ہی کیونکہ اُسکو کئی برس کے نابہہ سے نکالے ہوئے کو اُنہون نے بلاکر اپنا مدارالمہام بنایا تہا اور اُن کے مرنیسے سب سے زیادہ اُسیکا نقصان متصور تہا پہر وہ کیونکر ایسی بات کرسکتا تہا جس سے اُسکی بازی ہی تمام ہوجاتی اسلئے اُنہون نے اُسپر کچھہ توجہ نہ کی مگر شدہ شدہ یہہ بات زبان زد ہوگئی کہ راجہ صاحب کو زہر دیاگیا تہا اور اس سے

چند روز بعد جو ایک اور قتل ہوا اُس سے یہہ شبہ اور بہی قوی ہوگیا یعنی سردارنی
مہتاب کنور جو راجہ صاحب کے ماموں سردار ارجن سنگھہ کی زوجہ تہی اور
جسکے لڑکے اوتار سنگھہ کی شادی کی دعوت مین سے جو تیئسوین جون ۱۸۶۳ء
کو ہوئی تہی آتے ہی راجہ صاحب بیمار ہو گئے تہے اور اس سبب سے لوگ اُسکی
نسبت راجہ صاحب پر جادو کرانیکا وہم رکہتے تہے - چوتہی جنوری ۱۸۶۴ء کو
اپنے وطن نگہر ناکل میں جو ضلع گورداسپورہ مین ایک گانون ہے اپنے گہر کے اندر
سرِ شام تلوارون سے قتل کی گئی اور زیور پر ہاتہ ڈالے بغیر مجرم بہاگ گئے
اور تہوڑے عرصہ بعد پولیس نے قاتلون کا سُراغ ریاست نابہہ مین آ لگایا اور
چار آدمی گرفتار ہوئے جنمین سے ایک نے سرکاری گواہ بنکر پوست کندہ حال بیان
کیا اور یہہ بات معلوم ہوئی کہ اصل قاتل ایک شخص مہتابا نامی موضع جبیتو علاقہ
نابہہ کا رہنے والا تہا جو سرقہ کے جرم مین نابہہ کے جیلخانہ مین قید تہا اور
میعاد کے گزرنے سے پہلے ہی رہا کر دیا گیا تہا چونکہ اس سے ایک بڑا شک
ہوتا تہا اسلئے صاحب ایجنٹ ممالک اینروے ستلج نے راجہ بہگوان سنگھہ
صاحب کو نہایت تاکید کے ساتہہ اسکے اصل حال کے دریافت کرنے اور مجرمون
کو سزا دینے کیواسطے لکہا جسپر راجہ صاحب کے اجلاس مین تحقیقات ہو کر مہتابا

کا بحکم سردار گوربخش سنگھہ قیدسے چھوڑا جانا ثابت ہو کر مہتاب کنور
کے قتل کرانیکا الزام اُسپر عاید ہوا لیکن جب صاحب ایجنٹ نے گوربخش سنگھہ کو
بلا کر پوچھا تو اُسنے یہہ الزام اپنے دشمنون پر اُلٹ دیا اور منشی صاحب سنگھہ وغیرہ
بلکہ خود راجہ صاحب کو اسکا مرتکب[۱] بیان کیا اور کہا کہ یہہ قتل اس غرض سے
کرایا گیا ہے کہ راجہ بھرپور سنگھہ صاحب کو زہر دلوانے اور جادو کروا کر
مروانے کا حال ظاہر نہونے پائے کیونکہ مہتاب کنور جوان باتون مین
شریک تھی اُسکی عقل پر عدم افشائے راز کا انکو بھروسہ نتھا اور صاحب
موصوف نے شاید اس خیال سے کہ راجہ بھرپور سنگھہ صاحب منشی صاحب سنگھہ
وغیرہ سے بہت ناراض تھے اُسکے قول کو معتبر سمجھکر منشی صاحب سنگھہ محمد حسن خان
- ماسٹر امیر علی - سردار بچتاور سنگھہ گل - سردار لال سنگھہ اور صفا علی
خان عدالتی اور منشی صاحب سنگھہ کے بھتیجے منشی نراین سنگھہ کو جو راجہ
صاحب کے ساتھہ شملہ گئے تھے بغیر اسکے کہ کچھہ تحقیق کرین قید کرکے جیلخانہ مین
بھیجدیا لیکن گورمنٹ نے ازراہ دانائی اس مقدمہ کی تحقیقات ایک ایسے عہدہ دار
کی معرفت مناسب سمجھی جسکا دماغ ان افواہون سے خالی اور جو اس ملک

[۱] دیکھو فقرہ (۳۱۲) رپوٹ مجموعی گورمنٹ پنجاب بابت سنہ ۶۶-۱۸۶۵ع مولف

کے معاملات سے محض بے تعلق ہو چنانچہ میجر کریکرافٹ صاحب مقرر فرمائے گئے اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ مہتابا دایم الحبس ہوکر جزایر انڈمن کو بہیجا گیا اور اگرچہ گوربخش سنگہہ انبالہ کی عدالت سشن سے قانونی وجوہات کی بنیاد پر جرم اعانت قتل سے بری ہوا مگر چونکہ گورنمنٹ پنجاب اور گورنمنٹ ہند اور صاحب سکرٹری آف اسٹیٹ کے نزدیک کمیشن کا فیصلہ بالکل صحیح تہا وہ اور اوصاف علیخان عدالتی جسکی معرفت مہتابا قید سے چہوڑا گیا تہا اور مہتاب کنور کا سوتیلا بیٹا بلونت سنگہہ تمام عمر کے واسطے ریاست سے خارج کئے گئے اور راجہ بہگوان سنگہہ صاحب راجائی کے منصب پر جس سے تا تحقیقات علحدہ کئے گئے تہے بہرحال ہوگئے میجر کریکرافٹ صاحب نے جو رائے نسبت مقدمہ جادو اور زہر دہی راجہ بہرپور سنگہہ صاحب کے لکہی تہی دلچسپ سمجہکر ہم اسکا خلاصہ مسٹر گرفن صاحب کی کتاب پنجاب راجاز سے یہان نقل کرتے ہین وہ لکہتے ہین کہ ،، راجہ بہرپور سنگہہ صاحب کی زہر خورانی کا قصہ محض بے بنیاد ثابت ہوا ،،

ہندوستانی ریاستون مین جب کوئی رئیس مرجاتا ہے تو اکثر یہی بیان کیا جاتا ہے کہ اسکو زہر دیا گیا تہا اور اسکی وجہہ فقط یہہ ہے کہ اس الزام کا ثبوت

ہونا مشکل ہوتا ہے کیونکہ ہندوؤن مین یہہ دستور ہے کہ مُردہ کو فوراً جلا دیتے
مین اور زہرخورانی وغیرہ کا کیسا ہی کچہہ شبہ کیون نہو مگر اہل دربار مذہبی
دلایل پیش کر کے لاش کے چیر کر دیکہے جانے مین اعتراض کیا کرتے ہین اس
سبب سے گرفتاری کا خوف جو یورپ مین زہر دینے والون کو اس زمانہ کے
ڈاکٹرون کے عمل کیمیائی یعنی اجزا کے جدا کرنیکے طریق کو دیکہلا ایک یقینی
امر معلوم ہوتا ہے وہ ہندوؤن مین کچہہ وقعت نہین رکہتا اور اس باعث سے
زہر دینے والا زیادہ تر محفوظ خیال کیا جا سکتا ہے اور اس قسم کے جہوٹے اور
پرکینہ الزام لگانے کی ہی لوگون کو جرات ہوتی ہے اور ان الزامون کا عموماً
لوگ اسوجہہ سے یقین کر لیتے ہین کہ اُسکا جہوٹا ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے علاوہ
اسکے رئیس کے زہر دینے کا الزام ایسا ہے کہ جس فریق کی کچہہ اغراض رئیس
کی وفات سے متعلق خیال کیجا سکتی ہون اُسپر ایک نہایت قاتل اثر کے
ساتہہ لگایا جا سکتا ہے اور اگرچہ اُس الزام کا کچہہ ثبوت نہو اور رویداد مقدمہ
سے ہی اُسکا عاید ہونا خلاف قیاس ہو تاہم اس الزام کا اثر خالی نہین جاتا
یعنی جن لوگون کے سر یہہ کلنک کا ٹیکا لگایا جاتا ہے وہ کبہی سرخرو نہین
ہوتے اور تہمت لگانے والے اِس سے فایدہ اُٹہاتے ہین۔ غرضکہ یہہ باعث

مین جیسے ہندوستانی ریاستون مین زہرخورانی کا الزام اکثر لوگون پر
لگایا جاتا ہے اور اس بات کے یقین کرنے کی کوئی وجہہ نہین ہے کہ یہہ
جرم اکثر سرزد ہی ہوتا ہے بلکہ برخلاف اسکے اس بات کی بہت سی نظیرین
دیجا سکتی ہین کہ اکثر زہرخورانی کے مقدمات ایسے پیش ہوتے ہین جنکی
ابتدا مین لوگون نے بڑا غل مچایا مگر آخرکار وہ بے بنیاد ثابت ہوئے اور
متوفی کے قضای الہی سے وفات پانیکے باب مین کوئی شک باقی نہین
رہا ،، پہر وہ لکہتے ہین کہ ،، نابہہ کے مقدمہ کی تحقیقات مین جادو
کا بہی ایک بڑا قصہ تہا اور اسمین شک نہین کہ راجہ بہرپور سنگہہ صاحب متعصب
مزاج کے آدمی تہے اور اُنکے بعض حاضرباشون نے یہہ بات اُنکے دل
مین بٹہادی تہی کہ آپ اس سبب سے بیمار رہتے ہین کہ سردارنی مہتاب کُور
وغیرہ نے آپ پر جادو کرا رکہا ہے چونکہ عموماً ہندو جادو کے قایل ہین اسلئے
راجہ بہرپور سنگہہ صاحب جیسے نازک طبع شخص پر اس خیال سے کہ
مجہپر جوکیان چلہائی ہوئی ہین غالباً بڑا مُضر اثر پیدا ہوا ہوگا۔کیونکہ جو مضبوط
طبیعت کے آدمی نہین ہوتے اُنکی صحت اور بیماری کی حالت پر ظنّی باتونکا
بڑا اثر ہوا کرتا ہے اسلئے ہم بیدہڑک یہہ نہین کہہ سکتے کہ راجہ بہرپور سنگہہ صاحب

کو جو یہہ یقین تہا کہ مجہپر جادو کرایا گیا ہے اس یقین نے اُنکی شفایابی پر ایک
نہایت بُرا اثر پیدا نہین کیا—"

مہاراج کی شادی

مہاراج کی شادی جو مہاراج نرآندر سنگہہ صاحب بہادر کے انتقال کے
سبب سے ملتوی رہگئی تہی دربار نے اب اُسکی تیاری کی اور اس سبب سے کہ لڑکی
والون مین اسقدر سکت نہتی کہ ایسی بڑی برات کا بوجہہ اُٹہا سکین اور نہ بونگا[۱]
ایسا مقام ہی تہا جہان ایسے ہنگامہ کی گنجایش ہوسکے اسلئے مہاراج کے
خسر سردار رام نراین سنگہہ کی رضامندی سے نہر ہند کا مقام اسکے واسطے
تجویز ہوا اور باغ عام خاص جو سلاطین مغلیہ کے عہد کی ایک ٹوٹی ہوئی نشانی
ہے اُنکے رہنے اور تیاری کرنیکے لئے دیا گیا اور پانچوین مارچ سنہ ۱۸۶۵ء کو نہایت
دہوم دہام سے شادی ہوئی۔

جو رسمین اور تکلفات ہندستانی رئیسون بلکہ عموماً ہم ہندوستان کے
رہنے والون کی شادی مین گویا لازم ٹہر گئی ہین اُنکا لکہنا کسی ایسے شخص کا
کام ہے جو رسوم اہل ہند کی نسبت ایک علحدہ کتاب لکہنے کا قصد رکہتا ہو مگر

۱؎ انبالہ سے قریب چالیس میل مغرب کیطرف ستلج کے باین کنارہ ایک چہوٹی سی پہاڑی پر قریب پانسو آدمی کی ایک بستی ہے
مولف

اس موقع پر اتنا بیان کر دینا ہم پر ہی واجب ہے کہ ہماری شادی بیاہ کی رسمیں بہی ایسی ہی قابل اصلاح ہیں جیسی کہ ہماری اکثر اور باتیں ہیں کیونکہ وہ اکثر محض لغو اور بے سود ہی نہیں ہیں بلکہ بعض اوقات اُنسے نہایت مضر نتیجے پیدا ہوتے ہیں اور بجز دو چار دن کی واہ واہ اور مدح و ثنا کے کوئی ایسا پایدار نتیجہ پیدا نہیں ہوتا جو واقعی تعریف و توصیف کے لایق ہو اور جو اس شہرت اور ناموری کو کسیقدر مدت تک قایم رکہہ سکے جسکے حاصل کرنیکے واسطے شادی میں اندا دہوندی سے روپیہ خرچ کیا جاتا ہے مثلاً اسی شادی کو دیکہو کہ اگرچہ قریب ستره لاکہہ روپیہ کے اسمیں خرچ ہوا تہا مگر اب کسیکو بہی یہہ خیال نہیں ہے کہ اسمیں آتش بازی کیسی چہوٹی تہی - روشنی کیسی ہوئی تہی - پہلواری کیسی بنی تہی - گانے بجانے والوں کے کتنے طایفے تہے وغیره - اور نہ کوئی ایسی مفید اور پایدار شئے یادگار اس شادی کی موجود ہے جو باعتبار فواید خلق خدا خیر دایم یا باعتبار شہرت اور ناموری کے یادگار کہے جانیکا رتبہ رکہتی ہو - البتہ یہہ بات اس شادی کی یاد رکہنے کے لایق ہے کہ اسمیں بکہیر اور باڑه دینے کی رسمیں ترک ہوگئیں جو سب سے زیادہ فضول اور مضر ہے اور جسمیں لاکہوں روپیہ اور صرف ہو جاتا

چاہئے تہا اور جو اب سے چند سال پیشتر نہایت ضروری سمجہی جاتی تہی اور اس
بغیر گویا شادی ہی کچہہ نہتی) ایک پیسہ بہی خرچ نکیا گیا اور اسکو دیکہکر تمام اس
ملک مین سے یہہ رسم جسکے سبب سے لوگ نہایت زیر بار اور تباہ ہوتے تہے
اور آپس کی شرم و لحاظ کے باعث چہوڑ نہ سکتے تہے موقوف ہوگئی۔

ارل میو صاحب اور امیر شیر علیخان والی کابل کی ملاقات اور مہاراج کا اُسمین شریک ہونا

آغاز ۱۸۶۹ع مین امیر شیر علیخان والی کابل کا ہندستان مین آنا اور
ارل میو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند کا اُنکی ملاقات کے واسطے ایک
عظیم الشان دربار کرنا ایک ایسا واقعہ ہے جو اس ریاست کی تاریخ سے بہی
اُسکو کسیقدر تعلق ہے۔

یہہ دربار پانچوین مارچ سنہ مذکور کو انبالہ مین ہوا تہا اور نواب لفٹنٹ گورنر
بہادر ممالک پنجاب کے علاوہ نواب لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی و شمالی اور صاحب کمانڈر انچیف
افواج ہندستان اور صاحب کمانڈر انچیف افواج احاطہ بمبئی اور نواب گورنر جنرل بہادر
کی کونسل کے تمام ممبر اور سکرٹری اور ہندستانی رئیسون مین سے مہاراج اور

راجہ صاحب جیند و نابہہ اور کپورتہلہ اور نواب صاحب کوٹلہ اور سردار صاحب کلسیہ جو
قرب کے سبب سے بلائے گئے تہے اسمین شریک تہے —

یہہ ملاقات شاہانہ طور کی تہی اور امیر صاحب اور اُنکے ولیعہد سردار
عبد اللہ جان کیواسطے نواب گورنر جنرل بہادر کے دائین بائین ویسی ہی شاہی
کرسیان لگائی گئی تہین جیسی خود اُنکی کرسی تہی اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر
پنجاب اور صاحب فارن سکرٹری گورنمنٹ اور کئی اور بڑے بڑے
عہدہ دار جاکر اُنکو ملاقات کیواسطے لائے تہے اور نواب ویسرائے و گورنر جنرل
بہادر نے لب فرش تک استقبال کیا تہا اور فوج نے بہی شاہی سلامی
کی تہی مگر اسمین ہندستانی رئیسونکی نشست کا قرینہ ایسا تہا جو اُنکی دلشکنی
اور ملال کے علاوہ ایک اور طرح سے بہی گورنمنٹ کی تدبیر ملکی کے برخلاف
تہا اور فارن آفس کے عہدہ دارون نے اُسکے تجویز کرنے مین بہت بے
احتیاطی کی تہی کیونکہ بہت عرصہ نہین گذرا کہ امیر کابل کیطرح یہہ بہی سرحدی
رئیس تہے اور گو اُتنا وسیع اور بڑا ملک نہی مگر آزادی اور خودمختاری مین
بہت کچہہ اُس سے مشابہت رکہتے تہے مگر اتفاقات وقت نے انکی وہ حالت
بدل دی اور اُنہون نے گورنمنٹ انگریزی کی اطاعت اور فرمان برداری

اختیار کی اور اُسکی قدرشناسی پر اعتماد کرکے اپنی تقدیر اُسکی تقدیر کے شامل کرلی پس امیر کابل کے لئے جسکے کامل مطیع اور فرمان بردار بنانیکی گورنمنٹ دل سے آرزومند ہے یہہ ایک نمونہ تہے اور اسلئے لازم تہا کہ اُسکے روبرو انکی عزّت اور احترام ایسے نمایان طور سے کیا جاتا جسکو دیکہکر اُسکو بہی گورنمنٹ کی دلی اطاعت اور کامل فرمان برداری اختیار کرنیکے فواید کا خیال ہوتا اور عوام مین اس خیال کے پیدا ہونیکی گنجایش نہوتی کہ جو کوئی گورنمنٹ کی اطاعت اختیار کرتا ہے اخیر مین وہ اُسکی عزّت اور احترام کی نسبت بے پروائی کرتی ہے لیکن گورنمنٹ پنجاب کے ذریعہ سے حکام اعلی جب ان خیالات سے آگاہ ہوے تو حتی الامکان اسکی تلافی مین بیا توجہ کی گئی۔

مہاراج کا عالیجناب ڈیوک آف اڈنبرا بہادر کی ملاقات کے لئے لاہور جانا اور مختلف واقعات

اس ریاست کی تاریخ مین سنہ ۱۸۷۰ع اپنے مختلف واقعات کے لحاظ سے ایک نمایان اور ممتاز سال ہے۔ اسمین سب سے پہلے جو قابل الذکر بات ظہور مین آئی وہ یہہ تہی کہ فروری کے آغاز مین مہاراج پنجاب کے اُن بڑے

بڑے رئیسون کے ساتھہ شریک ہونیکو لاہور تشریف لیگئے جو عالیجناب معلے القاب ڈیوک آف ایڈن برا یعنی حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اجلالہا کے فرزند ثانی شاہزادہ الیفرڈ البرٹ بہادر کی تعظیم و تکریم اور ملاقات کیواسطے بلائے گئے تھے اور اُنکو اپنے شاہنشاہ زادہ کی تعظیم و تکریم بجالانے اور اُسنے ملاقات ہونیکا اعزاز حاصل ہوا اور اُنہون نے اُنکی تشریف آوری کی یادگار قایم رکھنے کے لئے پنجاب یونی ورسٹی لاہور کو پنپل ہزار روپیہ اس حکم سے عنایت کیا کہ اُسکے منافع سے سال بسال ایک وظیفہ شاہزادہ صاحب بہادر کے نام نامی سے دیا جایا کرے۔

اس موقع پر ہمکو یہہ بات بیان کردینی چاہیئے کہ پہلے کبھی ایسے موقع پر مہاراج اور نواب صاحب بہادر بہاول پور کے جمع ہونیکا اتفاق نہوا تہا اور اسلئے یہہ امر تصفیہ طلب تہا کہ دربار مین نشست کس ڈہنگ سے ہو پس راقم کے بہائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب نے جو اُسوقت ریاست کی طرف سے وکالت کے عہدہ پر مامور تہے پیش بینی کرکے اس معاملہ کو حکام گورمنٹ پنجاب کی خدمت مین پیش کیا اور اگرچہ

کئی ایسے سبب موجود تھے جنکے باعث سے نواب صاحب کے نمبر نشست کی تاخیر مشکل تھی مگر انہون نے ایسے معقول دلائل کے ساتھہ اسکو پیش کیا کہ آخر کار گورنمنٹ اعلیٰ کو رپوٹ ہوکر یہہ امر خاطر خواہ طے ہوگیا۔

شاہزادہ صاحب بہادر کا تشریف لانا صرف سیر و سیاحت کی غرض سے تہا اور انگلستان کے خاندان شاہی مین سے وہ پہلے شخص تھے جنہون نے جہاز سے اُتر کر ہندوستان کی زمین پر قدم رکہا۔

مہاراج اور نواب صاحب بہادر بہاولپور کی ملاقات

اس موقع پر نواب صاحب بہادر والی بہاولپور[۱] کے ساتھہ بھی ملاقات ہوگئی اور موافق اُس دستورالعمل کے جو جانبین کے اہلکارون کے مشورہ

---

[۱] رؤسائے بہاولپور اپنے ایک بزرگ داؤد خان کے نام کی مناسبت سے داؤد پوترے کہلاتے ہین کیونکہ پنجاب کے لوگ پوتے کو پوترا بولتے ہین اور انکو اس بات کا دعویٰ ہے کہ ہم جناب رسول خدا صلعم کے چچا حضرت عباس کی اولاد مین ہین۔ کہتے ہین کہ جب ۶۵۶ ہجری کے آغاز مین چنگیز خان کے پوتے ہلاکو خان نے بغداد کو فتح کرکے مستعصم باللہ کو جو عباسیون مین کا آخری خلیفہ تہا قتل کر ڈالا یہہ لوگ تاتاریون کے خوف سے خراسان اور سیستان کے راستہ سے دریائے سندھ کے قریب جوار مین آکر آباد ہوگئے اور رفتہ رفتہ اسقدر طاقت پکڑ گئے کہ ۱۱۵۳ھ مین انکا بزرگ داؤد خان اپنے زور کے گہمنڈ مین صوبۂ ملک سندھ کے ساتھہ جو نادر شاہ کی طرف سے متعین تہا بگاڑ بیٹھا اور شکست کہا کر

سے قرار پایا تہا اول نواب صاحب مہاراج کی ملاقات کیواسطے تشریف لائے پہر مہاراج اُنکے ملنے کو گئے اور اسطرح سے جو دوستانہ راہ و رسم دونون ریاستون مین ایک عرصہ دراز سے جاری تہی زیادہ مستحکم ہو گئی

مہاراج کی بہن بی بی بختاور کنور صاحب کی وفات

مہاراج ابہی لاہور ہی مین تہے کہ اٹہائیسوین فروری کو تار اُنکی بڑی بہن بی بی بختاور کنور صاحب کی وفات کی خبر پہنچی جو معہ اپنے خردسال فرزند ولیعہد ریاست بہرتپور کے کئی مہینے سے پٹیالہ آئی ہوئی تہین چونکہ آغاز دسمبر سنہ گذشتہ مین اُس نونہال دولت کا پہیپڑے کے ورم سے انتقال ہو چکا تہا اور اب تپ کی بیماری سے انہون نے بہی قضا کی

اپنی قوم کے دریاے سندہ کے اس پار ایک جنگل مین آ نکلا جہان اُنکو فوج شاہی نے آگہیر لیا اور انہون نے راجپوتون کیطرح بحرمتی کے خوف سے اپنے جورو بچون کو قتل کر کے دشمنون پر جو اس وحشت ناک اور مہیب حرکت کو دیکہکر دہشت مین آ گئے تہے ایسا حملہ کیا کہ جس سے اُنکا مونہہ پہر گیا۔

اب انہون نے سندہ کے شمال کیطرف بڑہنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ اُس قطعہ زمین کے مالک ہو گئے جو آجکل بنام ریاست بہاولپور مشہور ہے اور داؤد خان کے بیٹے مبارک خان نے صوبہ دار ملتان کی مہربانی سے (جو شہنشاہ دہلی کیطرف سے متعین تہا) اپنے موروثی مُلک مین سے بہی کچہہ حصہ حاصل کر لیا جو جنوب مین اُس

اِس سے اُن تعلقات کا گویا خاتمہ ہوگیا جو دونون ریاستون کے باہم تھے
اور جن سے دونون کے بہت بڑے فواید متصور تھے۔ اس موقع پر اور دوست
رئیسون کیطرح سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر ممالک پنجاب
کا تعزیت کے لئے تشریف لانا اور ایک دوست والی مُلک کی دلجوئی
کیواسطے خاص اُسی کے مُلک کے طریقہ کا پیرو ہونا ایک قابل تعریف امر تہا
کیونکہ یہی باتین ہین جنسے فاتح اور مفتوح قوم مین محبت اور اتحاد پیدا ہوسکتا
ہے اور مغایرت اور جدائی کے خیالات کم بلکہ مفقود ہوسکتے ہین جو ہماری

مقام تک پہیلتا تہا جہان اُس زمانہ مین دریای بیاس و ستلج کا اکٹہا راستہ تہا اور جسمین اب
ضلع منٹگمری اور ملتان کا ایک بہت بڑا حصہ شامل ہے۔
ابتدا مین پچاس برس تک یہہ ریاست بہت چہوٹے چہوٹے سردارون مین منقسم
رہی جو ہر ایک بجای خود حاکم مستقل اور اپنے اپنے قبیلہ کا سردار تہا مگر داؤد خان کے پوتے
نواب بہاول خان اوّل نے اُنکو مغلوب کرکے سب ملک اپنے ماتحت کرلیا اور طاقت
کے یکجا ہوجانیکا یہہ نتیجہ ہوا کہ اگرچہ احمد شاہ دُرّانی کا بیٹا تیمور شاہ انکا مزاحم ہی ہوتا رہا اور
اُسکی فوج نے کچہہ دنون تک بہاولپور مین قیام ہی رکہا مگر تو بہی اضلاع ملتان وغیرہ
مین انکا اقتدار قایم رہا بلکہ انہون نے ضلع دیرہ غازی خان کو خان قلات سے چہینکر
اپنے قبضہ مین کرلیا اور جب ۱۸۰۳ء مین شاہ شجاع الملک کے کابل سے نکالے جانیکے
بعد درانیون کی سلطنت مین ضعف آگیا یہہ آزاد اور خود مختار بنگئے مگر انکی اخیر عمر مین

راے مین سلطنت کی تقویت اور استحکام کے لئے ایک نہایت ضروری امر ہے۔

کونسل ریجنسی کی موقوفی اور مہاراج کو اختیار کا ملنا

جس بنیاد پر کونسل ریجنسی مقرر ہوئی تہی اور جو دور اندیشی اور احتیاط ممبران کے انتخاب کے باب مین کی گئی تہی اور جس امر کی روک تہام کیواسطے دستور العمل بنایا گیا تہا وہ ہم پہلے مفصل لکہہ آئے ہین مگر افسوس ہے کہ زیادہ عرصہ گذرنے نہ پایا تہا کہ ارکان ریاست کے باہم ناچاقی اور نااتفاقی کے سامان نظر آنے لگے اور جس امر کا اندیشہ تہا آخر وہی ظہور مین آیا یعنی آغاز ۱۸۶۵ء

جب مہاراجہ رنجیت سنگہہ نے زور پکڑا اور دریاے ستلج کے شمال کی طرف کا ملک انکے قبضہ سے نکل گیا اور یہہ انکے خوف سے سرکار انگریزی سے اپنی حفاظت کے ملتجی ہوئے۔ اگرچہ عہدنامہ کی رو سے سرکار انگریزی کو انکی حفاظت کیلئے دخل دینے کا اختیار تہا کیونکہ دریاے ستلج کے باین طرف مہاراجہ رنجیت سنگہہ کا کچہہ حق نرہا تہا مگر کسی مصلحت سے سرکار اس سے انکار کرتی رہی لیکن ۱۸۳۲ء مین انکے پوتے بہاول خان ثالث کے ساتہہ سولہ دفعات کا ایک عہدنامہ دوستی اور تجارت کے باب مین ہوگیا جسکی دفعہ دویم وسویم کی رو سے وہ مالک اور خودمختار حاکم اپنے ملک کے مانے گئے اور ۱۸۳۸ء مین جب شاہ شجاع الملک کے دوبارہ تخت کابل پر بٹہانیکی تجویز ہوئی چونکہ اس زمانہ مین کابل کا سیدہا راستہ جو

مین جب جنرل سر ہربرٹ ایڈوارڈس صاحب بہادر
(جنکا ذاتی رعب داب ہی فتنہ وفساد کے دبے رہنے کا ایک بڑا سبب
تھا) ولایت کو چلے گئے اور جنرل ٹیلر صاحب بہادر تشریف لائے
چند خودغرض شخصون نے باہم سازش کر کے ایک ایسے عہدہ دار کو جسکا
معزول یا تبدیل کرنا بغیر کسی گناہ اور مشورہ سب ارکان ریاست کے دستورالعمل
کی رو سے جایز نتہا مہاراج سے جو ابہی قریب بارہ ہی برس کے سن مین تہے
صاحب ایجنٹ کو کہلا کر معزول اور اُسکی جگہہ ایک اور شخص کو مقرر کرا دیا
اور صاحب موصوف نے بغیر اسکے کہ اس بات پر لحاظ کرین کہ یہہ مہاراج
کی ذاتی راے نہین ہے اور اُنکی راے اور مرضی سے ایسے اُمور کے طے

پشاور ہو کر تہا محفوظ تہا اور اس سبب سے افغانستان کے تاجر درہ بولان کے راستہ سے
بہاولپور کے علاقہ مین سے ہوتے ہوئے اس مُلک مین آتے تہے اسلئے سرکار انگریزی
نے بہی کابل کو اپنی ڈاک اسی راستہ سے قایم کہنی مناسب جانکر ۱۸۳۸ء مین دفعات کا ایک اور
عہدنامہ کیا جسکی رو سے سرکار انگریزی نے ریاست بہاولپور کی حفاظت اپنے ذمہ لی اور
نواب صاحب نے اپنے کو مطیع الامر سرکار موصوف قرار دیا اور فریقین کے دوست دوست اور دشمن
دشمن قرار پائے اور چونکہ نواب صاحب نے اس موقع پر اچہی خدمات کین اسکے صلہ مین سبزل کا
کوٹ اور بہونگ بارہ کا علاقہ عنایت فرمایا اور پہر ۱۸۴۹ء مین مہم ملتان کی خدمات کی
عوض ایک لاکہہ روپیہ سال نقد حین حیات مرحمت کیا۔

ہونیکا زمانہ ابہی بہت دور ہے اسکو منظور کرلیا اور اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ لوگون کو
جو یہہ بہروسہ تہا کہ خلاف منشا دستور العمل ہماری عزت اور منصب مین کوئی
خلل انداز نہو سکیگا وہ جاتا رہا اور ہرکسی کو یہہ اندیشہ ہوگیا کہ ایکدن اسیطرح مین
بھی معزول کرادیا جاؤنگا اور اس سبب سے ارکان ریاست کے باہم
ایک سخت بدگمانی پیدا ہوگئی اور دو فریق بنگئے - اب اس فریق نے جو
اس معاملہ مین کامیابی حاصل کرچکا تہا قدم اور آگے بڑہایا اور اس سے
تہوڑے ہی عرصہ بعد ایک اور بڑے شخص کو جو مہاراج کی تعلیم انگریزی کے
واسطے گورنمنٹ انگریزی کی معرفت بلایا گیا تہا اور جسکا اس عہدہ پر ہونا

سنہ ۱۸۰۹ع مین انہون نے اپنا یہہ ارادہ ظاہر کیا کہ بجائے ہمارے بڑے بیٹے حاجی خان کے ہمارا تیسرا لڑکا سعادت یار خان جانشین بنایا جائے لیکن سرکار انگریزی نے معاملہ خانگی سمجھکر مداخلت اور نیز مشورہ دینے سے انکار کیا اور یہہ امر انکی زندگی تک اسیطرح بلا تصفیہ رہا مگر جب انکا انتقال ہوا سعادت یار خان مسند پر بیٹھا اور اپنے کو بلقب نواب صادق محمد خان ملقب کیا لیکن قوم نے بڑے کو حقدار قرار دیا اور کسیقدر جنگ و جدال کے بعد اسکو معزول کرکے حاجی خان کو بلقب نواب فتح خان رئیس بنایا۔

یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ رئیس کا لقب فتح خان مقرر ہوا ورنہ دستور یہہ تہا کہ مسند نشین ہونیکے بعد بہاول خان یا صادق محمد خان مین سے کوئی لقب اختیار کرلیا جاتا تہا یعنی اگر باپ کا لقب بہاول خان ہوا تو بیٹے کا صادق محمد خان اور صادق محمد خان ہوا تو بہاول خان

اس فریق کے ایک رکن اعظم کو بہت ناگوار تہا مہاراج کی ناراضی اور سوء
مزاجی کا حیلہ اٹہا کر علیحدہ کرا دیا اور صاحب ایجنٹ نے تہوڑی سی ناگواری کے
ساتہ اسکو بہی منظور کر لیا اور جب یہہ تدبیر بہی چل گئی اور صاحب ایجنٹ کے
مزاج کو دیکہکر بہروسہ ہو گیا کہ جو چال چلی جائیگی وہ خالی نہ جائیگی تو ایک اور
منصوبہ اٹہایا جسکے واسطے یہہ دونون معاملے گویا بطور مقدمہ اور تمہید کے تہے
یعنی مہاراج کو جو ابہی قریب تیرہ ۱۳ ہی سال کی عمر مین تہے اور میعاد بلوغ
کے پورا ہونے مین پانچ برس باقی تہے چپکے چپکے فرمان روائی اور خود
مختاری حاصل کرنیکی ترغیب و تحریص شروع کی اور اپنا اسمین ساعی ہونا

مقرر ہوتا تہا غالباً اسکا یہہ سبب ہوگا کہ بہاول خان تو انکے والد کا ہی لقب تہا اور صادق محمد
خان کا لقب سعادت یار خان نے اختیار کر لیا تہا پس اب کوئی لقب باقی تہا جو یہہ اختیار کرتے
اسلیئے انہون نے بہائی پر فتح پانیکے سبب سے اپنا لقب فتح خان تجویز کیا۔
سعادت یار خان کو بسفارش وکالت سرکار انگریزی سولہ سو روپیہ ماہواری کی پنشن اس
شرط سے ملی کہ وہ اپنی اور اپنی اولاد کیطرف سے ریاست کے دعوی سے دست بردار ہو
اور علاقہ انگریزی مین اگر سکونت اختیار کرے اور کسیطرح کی سازش نواب صاحب کے
برخلاف نکرے مگر وہ نچلا نہ بیٹہ سکا اسواسطے لاہور کے قلعہ مین نظربند کیا گیا اور
اگست سنہ ۱۸۶۲ء مین وہین مر گیا۔
ہمقوم سردارونکا سعادت یار خان کو ریاست سے معزول کر دینا اور نواب فتح خان صاحب کو

ظاہر کیا جس سے یہہ مقصود تہا کہ مہاراج سب سے زیادہ انکو اپنا خیرخواہ جانین
اور اگر بالفرض یہہ امر ہوجاسے تو نام تو انکا ہوا و حکومت خود کرین اتفاقاً
اسی عرصہ مین کونسل کے دو ممبر آگے پیچھے قضا کر گئے اور کونسل مین صرف
ایک شخص باقی رہگیا پس موقع مناسب جانکر انہون نے اسکی تحریک شروع
کی اور صاحب ایجنٹ کے پاس جو دورہ کرتے ہوئے آئے تھے اور
مہاراج کو تعلیم مین ترقی کرتے ہوے نہ دیکھکر ناراض ہوئے تھے اُنکے
معلم انگریزی سے ایک بغرضانہ پیرایہ مین یہہ کہلادیا کہ "مہاراج کے
پڑہنے لکہنے مین دل نہ لگانیکا یہہ سبب ہے کہ وہ جوان اور ہوشیار ہو چلے
ہین اور یہہ دیکھکر کہ کاروبار ریاست مین ہمارا کچہہ دخل اور اختیار نہین ہے پژمردہ

رئیس بنانا اسکا باعث ہوا کہ اُنکی طبیعتون مین آزادی اور خودسری پیدا ہوگئی اور نواب فتح خان
صاحب جو ایک ضعیف الرائے شخص تہے احسانمندی یا خوف کے سبب سے اُنکو روک ٹوک کرنے
سے چشم پوشی کرتے رہے پس اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب اکتوبر ۱۸۵۸ء مین انکا انتقال ہوا اور
اُنکے فرزند اکبر رحیم یار خان بلقب بہاول خان رابع جانشین ہوے یہہ لوگ پہر اسی
قسم کے فتنہ وفساد سے اپنی اُس آزادی اور خودمختاری کے حاصل کرنیکے درپے
ہوئے جس سے اُنکو نواب بہاول خان اوّل نے محروم کردیا تہا اور کئی بڑے بڑے
سردار کُہلے بندون باغی ہوگئے اور بہنزل کے کوٹ پر ایک سخت حملہ کیا اور ارادہ کیا کہ نواب
صاحب کے تین چچاؤن کو جو قلعہ ڈراوڑ مین قید تہے چہڑالین مگر اُنکو شکست ہوئی اور نواب

خاطر رہتے ہیں اگر انکو اختیار دیدیا جاے اور کام کا بوجہ ڈالا جاے تو یقین ہے
کہ خوش ہوکر زیادہ جی لگائینگے، اب اگرچہ یہہ بات صرف ایک بناوٹ
تہی مگر صاحب ایجنٹ کے دل پر اسکا ایسا اثر ہوا کہ اُنہون نے بغیر اسکے
کہ اسکے مآل پر کچہہ غور کرین اور سوچین کہ خلاف منشاء واجب العرض اور
دستور عام کے گورنمنٹ اسقدر مدت پہلے اسکو منظور نکریگی کونسل کے نئے
ممبرون کے باب مین جو رپورٹ کرنیوالے تہے اُسکو ملتوی کردیا اور مہاراج
سے یہہ وعدہ کرلیا کہ اگر سب اہلکارون کو آپ برابر اپنا خیرخواہ سمجہین اور کسی
فریق کو بڑہنے ندین تو ہم عنقریب آپکو اختیار دیئے جانیکے واسطے رپورٹ
کردینگے - مگر یہہ بات ہونہار کب تہی اور حکام اعلیٰ خلاف قاعدہ اسکو کب

صاحب نے اُن تینون کو جو بیچارے محض بیگناہ تہے قتل کرادیا اور ایسی ہی اور چند بدتمیزین واقع ہوئین
جنکے باعث سے ملک بہاولپور کی عام امنیت مین خلل آجانیکا اندیشہ ہوا اور بضرورت سرکار انگریزی
کو اپنی سخت ناخوشنودی کی دہمکی دینی پڑی مگر یہہ پرآشوب عہد جلد ختم ہوگیا یعنی مارچ سنہ ۱۸۶۶ع
مین کہانا کہانیکے تہوڑی ہی دیر بعد غالباً کثرت استعمال شراب کے باعث سے جسکو وہ بشدت
عادی تہے یا کسی اور سبب سے یکایک اُنکا انتقال ہوگیا -
اسوقت نواب صادق محمد خان بہادر صرف چار برس کے تہے اسلئے ہمقوم سردارون نے
ایک اور شخص کا مسندنشین ہونا تجویز کیا اور فوج باغی ہوکر اُنکے ساتہہ ہوگئی اور مہاراجہ کی بیگم صاحب
اور اُنکے مشیرون نے سرکار انگریزی سے حفاظت کی استدعا کی مگر لارڈ لارنس صاحب نے

منظور کر سکتے تھے پس صاحب موصوف نے جو لارڈ لارنس صاحب ویسرائے
وگورنر جنرل بہادر ہند سے جو اُنکے بڑے دوست تھے پرایوٹ طور پر
استمزاج کیا تو انہوں نے خلاف قاعدہ اور قبل از وقت سمجھکر صاف انکار کر دیا
اسی عرصہ مین ان لوگون نے بے صبری کرکے ایک ایسا عہدہ جو دستور العمل
کی رو سے بغیر پوری کونسل اور ارکان ریاست کی کثرت رائے کے کسیکو نہین
دیا جا سکتا تھا اُس شخص کو جو کونسل کے ممبرون مین سے باقی تھا اور جسکا نام
وجود اسوقت برابر تھا مہاراج سے کہلا کر اور دبا کر اپنے ایک رفیق کو دلا دیا اور
صاحب ایجنٹ بہادر نے اسی بات کو آگے رکھکر ایک طول طویل پروانہ مشعر
منسوخی اپنے وعدہ کے دکیل ریاست کے نام جاری کیا اور کونسل جسکا یہہ

جو اسوقت ویسرائے وگورنر جنرل تھے زیادہ مداخلت کرنا ناپسند کیا اور اسپر اکتفا کیا کہ سید افضل
جو سرکار انگریزی کی جانب سے بطور ایجنٹ وہان رہتا تھا اپنی صلاح و مشورہ سے مدد دیتا رہے
اس شخص کی سعی البتہ اسقدر کارگر ہوئی کہ سپاہ پھر مطیع ہو گئی اور فساد کسیقدر دب گیا۔ مگر
بیگم صاحب سے انتظام کا قایم رہنا دشوار تھا اسلئے وہ گورنمنٹ سے برابر مداخلت کی درخواست
کئے گئین اور آخرکار پذیرائی اُنکی درخواست کے جولائی ۱۸۶۶ء مین نواب صاحب کے بالغ اور
جوان ہونے تک سرکار انگریزی نے انتظام اپنے ہاتھ مین لیلیا جو ابتک جاری رہے
یہہ ریاست شمال اور مغرب کی جانب دریائے ستلج اور سندہ اور جنوب مین ریاست جیسلمیر
اور مشرق کیطرف سرسہ وغیرہ اضلاع انگریزی سے ملحق ہے۔ شہر بہاولپور کا عرض

قایم ہونا اب غیر متوقع تہا اخیر ۱۸۶۶ء مین پوری قایم کردی-

اب اگرچہ صاحب ایجنٹ کا اپنے وعدہ سے پہرجانا اور کونسل کو پہر پورا اور قایم کردینا اس بات کا ثمرہ تہا کہ لارڈ لارنس صاحب بہادر کی راے مین خلاف دستور ایسی کم سنی مین اختیار کا دیا جانا مناسب نتہا یا خود ان لوگون کی سو تدبیریون کا نتیجہ تہا مگر انہون نے اسکو اپنے فریق مخالف کے ذمہ لگایا اور چونکہ امید کے بعد مایوسی کا ہونا خصوصاً جبکہ ایسے بڑے شخص (صاحب ایجنٹ) کے اقرار اور نیز قریب سال بہر کے عمل کے سبب سے مضبوط جڑ پکڑ گئی ہو طبعاً اسکا مقتضی تہا کہ خواہی نخواہی رنج و ملال ہو۔ پس مہاراج نہایت افسردہ خاطر ہوے اور چونکہ اُن لوگون کی جانب سے اپنے

شمالی اُنتیس ۲۹ درجے انیس ۱۹ دقیقے اور طول شرقی اکہتر درجے اُنتیس دقیقے ہے اور اگرچہ کل رقبہ پندرہ ہزار مربع میل سے کم آباد اور مزروعہ رقبہ صرف چار ہزار پانسو چھیانوے ۴۵۹۶ ہی ہے - جب سے انتظام سرکار انگریزی کے ہاتہ مین آیا ہے صاحبان پولیٹیکل ایجنٹ نے ریاست کے تمام شعبون مین نہایت اصلاح اور ترقی کی ہے جسکے سبب سے آمدنی ہی بنسبت لاکہ سے کچھہ زیادہ ہوگئی ہے-

نواب صاحب کی سلامی سترہ ۱۷ توپ کی سرکار انگریزی سے مقرر ہے اور بعد جمون اور پٹیالہ کے باقی سب روساے با اختیار متعلقہ پنجاب سے اِنکا درجہ بالاتر ہے-
مولف

منصوبے پہر زندہ کرنیکی پیروی اور تحریک برابر جاری رہی اس سبب سے
ایسی مشکلین پیدا ہوگئین کہ جنکا اندازہ وہی شخص خوب کرسکتے ہین جو خود ایسی
مشکلات مین پہنسے ہون مگر اسی عرصہ مین اس فریق کے پیش روکی نسبت
سرکاری روپیہ کے تصرف کرلینے کا ایک سنگین مقدمہ عاید ہوگیا اور اسمین
ابہی کچھہ حکم نہوا تہا کہ وہ کسولی پر (جہان گرمی کے موسم مین صاحب کمشنر
بہادر ممالک این روے ستلج اور انکا دفتر رہتا ہے) وکیل ریاست نابہہ کے
کاغذات کی چوری کا جسپر صاحب ایجنٹ بہادر کو بیحد اعتماد تہا اور جسکی وساطت
سے ریاستون کے پولیٹکل معاملات مین اسوقت ایک عجیب طور پر خفیہ
کارروائیان ہوتی تہین ایک دوسرا مقدمہ کہڑا ہوگیا پس صاحب ایجنٹ نے
انکو مہاراج کی برہمی مزاج کا باعث خیال کرکے اول انبالہ مین پولیس کے ایک
انسپکٹر کی حفاظت مین رکہا اور پہر دسمبر ۱۸۶۲ع مین منظوری گورنمنٹ معہ
چند اور شخصون کے جو اُن سے رفاقت رکہتے تہے یا قدیم یہان کے رہنے
والے نتہے ریاست سے علحدہ کردیا۔

اب اگرچہ صورت معاملات کی بالکل بدل گئی تہی اور مہاراج بہی سب لوگون
سے مہربانی اور التفات کے ساتہہ پیش آتے تہے مگر جن صاحب کی کوشش اور

تدبیرات کا میاب ہونکا باعث ہوئی تہی اُنکو اپنے مقاصد ترفع اور برتری کے
حصول مین خود اپنے دوستون کا وجود بہی ناگوار معلوم ہونے لگا اسلئے
اپنے رفیق اور قرابت دار وکیل لال بہہ کی معرفت جسکے اشارون پران ریاستونکے
نیک و بد کا مدار آرہا تہا پہر ریشہ دوانیان شروع کین اور اس نئی مہم کے سر کرنیکے
لئے تدبیرین ہونے لگین مگر اسوقت صرف اسیقدر بات پر اکتفا ہوگیا کہ جون ۱۸۹۸ء
مین وہ کونسل کے اکسٹرا آرڈنری ممبر بنائے گئے اور صاحب ایجنٹ نے
مہاراج کے اختیار پانیکا وقت قریب خیال کرکے اُنکو بہی بطور ایک رکن کے
کونسل مین بیٹھنے اور کاغذات پر دستخط کرنیکی اجازت دی۔

اب اگرچہ مہاراج انکی ہر طرح سے دلجوئی اور خاطر داری کرتے تہے اور اس امر
مین کوشش کرتے تہے کہ انکے دل سے اپنی ناراضی کے خیال کو دور
کردین اور اب واجب یہہ تہا کہ سب لوگ ایسا طریقہ اختیار کرتے کہ جس سے
گذشتہ لڑائی جہگڑا اس نام سے نامزد نہو تا کہ اہلکار اپنے آقا کو اختیار موروثی
سے محروم رکہنے اور ریاست کی باگ اپنے ہاتہہ مین لئے رہنے کی ناحق
لڑتے ہین مگر بلند نظری اور دور از کار دور اندیشی سے اُنکو یہہ خیال جم گیا کہ
مہاراجکا یہہ طرز سلوک محض دہوکا ہے اور وہ مجہکو فریب دیتے ہین اور بدقسمتی

سے چند صلاح کار بھی انکو ایسے ہی مل گئے کہ جنہون نے انکو اس خیال پر پکا
کردیا اور کسی حقیقی دوست کی فہمایش اگرچہ محض مخلصانہ اور دوستانہ تہی کام نہ آئی
بلکہ وہ اُسنے بہی سخت بدظن اور مخالف ہوگئے اور انکو یہہ فکر ہوگئی کہ اپنی
حفاظت ذاتی کی خاطر مہاراج کو ہمیشہ کے لئے ضعیف الاقتدار رکہین اور
جس جس کو اپنے اس مطلب کا حارج اور مزاحم سمجہین ریاست سے علحدہ
کراکر قصہ پاک کرین - پس اُنہون نے ریاست نابہہ کے ایک ملازم
طبیب کو جو جعل اور افترا پردازی مین مشہور ہے اور اُن دنون حسب الحکم
صاحب ایجنٹ ریاست سے علحدہ کیا ہوا تہا یہہ لالچ دیکر کہ پہر ریاست مین داخل کرلیا
جائیگا اپنا اوزار بنایا اور اُسنے ایک ایسا کاغذ تیار کیا جو گویا اُس کتاب کے راقم
بنام راجہ بہگوان سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ لکہا تہا اور اُسمین
انکو جنرل ٹیلر صاحب بہادر کی رایون کے خلاف معاملات
ریاست مین حکام اعلی کیخدمت مین بوکالت و وساطت مسٹر مور نامے
ایک انگریز کے جو پادری کہلاتا تہا اور پادریون کی کوئی بہی نیک خصلت اُسمین
نہی اور صرف ایک آوارہ اور مفلس اور شرابی شخص تہا داد و فریاد کرنے اور بذریعہ
اخبارات ان امور کے شایع کرنیکی صلاح دی تہی اور اُسکو گانٹہہ کر اپنے قول کی تصدیق

کیواسطے گواہ بنایا اور صاحب ایجنٹ کے پاس وکیل ریاست نابہہ کی معرفت مخبر
کے طور پر پیش کیا اور کونسل ریجنسی نابہہ کو جو پتلی کیطرح وکیل مذکور کے اشارون کی
تابع تہی مدعی بنایا اور تا کہ کوئی چہوٹا یا بڑا مخالف انکا ریاست مین نرہے میر
امداد علی صاحب دیوان کو بہی اسمین لپیٹا اور اُنکی نسبت یہہ الزام لگایا کہ اب سے
ایک برس پہلے جب وہ مع ایک ممبر کونسل کے جنرل ٹیلر صاحب بہادر
کے استقبال کو نابہہ گئے تہے انہون نے راجہ بہگوان سنگہہ صاحب بہادر
کو ایک مراسلہ کے مسودہ مین جو صاحب موصوف کے نام ایک اپنے ایسی
ہی معاملہ مین لکہنا چاہتے تہے کچہہ صلاح دی تہی اور اُنکے ہمراہی شخص سے
اسکی گواہی دلوائی اور مہاراج کو ان معاملات کا رازدار بیان کیا اور صاحب ایجنٹ
نے جو انکو نہایت ہی سچا جانے ہوئے تہے اسکو واقعی اور سچ سمجہکر آغاز
جولائی ۱۸٦٦ع مین ہماری ریاست کے وکیل کو جو وہ بہی اس سازش مین شریک
تہا مہاراج کے نام اپنا مراسلہ دیکر پٹیالہ بہیجا اور پہلے کیطرح پولیس کے ایک انسپکٹر
کو اُسکے ساتہہ بہیجا جسمین اس مقدمہ کی جو جرم مخالفت با سرکار کے نام سے تعبیر
کیا گیا تہا مخبری کا ہونا اور مسٹر مور کا گواہی دینا وغیرہ لکہکر یہہ لکہا تہا کہ ہم دونون
کو تحقیقات کیواسطے انبالہ بہیجدیوین اور مہاراج خود بہی کسولی پر اُنکے پاس جائین

اور ہمارے کسی رشتہ دار کو اپنے پاس نرکہیں۔

اب کسولی پر جو کارروائیاں ہوئین اور جو ہتہنڈی گرمیان مہاراج کو دکھلائی گئین اور جو بعض قدیم اہلکارون نے صاحب ایجنٹ بہادر کے روبرو مہاراج سے خلاف طریقہ ادب و دبدو نامناسب گفتگو کی گئین انکا لکہنا ہم مناسب نہین سمجہتے اور صرف اُسی مُعاملہ کو لکہتے ہین جو خاص ہمکو پیش آیا۔ واضح ہو کہ خوش قسمتی سے ان سازشون کا حال ہمکو چند روز پہلے معلوم ہوگیا تہا اور ہماری ریاست کے وکیل محکمہ ایجنٹی کے ہاتہہ کا لکہا ہوا ایک کاغذ جسمین اس سازش کی تمام کیفیت مِن وعن درج تہی اتفاقاً خاص اُسی گروہ کے ایک شخص نے ہمکو دیدیا تہا اور مہاراج کے ارشاد کے موافق میرے چہوٹے بہائی خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب نے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر و صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب کو اس سازش کے حال سے آگاہ کرکے پوست کندہ تحقیقات کی درخواست کی تہی پس اس معاملہ کے پیش آتے ہی مابین گورنمنٹ اور صاحب ایجنٹ تہوڑی سی خط وکتابت ہوکر مقدمہ جنرل ٹیلر صاحب بہادر کے ہاتہہ سے نکلگیا اور بذریعہ ایک کمیشن کے جسکے میجر ٹائی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ اور مسٹر سمایتہہ صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور ممبر اور مسٹر جیمس ولیم میکناب

صاحب بہادر ایڈیشنل کمشنر انبالہ پریزیڈنٹ تہے کونسل نابہہ اور ہماری گورنمنٹ کونسل
کے مواجہہ مین جو درپردہ مدعی تہے اسکی تحقیقات ہوئی۔

اب اگر ہم اس مقدمہ کی تفصیل اور اسکی تردید اور جو جو کارسازیان ہمارے
خلاف کی گئی تہین مفصل لکہین تو اسکے واسطے ایک علحدہ کتاب درکار ہے
مگر خلاصہ یہہ کہ وہ الزامات محض ساختہ اور بے اصل ثابت ہوے اور اسی کے
ضمن مین اُس طلسم کی بہی قلعی کہل گئی جسمین وکیل نابہہ نے جنرل ٹیلر
صاحب بہادر کو پہسا رکہا تہا اور جسکے باعث سے نابہہ اور پٹیالہ کے
معاملات مین جو وہ اُنکو کہدیتا تہا وہ اکثر وہی کردیتے تہے اور کمیٹی نے ایک
مفصل رپورٹ اسباب مین گورنمنٹ کو لکہی مگر چونکہ حکم تہا کہ وہ صاحب
موصوف کی معرفت گورنمنٹ مین بہیجی جاوے صاحب موصوف نے
اُسپر اپنا ریمارک وغیرہ لکہنے کے لئے اسکو کئی مہینے اپنے پاس دبائے
رکہا۔ اسی عرصہ مین مہاراجہ کا ہز رایل ہائی نس ڈیوک آف ایڈنبرا
بہادر کی ملاقات کیواسطے لاہور تشریف لیجانیکا موقع ہوگیا اور چونکہ گورنمنٹ
کو یقین ہوگیا تہا کہ مہاراجہ کو اختیار دیئے بغیر فساد اور بدانتظامی موقوف نہوگی
چہبیسوین فروری ۱۸۷۰ء کو جبکہ وہ لاہور ہی مین تشریف رکہتے تہے انکو

بناتہ حکمرانی کا اختیار دیا گیا اور اس تمام شور و شر کا جو اسوقت ہو رہا تہا خاتمہ ہو گیا
ہمارے دوستون کو یقین تہا کہ ان باتون کی کوئی تحقیقات نکریگا اور گومگو
مین جو ہم چاہینگے وہی ہوجایگا اور اسیواسطے انہون نے انکہون ٹہیکری
رکہکر یہہ عجیب طور کے جہوٹے اور بے اصل الزام بنائے تہے اور ظاہر اُنکو
یہی گمان تہا کہ صاحب ایجنٹ کے لکہنیکو کون رد کرسکتا ہے مگر گورنمنٹ کے
حکام اعلی کی دانائی اور انصاف اور میرے بہائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب
کی کوشش سے یہہ طوفان جو اس ریاست کی تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہیگا
فرو ہوگیا۔

عُذر

اس پُر افسوس قصہ کا لکہنا جسکی یاد اور اعادہ سے غالباً اب بہی بہت سے
دل رنج ہوسکتے ہین ہم نہین چاہتے تہے لیکن تاریخ پٹیالہ کے ایسے اہم واقعات
اس سے متعلق ہے کہ جنکا قلم انداز کیا جانا کسیطرح ممکن تہا پس مجبوراً ہمکو لکہنا
پڑا مگر اسی خیال سے ہمنے حتی الامکان نہایت اختصار اور اجمال سے کام لیا اور
تفصیل سے جہان تک ممکن تہا پرہیز کرنا مناسب سمجہا پس اُمید ہے کہ ناظرین
ان حالات کی تحریر مین جو صرف ضرورتاً لکہے گئے ہین معذور سمجہکر معاف کرینگے۔

مہاراج کا کپورتہلہ جانا اور راجہ رندہیر سنگھہ صاحب بہادر والی کپورتہلہ کا پٹیالہ آنا

لاہور سے واپس آتے ہوئے مہاراج راجہ رندہیر سنگھہ صاحب بہادر والی کپورتہلہ کیخاطر سے جنکے نہایت بےتکلفانہ اور دوستانہ برتاؤ سے مہاراج نرانذر سنگھہ صاحب بہادر کے وقت سے ہی زیادہ باہم محبّت ہوگئی تہی کپورتہلہ تشریف لیگئے اور دو دن کے عیش ونشاط اور سیر وشکار کے بعد اُنسے رخصت ہوکر تہوڑی دیر لدہیانہ مین آرام فرماکر چہٹی ماچ کی شام کو راجپورہ مین رونق افروز ہوئے - یہان راقم اور میر امداد علی صاحب دیوان جو (اُس جہگڑے سے فراغت پاکر جسکا ذکر ہم ابہی لکھہ چکے ہین) ایک روز پہلے انبالہ سے آگئے تہے قدمبوس ہوئے اور اگلے دن بڑی دہوم دہام سے سواری پٹیالہ مین داخل ہوئی -

اسوقت لوگون مین ایک عجیب جوش مسرت پایا جاتا تہا اور ہزارون عورت مرد اور بچے اور بوڑہے سواری دیکہنے کو نکل آئے تہے جس سے ثابت ہوتا تہا کہ وہ اپنے مالک اور حاکم کی کامیابی کے نہایت متمنی تہے -

اس سے ایکہفتہ بعد راجہ رندہیر سنگھہ صاحب بہادر جو انگلستان کی

سیر کے ارادہ سے بمبئی کو جاتے تھے حسب عرض تشریف لائے اور مہاراج نے
اُنسے بہی بڑھکر انکی خاطر اور مدارات کی۔

مہاراج کا فوج کی تنخواہ مین اضافہ کرنا اور پنجاب یونیورسٹی کالج لاہور کو مدد دینا

اب سب کامون سے پہلے جو کام مہاراج نے کیا وہ یہہ تہا کہ سپاہ کی
حالت پر جو کمی تنخواہ کے باعث سے تکلیف مین تہی توجہ فرمائی اور موافق اُس
تجویز کے جو راقم اور بخشی سردار پرتاب سنگھہ صاحب آنجہانی نے
حسب الحکم پیش کی تہی اضافہ تنخواہ کا حکم دیا اور اسکے قریب ہی پنجاب یونیورسٹی
کالج لاہور کو جو السنہ مشرقیہ و علوم قدیمہ کے قیام اور ترقی علوم و فنون مروجہ
زمانہ حال کے واسطے تہوڑے عرصہ سے چندہ کے ذریعہ سے قایم کیا گیا تہا
اور جسکی اعانت مہاراج کو پہلے سے مدنظر تہی علاوہ اُس روپیہ کے جو
ہز رائل ہائی نس ڈیوک آف اڈنبرا بہادر کے نام سے سکالرشپ
قایم کرنے کی غرض سے عطا فرمایا تہا چھبیس ہزار روپیہ اَور عنایت کیا۔

مہاراج کو سٹار آف انڈیا کا خطاب ملنا اور اُسکا ادائے شکر کیواسطے شملہ تشریف لیجانا وغیرہ

اسی عرصہ مین حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا نے ازراہ مکرمت شاہانہ
مہاراج کو نائیٹ گرینڈکمانڈر طبقہ اعلی ستارہ ہند کا خطاب عطا فرمایا
اور اسکی مبارکباد مین ہزایکسلینسی ارل میو صاحب بہادر ویسرا و گورنر
جنرل ہند نے انکو اپنے ہاتہہ سے چٹہی لکہی جسکے ادا ے شکر کیواسطے جولائی سنہ
مذکور مین مہاراج شملہ تشریف لیگئے اور چونکہ جنرل ٹیلر صاحب بہادر سے
جو قسمت امرتسر کی کمشنری پر تبدیل ہوکر جانیوالے تہے رخصتی ملاقات کا کرنا
مناسب تہا کسولی کے راستہ سے شملہ کو گئے اور اثنا راہ مین لارنس ملٹری
اسائیلم کا ملاحظہ کیا جوکہ کرنل ہنری لارنس صاحب بہادر
آنجہانی نے اپنے رزیڈنٹ دربار لاہور ہونیکے وقت اپنے ہمقوم سپاہیون
کے لڑکے لڑکیون کی پرورش اور تعلیم و تربیت کیواسطے ۱۸۴۷ع مین کسولی
کے قریب کوہ سناوڑ پر قایم کیا تہا اور ایک ہزار روپیہ بطور انعام عطا فرمایا اور
چونکہ ابتک بیگاریون کو جنکا ذکر ہم مفصل پہلے لکہہ آے ہین خالی بیٹہنے کے دن
کچہہ نہین ملتا تہا اور کام کے دن دو آنے ملتے تہے جو مزدوری جسکی عام شرح
سے بقدر نصف کے کم تہا اور یہہ ایک ناانصافی کی بات تہی اسلئے بجاے آنے کے
جگہہ چار آنے اور جس روز کام لیا جاے دو آنے بدستور دیے جانیکا حکم دیا

اور سڑک پر جہان جہان غیر ضروری چوکیان تہین یکقلم اٹہوا دین اور شملہ اور
کسولی کی چوکیون مین بہی بہت تخفیف کردی اور کچہری ضلع شملہ سے جو
اُنکے پہر قایم کرنیکے واسطے تاکید ہوئی تو منشی خانہ (فارن آفس) سے
وکیل ریاست متعینہ ضلع مذکور کو یہہ لکہا گیا وہ یہہ سمجہکر کہ حکام انگریزی اُن
امور کی خود ہی تائید فرماتے ہین جو باعث آزادی و آسایش رعایا ہون یہہ
تجویز کیا گیا ہے کہ شملہ ہری پور ۔ سایری ۔ اور کسولی کی چوکیون پر بہت سے
قلی (بیگاری) بہیڑ بکریون کیطرح جبراً جمع رکہے جاتے ہین آیندہ اسمین حتی الوسع
کمی کیجائے کیونکہ یہہ لوگ دور دور سے اپنا زراعت وغیرہ کا کام چہوڑ کر آتے
ہین اور جب تک کوئی کام نکلے بغیر کسیطرح کے معاوضہ کے قیدیون یا بعض
ملکون کے بدنصیب غلامونکی طرح بیٹہے رہتے ہین اور جبری خدمت کا یہہ
پرانا طریق حیثیت وقت کے موافق نہین ہے بلکہ ایسی سختی ہے کہ جسپر
غور کرنیسے امید ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو بہی افسوس ہوگا اور خیال
فرمائینگے کہ یہہ ہرگز مناسب نہین ہے کہ ہفتہ مین ایک دو دن مزدوری
ملنے کی امید موہوم پر لوگ بجبر اُنکے گہرون سے بُلائے جائین اور وہ اپنے
عزیز وقت کو مزدوری ملنے کے انتظار مین مفت بیٹہکر کاٹا کرین اور جبکہ

مسافرون کیواسطے شملہ اور کالکا سے سب طرح کا بندوبست سواری اور
باربرداری کا بلا وساطت ریاست آزادانہ طور پر بخوبی ہو سکتا ہے تو کیا ضرور
ہے کہ اثنا راہ کی چوکیون پر قلی بہ جبر حاضر اور جمع رکھے جائین اور جبکہ
ہمارے عام عہدنامہ مین کوئی شرط ایسی نہین ہے اور ۱۸۱۵ء کی علاقہ
کوہستان کی سند مین صرف یہہ شرط ہے (کہ جنگی ضرورت کیوقت فوج کے
لئے قلی مہیّا کئے جائین) جو ایک خاص امر ہے تو بغیر کسی جنگی ضرورت
اور ہنگامہ کے رعایا پر ایسے دن گذرنے جیسے کہ لڑائی کے زمانہ مین گذرتے
ہین قرین انصاف نہین ہے اور ریاست صاحب موصوف سے صرف
اتنی رعایت کی خواہشمند ہے کہ وہ جیسے اپنی رعیت کو سمجھتے ہین ویسا ہی
ہماری رعیت کو سمجھین اور اگر شملہ کسولی۔ سباٹو۔ ڈگشائی۔ جتوگ وغیرہ مین
اپنی رعایا کے لوگون کو برابر مہینون تک بامید حصول مزدوری موہوم جا بجا
سے اکھٹا کر کے بٹھا سکتے ہین اور بلا اعتراض اسکو پسند فرما سکتے ہین تو خیر ہمکو
بھی عذر نہو گا،،

چنانچہ صاحب موصوف نے بھی اس بات کو معقول سمجھا اور ان بیچارے
واجب الرحم شخصون کے مصائب مین بہت کچھہ کمی ہو گئی۔

مہاراج کا تعزیت کیواسطے دہولپور تشریف لیجانا اور انبالہ مین سرڈانلڈ میکلوڈ صاحب بہادر سے ملاقات کرنا

شملہ سے لوٹ کر مہاراج جب پٹیالہ مین آئے تو اُنکے بہنوئی راجہ بہادر صاحب ولیعہد ریاست دہولپور کی وفات کی خبر آئی اسلئے رسم ملک کے موافق تعزیت کیواسطے وہان تشریف لیگئے اور وہان سے واپس آتے ہوئے انبالہ مین سرڈانلڈ میکلوڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر پنجاب سے جو مستعفی ہوکر ولایت کو جاتے تھے رخصتی ملاقات کی اور چونکہ پنجاب یونیورسٹی کالج صاحب ممدوح کی سرپرستی سے قایم ہوا تھا اور اس سے اُنکو ایک دلی تعلق تھا بیادگار اُنکی دوستی کے اُسمین ایک دایمی سکالرشپ اُنکے نام سے قایم کرنیکی تجویز کی اور مناسب شرایط کے ساتھہ پندرہ ہزار روپیہ کالج کو اس کام کیواسطے عنایت کیا۔

مہاراجہ وزیانگرام اور ارل میو صاحب بہادر کا پٹیالہ تشریف لانا

انہین دنون مین مہاراجہ وجے رام گجپتی راج بہادر کے سی ایس آئی والی وجے نگر (وزیانگرام)[۱] لارڈ میو صاحب بہادر کی

---

۱ خاندان وجے نگر معروف وزیانگرام کا کاس اودے پور کے مشہور راجپوت خاندان سے ہے

ملاقات کیواسطے شملہ جانا چاہتے تہے اور اُنہون نے اپنا ایک اہلکار بہیجکر درخواست کی تہی کہ سواری وغیرہ کا انتظام انبالہ سے کالکا تک کردیا جائے اور مہاراج نے اُنکی خاطر سے سرکاری گاڑیان اُنکے واسطے بہجوادی تہین اور ایک معزز عہدہ دار تواضع وتکریم کے لئے شملہ تک ساتہہ بہیجدیا تہا اس سبب سے وہ شملہ سے پہرتے ہوئے مہاراج سے ملنے کو پٹیالہ چلے آئے اور دو روز یہان رہے اور اب سے اس ریاست کے ساتہہ بہی دوستانہ راہ و رسم جاری ہوگیا اور اسی کے قریب پانچوین اکتوبر کو ہزایکسیلنسی ارل میو صاحب بہادر حسب وعدہ تشریف فرما ہوئے

کہتے ہین کہ اُنکے ایک بزرگ مادہو برہما نامی نے ۱۱۹۵ء مین راماننّد سے لیکر کٹک تک اُن ممالک کو جنمین اب پریزیڈنسی مدراس مرکب ہے دو ثلث سے زیادہ فتح کرلیا تہا اور نو سو اکیس برس تک اُسکی اولاد بالاستقلال اُسپر قابض رہی لیکن ۱۲۱۶ء مین انکی وہ آزادی جاتی رہی اور خاندان سلاطین قطب شاہی کے بانی سلطان قلی نے اُنکو اپنا باج گذار بنالیا۔ یہی حالت سلاطین مغلیہ کے عہد مین رہی لیکن ۱۶۹۰ء مین اس خاندان کا ستارہ پہر چمکا اور سیتارام چند نامی نے بہت سا نیا علاقہ فتح کرکے اپنی طاقت کو بڑہایا اور مہاراجہ کالنگا کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ اُسکے بعد اُسکا بیٹا آنند راج اول گدی پر بیٹہا۔ اُسکے بیٹے وجے رام راج اوّل نے جسنے قلعہ وجے نگر بنایا تہا جعفر علیخان نواب چیکاکول کا

اور ایک روز ظہر کر بعد سیر و شکار راجپوتانہ کیطرف تشریف لیگئے۔

اس موقع پر جو انکی تعظیم و تکریم اور خاطر و تواضع کی گئی اسکا بیان کرنا غیر ضروری

ہے کیونکہ ایسے مہمان کیواسطے ایسے میزبان کیطرف سے جو کچھہ ہونا چاہیئے

وہ خود ہی ظاہر ہے۔

مہاراج کا ریلوے کے پل واقع دریائے ستلج کو جاری کرنا

اسوقت دریائے ستلج کا آہنی پل جو ریل کے گذرنے کیواسطے بنایا گیا تہا

تیار ہو چکا تہا اور رسم فرنگستان کے موافق ریلوے کمپنی نے ہز ایکسلینسی

علاقہ چہین کر ریاست کو ترقی دی اور دربار دہلی سے منہ سلطان کا خطاب پایا۔

(جسکے معنی کی ہمکو تحقیق نہین ہوسکی) مگر ۱۷۴۲ء مین نظام الملک آصف جاہ ثانی نے

یہہ علاقہ اس سے چہین لیا اور صلابت جنگ نے مدد کے شکریہ مین فرانسیسون کو

مصارف فوج امدادی کیواسطے دیدیا۔ وجے رام راج نے فرانسیسون کے ساتھہ

صلح سے زندگی بسر کی مگر جب ۱۷۵۸ء مین انگریزون اور فرانسیسون مین لڑائی ہوئی

اسکے بہتیجے آنند راج نے انگریزونکی مدد سے وہ علاقہ پہر حاصل کرلیا۔ اسکے کچھہ

اولاد نہین ہوئی اسلئے وجے رام راج اول کی زوجہ نے ایک لڑکے کو اپنا متبنی

بنا کر وجے رام راج ثانی نام رکہا اور موافق فرمان شاہ عالم بادشاہ دہلی کے نواب نظام حیدرآباد نے

ارل میو صاحب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر ہند سے درخواست
کی تہی کہ تشریف لاکر اسکی اجرا کی رسم کو ادا فرمائین مگر انکو راجپوتانہ کیطرف
بہت جلد جانا تہا اسواسطے اس رسم کو جو پندرہوین اکتوبر کو قرار پائی تہی
ادا نہین فرما سکتے تہے اور جنرل سر ہنری ڈیورینڈ صاحب
بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب نے جو بوجہ بُعد مسافت اور موسم کے گرم ہونیکے
باعث سے ابہی کوہ مری کو نہین چہوڑ سکتے تہے مہاراج سے بذریعہ تار
درخواست کی تہی کہ براہ مہربانی آپ اس رسم کو ادا فرمائین اسلیئے مہاراج
لدہیانہ تشریف لیگئے اور ایسی رسوم تعظیم و تکریم کے ساتھ جو انکے منصب عالی
اور اس تقریب اہم کے شایان اور مناسب حال تہین اس رسم کو ادا کیا اس

خطاب سابقہ کے علاوہ میرزا کا خطاب آپکو دیا اور دو لاکھ نوے ہزار روپیہ خراج مقرر کیا ۱۷۵۹ء
مین جب سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی نے مچھلی پٹن وغیرہ کی حکومت صلابت جنگ سے حاصل کی
تو گجپتی راج رئیس وجے نگر کی ایک خاص طور کی کفالت کی گئی اور ۱۷۶۵ء مین جب اضلاع
ایکور سیکاکول راج مندری مصطفےٰ نگر اور مرتضےٰ نگر عرف گنتور جو شمالی سرکارون کے
نام سے مشہور تہے مع دیوانی صوبہ بنگالہ و بہار و اڑیسہ دربار دہلی سے بطور بخشش حاصل
کئے یہہ ریاست بہی سرکار موصوف کے ماتحت ہوگئی اور خراج کے وصول نہونیکے سبب
سے جو بقدر نو لاکھ روپیہ کے باقی رہگیا تہا گورنمنٹ نے خود محاصل ریاست کے وصول

موقع پر ریلوے کمپنی کے ایجنٹ جنرل ایسٹ صاحب نے جو ایڈریس پڑہی اگرچہ کسیقدر لمبی ہے مگر دلچسپ سمجھکر ہم اسکو بلفظہٖ مع اسکے جواب کے یہان نقل کرتے ہین۔

ایڈریس

عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر و راجگان و امرا و شرفا۔ حضور ارل الجن صاحب بہادر ویسرائے اور سر ہنری ڈیوینڈ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر نہایت افسوس اس بات کی نسبت ظاہر فرماتے ہین کہ وہ اس موقع پر جو تاریخ پنجاب مین اسوجہہ سے یادگار رہنے کے لایق ہے کہ ایک امر اہم یعنی دار السلطنت پنجاب اور بندرگاہ کلکتہ اور بمبئی کے درمیان آمد و رفت

کرنیکا عزم کیا اور راجہ کو پہلی پٹن چلے جانیکا حکم ہوا مگر اسنے انکار کیا اور لڑائی ہوکر بمقام پدمناہوم مارا گیا۔ اسوقت اسکا لڑکا بالو زراین راج آٹھہ برس کا تہا جسکو اسکے نوکر پہاڑ مین لے بہاگے تھے ۱۷۹۴ء مین یہہ بلا کر بہر مسند نشین کیا گیا مگر زر بقایا خراج کے عوض بہت سا علاقہ گورنمنٹ نے لیلیا اور آیندہ کے واسطے پانچ لاکہہ روپیہ سالانہ مقرر ہوکر ۱۷۹۶ء مین یہہ علاقہ بطور استمرار اسکو دیا گیا۔ یہہ اچہا منتظم نہ تہا اسواسطے قرضداری کے سبب سے ریاست کو گورنمنٹ کے سپرد کر کے خود بنارس مین جا رہا اور اسیجگہہ ۱۸۴۵ء مین مر گیا اور مرزا راجہ وجے رام گجپتی راج بہادر ثالث نہ سلطان

ریل کے ایک غیر منقطع سلسلہ کے جاری ہونیکے اعلان سے متعلق ہے
تشریف نہ لا سکے۔ اگرچہ مجھکو بھی افسوس ہے کہ صاحبان ممدوح مین سے
کوئی صاحب تشریف نہ لا سکے مگر مین سر ہنری ڈیورینڈ صاحب
بہادر کا شکرگذار ہون کہ اُنہون نے آپکو بجائے اپنے اس موقع پر رونق
افروز ہونیکے لایق سمجھا اور مجھکو یہہ امر کئی طرح سے باعث مسرت ہے کہ حضور
نے اس کام کو قبول فرمایا جناب لارڈ لارنس صاحب بہادر
اور سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر اور سر ڈانلڈ مکلوڈ
صاحب بہادر ہماری اس لین کے بعض بڑے ٹکڑون کے کہولے
جانیکے موقعون پر رونق افروز تھے لیکن یہہ پہلا ہی موقع ہے کہ یہہ رسم ایک
ہندوستانی رئیس کے ہاتھ سے ادا ہوئی۔ اور چونکہ حضور ایک بڑے ملک کے
فرمان روا اور روسا پنجاب کے سرخیل ہین اسلئے آپکی رائے اس ملک کے تمام

رئیس حال اپنے والد کی جگہہ رئیس قرار پائے مگر خوردسالی کے سبب سے ۱۸۷۴ع تک ریاست
کا انتظام سرکار انگریزی کے ہاتھ مین رہا۔

یہہ ریاست با اختیار نہین ہے مگر تیرہ توپ کی سلامی گورنمنٹ سے ہوتی ہے اور مہاراجہ
صاحب بہادر کو جو ایک تربیت یافتہ شخص ہین اُنکی متواتر اور عام فیاضیون کے صلہ مین
جنسے ملک کو بہت فائدہ ہوا ہے طبقہ ستارہ ہند کے دوسرے درجہ کا خطاب حاصل ہے اور اپنی

اعلےٰ اور ادنےٰ فرقون کے لوگون کی عام رائے سمجھی جا سکتی ہے۔

ہماری ریلوے لین آپکے اور راجہ صاحب بہادر کپورتہلہ کے ملک مین ہوکر گذری ہے اسلئے آپ اس امر کے ایک مستند طور پر کہنے کا منصب رکہتے ہین کہ روئے زمین کی تجارتگاہون تک رسائی ہونیسے آپکی رعایا کو کسقدر فائدہ حاصل ہوا ہے اور مجہکو یقین ہے کہ حضور اس امر کی تصدیق فرماسکتے ہین کہ اس ریلوے کے آپکے ملک مین تیار ہونیسے آپکی رعایا پر کسیطرح کا ظلم و تعدی ظہور مین نہین آیا ہے۔ بلکہ برخلاف اسکے لوگون کو معاشرت اور روپیہ پیدا کرنیکے فواید حاصل ہوئے ہین۔ علاوہ اسکے سالہائے گذشتہ اور ایام غدر مین مجہکو آپکے والد ماجد یعنی مہاراجہ نرانذر سنگہہ صاحب بہادر مرحوم کے ساتہہ دلی اختلاط رہا ہے اور آپکی ذات کیواسطے بڑی توقیر مرکوز خاطر رہی ہے۔ ان باعثون سے یہہ بات خصوصاً میرے واسطے بڑی خوشی کی ہے کہ حضور نے ہماری لین کے اس جزو اہم کا کہولنا منظور فرمایا مین حضور کو اور اپنے مہمانون کو زیادہ متوقف کرنا نہین چاہتا صرف چند امور جنکا انصرام کمپنی نے جسکا مین ایجنٹ ہون اپنے ذمہ لیا تہا سنایا

لیاقت کے باعث وہ لیجس لیٹو کونسل ہند کے ممبر بہی رہ چکے ہین۔ ۱۲ مؤلف

چاہتا ہون۔

بندر کرانچی اور شہر دہلی کے مابین ریلوے کی تیاری کا کام چار مختلف کمپنیون نے جنکے صدر انجمن مسٹر ڈبلیو پی اینڈر و صاحب بڑے اولو العزم شخص ہین اپنے ذمہ لیا تھا۔ تفصیل کارروائی کی یہہ ہے کہ اوّل سندہ ریلوے بندرگاہ کرانچی سے مقام کوٹڑی تک جو دریاے سندہ کے کنارہ پر ہے ایکسو ساڑہے پانچ میل کے فاصلہ مین تیار ہوکر سنہ ۱۸۶۱ع مین جاری ہوئی اب اسکی مسافت ایکسو ساڑہے آٹہہ میل ہے۔ دوسرے پنجاب ریلوے کا پہلا حصہ بتیس ۳۲ میل کا لاہور اور امرتسر کے درمیان جو صرف اُن دو شہرونکو ملاتا ہے جنمین سے اول تو پنجاب کا دارالسلطنت ہے اور دوسرا تجارت کیواسطے ایک نامی شہر ہے جسکو سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر نے سنہ ۱۸۶۲ع مین جاری فرمایا باقی حصہ اس لین کا لاہور سے ملتان اور راجگہاٹ تک جو دریاے چناب پر واقع ہے دو سو چودہ ۲۱۴ میل کی مسافت مین جو بیسوین اپریل سنہ ۱۸۶۵ع کو رسم اجرا کے ادا ہونیکے بغیر کہولا گیا۔ تیسرے انڈس فلوٹلا[۱] جسکی دخانی کشتیان پونے چہہ سو میل کی مسافت پر دو ریل کے سلسلون کو باہم ملاتی ہین جُون

---

[۱] اسکے معنی ہین دریاے سندہ کی کشتیونکا بیڑہ۔ مولف

۱۸۶۲ء مین جاری ہوا۔ کمپنی مذکور سالہا سال سے اسباب مین سعی کر رہی ہے
کہ اِن دخانی کشتیون کے عوض (جو باعث مشکلات کشتی رانی اس زمانہ
کی خواہشون کے لایق نہین معلوم ہوتین) ایک ریلوے تیار کیجائے اور کمپنی کو
اُمید ہے کہ اسکی تیاری بہی اُسکے سپرد ہو۔ چوتہا کام دہلی ریلوے ہے
جسنے اُس شہر کو امرتسر سے ملایا ہے۔ اخیر کے حصّے اس لین کے یعنی
امرتسر سے دریای بیاس تک اور غازی آباد سے میرٹھہ تک (دہلی سے
غازی آباد تک کی لین ایسٹ انڈیا کمپنی سے متعلق ہے اور اسپر ہماری ٹرین
چلتی ہے) بقدر چون ۵۴ میل ۱۸۶۴ء مین کہولے گئے تہے۔ مارچ ۱۸۶۹ء مین
سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب نے دریای بیاس کے پُل کا جو اس لین کے خطرناک
دریاؤن مین سے ہے پہلا گرڈر یعنی آہنی شہتیر رکہا تہا۔ چودہوین ۱۴ نومبر ۱۸۶۵
کو **سر جان لارنس صاحب بہادر** نے جو اب بلقب لارڈ لارنس ملقّب
ہین اس ریلوے کے اُس قطعہ کو جاری کیا جو میرٹھہ اور انبالہ کے مابین واقع
ہے اور انبالہ کو جو پنجاب مین سب سے بڑا ملیٹری سٹیشن یعنی چہاونی کا مقام
ہے اُسوقت ریلوے کے ذریعہ سے بندرگاہ کلکتہ کے ساتہہ ملایا گیا۔ اسموقعہ
لارڈ لارنس صاحب بہادر نے اپنی پسندیدہ سپیچ مین اس امر اہم کی

کچھہ زیادہ قدر نہین کی۔ اِس قطعہ کے کہلنے سے ایکسو اٹھارہ میل پہلی
لین مین جو جاری تہی او شامل ہوگئی۔ اسکے بعد بیاس سے جالندہر تک
اور جالندہر سے پہلور تک۔ اور انبالہ سے لدہیانہ تک یہہ تین قطعات
بلا ادائے رسم جاری کئے گئے۔ اب حسب منشا ایک قانون پارلیمنٹ کے
جو حال مین جاری ہوا ہے یہہ چارون کمپنیان جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے مشترک
قرار دی گئین جنکی ریل اور ریلون کی تیاری سے بندرگاہ کراچی شہر دہلی
دار السلطنت مغلیہ کے ساتہہ ملگیا ہے۔ اس کمپنی مین سات ہزار سے زیادہ حصہ دار
شامل ہین اور سرمایہ دس کروڑ روپیہ سکہ رایج الوقت ہے چونکہ مین اس کمپنی اور
اسکے صدر انجمن مسٹر ڈبلیو۔ پی۔ اینڈرو صاحب کی جانب سے
ہندوستان مین بطور ایجنٹ کے ہون اسلئے حضور سے یہہ استدعا کرتا ہون
کہ آپ عوام الناس کے روبرو اس اخیر قطعہ کا کھولنا باعلان ظاہر فرمائین جو
بشمولیت ایسٹ انڈیا اور گریٹ انڈین پینِنشلا ریلوے کے دار السلطنت پنجاب
کو بندرگاہ کلکتہ اور بمبئی سے وصل کرتا ہے۔ یہہ قطعہ جسکے جاری کرنیکی حضور
سے مین درخواست کرتا ہون کچھہ بڑا قطعہ نہین ہے اسکی مسافت لدہیانہ
اور پہلور کے درمیان ساڑہے آٹھہ میل ہے لیکن یہہ قطعہ (یعنی پل)

ہندوستان کے نہایت خوفناک دریاؤن مین سے ایک دریا پر بنایا گیا ہے
اور کمپنی کو صرف اُن طبعی مشکلات کو جو اسکی تیاری مین مزاحم ہوئین رفع کرنا ہی نہ
پڑا بلکہ ملکی وغیرہ ضرورتون کے سبب سے جو گورنمنٹ نے اس پُل کی تیاری کے
واسطے اس جگہہ کو اُس بلند مقام پر جو چند میل ہٹ کر انجنیران ریلوے نے
تجویز کیا تہا ترجیح دی اس باعث سے جبکہ پُل پہلے نقشہ کی بموجب قریباً تیار
ہو چکا تہا اُسوقت دریا کے راستہ بدلنے سے بند درآور بنائے جانیکی ضرورت
ہوئی اور اسمین کمپنی کو سات لاکھہ روپیہ کی زیر باری اُٹھانی پڑی۔ اکیسوین اکتوبر
۱۸۶۹ع کو اس نئے کام کی منظوری ہوئی۔ شہتیر آہنی ولایت سے منگائے
گئے۔ آٹھوین اکتوبر کو کام شروع ہوا۔ اور آج منظوری آنیکے اکیس مہینے بعد
اور از سر نو کام شروع ہونیسے سال بہر کے اندر یہہ پُل جاری ہوا۔

اس پُل کا طول دونون پشتون کے مابین چہہ ہزار چار سو اسٹھہ فٹ
یعنی تقریباً سوا میل ہے اور تخمیناً چالیس فٹ نیچے دریا مین ستاون کنوئین
اُتارے گئے ہین اور انمین اٹھاون گرڈر یعنی شہتیر آہنی جنمین سے ہر ایک
طول مین ایکسو ساڑہے گیارہ فٹ ہے قایم کئے گئے ہین۔ اس پُل کے
کُل آہنی کام کا قریب ایک لاکھہ من کے وزن ہوگا۔ اینٹ کی چُنائی اسمین

آٹھہ لاکھہ ستاون ہزار آٹھہ سو ستتر فٹ مکعب ہے اور اس خنائی کا بڑا حصہ قعر دریا مین ہے۔ پس جسقدر گوے دریا مین گلائے گئے ہین اگر اتنی عمارت سطح زمین پر بنائی جاتی تو طول مین قریب دو میل اور ایک فرلانگ کے ہوتی۔ انیسوین مارچ ۱۸۶۶ع کو اس پل کا اوّل چپک رکہا گیا۔ اٹھارہوین اکتوبر ۱۸۶۹ع سے اسکا زاید کام شروع ہوا اور اخیر شہتیر تیرہوین جون ۱۸۷۰ع کو طغیانی آب کے خوف سے جہٹ پٹ چڑہایا گیا۔ اس موقع پر ٹھیکہ دارون نے رات دن کام کیا اور اسکا ثمرہ انکو یہہ ملا کہ کامیاب ہوے۔ اگر شہتیر چڑہنے سے پہلے ہی دریا طغیانی پر آجاتا تو کل کاروائی اور اس قطعہ کے اجرا مین چار مہینے کا توقف ہو جاتا۔ کل ساڑہے چار سال کا عرصہ اس پل کی تیاری مین اور امرتسر سے غازی آباد تک اس لین کے تیار ہونے مین صرف ہوا۔

اگست گذشتہ مین **سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر** ہمارے گورنر سابق نے اس پل پر بذریعہ ٹرولی یعنی ٹہیل گذر کر ہمکو افتخار بخشا تہا۔ صاحب موصوف اپنی چٹہی مین جو مقام عدن سے آئی تہی اپنے کو اس کل لین کا منشا اوّل لکہتے ہین اور یہہ بہی لکہتے ہین کہ جیسی جلدی اور فن انجنیری کی خوبی کے ساتھہ یہہ ریلوے تیار ہوئی ایسی (میرے نزدیک) ہندوستان مین کوئی ریل تیار نہین ہوی

مجھکو یقین ہے کہ حضور کے نزدیک بھی بریسی صاحب اور وائیس صاحب اور ہنفری صاحب ٹھیکہ داران اسوجہ سے کہ اُنھون نے بڑی خوبی اور سرعت سے اس کار عظیم کو ختم کیا اور نیز مسٹر جوزف ہیرین صاحب کمپنی کے چیف انجنیر اور اُنکے اہل عملہ جو اس کام کے نگران تھے نہایت قابل تعریف ہین - اِس کام کے اسقدر کامیابی کے ساتھ ختم ہونیکا زیادہ تر باعث یہ ہے کہ کمپنی کو گورنمنٹ پنجاب کا اعتماد حاصل رہا اور اُس سے امداد بھی ملتی رہی - سر رابرٹ منٹگمری صاحب اور سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر سرکاری اور نج کے طور پر بھی مساعی جمیلہ فرماتے رہے - کمپنی کو صاحبان ممدوح اور نیز کرنل ڈرامنڈ صاحب کنسلٹنگ انجنیر کا (جو اب رخصت پر ہین) اور اُنکے جانشین کرنل پالرڈ صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے - ان صاحب کے ساتھ مجھکو بہ حیثیت وکیل کمپنی نہایت ارتباط اور سرکاری تعلق رہا ہے اور ہر ایک سوال کے باب مین جو کمپنی اور لوکل گورنمنٹ کے باہم پیدا ہوا میرا اور اُنکا اتفاق رہا ہے - اور سر ہنری ڈیورینڈ صاحب لفٹننٹ گورنر حال کی ذات پر مجھکو پورا بھروسہ ہے کہ ہمارے مشترکہ کامو نمین ایسی ہی مدد اور توجہ فرماوینگے اور اُمید ہے کہ جب وہ اس کمپنی کے کام کو جو بڑی کامیابی کے

ساتہہ ختم ہوا ہے ملاحظہ فرمائینگے تو بیشک کمپنی کے حق مین جیسے حکام ماسبق
نے کیا ہے یہہ سفارش فرمائینگے کہ سندہ کی ریلوے لین کی تعمیر بہی بنظر موقوفی
دخانی کشتیون کے اس کمپنی کو سپرد کیجائے -

مین حضور اور راجہ صاحب بہادر کپورتہلہ کا جنہون نے ہمارے کام کی
تیاری کو اپنے اپنے علاقہ مین مدد دی ہے کمپنی کی جانب سے شکریہ ادا کرتا
ہون - آج صبح کو جو بیس منٹ مین دریائے ستلج کے کنارہ کے میدان سے
اور پانچ منٹ مین خاص دریا پر سے عبور کیا ہے اِس سے اُس تاخیر اور
اُن دقتون اور خوفون کو یاد کرکے جو کثرت بارش کے زمانہ مین اس دریا سے
عبور کرنے مین واقع ہوتے تہے حضور کو اُن فوائد کا جو اس پُل کی تعمیر سے عموماً
اہل ہند کو حاصل ہوئے ہین کچہہ خیال ہوا ہوگا - اور ترقی تجارت کے باب مین
جن مزاحم امور کو کمپنی نے رفع کیا ہے اُن مین سے ایک اس پُل کی
تعمیر ہے - ۱۸۴۳ء مین جب دریائے ستلج گورنمنٹ انگریزی کے علاقہ کی سرحد گنا
جاتا تہا اُسوقت مجہکو لارڈ ایلنبرا صاحب نے کرنل رچمنڈ صاحب ایجنٹ
گورنر جنرل انبالہ کا اسسٹنٹ مقرر فرمایا تہا اس موقع پر مجہکو کلکتہ سے الہ آباد
تک دخانی جہاز کے ذریعہ سے پہنچنے مین ایک مہینا صرف ہوا تہا اور وہان سے

مین بسواری پالکی شب و روز چل کر آٹھہ روز مین لدہیانہ پہنچا تہا - مگر اب لاہور سے کلکتہ تک کی مسافت چہیاسٹھہ گہنٹے مین طے ہو سکتی ہے - ایک بہنگی پارسل کے محصول مین جسکا وزن نرخ حال کے بموجب پچیس سیر سے زیادہ نہوتا بغیر مدد ریلوے کے کلکتہ سے لاہور تک پچاس روپیہ خرچ کرنے پڑتے تہے اور اب اسیقدر وزن کا پارسل ریلوے کے ذریعہ سے کل آٹھہ روپیہ نو آنہ خرچ ہو کر جتنے عرصہ مین پہلے پہونچ سکتا تہا اُس سے کوئی دس روز پہلے پہنچ سکتا ہے - پہلے ایک من کہانڈ کے (مین اس جنس کی مثال اس سبب سے دیتا ہون کہ یہہ جالندہر دوآبہ سے دساور کو بہت جاتی ہے) ڈاک بہنگی کے ذریعہ سے اسیقدر فاصلہ پر لیجانے مین سات روپیہ سوا دو آنہ صرف ہوتے تہے اور اب دو روپیہ سات آنے نو پائی خرچ ہوتے ہین اور بیس روز کا بہیر بچتا ہے - لارڈ لارنس صاحب بہادر نے جو سپیچ انبالہ کی لین کہولنے کیوقت فرمائی تہی اُس سے مترشح ہوتا تہا کہ اُنکے نزدیک یہہ فوائد ایک صرف کثیر سے حاصل ہوئے ہین صاحب ممدوح نے یہہ ہی فرمایا تہا کہ اس لین پر تخمیناً ڈیڑہ لاکہہ روپیہ فی میل صرف ہوا ہے اور مدراس لین پر ایک لاکہہ بیس ہزار اور اودہ پر اسی ہزار فی میل خرچ ہوا ہے مگر صاحب ممدوح نے اس بات کو تسلیم فرمایا تہا کہ ہندوستان کی ریلونکی

اوسط پر ایک لاکھ نوّے ہزار بلکہ دو لاکھ بیس ہزار تک ہی فی میل خرچ ہوا ہے۔ اس بڑے مُدبّر کی رائے کی تعظیم کے ساتھ اس کمپنی کیواسطے یہہ بڑی مبارکبادی کی بات ہے کہ بہ لحاظ اس امر کے کہ امرتسر اور غازی آباد کے مابین تین سو پانچ میل کے قلیل فاصلہ مین دریای بیاس اور ستلج اور جمنا اور ایسی ہی زور شور کی پہاڑی ندیون مارکنڈا اور گہگر اور اَور بہت سے ندی نالون پر پُل باندہنے پڑے اس بات کو خیال کرکے کہ اسملک کو سواحل سمندر سے کسقدر فاصلہ ہے اَور آہنی راستون کے مصارف کے ساتہہ اس لین کے اخراجات کا مقابلہ بہت عمدہ ہوتا ہے۔ مدراس ریلوے کے حال سے مین واقف نہین ہون یہہ ریلوے سمندر کے کنارہ پر واقع ہے اور یہان سے براہ راست انگلستان تک بحری آمد و رفت جاری ہے اَودہ ریلوے کے حال سے مین واقف ہون اسکا طول لکہنو سے دریای گنگا تک بیالیس میل ہے اور اس تمام فاصلہ مین ایک چہوٹی سی ندّی آتی ہے باقی تمام مُلک ہموار ہے اور دریا کے راستہ سے آمد و رفت خاص اُن مقامات تک جہان ریلوے کی تیاری کا کام ہوا ہے جاری ہے اسلئے اس لین کے اخراجات کا مقابلہ اس کمپنی کے دور دراز اور مشکل کامون کے ساتہہ نہین ہوسکتا۔

کمپنیون کے ذریعہ سے ریلوے تیار ہونیکی فرضی فضول خرچی کے خیال سے
گورنمنٹ نے صیغہ تعمیرات سرکاری کی معرفت ہندوستان مین ریلون کی تیاری شروع
کی ہے لیکن اس باب مین راے دینی آیندہ زمانہ کے لوگون پر موقوف ہے کہ
آیا محال تعمیرات سرکاری کمپنیون کے برابر جلد اور معقول مصارف کے ساتھہ امدورفت
کی آسایش بہم پہنچانے مین کامیاب ہوے یا نہین مین اپنی کمپنی کی طرف سے حضور
کو اُس بڑی عزت کی بابت مبارکباد دیتا ہون جو منجانب اعلیحضرت ملکہ معظمہ
حضور کو تمغاے سٹار آف انڈیا کے عطا ہونیسے حاصل ہونیوالی ہے۔
یہہ وہی عزت ہے جو حضور کے والد ماجد **مہاراجہ نرندر سنگھہ صاحب**
بہادر مرحوم نے ۱۸۴۵ع مین سکہونکی یورش کیوقت اور ۱۸۴۸-۴۹ع مین سکہونکی
دوسری لڑائی کے موقع پر اور ۱۸۵۷ع کے مفسدہ مین ہواخواہ سرکار ہکر بڑی
خوبی کے ساتھہ حاصل کی تہی اور اُن تمام موقعون پر مجہکو اپنے فرایض منصبی کی
وجہہ سے اُس بڑی امداد کی نسبت جو آپکی ریاست کے ذخایر گورنمنٹ کے قبضہ اقتدار
مین ہونیسے ظہور مین آئے تعریف کے ساتھہ ذکر کرنیکا اتفاق ہوا حضور بہی اس عزت
کے کچہہ کم مستحق نہین ہین کسواسطے کہ حضور نے اس امن وامان کے زمانہ مین ایسی
روشنضمیری اور فیاضی ظاہر فرمائی ہے جو ملک ہند کی ہندوستانی عملداری

کی تاریخ مین یادگار رہنے کے قابل ہے۔ حضور نے حال مین نہر سرہند
کی تعمیر کی بابت گورنمنٹ سے معاہدہ فرمایا ہے یہہ نہر دریاے ستلج سے کاٹی
جائیگی اور اس سے علاقجات مشترکہ کی آٹہہ لاکہہ ایکڑ زمین مین تخمیناً بیس ملین یعنی
دو کروڑ روپیہ سکہ رایج الوقت کے صرف سے آبپاشی ہوا کریگی۔

آپ جو اپنے دار الریاست مین تار برقی جاری فرماکر اسکا سلسلہ علاقہ
انگریزی کی تار برقی سے ملانا چاہتے تہے مین اس سے آپکی رعایا کو ہندوستان کی تجارتگاہون
کے ساتہہ لمحہ بہر مین رسل و رسایل کرنے اور تمام عالم کی خبرون سے واقف رہنے
کا بڑا فایدہ حاصل ہوگا۔ جو سعی حضور نے ترقی تعلیم اور نیز ان اشخاص کے نام قایم
رکہنے کیواسطے فرمائی ہے جنہون نے اس باب مین کوششین کی ہین اُسکا اظہار
حضور کے فیاضانہ عطیّات سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک عطیہ تو حضور کیجانب سے منٹگمری
ہال کے واسطے دیا گیا جو خاص کر ان ہندوستانی روسا کی امداد سے تعمیر ہوا ہے
جو اُس حاکم کو جسکے نام پر اس عمارت کا نام رکہا گیا ہے دل و جان سے یاد رکہتے
ہین۔ دوسرا عطیہ حضور نے لاہور کالج کیواسطے عنایت فرمایا جسکے بانی مبانی پنجاب
کے ایک اور حکمران یعنی سر ڈانلڈ مکلوڈ صاحب بہادر تہے جنکا نام
ہم سبکو عزیز ہے علاوہ ان عطیّات کے حضور نے ایک رقم کثیر لارنس سایلم کی

امداد کیواسطے دی ہے جو اُس شخص کے نام نامی پر بنایا گیا ہے جسکی حکومت کا
آفتاب شان وشوکت کے ساتہہ غروب ہوکر ایسی آب وتاب چہوڑ گیا ہے جسپہ
تاریکی کبہی غالب نہین آئیگی-

حضوٗر کی روشنضمیری کی ان نظایر سے جن پر مین اپنے بیان کو محدود کرتا
ہون اس بات کے آثار پائے جاتے ہین کہ عنقریب ہم اس بڑی ریلوے کے
ساتہہ ایک اور ریلوے کو دیکہینگے جو حضور کی دار الریاست کو اُس سے ملادیگی
اور امید ہے کہ جس اولوالعزمی کے کام کا ختم ہونا آپ اسوقت ظاہر فرمارہے ہین
اُسکے ساتہہ تجارتی قصبات کو ایک پختہ سڑک کے ذریعہ سے ملادیتے ہین آپ
اپنے علاقہ کی منفعت خیال فرمائینگے-

اب مجہکو حضور سے صرف یہہ درخواست کرنی باقی ہے کہ حضور ہمارے کام
کے اس حصہ کے کہولنے کی رسم جو پنجاب کے دار الخلافہ کو بندرگاہ کلکتہ اور بمبی کے
ساتہہ ملاتا ہے ادا فرمائین-

اسکے جواب مین مہاراج نے کہڑے ہوکر مندرجہ ذیل اسپیچ فرمائی-

اسپیچ

میجر جنرل ایبٹ صاحب- اس مبارک تقریب کے لئے آنیسے

جسکے اتمام پر کلکتہ بمبئی اور لاہور کا بلکہ تینون مشہور سلسلہ ہائے ریلوے واقع ہند کا کامل ہونا منحصر تہا اور جسکے واسطے جناب نواب معلے القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کشور ہند خود تشریف لانیکا قصد رکہتے تہے مجہکو فی الواقع نہایت خوشی اور فخر کا مقام ہے۔ بیشک یہہ پہلا موقع ہے کہ جسمین کوئی ہندوستانی رئیس اپنے ملک کے ایسے عظیم المرتبہ کام مین اس حیثیت سے مصروف ہوا ہو جسطرح پر کہ مجہکو اسکے کرنیکا فخر دیا گیا ہے۔ مین اسوجہہ سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر ممالک پنجاب و نواب معلے القاب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر کا بہت شکر گذار ہون۔ چونکہ حکام عالیمقام گورنمنٹ موجودہ ہندوستان کی نیک تجویزین ہمیشہ پیرو اُن فیاض ارادون کی ہین جو ہماری مہربان شاہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ ہر وقت نسبت عزت و بہبودی روسا و رعایائے ہند مرکوز خاطر عالی رکہتی ہین اسلئے مین بصدق دل دعا کرتا ہون کہ خداوند تعالے سایہ اقبال حضرت ملکہ معظمہ کو ہمارے سرون پر سلامت رکہے۔

اسمین شک نہین کہ اس روشن زمانہ مین بہی بہت سی لوگ منشاء گورنمنٹ سے بخوبی آگاہ نہین ہین مگر اُمید ہے کہ آجکی تقریب سے اس ملک کے لوگ اس بات سے آگاہ ہوجاینگے کہ گورنمنٹ حضرت ملکہ معظمہ کے نزدیک جیسے صاحبان انگریز رکن سلطنت متصور ہین ویسے ہی بلا خیال مغایرت روسا ہند کی نسبت بہی بذل عنایت ہے

اور یقین ہے کہ یہہ خیال آیندہ کو اقوام ہند کے دل مین بہ نسبت حال زیادہ تر باعث محبت گورنمنٹ انگریزی کا ہوگا۔

جنرل ایبٹ صاحب۔ بیشک یہہ امر نہایت موجب مسرت ہے کہ یہہ ریلوے بلا کسی قسم کے جبر و تشدد کے جاری ہوئی ہے اور آغاز کار سے ہی رعایا کو نفع ہونا شروع ہوا ہے۔

کُل افسران پنجاب ریلوے کی کوششین قابل تعریف ہین۔ اور بیشک جیسا کہ آپنے بیان کیا مسٹر **بسبی** اور **وائیس** اور **ہنفری** صاحبان ٹھیکہ داران و صاحبان انجنیر جنکے اہتمام سے مختلف حصے اس ریلوے کے بتخصیص یہہ ستلج کا بڑا پل بہت جلدی سے تیار ہو گیا قابل تحسین ہین اور اُمید ہے کہ نام انکا ہمیشہ تاریخ ریلوے ہائے اِس ملک مین یادگار رہیگا۔ بعض حکام اعلے گورنمنٹ پنجاب کی توجہ و امداد کی جو آپنے تعریف فرمائی میری دانست مین اُنکی توجہ کا شکریہ صرف ریلوے کمپنی پر ہی واجب نہین ہے بلکہ عموماً تمام پنجاب کو انکا ممنون منت ہونا چاہیئے۔

فواید اجرائے ریلوے جو آپنے اس عمدہ ایڈریس مین بیان کئے ہین اگر در حقیقت دیکھا جائے تو اس سے بہی زیادہ ہین اور اُمید ہے کہ یہہ فواید ہمیشہ روز افزون رہینگے اور جبکہ طریقہ مسافرت و تجارت زمانہ سابق کو آج کے طریقہ کے ساتہہ مقابلہ کیا جاوے

هر شخص بهت آسانی سے سمجهه سکتا ہے کہ منجملہ برکات حکومت گورنمنٹ انگلشیہ ملک ہند
مین ریلونکا جاری ہونا ایک برکت عظیم متصور ہے - آپنے جو براہ مہربانی خطاب
سٹار آف انڈیا ملنے کی مبارکباد دی ہے اور میرے والد ماجد مرگباشی کی بعض
مشکل اوقات کی خیرخواہی کا ذکر کیا ہے مین دلی شکرگذاری سے اس مبارکباد
کو قبول کرتا ہون - چونکہ آپ اُن افسرونمین سے ہین جنکو میرے خاندان کے حالات
سے بخوبی آگاہی ہے اسلئے یہہ کہنا شاید کچهہ نامناسب نہین ہے کہ ابتدا ۱۸۰۳ع سنہ
سے میرے بزرگ جو بوجہہ خیرخواہی ہاے متواترہ پیشگاہ گورنمنٹ سے مورد اعزاز
ہوتے رہے ہین یہہ امر بیشک موجب میرے فخر کا ہے کہ گورنمنٹ کی خیرخواہی اور
قوم انگریز کی محبت اور سرکار ملکہ معظمہ کی مہربانی و عنایت مجهکو اپنے بزرگون سے
گویا ارث ملی ہے اور سب سے زیادہ میرے لئے یہہ امر موجب مسرت ہے کہ رئیسان
ہند مین خاندان پٹیالہ ہی پہلا گهرانا ہے جسمین دوبارہ سٹار آف انڈیا مرحمت ہوا
اور سرکار ملکہ معظمہ کی یہہ ایسی نوازش ہے کہ جسکا شکریہ مجهسے ادا نہین ہوسکتا -
آپنے جو چند کلمات خاص میرے حق مین بیان فرمائے یہہ آپکی مہربانی ہے
لیکن مین یہہ خیال کرتا ہون کہ اپنی رعایا اور ہموطنون کی نفع رسانی کے فرض
عظیم مین سے مینے ابهی کچهہ نہین کیا - اور آپنے جو بعض آرزو ہاے نیک میری

ریاست کی نسبت ظاہر کی ہیں اُسکے لیے آپکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ خدا آپکی آرزوئین پوری کرے۔

میجر جنرل ایبٹ صاحب۔ اب مین آپکو اور آپکی کمپنی کو اور تمام میمصاحبان وصاحبان عالیشان اور رُوسا و شرفا ہندوستانی موجودہ دربار کو مبارکباد دیتا ہون کہ آجکی تاریخ سے پُل ستلج کہولا گیا۔ اور پنجاب کی ریلون کا پورا بن جسکا پر منحصر تہا آج بفضل خدا وہ اتمام کو پہنچا۔

میعاد بلوغ کا پورا ہونا اور مہاراج کا اس تقریب سے دربار کرنا

جب کونسل ریجنسی موقوف کی گئی اور مہاراج کو بذات خاص حکمرانی کا اختیار دیا گیا تب اٹہارہ برس حد بلوغ کے پورا ہونیمین سات مہینے باقی تہے پس کچھ تو اسوجہہ سے اور کچھہ اس سبب سے کہ جنرل ٹیلر صاحب بہادر اس امر مین متفق الرائے نتہے گورنمنٹ نے ایک ملایم طور سے یہہ شرط لگادی تہی کہ اُس مدت کے ختم ہونے تک دربار وغیرہ خوشی کی رسمین جو ایسے موقعون پر ہوا کرتی تہین ملتوی رکہی جائین جسکا اصل مقصد یہہ تہا کہ اگر کسی طرح کی بدانتظامی ہوگی تو کچھہ اور تدبیر کیجائیگی۔ مگر مہاراج ریجنسی کے زمانہ کے جہگڑون

سے مختلف طور کے تجربے حاصل کر چکے تھے اور اس امر سے واقف تھے کہ
انکو اپنے اس بڑے کام مین کیا کیا مشکلین پیش ہین پس اُنہون نے ایسی
احتیاط اور بُردباری اور فیاضی کے ساتھہ کارروائی کی کہ باوجود بہت سی مزاحمتون
کے وہ سب مشکلات پر غالب آگئے اور مدت معہودہ ختم ہوگئی اور اسی عرصہ مین جنرل
ٹیلر صاحب بہادر بھی کمشنری امرتسر کو تبدیل ہوگئے۔ اور یکم اکتوبر ۱۸۶۳ء
سے ہماری تینون ریاستون کا پولیٹکل کام گورنمنٹ پنجاب نے سیدہا اپنے متعلق کرلیا
پس بائیسوین نومبر سنہ مذکور کو مہاراج نے بڑی شان و شوکت سے دربار منعقد فرمایا
اور مسٹر لیپل گرفن صاحب بہادر انڈر سکرٹری اور کرنل کرافٹن صاحب
بہادر سکرٹری صیغہ آبپاشی گورنمنٹ پنجاب کو جو نہر ستلج کے متعلق ایک معاملہ
کے تصفیہ کیواسطے آئے ہوئے تھے اور کرنل ڈوایر صاحب بہادر
ڈپٹی کمشنر سرسہ کو جو ولایت کو جاتے تھے دوستانہ طور پر شریک کیا اور حاضرین
کو علی قدر مراتب قریب ستر ہزار روپیہ کے خلعت اور سونیکے کڑے اور
دوشالے وغیرہ عطا فرمائے اور راقم اور ماسٹر رامچند صاحب جنکو
جولائی ۱۸۶۳ء مین مہاراج نے ازراہ قدرشناسی ہمطلب کرلیا تہا اور جنہون نے
گذشتہ فساد مین عمدہ خدمات کی تہین اور سید امداد علی صاحب دیوان اور میرے

چھوٹے بہائی خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی کو کم و بیش ہزار ہزار روپیہ کی آمدنی کا ایک ایک گانو اور سردار گنڈا سنگھہ (بخشی گنڈا سنگھہ صاحب) کو دس ہلون کی زمین دوام کیواسطے عنایت ہوی اور اسکی سندین مہاراج نے اپنے ہاتہہ سے مرحمت فرمائین اور راقم کو اسکے علاوہ خان بہادر کا خطاب بہی عطا ہوا۔ چنانچہ جو سند مجہکو عنایت ہوئی تہی وہ یہہ ہے۔

سند

عاملان حال و استقبال معلوم کرین کہ بلحاظ نمک حلالی و صلہ خدمات قابل قدر رفعت و عوالی مرتبت ابہت و معالی منزلت اعتضاد دوستان خلیفہ سید محمد حسن خان بہادر وزیر اعظم ریاست جو سال گذشتہ مین جبکہ بعض اہلکاران نمکحرام کی شرارت سے اس ریاست کا حال نہایت ابتر تہا علی الاتصال اُنسے ظہور مین آئین۔ موضع عطاپور پرگنہ چپاتہل جمعی ایک ہزار اسی روپیہ بطور جاگیر نسلاً بعد نسل و بطناً بعد بطن مع خطاب خانی و بہادری و خلعت مفصلہ ذیل براے دوام عطا و مرحمت کیا گیا لہذا چاہیئے کہ دیہہ مذکور سے کسیطرح متعرض نہون تاکید سمجہین۔

المرقوم اٹہائیسوان پروشٹہ ماہ کاتک سمت ۱۹۲۷ مطابق بائیسوین نومبر ۱۸۷۰ء

تفصیل عطیہ

موضع عطا پور پرگنہ چنا تہل جمعی ایکہزار اسّی روپیہ نصفی عالمغ | خلعت دو ہزار روپیہ کا جسمین نو پارچہ ایکہزار سکے اور ایک ہزار کی تین رقم الماس ہزار جواہر مین

اس موقع پر میرے دوست منشی تلسی رام صاحب ساکن سلطانپور ضلع گوڑگانوہ متخلص بعزیز نے جو ریاست کے ایک معزز عہدہ دار تہے اور جنکی وفات کا مجھکو بڑا افسوس ہے "اختیار کلی پایا" نہایت عمدہ مادہ تاریخ پایا۔

مہاراج کا ملک بانگر اور پرگنات نارنول اور کانوڈ مین دورہ کرنا

ان دنون پرگنات اکال گڈہ (مونک) اور نروانہ مین جو ریاست کی قسمت جنوبی کا ایک حصہ ہین اور جنمین ایک لاکہہ آٹھہ ہزار سے زیادہ لوگ آباد ہین قحط کے باعث سے بہت تکلیف تہی اور پرگنات نارنول اور کانوڈ کو بہی مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کی وفات کے بعد کسی نے جاکر نہین دیکہا تہا جہان کے اکثر معاملات توجہ طلب تہے اسلئے آخر نومبر ۱۸۶۲ء مین مہاراج نے اُس طرف کو کوچ فرمایا اور سامانہ کے راستہ سے منزل بمنزل ہر ایک مقام پر

رعایا کا عرض حال سنتے ہوئے نروانہ پہنچے جو پرگنہ بانگر کا صدر مقام ہے اور بعد پہنے رپوٹ ناظم ضلع کے ساٹہہ ہزار روپیہ بطور تقاوی زمینداروں کو عنایت فرمایا اور یہہ حکم دیا کہ معاملہ کا روپیہ جو بقدر ایک لاکہہ اکسٹہہ ہزار پانسو روپیہ کے تہا وقت مناسب تک اسکا وصول ملتوی کیا جائے اور جیند اور دادری ہوتے ہوئے نارنول پہنچے اور یہہ قریب دو ہفتہ کے قیام فرمایا اور پانچہزار روپیہ سال سے زیادہ آمدنی کے کئی محصول جو مختلف ناموں سے نامزد تہے اور حکام سابق کے زمانہ سے لئے جاتے تہے اور جنسے رعایا کو بڑی تکلیف تہی معاف فرمائے اور آٹہہ ہزار روپیہ سے زیادہ کی معافیات ریزہ اور سالم جنکی ضبطی کی تجویز مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین ہو چکی تہی اور بوجوہات خاص اب تک اسکی تعمیل نہین ہوئی تہی حین حیات قابضان حال معاف فرمائین اور ان امور سے فارغ ہو کر آخر دسمبر مین پٹیالہ مین تشریف فرما ہوئے۔

ملک کے انتظام مین چند نمایان اور مفید اصلاحون کا ہونا

اس سال کے واقعات مین سے چونکہ جوڈیشل اور مال کے انتظام کی اصلاح و تبدیل ہی ایک قابل الذکر واقعہ ہے اسلئے ہم اسکو مفصل بیان کرتے ہین۔ واضح ہو کہ مہاراج نراندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین ملک تقسیم

پرگنون مین منقسم تہا اور ہر ایک پرگنہ مین مال اور فوجداری کے کام کیواسطے
ایک ایک تحصیلدار او تھانہ دار مقرر تہا لیکن جب اُنکی زندگی کے اخیر سال
مین ملک کی جمع نقد مقرر کی گئی تو قلت کار کے خیال سے ایک ایک کی
جگہہ دو دو پرگنے تحصیلدارون کو سپرد ہوئے اور نایب عدالت ضلع کا عہدہ تخفیف
مین آکر مقدمات دیوانی و فوجداری کی سماعت اور تجویز اور نگرانی پولیس کا
اختیار بہی اُنکو دیاگیا چنانچہ مال کے معاملات مین وہ تحصیلدار اور عدالت کے
کام مین نایب ناظم کہلانے لگے اُنکو اختیار تہا کہ ایکہزار روپیہ تک کے مقدمات دیوانی
اور تین برس تک کی قید کے لایق مقدمات فوجداری کی سماعت اور تجویز کرین
یہی طریقہ کونسل کے عہد مین بہی جاری رہا اور اسکے نتایج کی نسبت کچھہ غور نہوئی
جس سے یہہ بڑا نقصان ریاست کو پہنچا کہ بحساب اوسط ایک لاکھہ بیس ہزار روپیہ
زیادہ سال بسال معاملہ مین سے ٹوٹتا رہا اور سات برس کے عرصہ مین قریب ساڑہے
آٹھہ لاکہہ روپیہ کے وصول سے باقی رہگیا جسکا سبب سنگینی جمع تہا کیونکہ مہاراج
نرندر سنگھہ صاحب بہادر اور ہر کونسل کے زمانہ مین جس بستسالہ
اور دہسالہ اوسط آمدنی کی رو سے تشخیص جمع کی گئی تہی وہ اُسوقت کی آمدنی
کی اوسط تہی جبکہ ہر ایک پیداوار زمین کا نرخ اُسوقت کے نرخ سے دو چند

سے بہی زیادہ ارزان تہا بلکہ یہہ سبب تہا کہ کثرت کار عدالت کے باعث سے تحصیلدارون
کو معاملات مال کیطرف توجہ کرنیکی فرصت نہتی اور تحصیل مال کا مدار صرف اُن دس
دس روپیہ ماہوار کے نیم سرکاری محررون پر تہا جو گماشتے کہلاتے تہے اور
اُنمین سے ایک تحصیل کے صدر مقام مین اور دوسرا دوسرے پرگنہ مین رہتا تہا
پس اس قباحت کے دفعیہ کے واسطے آخر دسمبر مین مقدمات جوڈیشل کی سماعت
کا اختیار تحصیلدارون سے لیلیا گیا اور ہر ایک نظامت مین باستثنائے نظامت
مہندرگڈہ جہان کام کم تہا اور ایک ہی شخص کافی تہا دو دو نئے عہدہ دار بلقب نائب
ناظم اس کام کیواسطے مقرر کئے گئے اور تحصیلدارون کو صرف تحصیل مال اور ایک حد معین
تک سماعت مقدمات اراضی زرعی اور اُسکے متعلق حقوق کا اختیار رہا اور چونکہ
اِسوقت تک تہانہ دارون کو بہی پچاس روپیہ تک کے مقدمات دیوانی کی سماعت
اور تجویز کا اختیار تہا اور اس سے اُنکے اصل کام (پولیس) مین ہرج رہتا تہا
اُنسے بہی یہہ اختیار لیا گیا اور اس انتظام سے قریب سولہ ہزار روپیہ سال کے جو خرچ
بڑہتا تہا اُسکا یہہ تدارک کیا گیا کہ تحصیلون اور تہانون اور نظامتون کے عملہ مین
مناسب طور سے تخفیف کی گئی جس سے یہہ خرچ نکل آیا۔

یہہ پہلی اصلاح تہی جو اس سال موقوع مین آئی اب دوسری اصلاح کی کیفیت

سُننیے کہ مہاراج نرندرسنگہہ صاحب بہادر کے عہد مین اوّل نظامت
مہندرگڈہ اور پہر اُسکی تقلید سے نظامت اناحدگڈہ مین خزانے مقرر کیئے گئے
ہتے اور کونسل کے زمانہ مین اگرچہ ایک دفعہ سب نظامتون مین خزانے مقرر کیئے
جانیکے واسطے تحریک ہوی لیکن مہاراج کے اختیار پانے تک اسمین کچہہ حکم
نہوا اور یہہ معاملہ اسیطرح زیر تجویز چلا آیا اور نظامت کرم گڈہ امرگڈہ اور پنجور کا روپیہ
سیدہا خزانہ پٹیالہ مین داخل ہوتا رہا جسمین بیشمار قباحتین تہین اور جنکا دفعیہ بغیر
اسکے ممکن نتہا کہ اُنمین بہی خزانے مقرر کیئے جائین پس اسی سال مین اُنمین بہی
خزانے مقرر کیئے گئے اور عموماً یہہ قاعدہ مقرر ہوا کہ جب روپیہ کے داخلہ کا موقع
آئے تو پٹواری ایک مناسب تقطیع کے کاغذ پر اسامی وار حساب لکہکر اپنے اور نمبرداروں کے
مہر و دستخط سے تحصیل مین داخل کرے اور تحصیل مین سیاہہ کے ساتہہ مقابلہ اور
تحصیلدار کا دستخط ثبت ہوکر واپس دیا جائے اور وہی کاغذ خزانہ مین پیش کیا جائے اور
خزانہ سے تاریخ داخلہ ثبت ہوکر خزانچی کی تصدیق سے واپس دیا جائے اور یہہ
کاغذ اُنسے لیکر دیہہ وار تحصیل مین بہت احتیاط کے ساتہہ رکہے جائین اور جب
کل ضلع کا روپیہ داخل ہوجائے فوراً خزانہ صدر مین بہیجدیا جائے -

تیسری اصلاح یہہ ہوی کہ ترتیب حساب کا طریقہ جس سے فصل وار اور اسامی وار

جمع و وصول کا حال معلوم نہین ہو سکتا تہا اور یہہ ہی ایک بڑا سبب باقی کو ہوتے
رہنے کا تہا بدلا گیا اور حساب کے نئے نقشی تجویز ہو کر دیئے گئے اور گماشتے موقوف ہو کر
سرکار کیطرف سے ایک ایک سیاہہ نویس اور دو دو معاون سیاہہ نویس مقرر ہوئے
اور تحصیلوں مین جو دفتر رہتا تہا اور تحصیلدار کی تبدیلی یا معزولی کے وقت گماشتے
صرف گوشوارہ کی ایک نقل نئے تحصیلدار کو دیکر سب کاغذ اپنے ساتہہ لیجاتے تہے
جسکا بڑا باعث یہہ تہا کہ محکمہ صدر مال کے عہدہ دارون کی بے معنی حجتون کے سبب
عرصہ دراز تک حساب کی صفائی نہوتی تہی اور اس سبب سے مجبوراً اُنکو کاغذ
اپنے پاس رکہنے پڑتے تہے اسکی ممانعت ہوئی اور تحصیلوں مین باضابطہ دفتر رکہنے کا حکم ہوا
چوتہی اصلاح ادہکاری کے متعلق تہی - یہہ ایک رعایت تہی جو زراعت
پیشہ برہمنون اور سیدون اور فقیرون کے ساتہہ **مہاراج بابا آلا سنگہہ صاحب**
بہادر کے عہد سے ہوتی چلی آتی تہی اور جن پرگنون مین عموماً معاملہ کی تہائی لینے
کا دستور تہا وہان ان سے رعایتاً چوتہائی اور مشخصہ کی حالت مین (اگر کبہی ہوتا)
اُونکی نسبت نصف لیا جاتا تہا اور اسکو ادہکاری کہتے تہے مگر کوئی ایسا قاعدہ
مقرر نہ تہا کہ جس سے اس رعایت کا استعمال بیجا اور ناجائز طور پر نہو سکے اور وہی
لوگ مستفید ہو سکین جو حقیقتاً مستحق ہون چنانچہ نمبردارون کو اختیار تہا کہ جسکو چاہتے

زمین کاشت کیواسطے دیدیتے اور ادہکاری دلا دیتے اور ایسا ہی ہوتا تہا کہ دیدہ
خود اس سے فایدہ اٹہاتے اور تحصیلدار اور گماشتے بغیر اسکے کہ تحقیق کرین صرف
اُنکے کہنے پر یہہ رقم مجرا دیدیتے اور یہہ ایک ناجایز دست اندازی تہی جو سرکار کے
حق واجب مین کیجاتی تہی۔ پس بنظر حفاظت حق سرکار اور انضباط قاعدہ کے
یہہ تجویز ہوا کہ جو برہمن یا سید یا فقیر زمین کے مالک مستقل ہون یا مالک ہون
مگر اپنے ہاتہہ سے یا اپنے نوکرون سے کاشت نکرتے ہون یا مالک اور خود کاشت
ہون مگر ملازم سرکار ہون اُنکو یہہ حق مجرا نہ دیا جاوے اور یہہ رعایت انہین دیہات
اور پرگنات مین منحصر سمجہی جاوے جہان پہلے سے اسکا عملدرآمد ہوا اور برہمنون کی
طرح سوڈہی بہی (جنکی تعظیم سکہہ مذہب مین واجب ہے) آیندہ سے اس رعایت کے مستحق
سمجہے جائین چنانچہ تحقیقات ہوکر جو جو شخص مستحق ثابت ہوے اُنکے نام جمعبندی کے
کاغذون مین لکہے گئے۔ اور ان اصلاحون کا یہہ نتیجہ ہوا کہ ایک ہی سال کے اندر
سٹامپ وغیرہ کی آمدنی قریب اکتالیس ہزار کے بڑہ گئی اور ادہکاری کی رقم نوے
ہزار سے قریب پینتالیس ہزار کے رہگئی اور بمقابلہ رقم ایک لاکہہ بچاس ہزار دو سو
پینتیس روپیہ کے جو سمت ۱۹۲۶ مین وصول سے باقی رہا تہا سمت ۱۹۲۵ مین ایک لاکہہ چہتیس
ہزار نو سو بارہ روپیہ باقی رہا جسمین سے بانوے ہزار آٹہہ سو تییس روپیہ پرگنہ بانگر

the choicest dishes relished with saffron. There was a time when you navigated along the coast, and did not venture far out in the sea for fear of losing your way; and now your ships and boats sail about in the sea, miles away from the shore without any fear or danger. There was a time when you used sails to propel your boats and ships, and waited for favourable winds; now you propel them by the force of steam, and do not care whether the wind is with or against you. There was a time when you explained the cause of the eclipse of the moon to be that she was arrested by her creditors, as if she were a living thing; now you have given up such a fanciful theory, have discovered that the lunar eclipse is caused by the shadow of the earth falling upon the moon as the earth comes between the moon and the sun. There was a time when you believed the earth to be the centre of the universe and stationary, and consigned* those to the flames who believed that it moved round the sun, branding them as sceptics and infidels; now you know the earth to be a planet of the illimitable system. There was ,a time when your messages were delivered orally and verbally; at a further stage of progress, they were conveyed by means of letters and epistles, and now you make use of electric signals which bring you intelligence in a single moment from places thousands of miles away. There was a time when writing was absolutely unknown to you; afterwards you invented the art of writing, now by means of the printing press you can easily make thousands of copies of your writing in a short time. There was a time when you used broad bones of animals, stones, wood, bark, leaves of trees, and leather for writing on; now you manufacture and write upon a variety of elegant and polished paper. This very England which at this day is the brightest star in the firmament of civilization, science and intellect, was but yesterday the abode of utterly ignorant and rude barbarians. The inhabitants of England painted and tattooed their bodies, instead of covering them with clothes. They lived like wild animals, and found sustenance from fruits and herbs. They were so merciless

* The allusion made refers to Jardeno Brono of Italy, who was burnt alive in 1600 A. D., and who like Galelio was a follower of Copernicus in believing the solar system to be an illimitable one. His principal doctrine was to suppose the sun to be the centre of the whole universe, and that all the celestial bodies moved round it, the earth among them.

IN THE NAME OF GOD,
THE MERCIFUL, THE COMPASSIONATE.
INTRODUCTION.
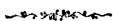
If we study the nature of man, we shall find him possessed of an attribute which distinguishes him above the rest of the animal creation, although apparently, in common with animals, the Creator of the universe has endowed him with the same limbs and organs of sense, *viz.*, hands, feet, eyes, nose, &c. But this special attribute is a faculty which justifies his claim to superiority above animals and is given to him alone. This may be designated the power of descrimination or human intelligence. It is by the aid of this faculty that he emerges from a savage and uncivilized state, attains the highest grade of humanity and civilization, and earns the appellation of *man*, as distinguishing him from animals, who can neither change their condition, nor improve nor reform it. The swallow, for instance, builds its nest now exactly as it did 5,000 years ago; the rat lives in holes similar to those which its forefathers prepared for shelter. The warm and feathery garment of the pigeon, suited for cold, adorns its body even in the hotest season. The turtle-dove preserves to this day the dusky coat allotted to it by the Creator at the beginning of things. In short, all birds and beasts have retained the same condition which nature originally chose for them. But man is capable of changing his state. Nature has conferred upon him the power of altering his condition at will, and of raising himself from low degradation to the summit of improvement and excellence.

Have you not read that at one time your progenitor Adam covered his body with leaves of the fig-tree, whilst you now adorn yourself with garments of varied beauty. He sought shelter from sunshine and rain in the caves of hills, and under the shade of trees; you raise splendid mansions in which you live. There was a time when you fed on bread of unsifted barley flour, but now even the best baked bread *(Sheermal)* sticks in your throat. There was a time when the blossoms and fruit of trees and herbs of the jungle formed your food; now you turn up your nose at

(نروانہ) اور گوبندگڈہ (بٹھنڈہ) مین خشک سالی کے سبب سے حکماً ملتوی رکہا گیا تہا۔

مہاراجہ کا کلکتہ تشریف لیجانا اور اُسکے متعلق حالات

اب چونکہ سٹار آف انڈیا کا دربار عنقریب ہونیوالا تہا۔ اسلئے بیسوین جنوری سنہ ۱۸۷۱ء کو کلکتہ کو سوار ہوئے اور سیر کی غرض سے علیگڈہ اور کانپور مین ایک ایک دن قیام کیا۔ کانپور مین کپڑا بُننے کے کارخانے اور اُن مظلوم انگریزون کی یادگار کو دیکہا جو بدبخت ناناصاحب[15] المشہور نانا راؤ سنہ ۱۸۵۷ء کے مشہور باغی نے پندرہوین جولائی سنہ مذکور کو نہایت بیرحمی اور سنگدلی سے قتل کرا کر ایک خشک کنوین

---

[15] یہہ ایک برہمن کا لڑکا تہا اور دہوندو پنتہہ اسکا نام تہا مگر جب باجی راؤ پیشوا نے سنہ ۱۸۲۷ء مین لاولدی کے سبب سے اسکو اپنا متبنے بنایا تو اسکا لقب ناناصاحب ہوا۔ باجی راؤ کو سرکار انگریزی سے پانچ لاکہہ روپیہ سال پنشن ملتی تہی اور وہ بٹہور مین جو کانپور کے قریب گنگا کے کنارے ایک چہوٹا سا قصبہ اور ہندون کا تیرتہہ ہے رہتا تہا۔ جب وہ سنہ ۱۸۵۱ء مین مرگیا تو اسنے اُس پنشن کا دعوی کیا مگر باوجود ولایت تک کوشش کرنیکے وہ اسکو نملی شاید یہی سبب اسکو سرکار انگریزی کے ساتہہ رنجش کا تہا جو غدر سنہ ۱۸۵۷ء مین ظاہر ہوا۔ آغاز سرکشی مین یہہ اپنے کو سرکار انگریزی کا بڑا خیرخواہ ظاہر کرتا رہا لیکن جب پانچوین جون کی رات کو کانپور کی چہاونی کی فوج باغی ہوکر دلی کیطرف کوچ کرگئی یہہ یکلخت پہرگیا اور اسکو اپنے ساتہہ لوٹا لایا اور انگریزی

مین ہوا تہا اور ہال کے سرے پر عین وسط مین تخت رکہا گیا تہا اور آسمانی رنگ کا ریشمی سائبان لگایا گیا تہا جو سامنے کے سوا سب طرف سے تخت کو گہیرے ہوئے تہا جب دربار مرتب ہو گیا تو ٹہیک پانچ بجے نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر بہ حیثیت گرینڈ ماسٹر یعنی رئیس اعظم طبقہ اعلے سٹار آف انڈیا انگلستان کی اس رسم قدیم کے موافق کہ ادنے درجہ والے آگے اور اعلی درجہ والے پیچہے ہون پروسیشن (جلوس) کے ساتہ جو بترتیب ذیل مرتب تہا داخل دربار ہوئے یعنی اوّل علم بردار پہر چوبدار پہر پروسیشن کا مارشل (یعنی حکمران) پہر صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈیپارٹمنٹ گورنمنٹ ہند۔ پہر صاحب سکرٹری آرڈر یعنی سکرٹری طبقہ جلیل ستارہ ہند۔ پہر صاحبان خطاب درجہ سوم ستارہ ہند جو آٹہ شخص تہے دو دو کرکے پہر صاحبان خطاب درجہ دوم ستارہ ہند جو تین آدمی تہے یکے بعد دیگرے۔ پہر صاحبان خطاب درجہ اوّل ستارہ ہند جنمین سے صرف ایک **مہاراجہ رام سنگہہ صاحب بہادر** والی جیپور موجود تہے۔ پہر مہاراجہ صاحب بہادر موصوف کے ہمراہی دو دو کرکے۔ پہر صاحب ملٹری سکرٹری ویسرائے بہادر پہر صاحب پرایوٹ سکرٹری ویسرائے بہادر۔ پہر صاحب علم بردار حضور گرینڈ ماسٹر بہادر پہر ہز اکسیلنسی گرینڈ ماسٹر بہادر اور اُنکے دو پیش خدمت لڑکے جنکو انگریزی مین پیج کہتے

حین اور جو سٹار آف انڈیا کے جبّہ کا دامن جو بہت لمبا ہوتا ہے تہامے رہتی ہین جب پروسیشن ہال مین داخل ہوا تو شاہانہ سلامی سر ہوئی اور تمام حاضرین کہڑے ہو گئے اور اُسیطرح کہڑے رہے جبتک ہز اکسیلینسی گرینڈ ماسٹر بہادر نے تخت پر جلوس فرمایا۔ پہر صاحب سکرٹری آرڈر نے حسب الحکم بیان کیا کہ دربار شروع ہوا اور صاحبان خطاب درجہ اوّل کے نام پُکارے۔ مہاراجہ صاحب بہادر والی جیپور نے کہڑے ہو کر اپنی طرف سے اور صاحب انڈر سکرٹری فارن ڈیپارٹمنٹ نے غیر حاضرین کیطرف سے بموجب ضابطہ اس دربار کے جواب دیا۔ جب صاحب سکرٹری بہادر یہہ بیان کر چکے کہ فرمان شاہی کے بموجب اِس دربار مین یہہ کام درپیش ہے کہ عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ اور شاہزادہ **غلام محمد صاحب** اور **سر ولیم گرے صاحب بہادر** لفٹنٹ گورنر بنگالہ کو تمغہ عطا کیا جاوے تو مع صاحب انڈر سکرٹری بہادر فارن ڈیپارٹمنٹ مہاراج کے استقبال کیواسطے دربار سے باہر آئے۔ مہاراج پانچ بجکر سے چند منٹ پیشتر قیامگاہ سے گورنمنٹ ہوس کیطرف روانہ ہو چکے تہے چنانچہ پانچ بجے پانچ منٹ پر سواری داخل ہوئی اور گورنمنٹ ہوس کی بڑی ڈیوڑہی کے نیچے کے زینہ پر صاحب فارن سکرٹری اور انڈر سکرٹری نے اور جب زینہ کی چوٹی پر پہنچے تو **سر رچرڈ ٹمپل صاحب بہادر** اور **مہاراجہ سر جی منگل سنگہہ صاحب**

بہادر صاحبان خطاب درجہ دوم ستارہ ہند نے استقبال کیا اور پہر بترتیب ذیل پروسیشن تیار ہو کر ہال مین داخل ہوا۔ یعنی اوّل تمغہ بردار پہر چوبدار پہر مسٹر وِن صاحب بہادر انڈر سکرٹری فارن ڈپارٹمنٹ اشیار علامت آرڈر یعنی تمغہ وغیرہ کو دونون ہاتہون پر رکہے ہوئے پہر مسٹر ایچیسن صاحب بہادر سکرٹری آرڈر پہر سر رچرڈ ٹمپل صاحب بہادر ممبر کونسل پہر مہاراجہ سر جے منگل سنگہہ صاحب بہادر جو ممالک بنگالہ مین ایک بہت بڑے زمیندار ہین پہر کپتان منی صاحب بہادر جو منجانب گورنمنٹ مہاراج کی خاطر تواضع کے لئے مامور تہے اور جنکے ہاتہہ مین مہاراج کا لپٹا ہوا نشان تہا پہر مہاراجہ صاحب بہادر اور اُنکے بیچ یعنی (پیش خدمت) پہر آٹہہ اہلکار اور مصاحب دو دو کرکے یعنی راقم اور پروفیسر رامچند صاحب سیّد امداد علی صاحب دیوان۔ اور خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میر منشی۔ سردار پرتاب سنگہہ صاحب انجہانی سپہ سالار۔ اور سردار دیوا سنگہہ صاحب حاکم صدر عدالت۔ سردار گنڈا سنگہہ صاحب مصاحب خاص و منتظم ڈیوڑہی یعنی ملٹری سکرٹری اور سیّد محمد علی صاحب معتمد متعینہ محکمہ عالیہ گورنمنٹ پنجاب۔

جب مہاراج داخل دربار ہوئے تو گارڈ تعظیمی نے سلامی ادا کی اور وہ نواب ویسرائے

بہادر کی مراسم تعظیم ادا کر کے قاعدہ کے موافق اپنی کرسی کے آگے کہڑے ہوگئے
جو تخت کے بائین جانب مہاراجہ صاحب بہادر جینپور کی کرسی کے مقابل تہی اور
سب ہمراہی اپنی اپنی کرسیون پر جو انکی کرسی کے عقب مین تہین بیٹہ گئے۔ مگر
دونون پیچ انکی کرسی کے پیچہے کہڑے رہے بعد اسکے صاحب سکرٹری بہادر نے
آداب بجالاکر فرمان شاہی ہز ایکسلینسی گرینڈ ماسٹر بہادر کے حوالہ کیا اور حکم ہوا کہ
رسومات آرڈر ادا کیجائین۔ پس مہاراج تخت کے قریب گئے اور صاحب انڈر سکرٹری
فارن ڈپارٹمنٹ اُس میز پر سے جسپر تمغہ وغیرہ رکہا ہوا تہا تمغہ کا گلوبند (جو طلائی بنا ہوا
ہوتا ہے) اُٹہاکر آداب بجالائے اور حضور گرینڈ ماسٹر بہادر کے حوالہ کیا
اور صاحب سکرٹری نے فرمان موصوف الصدر حضور ممدوح کے ہاتہ سے لیکر
باآواز بلند پڑہا جسکا یہہ ترجمہ ہے۔

فرمان

وکٹوریا بالفضل خدا مالک سلطنت متحدہ گریٹ برٹن و ایرلینڈ اور ملکہ حامی مذہب
اور ساورن یعنی سلطان طبقہ جلیل ستارہ ہند عالیجناب مہاراجہ مہندر سنگہہ والی
پٹیالہ کو سلام پہنچاکر فرماتی ہین چونکہ ہماری خواہش ہے کہ آپکو ایک ایسا نشان اپنے
الطاف شاہانہ کا عطا فرمائین جو ہمارے اُس خیال قدردانی کو ظاہر کرے جو

ہم آپکی ذات اور اُن خدمات کی نسبت رکھتے ہیں جو آپنے ہماری سلطنت واقع ہندوستان کی ہیں ہمکو مناسب معلوم ہوا کہ آپکو ایک رکن جماعت اوّل طبقہ اعلیٰ ستارۂ ہند کا نامزد اور مقرر کرین - پس ہم آپکو بذریعہ ان پریزنٹس یعنی (عطیات یا ہدایا) کے منصب نایٹ گرینڈ کمانڈر طبقہ مذکور کا عطا فرماتے ہین اور معہذا ہم اختیار دیتے ہین کہ آپ اُس عزّت اور منصب پر جو ایک نایٹ گرینڈ کمانڈر طبقہ مذکور کو حاصل ہے قابض ہو کر اُن تمام حقوق سے جو من حیث الجمع والانفراد متعلق اور مضاف اس منصب کے ہین مستفید ہوں عطا کیا گیا۔ ہمارے دربار واقع بال مورل کیسل (یعنی قلعہ بال مورل) سے ساتھ ہمارے دستخط اور مہر ہمارے طبقہ موصوفہ کے بتاریخ امروزہ یعنی اٹھائیسوین مئی ۱۸۷۰ء مطابق ۳۳ سنہ جلوس -

اور مہاراج کونسر کے پاس لیگئے اور حسب ایما حضور گرینڈ ماسٹر بہادر ایک جونیر نائیٹ یعنی صاحب خطاب درجہ دوم نے خطاب کا تمغہ اور پٹلا اور دوسرے نائیٹ نے خطاب کا ستارہ صاحب موصوف کے ہاتھ سے لیکر مہاراج کے زیب لباس کیا پھر دونوں نے خطاب کا جُبّہ پہنا دیا بعد اسکے مہاراج آداب بجالائے اور حضور گرینڈ ماسٹر بہادر نے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ سے گلوبند مہاراج کو پہنایا اور کلمات مندرجہ ذیل ارشاد کئے ،، بنام و بحکم حضرت ملکہ معظمہ مین یہاں آراستہ کرتا

ہون آپکو معزز نشانیون سٹار آف انڈیا سے جس طبقہ اعلے کا ملکہ معظمہ نے براہ
عنایت خوش ہوکر آپکو ایک نایٹ گرینڈ کمانڈر مقرر کیا ہے ،،

ان رسمون کے ادا ہونیکے بعد مہاراج کی سترہ توپونکی سلامی سر ہوئی
اور صاحب سکرٹری آرڈر نے حسب قاعدہ نئے نایٹ یعنی مہاراج کا پورانے نایٹ
یعنی مہاراجہ صاحب بہادر والی جیپور سے مصافحہ کرایا اور پہر اُس میز کے پاس لائے
جہان اُس معمولی اقرارنامہ پر مہاراج نے دستخط کئے جو موافق قوانین اس خطاب جلیل کے
ہر ایک صاحب خطاب سے لکہوایا جاتا ہے۔ اسکے بعد مہاراج آداب بجالاکر اپنی کُرسی کے
آگے کہڑے ہوگئے اور انکا نشان کہولا گیا جسکو خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب
میر منشی تا اختتام باقی رسوم رسم کے موافق مہاراج کے سر پر ہلاتے رہے اور ترم بجنے
لگا اور صاحب سکرٹری آرڈر نے فخریہ طور پر مہاراج کے القاب کو بالفاظ مندرجہ
ذیل بآواز بلند بیان کیا۔ ہز ہائی نس فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان
امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان مہندر سنگہہ
مہندر بہادر والی پٹیالہ نایٹ گرینڈ کمانڈر آف دی موسٹ
اگزالٹد آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا۔ جب یہہ رسمین
ختم ہوچکین تو مہاراج اپنی کُرسی پر بیٹہہ گئے۔ اسکے بعد شاہزادہ غلام محمد

صاحب خلف سلطان ٹیپو مرحوم اور سر ولیم گرے صاحب لفٹننٹ گورنر بنگالہ کو درجہ دوم کا تمغہ عطا ہوا اور اُسی تاریخ کی شب کو مہاراج کے اعزاز اور توقیر کے لئے گورنمنٹ ہوس کے احاطہ مین آتشبازی چہوٹی اور ایک بڑا ڈنر (دعوت) ہوا جسمین بہت سے ہندوستانی امرا و شرفا بہی عزت شریک کئے گئے تہے گو مذہب کی پابندی سے خورد و نوش مین شریک نتھے - جب کہانیسے فراغت ہوچکی تو نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر نے اوّل حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کے نام نامی کا ٹوسٹ[1] پیا اور پہر مہاراج کے نام سے ٹوسٹ کی تحریک کرتے وقت اہل مجلس کیطرف مخاطب ہوکر مندرجہ ذیل سپیچ فرمائی -

سپیچ

سر ولیم گرے - لیڈیز - جنٹل مین یہہ میرا مسرت آمیز فرض ہے کہ مین آپ صاحبون کے سامنے عالیجناب مہندر سنگہہ مہاراجہ پٹیالہ نایٹ گرینڈ

---

[1] فرنگستان مین رسم ہے کہ جس شخص سے محبّت رکہتے ہین اُسکے نام سے خوشی کی تقریبات یا احباب کی ملاقات کے جلسونمین شراب پیتے ہین اور مُراد یہہ ہوتی ہے کہ شراب پینے والا اُس عزیز یا دوست کی سلامتی چاہتا ہے اور یہہ طریق خاص کمال محبت کی نشانی سمجہا جاتا ہے اور اسکو انگریزی مین ٹوسٹ کہتے ہین - ۱۲ مولف

کمانڈر آف دی سٹار آف انڈیا کا ٹوسٹ پیون۔ اس جلسہ عظیم کا ہر ایک ممبر آجکی
شب ایسے مقام پر حاضر ہو نیسے فرو خوش ہوا ہو گا کہ اُسکو ہندوستان کے رئیس
خاندانوں میں سے ایک نہایت ممتاز خاندان کے ری پریزنٹیٹیو (قایم مقام) کی
مراسم تعظیم کے ادا کرنیکی قابلیت حاصل ہوئی۔ آغاز ۱۸۰۹ء سے جبکہ مہاراجہ
رنجیت سنگھ نے از روے عہدنامہ ستلج کے اس پار کی ریاستوں کی سرداری
کے دعوی سے دست برداری کی والیان پٹیالہ اور گورنمنٹ برطانیہ کے مابین
مستقل محبت اور خیال فواید طرفین بلا تغیر قایم رہا ہے اگرچہ یہہ امر ممکن ہے کہ احیاناً بعض
اختلاف واقع ہوے ہوں لیکن جانچنے سے معلوم ہو گا کہ اختلافات مذکورہ
بعض امور خفیفہ ہی میں ہوے ہونگے۔ چنانچہ ایک عام طور پر میں کہہ سکتا ہوں کہ حال
کی صدی کے آغاز سے جسقدر زمانہ گذرا ہے اُس کُل مدّت کے اندر اس گورنمنٹ
اور والیان پٹیالہ کی دوستی میں کبھی خلل واقع نہیں ہوا۔ بہت دُور تک سنین ماضیہ
پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو گا کہ ہنگام جنگ گورکھا اُسوقت کے فرمانرواے
پٹیالہ نے ہماری فوجونکو جو اکٹرلونی صاحب کے تحت حکومت تہیں کسقدر جبہ
باسامان اور عمدہ مدد دی تہی اور جبکہ پہلے پہل سکہوں سے لڑائی شروع ہوئی تو
مہاراجہ کرم سنگھ نے باوجود شدت مرض لارڈ ہارڈنگ صاحب کو امور جنگ

ادہر اودہر بہت سے اضلاع قرب و جوار سے آیکے گئے جگہہ دی[1] ہم سبکو یاد ہے کہ آئندہ سال یعنی (۱۸۵۸ع) مین انکی فوج نے ریاست دہولپور کے اندر انتظام بحال کرنیمین کسطرح سے مدد دی۔ ریاست گوالیار مین انکی فوج نے کیسے اچھے کام کئے اور کسطرح سے انہون نے اودہ مین خدمت کرنیکے لئے ایک فوج خاص تیار کردی۔ مین جانتا ہون کہ وہ ممتاز شخص جو آجکل افواج ہند کا نہا ہے یعنی (لارڈ نیپیر آف مگڈالا سپہ سالار کشور ہند) اگر اسوقت یہان حاضر ہوتا تو سب سے پہلے شہادت عینی کے طور پر اس امداد عظیم کی نسبت تصدیق کرتا جو والی پٹیالہ نے ۱۸۵۷ع کے نین بدین دی تہی۔

مجہے شک نہین ہے کہ آپ لوگون نے آج کے روز مشاہدہ کیا ہے کہ مینے کسطرح سے حسب الحکم محکم حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا مہاراجہ پٹیالہ اپنے ممتحن اور وفادار دوست کے خلف کو وہ نہایت عظیم عزت عطا کی ہے جو ملکہ معظمہ کسی بڑے ہندوستانی رئیس کو عطا کرسکتی ہین۔

دو سال سے مہاراجہ صاحب کے ساتہہ مجہے بذات خود اتفاق دوستی حاصل ہے

---

[1] ان لیڈیون اور صاحبان انگریز سے مراد ہے جو ان اضلاع مین غدر ہوجانیکی وجہہ سے بہاگ کے عملداری پٹیالہ مین آتے رہے تہے۔ ۱۲ مولف

اور مین تعمق کی نظر سے اُنکے طریق کو دیکھتا رہا ہون - پس کہہ سکتا ہون کہ اُنہون نے اپنے باپ کے قدم بقدم چلنے کی نسبت بہمہ وجوہ رغبت ظاہر کی ہے سرکار کیجانب سے برابر ایسے ہندوستانی رئیس کی نسبت اعانت کیجاتی ہے کہ جو ایمانداری اور ہوشیاری سے ریاست اور رعایا کے فرایض ادا کرنے مین کوشش کرتا ہے - مہاراجہ صاحب نے دانائی اور خوبی سے اپنی ریاست کے انتظام کرنے مین بہت سے موقعون پر سرکار کی اس اعانت کی کامل قدرشناسی کی ہے - چنانچہ اُنہون نے اپنے اختیار کے زمانہ مین جو تہوڑے ہی دنون سے حاصل ہوا ہے ظاہر کردیا کہ انکو اپنی رعایا کی تعلیم کے باب مین کسقدر توجہ ہے جسکی نسبت مین امید کرتا ہون کہ زیر نگرانی رامچندر جو کچہہ دنون تک مہاراج کو پڑہایا کرتے تہے اور اب سررشتہ تعلیم پٹیالہ کے ڈایرکٹر ہین ترقی پذیر ہو رہی ہے - ہمکو یقین ہے کہ ہندوستان کی کسی اَور ریاست کی نسبت معاملہ تعلیم اس ریاست مین کچہہ کم ترقی پذیر نہوگا اور توجہ مین بہی کمی نہوگی (چیرز) حاضرین مین سے جو صاحب اس امر سے بخوبی آگاہ ہونا چاہین وہ صرف اُس عمدہ اور مفید رپورٹ کو ملاحظہ فرمائین جو مہاراجہ صاحب کے ڈایرکٹر سررشتہ تعلیم نے چند روز ہوئی چہاپی ہے -

آجکل مہاراج پٹیالہ اور انبالہ کے درمیان اپنے صرف سے تار برقی قایم کرنے مین مصروف ہین اور ایک بہت بڑا معاملہ حال مین نہر سرہند کی بابت مہاراج کی ہدایت کے بموجب ختم ہوا ہے۔ اُنہون نے آبپاشی کے کار اہم کے لئے اپنی ریاست کے زر آمدنی سالانہ سے ساڑھے سات لاکھہ روپیہ تک اس امر عظیم (یعنی نہر) کے لئے مقرر فرمایا ہے مجھے یقین کامل ہے کہ عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر نے جیسا کہ شروع کیا ہے حتی الوسع بہمہ وجوہ نیک نیّت اور عقلمند حاکم کے فرایض ادا کرنے مین کوشش کرینگے۔

خدا نکرے کہ ایسا موقع ہو کہ اُنہین میدان جنگ مین اپنے آبا و اجداد کیطرح ہمکو مدد دینا پڑے اُمید ہے کہ لڑائی کے دن کبھی نہ آئینگے اور یہہ ضرورت کبھی نہ واقع ہوگی لیکن اگر ایسا اتفاق ہو تو مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے والد اور بزرگون کی مانند وفادار اور خیر خواہ اور راست باز پائے جائینگے۔

اب مین جناب معلے کو اس پسندیدہ تمغہ سٹار آف انڈیا کی دلی مبارکباد دیتا ہون اور مین خوش ہون کہ خوش قسمتی سے یہان اُن رسمیات کی بجا آوری مین مجھکو بڑا حصہ ملا جنکے سبب سے حسب الحکم حضرت ملکہ معظمہ اُنکا نام مشاہیر کی اُس فہرست مین درج ہوا جسمین اُن اکابر کا نام مندرج ہے جنہون نے سالہا سال

ہندوستان کی خدمت کی ہے اور اس ملک کی نسبت محبت ظاہر کی ہے اور
وہ فہرست اُن لوگون کے اسما پر مشتمل ہے کہ جو قدامت خاندان یا ہنرمندی
یا زبان دانی یا علوم یا شجاعت کے سبب سے مشہور ہین - خدا کرے آپ ہمیشہ
اگزالٹڈ آرڈر آف دی سٹار آف انڈیا کا ایک لایق ممبر اپنے آپکو ثابت کرین
اس عمدہ تقریر کے ختم ہونے پر سب صاحبون نے مہاراج کے نام سے
ٹوسٹ پیا اور پہر مہاراج نے کہڑے ہو کر نواب ویسرا بہادر کے سپیچ کے
جواب مین ایک مختصر مگر سنجیدہ تقریر کی جسمین حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کی
نوازش اور مرحمت اور نواب ویسرا و گورنر جنرل بہادر کی مہربانی کا گرمجوشی
کے ساتہہ شکریہ ادا کیا اور اس سبب سے زیادہ تر اظہار شکر گذاری کیا کہ ہندوستان
کے رئیس خاندانون مین سے صرف اُنہین کا خاندان ایسا ہے جسکو دوبارہ
خطاب جلیل ستارہ ہند کی عزت حاصل ہوئی ہے اور یہہ بات اُنکے بلکہ
تمام خاندان پہول کیواسطے باعث افتخار ہے -

ہز ایکسیلنسی ارل میو صاحب بہادر کا مہاراج کو اپنے ساتہہ شکار کو لیجانا اور مہاراج کا ٹون ہال کلکتہ مین امرا و شرفا انگریزی اور ہندوستانی کی دعوت کرنا

ہز ایکسیلینسی ارل میو صاحب بہادر کو شکار کا بہت شوق تھا اور جب وہ اکتوبر
گذشتہ مین پٹیالہ تشریف لائے تھے تو مہاراج کے ساتھہ شکار کو بھی تشریف لیگئے تھے
پس اب جو دربار وغیرہ کے کام سے فراغت ہوگئی تو بنگشا کو جو کلکتہ سے قریب
ایکسو چالیس ۱۴۰ میل کے شرق کیطرف ایک مقام ہے شکار کیواسطے تشریف لیگئے
اور مہاراج کو بھی اپنے ساتھہ لیگئے - اور بعد سیر و شکار پانچوین مارچ
کی شام کو لوٹ کر کلکتہ مین آئے اور ساتوین کی رات کو ٹون ہال مین ہماری طرف
سے دعوت کا جلسہ ہوا جسکا اہتمام مہاراج کی خواہش سے میجر آنریبل برک
صاحب بہادر ملیٹری سکرٹری و برادر خورد جناب لارڈ میو صاحب
بہادر نے بڑی خوبی سے کیا تھا - اس دعوت مین صاحبان انگریز اور
لیڈیون کے سوا قریب ۱۰۰ سو کے کلکتہ کے ہندوستانی امرا و شرفا بھی بلائے
گئے تھے - مہاراج کا منشا بال (رقص) کیواسطے تھا مگر بسبب ایام لنٹ
(صیام) جو ملت عیسوی مین مقدس ایام ہین نواب ویسرائے و گورنر جنرل بہادر
نے بال کا ہونا مناسب نسمجھا اسواسطے کانسرٹ کی مجلس ہوئی جسمین صرف
گانا بجانا اور تفریحاً کچھہ کھانا پینا ہوتا ہے - ٹون ہال نہایت تکلف سے سجایا گیا
تھا اور اندر اور باہر گیاس کی روشنی کے نہایت خوشنما پھول اور حلقے وغیرہ بنائے

گئے تھے جسکے سبب سے فرش پر جنبش تک چلتی ہوئی معلوم ہوتی تھی - آٹھہ بجے گورنمنٹی آمد شروع ہوئی اور نو بجے کے بعد نواب ویسرائے بہادر تشریف لائے اور مہاراج نے سواری تک استقبال کر کے بجائے مناسب لاکر بیٹھایا اور گانا شروع ہوا - گانے والے انکی کے ملک کے آدمی تھے اور کہتے ہین کہ نہایت ہی عمدہ گاتے تھے کیونکہ ہم تو نہین سمجھتے تھے کہ کیا گاتے ہین اور کیسا گاتے ہین غرض کئی گھنٹے تک یہ جلسہ رہا اور قریب بارہ بجے کے ختم ہوا اور اگلے دن شام کو مہاراج پٹیالہ کو سوار ہو آئے - اور دسوین کو بنارس مین رونق افروز ہوئے - اسی روز شام کو مہاراج **ایشری پرشاد نراین سنگہہ صاحب بہادر** مہاراجہ بنارس جنکے ساتھہ مہاراج **نرندر سنگہہ صاحب بہادر** کے عہد سے دوستانہ راہ و رسم جاری تھی اور **مہاراج وجے رام گجپتی راج بہادر** مہاراجہ وزیانگرام جنسے تازہ ملاقات تھی ملاقات کیواسطے تشریف لائے اور چونکہ عنقریب یہان ایک بڑا میلہ ہونے والا تھا (جسکو لوگ بڑہوا منگل کا میلہ کہتے ہین) اُنکے کہنے سے پندرہوین تک اُسکے دیکھنے کیواسطے ٹہر گئے اور اس عرصہ مین معابد اور مکانات کی پوجا اور سیر کی اور دونون صاحبون کی ملاقات بازدید کیواسطے تشریف لیگئے - اور جب میلہ کا دن آیا تو آپ انکو مہاراجہ صاحب بنارس کی ایک عمدہ کشتی مین سوار ہو کر اُسکے دیکھنے کو گئے اور قریب

چار بجے واپس آئے - چونکہ رات تہی اور موسم بہی کسیقدر ٹہنڈا تہا اور گرد و غبار اور
اور اسی قسم کی کثافتین جو ہمارے ہندوستانی میلون کے لوازم ہین نہین سب
لوگ اس سیر سے خوش ہوئے - یہہ میلہ دریا مین ہوتا ہے اور لوگ اپنی اپنی کشتیون
کے سجانے اور سامان ناچ رنگ وغیرہ کے بہم پہنچانے مین بہت کوششین کرتے
ہین چنانچہ مہاراجہ صاحب بہادر بنارس اور وزیانگرام کے ہان جو کئی بڑی بڑی
کشتیان جوڑکر پاٹ دیجاتی ہین اور اُسکو یہان کے لوگ گہَّا کہتے ہین اُسکے
سجانے اور آراستہ کرنے مین بڑا ہی تکلف کیا جاتا ہے - غرض یہان سے فارغ
ہوکر پندرہوین کی شام کو الہ آباد کو سوار ہوآئے اور سر ولیم میور صاحب بہادر
لفٹنٹ گورنر اضلاع شمالی و مغربی سے ملکر اٹھارہوین کو پٹیالہ مین رونق افروز ہوے

راجہ بہگوان سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ کی وفات اور راجہ ہیرا سنگہہ صاحب بہادر کو ریاست کا ملنا اور خاندان نابہہ کی مختصر تاریخ

راجہ بہرپور سنگہہ صاحب بہادر والی نابہہ کا لاولد وفات پانا اور بموافق منشار
فقرہ سوم سند مورخہ پنجم مئی ۱۸۶۰ء کے اُنکے چہوٹے بہائی راجہ بہگوان سنگہہ
صاحب بہادر کا مسند نشین کیا جانا ناظرین پہلے پڑہ چکے ہین افسوس ہے

کی قضا نے انکو بہی زیادہ مہلت نہ دی اور انکا بہی سل کی بیماری سے اکتیسوین ۳۱ مئی
۱۸۷۱ء کو قریب تیئس ۲۳ برس کے سن مین انتقال ہو گیا اور چونکہ انہون نے بہی لاولد
ہی قضا کی اسلئے پہر اُسی قاعدہ پر عمل کرنیکی ضرورت ہوئی جسکی رو سے یہہ مسند نشین
کئے گئے تہے چنانچہ خبر کے پہنچتے ہی **مسٹر لیپل ہنری گرفن صاحب بہادر**
سکرٹری گورنمنٹ پنجاب اس معاملہ کے تصفیہ کیواسطے تشریف لائے اور مہاراج
اور راجہ **رگہبیر سنگہہ صاحب بہادر** والی جیند کی راے دریافت کی چونکہ
سند کی رو سے ایسی حالت مین خاندان پہول کا ہر ایک شخص رئیس متوفی کی
جانشینی کیواسطے منتخب کیا جا سکتا ہے اور یہہ ضرور نہین ہے کہ اُسکا قرابتدار
ہی ہو اسلئے ممکن تہا کہ مہاراج اپنے خاندان یعنی **سردار رامچند صاحب** عرف راما
کی اولاد کی شاخون ملہہ - بہدوڑ وغیرہ مین سے کسیکو منتخب فرماتے مگر انہون نے
اسکو خلاف مصلحت و انصاف خیال کیا اور انکے بڑے بہائی **چودہری تلوک چند**
صاحب عرف تلوکا کی اولاد مین سے ہی کسیکا منتخب کیا جانا پسند کیا اور چونکہ
خاندان نابہہ مین سے کوئی باقی نتہا اسلئے ضرور ہوا کہ چودہری صاحب کی اولاد کی
دوسری شاخ مین سے جسمین خاندان دیال پورہ اور جیند اور اُسکی شاخ بڈرکہان
مین کوئی شخص تجویز کیا جاے - پس بڈرکہان کی شاخ مین سے جو کسیقدر ذی مقدرت

ہی تھے مہاراج نے سردار ہیرا سنگھ صاحب کو جو شجرہ کی رو سے زیادہ حقدار
تھے منتخب فرمایا - راجہ رگھبیر سنگھ صاحب بہادر اگرچہ یہہ تو چاہتے تھے
کہ ریاست نابھہ بھی اُنکے خاندان مین آجاے مگر سابقہ رنجشون کے سبب سے سردار
ہیرا سنگھ صاحب کا رئیس نابھہ ہونا جو اُنکی برابر کی مدتھی نہین چاہتے تھے
بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ سردار ہیرا سنگھ صاحب کے چچیرے بھائی سردار
بھگوان سنگھہ کے نابالغ لڑکے کو رئیس بنایا جاے مگر نابالغ لڑکے کے
مسند نشین کئے جانے مین بہت قباحتین تھین اور بڑے بھائی کے ہوتے چھوٹے
بھائی کے لڑکے کو بیوجہ رئیس نہین بنایا جا سکتا تھا اسلئے مسٹر گرفن صاحب
نے بھی مہاراج کی راے سے اتفاق کیا اور آخر کار - راجہ صاحب بہادر بھی راضی ہوگئے
اور بمنظوری گورنمنٹ ہند بہادر ون سُدی دشمی سمت ۱۹۲۸ مطابق دہم اگست ۱۸۷۱ء کو
راجہ ہیرا سنگھہ صاحب بہادر معمولی رسوم کے ساتھہ مسند نشین کئے گئے
اور یہہ امر مہاراج کی ناموری کا باعث ہوا چونکہ ہمنے اپنی اس کتاب مین ایک
موقع پر مختصر طور پر خاندان جیند کی تاریخ لکھی ہے اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ خاندان نابھہ کی تاریخ بھی لکھین تاکہ ہماری یہہ کتاب جو دراصل خاندان نشینان
پٹیالہ کی تاریخ ہے تقریباً تمام خاندان پھول کی تاریخ بن جاے -

واضح ہو کہ چودہری تلوک چند صاحب کے انتقال کے بعد ۱۶۸۷ء مین
جب انکا ترکہ اُنکے بیٹون چودہری گوردت سنگہہ اور سردار سکہہ چین سنگہہ
مین تقسیم ہوگیا چودہری گوردت سنگہہ کے بیٹے سردار صوتیا سنگہہ نے
دہنولہ اور سنگرور کو آباد کیا اور قرب وجوار کے اور کئی مقامات اپنے ہمسایون
کو مغلوب کرکے دبا لئے مگر ۱۷۵۲ء مین باپ کے سامنے ہی اُنکا انتقال ہوگیا۔ اسلیے ۱۷۵۴ء
مین جب چودہری گوردت سنگہہ صاحب نے قضا کی سردار صوتیا سنگہہ
کے فرزند اکبر چودہری ہمیر سنگہہ صاحب بہادر خاندان نابہہ کے سرپرست
ہوئے اور سنگرور اُنکے چہوٹے بہائی سردار کپور سنگہہ کے حصہ مین آیا جنہون نے
کچھہ عرصہ بعد کپور گڈہہ کو آباد کیا مگر انہون نے لاولد قضا کی اور اُنکی زوجہ راج کنور سے جو اخیر کو
رانی راج کنور کہلائین چودہری ہمیر سنگہہ صاحب بہادر نے کریوہ کرلیا اور اس سبب سے
سنگرور اور کپور گڈہہ بہی انکے قبضہ مین آگیا اور چونکہ یہہ شجاع اور مستعد شخص تہے اپنے
علاقہ کو بڑہانا شروع کیا چنانچہ ۱۷۵۵ء مین قصبہ نابہہ جسکے نام سے یہہ ریاست مشہور
ہے آباد کیا اور اسکے چار برس بعد موضع بہادسون پر قبضہ کیا۔ ۱۷۶۴ء کی سرہند
کی مشہور لڑائی کے موقع پر جسمین نواب زین خان مارا گیا پرگنہ آملوہ انکے حصہ مین
آیا اور ۱۷۷۶ء مین جب ملا رحیم داد خان جو سلطنت دہلی کیطرف سے اضلاع حصار

وسرسہ کا حاکم تہا ہماری فوج کے مقابلہ مین جنید کے مقام مارا گیا یہہ روڑی کے
پرگنہ پر جو سرسہ کے قریب ایک مقام ہے قابض ہوگئے مگر سنگرور انکے قبضہ مین نرہا۔
راجہ گجپت سنگہہ صاحب بہادر والی جہنید نے چہین لیا جیسا کہ ایک موقع پر ہم
پہلے لکہہ آئے ہین۔ انہون نے اپنا سکہ بہی جاری کیا جو ایک علامت خودمختاری
کی ہے۔ ۱۷۸۶ء مین جب انکا انتقال ہوا انکے ولیعہد **راجہ جسونت سنگہہ**
صاحب بہادر جو **رانی راج کنور صاحبہ** کے پیٹ سے ۱۷۷۶ء مین پیدا ہوئے
تہے آٹہہ برس کے تہے اسواسطے انکی سوتیلی والدہ **رانی دلیسو صاحبہ** جو
چودہری صاحب بہادر کے قید ہوجانیکے وقت **راجہ گجپت سنگہہ صاحب** کے
ساتہہ بہت جرات سے لڑتی رہی تہین اور اس سبب سے کہ انکی لڑکیان **بی بی**
سبہاکنور اور **سداکنور سردار صاحب سنگہہ** بہنگی[۱] رئیس گجرات اور **سردار**
جے سنگہہ کنہیا رئیس بٹالہ سے بیاہی ہوئی تہین بہ نسبت اپنی ہمسرانیون
کے زیادہ اقتدار رکہتی تہین ۱۷۹۰ء تک ریاست کے کاروبار کا سرانجام کرتی رہین
اور سنہ مذکور مین جب انکا انتقال ہوگیا راجہ صاحب بہادر بذاتہ حکمران ہوئے اور
۱۸۰۵ء مین **مسٹر سیٹن صاحب** رزیڈنٹ دہلی کی وساطت سے بادشاہ

---

[۱] ان دونون سردارون کا کسیقدر تاریخی حال ہماری اس کتاب کے حاشیہ مین ملیگا۔ مولف

دہلی سے ہزاکسلنسی سر ہنری ہاردنگ لارڈ گورنر جنرل بہادر سے حکم آیا کہ یہہ خطاب

حاصل کیا اور اب سے چودہری کے عوض نابہہ کے رئیس بہی راجہ کہلانے کے مستحق

ہوئے۔ اگرچہ یہہ بڑے دانشمند اور مآل اندیش شخص تہے مگر کنور رنجیت سنگہہ کے

ساتہہ باوجودیکہ صرف وہی ایک لڑکا تہا انکی بڑی ناچاقی رہی اور محکمہ انجنٹی

انبالہ مین نالشین اور جہگڑے ہوا کئے اور یہان تک نوبت پہنچی کہ سنہ ۱۸۲۴ع مین

راجہ صاحب نے یہہ ظاہر کیا کہ وہ ہمارے قتل کے درپے ہے اور مقدمہ نواب گورنر

جنرل بہادر ہند کے حضور تک پہنچا مگر چونکہ کوئی معقول وجہ اس الزام کے صحیح ہونے کی

جانبکی نہی کنور رنجیت سنگہہ بری ہوا اور سردار راجا سنگہہ لدہران والہ بہی

جسکو راجہ صاحب نے کنور رنجیت سنگہہ کی اغوا کی علت مین قید کر لیا تہا اور

جو اسکی ننہیال مین سے تہا رہا کرا دیا گیا۔

جب سے یہہ اَن بن شروع ہوئی تہی راجہ صاحب نے ایک اور شادی کر لی

تہی اور اُس سے جو لڑکا پیدا ہوا تہا اُسکو بہت چاہتے تہے اور اُنکا یہہ ارادہ ہو گیا

تہا کہ کنور رنجیت سنگہہ کو محروم الارث کر کے اسکو ولیعہد بنائین مگر اُنکو اپنے

اس ارادہ پر عمل کرنیکی نوبت نہ آئی تہی کہ قضا نے اسکا خود ہی فیصلہ کر دیا یعنی

ستائیسوین جون سنہ ۱۸۳۲ع کو کنور رنجیت سنگہہ کا دفعتاً انتقال ہو گیا اور چونکہ اُسکی

لاش پر ایسے نشان معلوم ہوتے تھے جن سے قتل کا گمان ہوتا تہا اسکی رانیون
نے راجہ صاحب کے ذمہ اسکے مروا ڈالنے کا الزام لگایا مگر کچہہ دنون بعد اُسکی والدہ
رانی دیا کنور صاحب نے جو اس دعوی مین اپنی بہوؤن کے ساتہہ شریک تہین
سر جارج کلارک صاحب ایجنٹ گورنر جنرل انبالہ کو لکہہ بہیجا کہ مجہکو ہرگز یقین نہین
کہ راجہ صاحب نے اپنے بیٹے کو قتل کرایا ہو اور یہہ مقدمہ رفع دفع ہو گیا لیکن تعجب ہے کہ
اس سے دو برس پہلے کنور رنجیت سنگہہ کا بیٹا کنور سنتوکہہ سنگہہ بہی اسیطرح
دفعتاً مر گیا تہا اور اُسوقت بہی عموماً لوگون کو یہہ یقین تہا کہ اُسکے دادا نے اُسکو زہر
دلوایا ہے۔

یہہ اگرچہ ہماری ریاست کو ہمیشہ رشک وحسد کی نظر سے دیکہتے اور ایسی
تدبیرین کرتے تہے جن سے ہمکو نہایت نقصان پہنچ سکتا تہا چنانچہ اُن حالات کے
پڑہنے سے جو ہم اپنی ریاست کی خاص تاریخ مین مفصّل لکہہ چکے ہین معلوم ہو سکتا ہے
اور ہمسایہ ریاستون کے ساتہہ بہی اُنکا برتاؤ اسی قسم کا تہا مگر خاص اپنی رعایا کے ساتہ
اُنکا طرز سلوک بہت اچہا تہا اور انتظام بہی خوب تہا۔

بائیسوین مئی ۱۸۴۰ء کو چہیاسٹہہ برس کی عمر مین اُنکا انتقال ہوا اور پانچوین اکتوبر
سنہ مذکور کو اُنکے چاہتے بیٹے راجہ دیوا اندر سنگہہ صاحب اٹہارہ برس کے

سن مین مسند نشین ہوے انکو ابتداے عمر سے ہی طبعی فتور عقل اور خوشامدیون
کی صحبت کے باعث سے طبیعت مین ایک عجیب طرح کا خیال پیدا ہو گیا یعنی
وہ اپنے کو سری کرشن مہاراج کا اوتار سمجھنے اور لوگون سے عموماً اپنے سامنے
ڈنڈوت اور سجدہ کرانے اور سری مہاراج کہلانے لگے اور نابہہ کا جو چھوٹا سا قصبہ
ہے ،، سری نابہہ کول ،، نام رکھدیا اور بعض خوشامدی برہمنون سے جنہون نے
انکو کچھہ پڑہایا بھی تھا اپنے اقبال اور طاقت کی تعریف کے شلوک اور استتیان سُن
سُن کر اُنکی طبیعت مین یہہ خیال جم گیا کہ ہم ضرور بہت بڑے
مہاراجہ ہو جاینگے اور مزاج مین ایسی رعونت سما گئی کہ حکام انگریزی کو بھی خفت کی
نظر سے دیکھنے لگے اور مہم افغانستان کے نتیجہ سے جو ایک اتفاقی امر تھا سرکار
انگریزی کی کمزوری اُنکے دلمین جم گئی اور اسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ ستلج کی لڑائی کے موقع
پر اُنکی طرف سے رسد رسانی وغیرہ مین پہلوتہی اور اغماض کا ہونا حکام انگریزی کو
متیقن ہو گیا اور اس الزام مین ریاست کی چوتھائی ضبط ہو گئی اور وہ معزول
کر کے متہرا کو بھیجے گئے مگر اب بھی وہ خیالات اُنکی طبیعت سے نگئے اور وہانکی رعایا سے
بھی اُسی قسم کی تعظیم و تکریم کے طالب ہونے اور تکلیف دینے لگے جس سے گورنمنٹ
اضلاع مغربی و شمالی کی یہہ راے ہوئی کہ یا تو وہ زیر حراست کئے جائین یا کسی اور جگہہ

بہیجدیئے جائین چنانچہ ۱۸۵۵ء کے اخیر مین آلموڑہ بہیجے گئے اور ۱۸۶۵ء
مین وہان ہی قضا کر گئے۔

انکی معزولی کے وقت انکے بڑے صاحبزادے راجہ بہرپور سنگہہ صاحب
بہادر جو سات برس کے تہے مسند نشین کئے گئے۔ اور انکی سوتیلی دادی
مائی چند کنور صاحب جو بڑی عقلمند اور دانا تہین سرپرست اور سردار
گوبخش سنگہہ اور دیوان بحالی مل۔ اور سردار فتح سنگہہ گل بطور کونسل انکے
پیشدست مقرر کئے گئے۔

انکو سولہوان ۱۶ برس تہا کہ ۱۸۵۷ء کا مشہور غدر برپا ہوا اور لدہیانہ کا انتظام
اور حفاظت انکے ذمہ ہوی جہان مفسدہ کے فرو ہونے تک کبہی وہ اور کبہی انکے
چہوٹے بہای کنور بہگوان سنگہہ صاحب مع اپنی فوج کے موجود رہے۔
جالندہر کی باغی فوج سے انکی سپاہ کی کسیقدر موٹہبہیڑ بہی ہوئی جسمین طرفین کے
کچہہ آدمی مجروح و مقتول ہوئے اسکے علاوہ انکے تین سو سپاہی دلی کے مورچہ
پر حاضر رہے اور ڈہائی لاکہہ روپیہ بہی گورمنٹ کو قرض دیا اور جو خدمت طلب
کی گئی اسکو نہایت ہواخواہی اور نیک مزاجی کے ساتہہ بجالائے دہلی جانیکا
بہی ارادہ ظاہر کیا مگر کم عمری کے باعث سے بہیجا جانا نامناسب سمجہا گیا اور

ان خدمات کے صلہ مین باول اور کانوڑ کے پرگنون مین سے جو ریاست جہجر کی
ضبطی مین گورنمنٹ کے ہاتہہ آئے تہے قریب ایک لاکہہ روپیہ کا علاقہ دوام
کے واسطے انکو ملا اور سات پارچہ سے پندرہ پارچہ کا خلعت آیندہ کے لئے اور
گیارہ توپ کی سلامی مقرر ہوئی اور ملاقات کے موقع پر نواب ویسراے گورنر
جنرل بہادر ہند کیطرف سے صاحب فارن سکرٹری کا بازدید کیواسطے آنا
مقرر ہوا جو بعد کو نواب ویسراے گورنر جنرل بہادر ہند کا بذاتہ بازدید فرمانا تجویز ہوا اور
خطاب مین الفاظ **فرزند ارجمند عقیدت پیوند دولت انگلشیہ**
بڑہائے گئے اور **لارڈ کیننگ صاحب بہادر** نے دربار انبالہ مین شکریہ
ادا کیا اور وہ سب حقوق عطا ہوئے جو ہمکو اور راجہ **سروپ سنگہہ صاحب بہادر**
والی جیند کو ملے مگر ایک یہہ نقصان بہی ہوا کہ نواب گورنر جنرل بہادر کی ملاقات کے
موقع پر جو روسا نابہہ کو روسا جیند پر تقدیم ہوتی تہی وہ جاتی رہی اور راجہ
سروپ سنگہہ صاحب بہادر والی جیند نے اسی دربار کے موقع پر جہگڑا
کرکے اپنا نمبر پہلے کرالیا۔

سمبت ۱۹۱۹ - ۱۸۶۲ع مین یہہ کونسل واضع آئین وقوانین کے ممبر بنائے گئے مگر بیماری
کے سبب سے کلکتہ جا نہین سکے اور اس سے چند روز بعد انکا انتقال ہوگیا۔

نابالغی کے زمانہ مین انکو فارسی پڑہائی گئی تہی مگر جوان ہوکر انگریزی کا انکو خود شوق ہوا چنانچہ ریاست کے کام سے جب فرصت ملتی برابر انگریزی کی کتاب کا مطالعہ کرتے یا تصویر کشی کی مشق کرتے جسکا انکو بڑا شوق تہا۔ انکی حالت سے امید ہوتی تہی کہ اگر زندہ رہتے تو ایک ایسے شخص ہوتے جیسا کہ اس بڑے منصب (ریاست) کے لیے شایان ہے۔

انکی وفات کے بعد انکے چہوٹے بہائی راجہ بہگوان سنگہ صاحب بہادر مسند نشین کیے گئے مگر گدی پر بیٹہتے ہی وہ خوفناک جہگڑون مین پہنس گئے اور اگرچہ اُس سخت و سنگین الزام سے بچ گئے جسکا ذکر ہم پہلے لکہہ آئے ہین مگر اہلکارون کے باہمی فساد خصوصاً اُنکے وکیل متعینہ محکمہ ایجنٹی ملک انبالہ کی خودغرضیون کے باعث سے جو یہ چاہتا تہا کہ راجہ صاحب بے اختیار رہین اور اسکا باپ جو اس مقدمہ کی تحقیقات کے وقت عارضی طور پر مدار المہام بنایا گیا تہا بدستور مختار ریاست رہے۔ آغاز ۱۸۵۰ع تک نہایت تکلیف مین رہے اور ریاست کی باگ وکیل مذکور کے ہاتہہ مین رہی اور ریاست اور رئیس کا طریقہ ایسا بے طور ہوگیا جو اُنکے انتقال تک کسیطرح درست نہوسکا۔ انکو مسکرات سے رغبت نہ تہی مگر وفات سے تہوڑا عرصہ پہلے شراب کی چاٹ لگ گئی اور خلاف توقع اسکی طرف اسقدر مایل ہوگئے کہ کمبخت اوڑہنا بچہونا ہوگئی اور اسی

بے اعتدالی سے مبتلاے مرض سل ہوکر انکا پیمانہ عمر لبریز ہو گیا اور ریاست نابہہ دہرم سی تلوک چند صاحب کی اولاد کی بڑی شاخ سے چہوٹی شاخ مین منتقل ہو گئی جیسا کہ ہم ابہی لکہہ چکے ہین۔

مہاراج کا ارل میو صاحب بہادر کی ملاقات کے واسطے شملہ جانا اور وہان کے مختلف رفاہ عام کارخانون کو مدد دینا

ستمبر ۱۸۷۱ء مین مہاراج ہز ایکسلینسی ارل میو صاحب بہادر وایسرا ے و گورنر جنرل ہند کی ملاقات اور تبدیل آب و ہوا کے واسطے معمول کے موافق شملہ تشریف لیگئے اور لارڈ ممدوح اور سر ہنری ڈیوس صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک پنجاب اور لارڈ نیپیر آف مگدالا کمانڈر انچیف افواج ہند اور اور دوستون سے ملاقات کی اور چونکہ کرنل ٹیلر صاحب کی رحمدل میم صاحبہ نے جو ایک پنشن خوار تہے اور شملہ پر رہتے تہے کچہہ اپنے اور کچہہ چندہ کے روپیہ سے بڑی محنت سے شملہ پر عیسائی لڑکے لڑکیون کے لئے ایک یتیم خانہ قایم کیا تہا جسکا نام ہوالیدہ کرسچن آرفنیج رکہا تہا اور اسوقت چونتیس ۳۴ لڑکے لڑکیان اسمین پڑہتے اور پرورش پاتے تہے اور پانسو روپیہ مہینے کا خرچ تہا اور قلت آمدنی کے باعث سے اُسکی سوپرنٹنڈنی کا کام ایک معزز مس صاحبہ جنہون نے اپنی خوشی سے شادی نہین

کی تہی لہذا انجام دیتی تہین مہاراج نے صاحب موصوف کی درخواست سے اُسکا ملاحظہ فرمایا اور اس سبب سے کہ اُنکی طبیعت ازبس وسیع تہی اور اُنکی فیاضی کسی قوم اور مذہب سے مخصوص نہ تہی بارہ سو روپیہ سال اُسکی مدد کیواسطے تجویز فرمایا اور اسکی سند اپنی مہر اور دستخط سے آرفنیج کو عنایت فرمائی۔ اور اسکے سوا پانچ ہزار روپیہ خیراتی شفاخانون اور متفرق سکولون کو عطا فرمایا۔

یہہ آرفنیج سنہ ۱۸۷۰ء مین گورنمنٹ نے اپنے زیر حمایت کرلیا ہے اور چند وجوہ خاص سے بہ تغییر اصُول سابقہ صرف یتیم یا غریب یورپین اور یوریشین لڑکیونکی ایسی تعلیم و تربیت کیواسطے جو اُنکی حالت غریبی کے مناسب ہو (جسمین سوی کا کام اور کہانا پکانا اور کپڑے دہونا وغیرہ ضروریات خانہ داری کا سرانجام کرنا ہی داخل ہے) اس کارخانہ کو مخصوص کردیا ہے اور بلحاظ تغیر اصُول پہلا نام بدلکر میو انڈسٹیریل سکول آف شملہ فار یورپین اینڈ یوریشین رکہدیا ہے۔

مہاراج کا تقسیم انعام اور وظائف مہندر کالج کیواسطے دربار کرنا

سنہ ۱۸۷۰ء سے پہلے ہماری ریاست مین بجز ایک چہوٹے سے مدرسہ کے جو ترقی کرکے اب مہندر کالج کے نام سے مشہور ہے کوئی ایسا مدرسہ نتہا کہ جسکے مصارف کی سرکار ذمہ دار ہو اور وہ بہی بہت بے رونق اور حقیر تہا اور لوگ اُسکی بہت کم قدر کرتے

تھے مگر جب آغاز سنہ مذکور مین مہاراجہ کو حکمرانی کا اختیار حاصل ہوا تو سب سے پہلے جو کام ملک کی ترقی اور اصلاح حال رعایا کیواسطے کیا گیا وہ یہہ تہا کہ انہین اصول کی بنیاد پر جو سرکار انگریزی کے سررشتہ تعلیم مین مروج ہین تیرہوین جون سنہ مذکور مطابق یکم اساڑھ سمت ۱۹۲۷ کو ایک عام صیغہ تعلیم قایم کیا گیا اور ستائیس ہزار روپیہ سے کچھہ زیادہ اسکے مصارف کیواسطے منظور ہوا اور مہاراج کے اتالیق پروفیسر رامچندر صاحب دہلوی نامور ریاضی دان ڈایرکٹر اور لالہ گردہاری لال صاحب انسپیکٹر مقرر ہوئے اور مختلف مقامات مین چوبیس مدرسے قایم کئے گئے جنمین اختتام سال پر ایکہزار سات سو طالب علم پڑہتے تہے اور چونکہ یہہ مدرسے ملک کی ضرورت کے مقابلہ مین بہت کم تہے اسواسطے سال آیندہ مین اس سررشتہ کو اور وسعت دیگئی اور ستائیس ہزار کی جگہہ ساٹھہ ہزار روپیہ درج بجٹ ہوا جسمین سے نصف خزانہ سے دیا جانا تجویز ہوا اور نصف کیواسطے یہہ تجویز ہوئی کہ ایک روپیہ فیصدی معاملہ پر بڑہایا جاکر زمینداروں سے لیا جائے جسکے باعث سے اڑتیس مدرسے اور قایم ہوگئے اور طالبعلمون کی تعداد قریب چار ہزار کے ہوگئی اور انسپکٹر کے ماتحت دو نئے عہدہ دار ڈپٹی انسپکٹر کے لقب سے مقرر ہوئے اور مہندر کالج مین انگریزی۔ فارسی۔ عربی۔ سنسکرت۔ گورمکہی۔ اور اردو اور تاریخ۔ جغرافیہ۔

طبعیات اور ریاضیات کی تعلیم جاری ہو گئی۔ اب چونکہ اس سررشتہ کو قایم ہوئے قریب ڈیڑہ برس کے ہو چکا تہا اور امتحان سالانہ ہو کر انعام اور وظایف تجویز ہو چکے تہے لوگون کی ترغیب و تحریص کی غرض سے مہاراج نے انکا اپنے ہاتہہ سے تقسیم فرمانا منظور فرمایا۔ اور پانچوین کاتک سمت مذکور مطابق بیسوین اکتوبر ۱۸۶۸ء کو ایک عام دربار مین جو اس معاملہ کی عزت اور عظمت کے اظہار کی غرض سے بہت شان و شوکت سے کیا گیا تہا بعد سننے رپوٹ ڈایرکٹر صاحب کے اپنی کرسی سے کہڑے ہو کر طالبعلمون اور تمام اہل دربار کو مخاطب کر کے ایک موثر تقریر فرمائی اور طالبعلمون کو وظایف کی سندین اپنے ہاتہہ سے عنایت کین اور چونکہ دربار دسہرہ عنقریب ہونے والا تہا جن مدرسون کی کارگزاری کی تعریف کی گئی تہی انکو بطور عزت خاص اسمین شامل کیے جانے اور معمول کے موافق دوشالے وغیرہ دیئے جانیکا حکم دیا اور ارشاد فرمایا کہ انکے نام پٹیالہ اخبار[1] مین جو ابہی نوین اکتوبر کو جاری ہوا تہا چہاپے جائین

[1] یہہ اخبار سرکاری نہین ہے لیکن بموافق ایک شرط اگریمنٹ کے جو مالک مطبع کے ساتہہ ہوا ہے اسکا ایک حصہ سرکاری احکام وغیرہ کیواسطے مختص ہے جو بطور ضمیمہ کے چہپتا ہے اور احتیاطاً مالک مطبع سے یہہ شرط لی گئی ہے کہ چہپنے سے پہلے کاپیان سرکار کے فارن آفس مین دکہا لیجائین ۱۲ مولف

یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ اس ریاست کے مالک اور فرمان روا نے ترقی تہذیب اور ترغیب تحصیل علم و ہنر کے لیے دربار کیا اور یہہ پہلا ہی سال تہا کہ جسمین ایک اخبار اس ریاست مین جاری ہوا۔

مختلف انتظامی اصلاحین

۱۸۷۰ء کی طرح ۱۸۷۱ء بہی انتظامی اصلاحون سے خالی نہین رہا اسمین خاص شہر پٹیالہ کے مقدمات دیوانی کی سماعت اور تجویز کیواسطے ایک سول جج مقرر ہوا۔ پولیس کے لیے ایک مناسب وردی تجویز ہوئی اور شہر پٹیالہ کی کوتوالی مین عملہ بڑہایا گیا اور حکم ہوا کہ انگریزی شہرونکی کیطرح انکو بہی پولیس کے پہرے عام گذرگاہون وغیرہ مناسب مقامات پر رکہا کرین۔

حکّام محکمات صدر جو مہاراجہ نراندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد سے اپیلون کی نسبت صرف رائے لکہنے کے مجاز تہے اور حکم قطعی مہاراج اجلاس سے ہوتا تہا یہہ قید اٹہا دی گئی اور انکو اپنی رائے سے فیصلہ صادر کرنیکا اختیار دیا گیا۔

پرگنات نارنول و کانوڈ مین محصول گندم کے لئے جانیکا جو قریب بیس ہزار روپیہ سال کے تہا اور جس سے تجارت مین ایک بڑی روک تہی امتناع ہوا اور اسکی جگہہ خاص شہر کے مقامی مقاصد صفائی وغیرہ کے واسطے صرف بکری پر محصول

مقرر کیا گیا۔

فوج مین کم عمر لڑکون کے جو آبائی استحقاق کی رو سے نوکر ہوتے تھے عوض خدمت لینے کی ممانعت ہوئی اور حکم ہوا کہ سولہ ۱۶ برس سے کم عمر کا لڑکا بھرتی نکیا جائے اور بنظر قیام اُسکے استحقاق کے تا سن بلوغ شرائط خاص کے موافق اُسکو وظیفہ تعلیم ملا کرے جسکی تعداد دو روپیہ سے تین روپیہ ماہوار تک تھی اور سولہ ۱۶ برس کے ہونے پر مناسب جگہہ بھرتی کیا جاے اور جو اسامیان اسطرح سے باقاعدہ رسالون مین جنکی تنخواہ سال گذشتہ مین تیرہ ۱۳ سے سولہ ۱۶ روپیہ ماہوار ہوگئی تھی خالی ہون اُنکی جگہہ بے قاعدہ رسالون مین سے جنکی تخفیف مد نظر تھی اور جنکو گیارہ کی جگہہ اب تیرہ روپیہ ماہوار ملتے تھے انتخاب ہوکر سوار بھرتی کئے جائین تاکہ سرکار کا منشا بھی پیدا ہوجائے اور کسیکو تکلیف بھی نہو اور اسی نسبت سے عہدہ دارون کی اولاد کیواسطے وظیفہ ملنے کا قاعدہ مقرر ہوا جسکی تعداد چار ۴ روپیہ سے تین ۳ روپیہ ماہوار تک تھی

سرکشی قوم کوکا

قبل اس سے کہ فرقہ کوکا کی سرکشی کا حال بیان کیا جائے توضیح مطلب کیواسطے اسکی وجہ تسمیہ اور نشو ونما کی کیفیت بیان کرنا ضرور ہے۔

اسکا بانی بالک سنگھ نامے ایک شخص موضع حضرون کا رہنے والا تھا

جو دریا سندہ کے کنارے قلعہ اٹک سے قریب ایک گانو ہے اسنے ۱۸۴۰ع
مین اس فرقہ کو اصلی سکہون کے ایک ترمیمی فرقہ کے طور پر ایجاد کیا مگر ان لوگون کا
دعوی یہہ تہا کہ ٹہیٹ سکہہ ہم ہی ہین- اسکے وقت مین اس فرقہ کو کچہہ زیادہ ترقی نہین
ہوی لیکن اسکے جانشین رام سنگہہ کے عہد مین جو موضع بہینی ضلع لدہیانہ کا رہنے
والا ایک بڑہئی قوم کا شخص تہا اسکی تعداد بڑہنی شروع ہوی اور چونکہ ہر شخص کو
اسمین داخل ہونیکی اجازت تہی اکثر چہوٹی ذاتون کے ہزارہا آدمی اسمین شامل ہوگئے
اور اگرچہ اس فرقہ کے لوگ جیسا کہ اور سکہہ مسلمانون کو اپنا شریک اکل و شرب نہین کرسکتے
کہانے پینے مین شامل نہین کرسکتے تہے مگر تاہم اُنکی روز افزون ترقی کے زمانہ مین
دس پانچ جاہل مسلمان بہی جو کسی کسی کوکہ سے خدمتگاری وغیرہ کا تعلق رکہتے تہے
بطور بہیڑ یا چال اُنکے عقاید کے پابند ہوکر کوکہ کہلانے لگے-

کوکون کی ظاہری علامت یہہ تہی کہ اُون یا سوت کی مالا ہاتہہ یا گلے مین
اور ایک بہت بڑی پگڑی جو سیدہے طور سے پیشانی پر زیادہ لپٹی جاتی تہی سر پر اور
ایک چہوٹی سی کچہہ (جانگہیا) جو پوری ران بہی نہین چہپا سکتی تہی پانون مین
اور ٹانگوا یعنی چہوٹی سی کلہاڑی ہاتہہ مین رکہتے تہے اور اکثر سپید لباس پہنتے تہے
نیلا اور سرخ کپڑا ممنوع تہا- اصلی لقب اس فرقہ کا نام دہاری رکہا گیا تہا یعنی

صرف خدا کے نام کی دہارنا (اعتقاد) کرنے والے مگر یہہ لقب اتفاقات سے
ایسا بے رونق رہا کہ سوائے خاص اشخاص کے اسکو کوی جانتا ہی نہین بلکہ ان
لوگونکی اس عادت کے باعث سے کہ ایک جگہہ جمع ہوکر بہجن کرنیکے بعد اکثر بطور وجد ناچتے
اور روتے اور چیختے تہے لوگون نے انکو ازراہ طنز عموماً کوکا کہنا شروع کردیا کیونکہ
پنجاب مین چیخ کر رونے کی آواز کو کوک کہتے ہین جسکو پہلے پہل یہہ لوگ مکروہ
جانتے تہے مگر جب رام سنگہہ نے انکو اس لقب کے قبول کرنے کی اجازت دیدی
تو پہر خود ہی کوکا کہلانے لگے۔

یہہ لوگ رام سنگہہ کی اسقدر عزّت اور تعظیم کرتے تہے کہ ست گورو کے
سوا جو گورو **گوبند سنگہہ صاحب** کے بعد کسیکو یہہ لقب حاصل نہین ہوا تہا
اُسکا نام نہ لیتے تہے اور اُسکو گیارہوین بادشاہی یعنی گورو **گوبند سنگہہ صاحب** کا
اوتار جانتے تہے اور اُسکے موضع مسکن بہینی کو سکہون کے متبرک مقامات پٹنہ
صاحب۔ آنندپور صاحب وغیرہ کیطرح تعظیماً بہینی صاحب کہتے تہے۔

رام سنگہہ کا قول تہا کہ انسان کی اعلی نیکیان یہہ ہین۔ حلم۔ اشتعال طبع
کی حالت مین تحمل۔ شرم و حیا۔ اور تسلیم و رضای خدا تعالی۔ اور جو شخص خدا پر بہروسہ
کرتا ہے خدا اُسکا محافظ ہے۔ جہوٹہہ بولنا۔ چوری کرنا اور زنا نہایت قبیح

گناہ ہین - اور اسکا حکم تہا کہ جو شخص ایسے گناہ کرینگے وہ اس پنتھہ سے خارج کیے جاینگے روپیہ لیکر لڑکی کی شادی کرنیکو جو فی زمانا پنجاب کی اکثر کم رتبہ قومون مین زیادہ رواج پا گیا ہے وہ بہت برا کہتا تہا - شراب جسکے پینے کے سکہہ لوگ عموماً عادی ہین اور تمباکو کے استعمال کو بہی جو سکہون مین ممنوع ہے وہ حرام تبلاتا تہا اُسکا قول تہا کہ آدمی کو اپنی وجہ معیشت کے حاصل کرنیکے واسطے محنت کرنی چاہیے برہمن اور سوڈہی اور بیدی جو لوگون سے خیرات اور نذرین لیتے ہین اسکو برا کہتا تہا - اُسنے اپنے پنتھہ کے لیے ۱۸۶۶ء مین ایک تلقین نامہ جاری کیا تہا جسکا انتخاب ہم یہان لکہتے ہین - "سبکو لازم ہے کہ نیکی کرین اور اپنے نفس کو ضبط مین رکہین سچے خدا کی آٹہون پہر عبادت کرتے رہو اَورون کی جورون اور بیٹیون کو اپنی جورون اور بیٹیونکی طرح دیکہو - کوئی آدمی کسی اور آدمی کی برائی نکرے نہ اُسکی نسبت سخت کلمہ کہے - حلیم رہو - جو آدمی تمکو سخت باتین کہین سب کی برداشت کرو - اگر تمکو کوئی مارے تب بہی نرم اور حلیم رہو - خدا تعالی تمہارا حافظ ہے اچہے کام جو تم کرو ہمیشہ اُنکو چہپاتے رہو - اگر کوئی شخص چوری یا زنا کرے اپنی مجلس مین کبہی اُسکو آنے ندو - کوئی آدمی اپنی لڑکی یا بہن کے بدلے روپیہ نہ لے ہمیشہ خدا کا نام لیتے رہو - گوشت نکہاؤ - شراب نہ پیو - ہمیشہ خدا تعالی سے

ڈرتے رہو۔"

مگر تعجب ہے کہ اُسنے باوجود جہوٹہہ بولنے کی بیحد مذمت کرنیکے اپنی لڑکی کے قتل کی اصلی وجہ کو جو اُسکے داماد نے بدروئیگی کے شبہ مین قتل کرڈالی تہی اپنے اعتبار اور بزرگی کے قایم رکہنے کی غرض سے چہپایا اور وہ اس بات پر بہی قایم نرہا کہ اپنے مریدون سے نذرانے اور تحایف نہ لے بلکہ رفتہ رفتہ اُسنے اس ذریعہ سے بہت دولت جمع کرلی اور اپنی شان بڑہانیکو رئیسونکی طرح چوبدار وغیرہ رکہہ لئے اور چند سال کے عرصہ مین اپنے چیلون مین سے کئی شخصون کو صوبہ اور نایب صوبہ کا خطاب دیکر جابجا متعین کیا جنہون نے ہزارہا آدمیون کو اپنے فرقہ مین شامل کیا چنانچہ ۱۸۷۱ع مین اُسکے ایک صوبہ نے نیپال تک سفر کیا اور وہان سے مع چند تحایف کے واپس آکر بطور فخریہ یہہ مشہور کیا کہ نیپال مین بہی ہمارے مذہب نے دخل پالیا ہے۔

گورنمنٹ پنجاب کی رپوٹ سنہ ۱۸۶۶-۶۷ع کے دو فقرون سے جنکو ہم یہان نقل کرتے ہین معلوم ہوگا کہ اب سے چند برس پہلے اس فرقہ کی نسبت گورنمنٹ موصوف کی کیا راے تہی قولہ (فقرہ-۲۲۷) "اس پنتہہ کے آدمیون کا چال چلن عموماً صالح اور شایستہ رہا ہے مگر بعض لوگون کو اس سبب سے سزا ہوئی ہے کہ اُنہون

نے کہین کہین لوگون کے حقے توڑ ڈالے اور قبرین ڈہا دین جنکو وہ مثل بتون کے
گنتے ہین اور جب پنتہہ کی مجلس ہوتی ہے تو جو لوگ موجود ہوتے ہین جیسا نئے
فرقون والونکا اور ملکو نمین بہی حال ہوا کرتا ہے اکثر جوش مین آجاتے ہین"
(ایضاً فقرہ ۲۴۸) "ایک وقت ایسا گمان کیا جاتا تہا اور اب بہی کیا جاتا ہی
کہ رام سنگہہ اور اُسکے پنتہہ کے آدمیون کا منشا فقط مذہبی نہین ہے اور اصلاح کنندہ
رسوم مذہب اور واعظ مسایل اخلاق کے لباس مین اُسکی نیت امور سلطنت سے
تعلق رکہتی ہے - افواہ ہی ہے کہ اُسکے پنتہہ کے آدمی نصف شب کو قواعد جنگ
کرتے رہے ہین اور بہینی مین سامان جنگ پوشیدہ جمع کیا ہوا ہے اور اس پنتہہ
کے آدمی معموتًا مین ایسی باتین کہتے ہین جو سرکار انگریزی کے مخالف ہین اور ایسی
ہی افواہون کے سبب سے رام سنگہہ کئی سال سے اپنے گانو بہینی مین زیر نظر رکہا
گیا تہا لیکن چار سال کی تحقیقات کے بعد باوجودیکہ مسلمان اور ہندو دونون اس فرقہ
کے دشمن یعین کوئی وجہ ثبوت ایسی کہ جو لایق گرفت ہو رام سنگہہ یا اُسکے پنتہہ
کے مفسدہ کی حاصل نہین ہوئی - ایسی حالت مین نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے
درحالیکہ اس گروہ کے آدمیون کے افعال اور کارروائی پر نگرانی رہنے مین فرق
نہ آئیگا رام سنگہہ کو نظربندی سے رہا کر دیا ہے اور جیسی آزادی سرکار انگریزی کی

حکومت مین خوش طریق سرگردگان مذاہب کو حاصل ہے رام سنگھہ کیواسطے جایز کردی ہے۔''

گورنمنٹ پنجاب کا یہہ عمل اگرچہ نیک نیتی پر مبنی تہا اور اُس تدبیر مملکت کے موافق تہا جو سرکار انگریزی نے ابتدا ءحکومت سے ہندوستان مین رعایا کے مذہب کے معاملہ مین کمال دانشمندی اور دور اندیشی سے قرار دی ہے لیکن یہہ کہنا نامناسب نہین ہے کہ اس تدبیر کے عمل مین لوکل افسرون نے دہوکا کہایا اور رام سنگھہ اور اُسکے فرقہ پر ایسا بہروسہ کیا جسکا وہ مستحق نہ تہا اور اس آزادی کی بدولت اسکے صوبون اور نایب صوبون کو بعض مذہبی اور غیر مذہبی یا خود ایجادی تقریبون سے جابجا ملک مین اپنے فرقہ کے لوگون کو جمع کرنے اور اسطرح سے اُنمین اتفاق بڑہانے اور عوام الناس کو اپنی شان و شوکت دکہانیکا موقع ملا جس سے جاہل اور بےسمجہہ آدمیونکو اس فرقہ مین شامل ہونیکے واسطے ایک ذی اثر ترغیب ہوئی اور شدہ شدہ ایک جماعت کثیر اسمین شامل ہوگئی اور اُنہون نے بڑی فکر اور تردد اور احتیاط سے ایک نظم و نسق کامل کرلیا تہا تاکہ مختلف مقامات پر اپنے فرقہ کے لوگون کے پاس معاملات مذہب یا دیگر معاملات مین وہ بذریعہ خفیہ پیغام بطور ڈاک ہیچ سکتے تہے اور اپنی جمعیت کے بہروسہ پر ملک

لہ دیکھو فقرہ ۶۷۲ رپورٹ گورنمنٹ پنجاب بابت ۱۸۶۶ء-۱۲- مولف

مین مفسدہ برپا کرنے اور لوگون کو گورنمنٹ کے برخلاف برانگیختہ کرنیکی تدبیرین شروع کردین چنانچہ اپریل اور مئی سنہ ۱۸۷۱ع مین امرتسر مین جو سکہون کا مشہور اور معروف معبدگاہ ہے اور ہندوؤنکی آبادی ہی اُسمین بہت ہے عام مذہبی جوش پیدا کرنیکو یہہ بات مشہور کی گئی کہ گورنمنٹ نے جو قواعد گاؤکُشی اور گائے کے گوشت کے فروخت کی بابت مقرر کئے تھے سرکار اُنپر قایم نہین رہی اور قصاب شہر کے اندر لاکر یہہ گوشت بیچتے ہین جس سے بہت جوش پیدا ہوا اور لوگونکی طبیعتین برانگیختہ ہوئین جسکو وہان کے حکام نے مناسب تدبیرون سے فرو کیا اور لوگون کو یقین دلایا کہ گورنمنٹ کا منشا نہین ہے کہ جو رسم مقرر ہے اُسکے خلاف کوئی بات عمل مین آئے اور جو لوگ اس فساد مین بڑہکر پیش ہوئے تھے اُنکو سزا دی گئی مگر اس سے چند ہی روز بعد بوچڑون پر مسلخ مین جو شہر کے باہر تہا سونیکی حالت مین بارادہ قتل ایک حملہ کیا گیا جسمین چار آدمی مارے گئے اور تین زخمی ہوئے اور اگرچہ قاتلونکا کچھ پتہ نہ لگا مگر بعض علامتین جو لوگون نے اپنی طرف سے خیال پھیر دینے کی غرض سے بموقع واردات قریباً قایم کردی تہین ایسی پائی گئین جس سے یقین ہوا کہ یہہ کام اکالیون[۵] کا ہے۔ اور

۵ یہہ سکہون کے ایک درویش فرقہ کا نام ہے جو ایک نوع کے اکہڑ جنگ جو اور متعصب ہوتے ہین اور اکثر نیلا لباس رکھتے ہین اور کوکون کو ایک بدعتی فرقہ خیال کرکے اُن سے بہت نفرت کرتے ہین۔ مؤلف

اس سے ایک مہینہ بعد آدھی رات کیوقت ایساہی ایک دوسرا حملہ قصبہ رائے کوٹ ضلع لدہیانہ مین ہوا مگر جنکے مارنے کا منشا تہا یا تو وہ موجود نتہے یا بہاگ گئی اور قاتلون نے از راہ نامردی ایسے نو آدمی مجروح و مقتول کئے جنمین سات عورتین اور بچے تہے -

جیسا امرتسر والے مقدمہ کا سراغ ابتک نامعلوم تہا اسیطرح اس مقدمہ کا بہی اوّل اوّل کچہہ پتہ نہ لگا جسکے باعث سے حکام اور رعایا کو ایک عام تشویش تہی مگر آخر کار ہمارے عہدہ دارون سیّد احمد حسن وکیل متعینہ لدہیانہ اور سیّد محمد حسن تہانہ دار احمد گڈہ اور سیّد مقبول حسین تہانہ دار بہدور نے اسکا کہوج نکالا اور منجملہ قاتلون کے چار گرفتار ہوئے اور انکے علاوہ ایک شخص کو سیّد احمد حسن نے بامداد سیّد محمد حسن تہانہ دار بڑی محنت سے بیکانیر کے جنگلون سے گرفتار کیا اور ان وارداتون کا ہونا بطرز عجیب ایک شخص رتن سنگہہ نامے کے جو صوبہ تہا اور رام سنگہہ نے اُسکو گیانی یعنی عارف باللہ کا لقب دیا ہوا تہا اور چند سال قبل ازین ہماری ریاست سے ایک ایسی ہی فساد انگیز مقدّمہ مین کئی برس قید رہ چکا تہا اور جسنے واردات امرتسر کے بعد ایک موقع پر یہہ بات کہی تہی کہ ،، گورو کے بہاو نے بہت جگہہ ایسی ہی برتینگے ،، یعنی خدا نے چاہا تو بہت جگہہ ایسی ہی وارداتین ہونگی اور یہہ بہی کہا تہا کہ ،، اہی ہمکو مالا پکڑنیکا

حکم ہے تہوڑے عرصہ مین تلوار پکڑنیکا حکم ہوگا" ثابت ہوا اور معلوم ہوگیا کہ دونون وارداتون کے مجرم ایک ہی تہے اور یہہ خون کو کون نے کئے تہے اور کوکے ہی بانی فساد تہے۔ پس امرتسر کے مقدمہ کے ہی اصلی مجرم گرفتار ہوگئے اور چند بیگناہ شخص جو پولیس نے ناحق گرفتار کرکے بطور واقعی مجرمون کے تفویض عدالت کردیے تہے سزا سے بچگئے اور تین مجرمونکو امرتسر مین اور چار کو لدہیانہ مین پہانسی دیگئی اور کئی شخص دایم الحبس ہوئے۔ چونکہ یہہ وارداتین خاص طور کی اور ایک عام پولیٹکل تردد کی باعث تہین مہاراج نے عہدہ داران مذکورۃ الصدر اور انکے ہمراہیون کو بڑے بڑے انعام عطا فرمائے اور عہدونکی ترقی کی اور گورنمنٹ سے بہی خلعت اور انعام مرحمت ہوئے اور حکام ضلع سے لیکر صاحب وزیر سلطنت ہند تک نے گرمجوشی کے ساتہہ شکرگذاری کا اظہار کیا۔ اب امید تہی کہ اس سزا کا معقول اثر ہوگا اور کوئی اَور واردات نہو گی مگر اسپر بہی ان لوگون نے بیدہڑک وہ حرکت کی جسکو بغاوت اور سرکشی کہنا بیجا نہین۔

واضح ہو کہ پہلے پروشٹہ ماہ ماگہہ کو یعنی شروع جنوری مین پنجاب مین ہندؤنکا ایک تہوار ہوتا ہے جسکو عموماً لوہڑی اور سکہہ لوگ ماگہی کہتے ہین۔ سکہون مین یہہ دن نہایت خوشی کا سمجہا جاتا ہے اور دستور ہے کہ امرتسر وغیرہ متبرک مقامات مین سکہہ

بطور میلہ کے جمع ہوتے ہین اسلیے بارہوین جنوری ۱۸۷۲ء کو تقریباً دو ہزار کوکے اس تقریب سے بہینی مین ہی جمع ہوتے تہے پس جب تہوار ہوچکا اور لوگ رخصت ہوے تو لہنا سنگھہ اور ہیرا سنگھہ جو اس فرقہ کے سرگرم سرغنون مین سے تہے رام سنگھہ سے رخصت ہوکر قریب دو سو آدمیون کے ساتہہ چودہوین ماہ مذکور کو قصبہ ملود مین جہان کے جاگیردار مجسٹریٹ سردار بدن سنگھہ کو جو خاندان پٹیالہ کے ہم جدی ہین کوکے ایک مذہبی نزاع کے باعث سے اپنا مخالف جانتے تہے آئے اور سر شام جاکر قلعہ کا دروازہ بزور کہلوانا چاہا اور جب نہ کہولا تو کلہاڑیون سے کہڑکی توڑکر اندر گہس گئے اور بزبردستی سردار کی سواری کا گہوڑا کہول لیا اور چند تلوارین جو موجود تہین لے لین اس حملہ مین سردار کے دو آدمی مارے گئے اور وہ خود بہی زخمی ہوئے دو تین آدمی انمین سے بہی مارے گئے اور اس کشت و خون کے بعد مفسد یہان سے تین گہوڑے لیکر مالیر کوٹلہ کو جو چند میل جنوب کیطرف ہے روانہ ہوے۔ چونکہ صاحب ڈپٹی کمشنر لدہیانہ نے اہل کوٹلہ کو اطلاع کردی تہی کہ غالباً یہہ لوگ بارادہ فساد وہان آنے والے ہین اور شہر کے دروازے بند تہے اسواسطے یہہ فصیل پر سے جو بے مرمت پڑی ہوی تہی شہر مین گہس گئے اور جاتے ہی اُسی گاؤ کُشی کے حیلہ کو آگے رکہکر قصابون کو دہمکایا اور اس بہانہ سے آمادۂ جنگ و جدل ہوئے اور پہر سیدہے نواب سکندر علیخان مرحوم رئیس کوٹلہ

کے مکان پر جاکر پہلے اُنکے اصطبل مین اور پہر اُس جگہہ جہان اُنکے ہتہیار وغیرہ رہتے
تہے پہنچے اور اس دست برد مین چند تلوارین وغیرہ لے لین مگر کوتوال شہر نے
چند سپاہیون کے ساتہہ دلیرانہ مزاحمت کی اور سخت مقابلہ ہوکر کوتوال مذکور مع دس
آدمیون کے مارا گیا اور کچہہ لوگ زخمی ہوے اور مفسدون مین سے بہی نو آدمی
مقتول اور بہت سے مجروح ہوے اور چونکہ عوام نے بہی اپنے کوٹہون سے انپر برابر
اینٹین وغیرہ برساکر سپاہیون کی مدد کی آخرکار مجبور ہوکر رڑ کی طرف نکل گئے جو
کوٹلہ سے قریب آٹہہ میل کے ہماری عملداری کا ایک گانو ہے۔ اسوقت ہزہر
ڈیوس صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب جو ابہی پٹیالہ ہوکر گئے تہے اور لارڈ نیپیر
صاحب بہادر کمانڈر انچیف فوج کے شیم فایٹ یعنی قواعد جنگ مصنوعی کے
ملاحظہ کیواسطے دہلی مین تشریف رکہتے تہے اور مہاراج بہی عزم بارہ تول جانیکے ارادہ سے
تشریف لیگئے تہے صاحبان ممدوح کی ملاقات اور قواعد فوج کے دیکہنے کیواسطے وہان بہ
ہوے تہے پس پندرہوین جنوری کو جب ملود کے حملہ کی خبر پہنچی اور نواب لفٹننٹ گورنر
بہادر کی زبانی جو ملاقات کیواسطے تشریف لائے تہے یہہ حال معلوم ہوا چونکہ ان
لوگون کی مختلف گستاخانہ اور مفسدانہ حرکتون کے باعث سے جو امرتسر رائے کوٹ
اور ملود کی سنگین تر وارداتون کے سوا ابتک وقوع مین آچکی تہین فساد کے پہیل جانیکا

قوی اندیشہ تہا اور بنظر مزید نگرانی و انتظام کے انکا پٹیالہ مین موجود ہونا مناسب اور مصلحت تہا مہاراج نے ازراہ دور اندیشی نارنول کا جانا ملتوی کر دیا اور بمشورہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر اُسی دن شام کی ریل پر پٹیالہ کو روانہ ہوئے۔

جب ملود کے حملہ کی خبر پُہنچنے کے چند گہنٹہ بعد کوٹلہ پر حملہ ہونیکی دوسری خبر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کے پاس پُہنچی تو اُسی رات کو سپیشل ٹرین پر سپاہ انگریزی دہلی اور جالندہر سے لدہیانہ کو روانہ ہوئی اور مسٹر فورسایتھ صاحب کمشنر انبالہ کو جو دہلی مین تہے حکم ہوا کہ رام سنگھہ کو بمشورہ صاحب کمانڈنگ افسر کیمپ انبالہ جا کر فوراً گرفتار کر لین اور جس جس جگہہ اس فرقہ کے باقی سرگروہ ایسے تہے جن سے اندیشہ تہا وہان کے حکام کو تار پر حکم بہیجا گیا کہ اُنکو گرفتار کر کے قلعہ الہ آباد کو بہیجدین۔ اسوقت لُدہیانہ بہت خوف کی حالتمین تہا اور وہانکے حکام کو یقین تہا کہ مفسد کوٹلہ کیطرح سنگرور (دیا سگاہ جیند) وغیرہ پر بہی حملہ کرینگے اور اور اضلاع مین بہی جہان کوکے زیادہ تہے عموماً بہت بے اطمینانی پہیلی ہوئی تہی۔ چنانچہ فیروزپور مین جہان پنجاب کا سب سے بڑا سلح خانہ ہے حکام نے ازراہ احتیاط چپراسیون تک کو ہتہیار دیدئے تہے اور جابجا جنگی حفاظت کی گئی تہی۔ جیلخانہ کے پہرے بڑہا دئے گئے تہے۔ شہر اور چہاونی مین رات کو نہایت احتیاط اور ہوشیاری سے روند و گشت ہوتی تہی۔

الغرض جب ہماری ٹرین چہاونی انبالہ کے سٹیشن پر پہنچی تو کپتان ہیلڈن صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ نے جو مہاراج کے پہنچنے کے منتظر تہے مہاراجکو جگاکر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کیطرف سے تارکا پیغام دیا کہ "گوکون نے پانسو آدمی کی جمعیت سے کوٹلہ پر بہی حملہ کیا"۔ اور مسٹر رو صاحب جج عدالت خفیفہ لدہیانہ جو مسٹر کوان صاحب ڈپٹی کمشنر کے ہلو دجانیکے سبب سے پیچہے ضروری کام کے ذمہ دار تہے راجپورہ مین اُنکی چٹہی ملی جسکو صاحب موصوف نے نواب علی محمد خان صاحب کی تحریک اور مشورہ سے بسبب ہمارے موجود نہونیکے میرے چہوٹے بہائی

۱۱- یہہ صاحب نواب عبد الرحمن خان آخری رئیس جہجر کے چچا ہین جب ستمبر ۱۸۴۵ء مین انکے بڑے بہائی نواب فیض علیخان صاحب نے قضا کی تو انہون نے بربنای وصیت نامہ کے جو انکے والد نواب فیض محمد خان صاحب مرحوم نے لکہا تہا عبد الرحمن خان کو جو لونڈی کے پیٹ سے تہا غیر مستحق قرار دیکر ریاست کا دعوی کیا مگر کامیاب نہوے اور ریاست عبد الرحمن خان کو ملی اور اسکے بعد ایک طول وطویل جہگڑا ہوکر تیرہ سو پچاس روپیہ ماہوار کی پنشن انکے واسطے مقرر ہوئی اور یہہ لکہا گیا کہ بعد وفات انکی والدہ کے جسکی ایک ہزار روپیہ مہینہ کی پنشن مقرر ہوئی تہی پانسو روپیہ مہینہ انکو اور ملتا رہے۔ ۱۸۴۶ء مین انہون نے پہر اپنے اوسی دعوی کو زندہ کرنا چاہا مگر پہر بہی ناکامیاب ہی رہے اور ۱۸۵۲ء سے مارچ ۱۸۵۷ء تک انکے اور نواب کے باہم پنشن کے متعلق مختلف جہگڑے ہوتے رہے جسمین آخرکار یہہ کامیاب ہوے لیکن فیصلہ محکمہ ایجنٹی کی جو اسباب مین صادر ہوا تہا ہنوز تعمیل نہوئی تہی کہ ۱۸۵۷ء کا مشہور غدر برپا ہوگیا اور عبد الرحمن خان نے غالباً اس خیال سے کہ سردست باغی اُسکو اپنا طرفدار سمجہکر کہی

خلیفہ سیّد محمد کاظم صاحب معاون میر منشی کے نام جو پٹیالہ مین تھے لکھا اور نواب صاحب نے اپنے بیٹے فیض الدّین خانصاحب کے ہاتھہ بھیجی تھی جو ہمارے یہان پہنچنے سے تہوڑا ہی عرصہ پہلے اس قوی ضرورت کے باعث بسبب گذرجانے وقت پیسنجر ٹرین کے مال گاڑی پر بیٹھکر آئے تھے۔ اسمین لکھا تہا کہ گوکے سنگرور پر حملہ کرنیکا ارادہ رکھتے ہین اور شاید پٹیالہ کیطرف بہی آئین اور اسی مضمون کی ایک چٹھی راجہ صاحب بہادر جیند کے پاس پہنچا نیکو اُنکے سپرد تہی جو فوراً اُنکے پاس روانہ کی گئی اور چونکہ معلوم ہو چکا تہا کہ مسٹر کوان صاحب فساد کوٹلہ کے تدارک کے

ہو جائین اور سرکار انگریزی کی فتحیابی کی حالت مین حکّام انگریزی کا عتاب ہو تو انپر موودہ بری الذمہ سمجہا جاے انکو باغیونکی امداد کیواسطے دہلی بہیجنا چاہا اگر یہہ کیونکر جا سکتے تھے کیونکہ انکی معاش کا اور ہر طرح کے فواید کا مدار صرف حکّام انگریزی ہی پر تہا اور نواب دشمن تہا پس انہون نے انکار کیا اور جب باوجود نواب کے امرار کے وہان نگئے تو اُسنے انکو قید کر دیا اور اُسوقت تک کہ جب فتح دہلی کے بعد سپاہ انگریزی جہجر کے ضبط اور عبد الرحمٰن خانکے گرفتار کرنیکو آئی یہہ اسی حالت مین رہے لیکن تاہم جسطرح ہو سکا بغیر صاحبان انگریز موجودہ کمپ دہلی کے پاس خیر خواہانہ خبرین بہیجتے رہے اور نواب کے گرفتار ہونیکے بعد خوف و یاس کی حالت مین اپنی صفائی اور بے جرمی کے بہروسہ پر مہاراج نرندر سنگہہ صاحب بہادر کے پاس بامید سفارش چلے آئے اور مہاراج نے مسٹر بارنس صاحب کمشنر انبالہ کے استمزاج سے مفسدہ کے بالکلیہ فرو ہونے تک انکو پٹیالہ مین ٹہرائے رکہا اور جب فساد فرو ہو گیا اور جہجر مین امن و امان ہو گیا یہہ جہجر چلے گئے اور صاحب ڈپٹی کمشنر جہجر سے سارٹیفکٹ صفائی حاصل کیا اور بالآخر

لئے کوٹلہ آنیوالے ہین اور اندیشہ تہا کہ مبادا اُنکو کے جمعیت کرکے اُنپر اور کوٹلہ پر کرر حملہ کرین اسواسطے دو توپین اور دو سو سوار اور دو سو پیادے زیرحکم کرنیل بختیار سنگھ مہتہ کا فوراً کوٹلہ کو بہیجے گئے اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور مسٹر رو صاحب کو بذریعہ تار اسکی اطلاع دیگئی اور چونکہ دو انگریزی رجمنٹین اور توپخانہ عنقریب کہنہ مین (سرہند اور لدہیانہ کے مابین ایک مقام ہے) پہنچنے والے تہے اور صاحب کمشنر انبالہ اور صاحب سکرٹری بہادر گورنمنٹ پنجاب نے اُنکے واسطے بار برداری بہم پہنچانے کے لئے بذریعہ تار درخواست کی تہی دو سو اونٹ اور تینتیس ہاتہی سرکاری ذخیرہ مین سے فی الفور کہنہ کو روانہ کئے گئے اور قرب کے باعث ناظم ضلع امرگڈہ کے نام حکم گیا کہ جسقدر ہو سکے اونٹ اور گاڑیون کے بہم پہنچانیمین مدد دین۔

بشمول دیگر اہل خاندان رئیس ہشتو روپیہ ماہوار کی پنشن انکیواسطے تجویز ہوئی چونکہ صاحب کمشنر بہادر نے باوجود اعتراف انکی بے جرمی اور صفائی کے طول قیام پٹیالہ کو انکی کمی پنشن کیواسطے سبب قرار دیا تہا حالانکہ مسٹر بارنس صاحب کے استمزاج سے یہہ یہان ٹہرائے گئے تہے اسواسطے مہاراج نرندر سنگھ صاحب بہادر نے اکتوبر ۱۸۶۲ء مین صاحب سکرٹری گورنمنٹ اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب کے نام کا سفارشی خریطہ جسمین یہہ سب حال درج تہا انکو دیا مگر بدقسمتی سے حکام موصوف کیخدمت مین پیش نہو سکا اور یہہ بیچارے بدستور ناکامیاب ہے اور بلحاظ اس امر کے کہ انکو قیام پٹیالہ کے باعث سے نقصان پہنچا ڈہائی سو روپیہ ماہوار انکے اور نو روپیہ انکے دونون بیٹون محمد حیات خان

جب کوکے کوٹلہ مین فساد کرکے رڑ مین آئے اُسوقت سیّد نیاز علی صاحب رضوی سامانوی نایب ناظم ضلع امرگڈہ دورہ کی تقریب سے یہان سے قریب چار میل کے شیر پور مین وارد تہے قریب گیارہ بجے دن کے جب اُنکو اُنکے اسطرح آنیکا حال معلوم ہوا توعین بارش اور سردی کی شدّت مین اپنی اردلی کے دو سوارون اور چند اور رفقا کے ساتہہ جو پیچہے سے آملے تہے فوراً چڑہ کہڑے ہوئے اور بہت جلد وہان جا پہنچے گانو مین کوی آدمی نہین ملا جو کسیطرح کی خبر ملتی یا کسیکو ساتہہ لیتے خوف کے مارے سب اودہر اُودہر بہاگ گئے تہے پس کمال دلیری سے اپنی ہی ہمّت پر بہروسہ کرکے جہان وہ گروہ ٹہرا ہوا تہا گئے۔ مفسد انکو آتے دیکہکر خون آلودہ تلوارون کے ساتہہ انکی طرف بڑہے جب چالیس پچاس قدم کا فاصلہ رہگیا تو سیّد صاحب گہوڑے سے اُتر پڑے اور نہایت استقلال اور دلیری کے ساتہہ اُنکو کہا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا مین مہاراج کا ناظم ہون اور تمہارے گرفتار کرنیکو آیا ہون۔ اگرچہ ہمین شک نہین ہے کہ ہم چند آدمی تمہارے مقابلہ مین یقیناً مارے جائینگے مگر یاد رکہو کہ پہر مہاراج تم مین سے ایک کو بہی زندہ نہ چہوڑینگے ،، یہہ سنکر مفسد اپنی عادت کے موافق بڑی تعلّی کے ساتہہ کہنے لگے کہ ،، کوٹلہ والون سے لڑائی کیا تہی البتہ ان سے لڑنا چاہیے

اور فیض الدین خان صاحب کے نام سے بطور پنشن ریاست ملنے مقرر ہے۔ ۱۲۔ مولف

ورنہ لوگ کہینگے کہ کو کے بڑی سرکار سے ڈر گئے" اور یہہ کہکر انکا محاصرہ کر لیا۔
پس یہہ بہی ناچار ہتہیار سنبہال کر کہڑے ہو گئے۔ اتنے مین سردار پنجاب سنگہہ
راے پوریہ مع اپنے بہائی **پرتاب سنگہہ** کے جنکا مقام سکونت یہان سے
قریب تہا اور رخصت پر اپنے گہر آئے ہوئے تہے یہہ سنکر کہ ہماری سرکار کا نایب ناظم
کوکون کے مقابلہ مین گیا ہے دونالی بندوقین لئے ہوئے انکی مدد کو آپہنچے۔
سید صاحب نے باغیون سے بہر تاکید و تنبیہہ کہا کہ ہماری تمہاری زندگی اسیمین ہے
کہ ہتہیار ڈالدو پس پہلے تو انہون نے تامل کیا مگر پہر کچہہ سوچکر اطاعت قبول کرلی
اور ہتہیار دیدیئے۔ جب ہتہیار لے لئے گئے تو اُنکے باہم جہگڑا ہوا کہ کیون دیدیئے
اور ایک شخص کو استقدر طیش آیا کہ خودکشی کے ارادہ سے کوئین مین کود پڑا جو زندہ
نکال لیا گیا۔ غرض اڑسٹہہ آدمی گرفتار ہوئے جنمین انتیس زخمی تہے اور دو ایسی
عورتین تہین جنہون نے کوٹلہ مین چند آدمیون کو زخمی کیا تہا اور سید صاحب نے بجد و
جہد تمام رات کے دس بجے انکو شیرپور کی گڑہی مین لیجا کر بڑی خبرداری سے رکہا
اور چونکہ یقین تہا کہ انکے ساتہہ کے بہت سے آدمی ادہر اُدہر منتشر ہو گئے ہین اور
اس فرقہ کے لوگ قرب و جوار مین آباد بہی تہے اور گڑہی مین جو چندان مستحکم مکان
نہین ہے صرف چند سپاہی تہانہ کی حوالات کیواسطے تہے اسلئے وہ رات بہت

اندیشے کے ساتھہ بسر ہوئی مگر اگلے روز نظامت امرگڈہ سے جہان فوراً خبر بہیجدی گئی تہی کسیقدر مدد آگئی اور بیڑیان بہی آگئین جو ان شخصون کے ڈالی گئین جو زخمی تھے اور زخمیون کے زخم سئیے گئے جس سے بلاہ تمرد و برادرانہ جو اثر وہ بہت انکار کرتے تہے چونکہ میر نیاز علی صاحب کی جرات اور جانبازی سے وہ لوگ جو اہل فساد کے سرگروہ تہے گرفتار ہو گئے تہے اور اسطرح سے مفسدہ کا پہیلاو رک گیا تہا اسلئے فوج سے کام لینے کی ضرورت نہین ہوئی۔

مہاراج نے میر نیاز علیصاحب کو اس جرات اور جلاوت کے صلہ مین ایک بہاری خلعت عطا فرمایا اور مہندر گڈہ کی نظامت کے عہدہ پر جو خالی تہا ترقی فرمائی اور اُنکے ہمراہیون کو بہی بڑے بڑے انعام عطا ہو اور عہدون کی ترقی کی گئی اور گورنمنٹ سے بہی بڑی تحسین و آفرین کے ساتہہ سید صاحب کو ایک بیش بہا خلعت مع شمشیر عطا ہوا اور گورنمنٹ نے گرمجوشی کے ساتہہ ریاست کی خیرخواہی اور نیک اندیشی کا اعتراف کیا اور نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ پنجاب کی سالانہ رپورٹ مین اس مفسدہ کا ذکر لکہکر مہاراج کی نسبت یہہ تحریر فرمایا کہ ،، اس عمل اور اعمال دیگر سے جو اُنکے ملازمون سے ظہور مین آئے ویسی ہی ہمت اور خیر اندیشی سرکار انگلشیہ ظاہر ہوئی جیسی ہمیشہ

اُنکے امتیاز کا موجب رہی ہے اور کارگذاری اہلکاران ریاست پٹیالہ ایسی چست تھی کہ قبل پہنچنے مہاراجہ صاحب بہادر اور فوج سرکاری کے جو دہلی سے روانہ کی گئی تھی تمام باغی گرفتار کرلیے گئے تھے اور قضیہ تمام ہوگیا تھا[۱] اور جناب لارڈ ناتھہ بروک صاحب بہادر ویسرائے گورنر جنرل ہند نے انیسوین ۱۹ اکتوبر سنہ ۱۸۷۲ء کے انبالہ کے دربار عام مین علانیہ شکرگذاری گورنمنٹ کا اظہار کیا۔

اب مفسدون کا انجام کار سُنیئے کہ یہہ جرایم بمقام ملوڈ و کوٹلہ سرزد ہوے تھے حسب دستور مقررہ مابین ہمارے اور گورنمنٹ اور ہمارے اور ریاست کوٹلہ کے کوٹلہ کے مقام صاحب ڈپٹی کمشنر لدہیانہ کے حوالہ کیے گئے (کیونکہ بسبب لاولد مرنے نواب سکندر علیخان صاحب مرحوم کے مقدمہ مسند نشینی کوٹلہ ہنوز زیر تجویز تہا اور ریاست زیر اہتمام صاحب ڈپٹی کمشنر لدہیانہ تابع احکام صاحب کمشنر انبالہ کے تھی) تاکہ حسب مقتضائے ضابطہ وانصاف عمل کرین اٹھارہوین ۱۸ جنوری کی شام کو صاحب موصوف نے بغیر تحقیقات اور کسیطرح کے امتیاز کے اڑسٹھہ ۶۸ مین سے اونچاس ۴۹ کو توپ سے اُڑوا دیا اور چونکہ اس عرصہ مین رات ہوگئی اٹھارہ ۱۸ آدمیون مین سے جو باقی رہگئے تھے عورتون کے

---

[۱] دیکھو فقرہ نمبر ۶۶ و ۶۷ رپورٹ مجموعی گورنمنٹ پنجاب بابت سنہ ۱۸۷۱ و ۱۸۷۲ء۔ ۱۲۔ مولف

سوا سولہ آدمی اگلے دن بعد قلمبندی اظہارات صاحب کمشنر انبالہ کے حکم سے
جو اُس روز کوٹلہ پہنچ گئے تھے اور جنہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر کی کارروائی کو بحیثیت
پولیٹکل افسر اور اعلی منتظم ریاست کوٹلہ کے مستحکم اور منظور کیا تھا اوڑا دیئے گئے۔
یہہ طریق سزا جو ضابطہ معینہ عدالت اور اصول سلطنت انگریزی کے برخلاف
تھا اگرچہ نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو ناپسند ہوا مگر اُنہوں نے اس سبب سے کہ موقع وقت
بہت مشکل تھا اور جو حکام اس کارروائی سے تعلق رکھتے تھے اُنکو کچھہ تحقیق نہ تھا کہ
آیندہ کیا صورت پیدا ہو اور تمام ملک میں اضطراب تھا بلحاظ سیرت اس فرقہ کے
لوگوں کے اور نیز بلحاظ اس بات کے کہ جو جرایم مفسدون سے سرزد ہوئے تھے
قابل سزاے موت تھے مناسب اور قرین مصلحت سمجھکر صاحبان موصوف کی اس
کارروائی کو منظور رکھا اور اپنی راے یہہ تحریر فرمائی کہ ،، اگرچہ حکام موصوف نے
کارروائی مین غلطی کی لیکن تاہم نیک نیتی سے اور امن و حفاظت مخلوق کی
غرض سے کی تھی مگر لارڈ نیپیر آف مرچسٹن بہادر گورنر مدراس قایمقام ویسراے
و گورنر جنرل ہند نے اس کارروائی کو قابل الزام قرار دیا اور مسٹر کوان صاحب
ملازمت گورنمنٹ سے علحدہ کئے گئے اور مسٹر فورسایتھہ صاحب پنجاب سے
اودہ کو تبدیل ہوئے اور حکم دیا گیا کہ آیندہ کوی پولیٹکل خدمت اُنکے سپرد نہو مگر

بعدازین لارڈ نارتھ بروک صاحب بہادر مستقل ویسرای و گورنر جنرل کی سفارش سے صاحبان موصوف کی خدمات سابقہ اور اور امور پر لحاظ ہوکر گوان صاحب کی پنشن مقرر ہوگئی اور فورسایتھ صاحب کی نسبت جو شرط لگائی گئی تہی وہ منسوخ کی گئی اور صاحب موصوف کو سفارت یارقند (جسمین اُنہون نے بہت تکلیف اُٹھائی تہی) اور سفارت برہما کی کامیابی کے صلہ مین کے سی ایس۔ آئی کا خطاب دیا گیا اور کونسل قانونی گورنمنٹ ہند کے ممبر مقرر کیے گئے۔

رام سنگھہ اب رنگون مین ہے اور بہینی مین اُسکا چہوٹا بہائی بُدہ سنگھہ اُسکا جانشین ہے۔ جو لوگ پکّے کوکے تہے وہ اپنے طریق پر قایم ہین اور بُدہ سنگھہ کا ادب و تعظیم کرتے ہین مگر جو لوگ صرف دیکہا دیکہی کوکے ہوگئے تہے اُنہون نے علانیّہ اس مذہب کو ترک کردیا ہے اور آیندہ لوگون کا اسمین شامل ہونا بند ہوگیا ہے۔

لارڈ میو صاحب بہادر کا پورٹ بلیر کے مقام ایک قیدی کے ہاتہہ سے قتل ہونا اور مہاراجہ کا اُنکی یادگار مین ایک فیلوشپ کا قایم کرنا

ہز ایکسیلنسی ارل میو صاحب بہادر وایسرای و گورنر جنرل ہند جنکا نام اس عمدہ مصلحت کے ترقی دینے کے باعث سے کہ حکام انگریزی کو ہندوستانی روسار و شرفا کے ساتہہ ذاتی دوستی اور ارتباط پیدا کرنا اغراض سلطنت کے واسطے نہایت مفید ہے ہندوستانیون خصوصاً ہندوستانی رئیسون کو ہمیشہ محبت کے ساتہہ یاد رہے گا جب دہلی کے کیپ آف اکسرسائیز یعنی فوج کی مشق جنگ مصنوعی کا ملاحظہ فرما کر کلکتہ تشریف لیگئے تو انکا ارادہ ہوا کہ اول ملک برہما کو دیکہین اور پہر جزایر انڈمن کا ملاحظہ کرین جنکو انگریز پورٹ بلیر اور عوام کالا پانی کہتے ہین اور جہان ہندوستان سے بغرض آبادی ان جزایر اور نیز انسداد جرایم سنگین کے دایمی یا میعادی جلا وطن اور سنگین مقدمات کے قیدی بہیجے جاتے ہین اور جنکو اب تک کسی گورنر جنرل یا وایسرای نے نہین دیکہا تہا۔ چنانچہ آٹہوین فروری ۱۸۷۲ء کو وہان تشریف لیگئے اور اس آبادی کے صدر مقام راس کے گہاٹ پر جہاز سے اترے اور قیدیون کے مکانات بود و باش اور ہندوستانی پیادہ فوج کے مکانات اور ہسپتال اور نئے گرجا گہر اور اور تعمیرات سرکاری کو دیکہا اور تہوڑی دیر آرام فرما کر فوج گورہ اور یورپین قیدیونکی بارگون اور کتابخانہ کا ملاحظہ کیا اور تین بجے ایک چہوٹی دخانی کشتی پر بمقام ابرڈین اور ہیڈو کے پاس سے گذر کر وائپر نام

جزیرہ مین جو راس سے قریب پانچ میل کے ہے اُترے جہان ایسے قیدی رہتے
تہے جو مشہور بدمعاش ہو یا اس جزیرہ کے قیام کی حالت مین سخت سلوک کے قابل
ثابت ہوئے ہون اور اسکو دیکہہ بہال کر جنہیتہم مین جو چہوٹے سے جزیرہ مین ہے
آرون کے کارخانے اور کوئلہ کے گودام کا ملاحظہ فرمایا اور یہان سے قریب پانچ
بجے کے کوہ ہیرئیٹ کی سیر کیواسطے تشریف لیگئے جسکی بنسبت یہہ تجویز
تہی کہ فرصت ہوگی تو دیکہہ لیا جائیگا۔

ہیرئیٹ ایک اونچا پہاڑ سب سے بڑے جزیرہ مین جنہیتہم کے سامنے
ہے اور اسکے نیچے ایک جگہہ ہوپ ٹون نامے ہے جہان ایسے قیدی رہتے
ہین جو ضعیف یا معذور ہون یا جنکو ٹکٹ آف لیو یعنی بے روک ٹوک چلنے پہرنیکا
اجازت نامہ ملا ہو یا چند ایسے لوگ جو اس آبادی کے کاروبار کے لئے مطلوب
ہون۔ نواب وایسرائے جب اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے تو اگرچہ آفتاب چہپگیا تہا مگر
تاہم ایسی روشنی تہی جسمین کُل آبادی کی سیر ہوسکتی تہی اور سب جزیرے اور
کہاڑیان دکہائی دیتے تہے۔ یہان سے پہرتے ہوئے راستہ مین دو قیدیون
نے جنکے پاس اجازت نامے تہے اُن سے کچہہ عرض کیا اور میجر جنرل سٹوورٹ
صاحب سوپرنٹنڈنٹ یعنی جزائر و آبادی ہاے مذکورہ کے حاکم اعلے نے جو ہمراہ

تھے انکو کہدیا کہ حسب ضابطہ عرضیان دینگے تو انکے مقدمات کی تحقیقات کیجائیگی - انکے سوا پہاڑ پر اور کوئی قیدی نہین ملا - سب ہوپ ٹون مین اپنی اپنی جہونپڑیون مین تھے - اسوقت سوا سات بج چکے تھے اور بالکل اندہیرا ہوگیا تہا اور اسواسطے دو شخص مشعلین لئے ہوئے آگے آگے تھے - پس جب نواب ممدوح ان جہونپڑیون سے آگے نکل گئے جہان چالیس پچاس قیدی صف باندہے کہڑے تھے اور صاحب سوپرنٹنڈنٹ ایک شخص کو کچھ حکم دینے کیواسطے ٹہر گئے اور گہاٹ تک جو مسافت تہی قریب دو ثلث کے باقی رہگئی تو یکایک ایک آدمی پیچہے سے اُنپر آن پڑا اور ایک عام قسم کی چہری سے جو کہانا پکانے یا اور خانگی کامون مین کام آتی ہے انکو زخمی کیا - ایک زخم بائین شانہ پر اور دوسرا دائین شانہ کی ہڈی کے نیچے تہا اور یہہ ایسے زخم تہے کہ ہر ایک جان کے لینے کو کافی تہا - نواب دلیرانہ زخمی ہوکر چند قدم گہاٹ کیطرف بڑہے اور یہہ الفاظ یا ایسے الفاظ انکی زبان سے نکلے کہ " مجھے ضرب لگی " اور چند لمحہ بعد انکا انتقال ہوگیا -

یہہ وحشی صفت انسان جسنے نواب ممدوح کو قتل کیا تہا اور جسکا نام شیر علی تہا کوکی خیل کا آفریدی پٹہان تہا اور بیرون از حدود عملداری سرکار انگلشیہ جمرود کے قریب خیبر کے علاقہ کا رہنے والا تہا اور اپریل سنہ ۱۸۶۷ء مین ایک قتل عمد

کی پاداش میں جو اُس سے پشاور میں سرزد ہوا تہا حبس دوام بعبور دریائے شور کا سزایاب ہوکر یہان بہیجا گیا تہا اور مئی ۱۸۶۹ء سے ہوپ ٹون میں حجام کا کام کرتا تہا اس نے اس قابل نفرت حرکت میں کسیکو شریک نہین بتلایا اور نہ کوی سبب بیان کیا صرف یہہ بیہودہ جواب دیا کہ یہہ کام مینے خدا کے حکم سے کیا ہے ۔

اس حادثہ کی خبر جب چودہوین فروری کو جگادہری کے مقام سے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے مہاراج کو دی تو اُنکو نہایت غم الم ہوا اور اُنہون نے حکم دیا کہ وہ تمام نامبارک رسمین عمل مین لائی جائین جو موافق دستور اس ریاست کے ماتم کے موقعون پر عمل مین آتی ہین اور اس غرض سے کہ اہل پنجاب کے دلونمین لارڈ ممدوح کی یادگار اور احترام ہمیشہ کے لئے قایم رہے اور پنجاب یونیورسٹی کے مفید اور فیض رسان سرمایہ کو ترقی ہو پندرہ ہزار روپیہ اس حکم سے عنایت فرمایا کہ ایک سکالرشپ یا فیلوشپ پٹیالہ میو سکالرشپ یا فیلوشپ کے نام سے قایم کیجائے اور وہ ایسے طالبعلمون کو ملتی رہے جو انگریزی اور سنسکرت یا انگریزی اور عربی مین لیاقت حاصل کرین اور اشتہار مندرجہ ذیل پٹیالہ اخبار کے ایک زاید اور ضروری پرچہ مین چہاپا گیا ۔

اشتہار

حضور پر نور مہاراجہ صاحب مہندر بہادر بالقابہ کو مضمون تار برقی صاحب
پرائیوٹ سکرٹری جناب نواب لفٹننٹ گورنر پنجاب سے جو کیمپ جگادہری سے
تیرہویں فروری کی شبکو اور نواب ممدوح کی پرائیوٹ چٹہی سے جو آج صبحکو پہنچی
دریافت ہوا کہ جناب معلے القاب ارل میو صاحب بہادر ویسرائے و گورنر
جنرل کشور ہند بمقام پورٹ بلیر آٹھویں فروری کو سات بجے شام کے قتل کئے
گئے۔ قاتل ایسا شخص تہا جسکے لئے حبس دوام بعبور دریائے شور کا فتوی دیا گیا
تہا۔ حضور محتشم الیہ نہایت قلق و ملال کے ساتہہ اس واقعہ جانکاہ کو اطلاع عام
کیواسطے اپنی قلمرو مین مشتہر فرماتے ہین اور تمام ملازمان و رعایا اپنی قلمرو کو ہدایت
فرماتے ہین کہ وہ بہی اس غم و الم مین حضور ممدوح کے شریک حال ہون جو
ہماری نہایت مہربان شہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ کے ایک نہایت لئیق اور
مستعد اور خیرخواہ خلایق اور ہر دل عزیز نایب السلطنت کی وفات سے انکو ہوا ہے
جو موت کے بیرحم ہاتہون نے ہمسے بیوقت چہین لیا ہے اور جسکی ہر دل عزیزی
خوش اخلاقی۔ رعیت پروری رحم اور انصاف نے ایک دایمی یادگار اُن
لوگون کے دلون مین چہوڑدی ہے جو جناب مرحوم سے کسی طرح کا عام یا
خاص تعلق رکہتے تہے۔ حضور پر نور مہاراجہ صاحب مہندر بہادر بالقابہ نہایت

افسوس کے ساتہہ فرماتے ہین کہ یہہ سخت ناگوار واقعہ نہ صرف اسوجہہ سے ہمارے لئی باعث رنج وملال ہے کہ حضور مرحوم ہماری شہنشاہ حضرت ملکہ معظمہ کے نایب السلطنۃ اور قایم مقام اوّل تہے بلکہ زیادہ تر اسوجہہ سے ہی کہ جناب ممدوح ایک خاص دوستانہ اور مشفقانہ تعلق ہمسے رکہتے تہے اور بنظر یادگار اُس تعظیم وعزت کے جسکے جناب مرحوم مستحق تہے حکم دیتے ہین کہ جسوقت یہہ حکم دفاتر نظامت وغیرہ مین موصول ہو فی الفور وہ تمام ناسبارک رسمین عمل مین لائی جائین جو حسب دستور اس ریاست کے عظیم سے عظیم غم کے واقعات کی حالتمین عمل مین آتی ہین یعنی تین دن تک تمام قلمرو کے اندر سرکاری دفتر بند رہین اور صدر مقامات کے بازار بند کئے جائین گہڑیال بجنا اور معمولی توپ کا رات اور دنکو چلنا موقوف کیا جائے"

یہہ اشتہار پٹیالہ اخبار سے نقل ہوکر استحساناً گورنمنٹ گزٹ پنجاب مین بہی چہاپا گیا تہا اور اسکی اطلاع بطور رضامندی گورنمنٹ بذریعہ مراسلہ صاحب سکرٹری گورنمنٹ نے مہاراج کو دی تہی اور یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ ایک جلیل الشان انگریزی حاکم کی وفات کے موقع پر اس ریاست مین غم وماتم کی رسمین علانیہ طور پر عمل مین آئین اور گورنمنٹ انگریزی کے غم کو اپنا غم سمجہا گیا۔

تہنیت ختم قران مجید ولیعہد بہوپال کی تقریب سے ہمارے اہلکارون

کا بہوپال جانا اور وہان کے اہلکارون کا یہان آنا

ہندوستان مین جسطرح اولاد کی شادی مین طرح طرح کے تکلف اور دہوم دہام کئے جانیکی رسم ہے خاندان روسا بہوپال مین لڑکے کے ختم قران مجید کرنیکے موقع پر بڑی دہوم دہام کیجاتی ہے جسکو وہان کی اصطلاح مین ہار ہونے سے نشرہ کہتے ہین اور اس تقریب سے دوستون کے ہان سے لڑکے کے والد اور والدہ اور اُسکے اُستاد کیواسطے زیور اور جوڑے اور خلعت آتے ہین اور یہانسے وہان بہیجے جاتے ہین چنانچہ اکتوبر ۱۸۷۱ع مین ہمارے ہان بہی **نواب سُلطان جہان بیگم صاحبہ** ولیعہد بہوپال کے ختم قران مجید کرنیکی تقریب سے دو اہلکار جوڑے دیکر بہیجے گئے تہے کیونکہ **مہاراجہ نرانددر سنگھ صاحب بہادر** کے عہد سے جبکہ جناب ممدوح اور **نواب سکندر بیگم صاحبہ** مرحومہ والیہ بہوپال کو نومبر ۱۸۶۱ع مین تقریب شمول دربار سٹار آف انڈیا الہ آباد جانیکا اتفاق ہوا تہا دونون ریاستون کے باہم دوستانہ خط وکتابت اور راہ ورسم جاری تہی پس اب اُسی تقریب سے جبکہ مہاراجہ دہلی مین سپاہ انگریزی کے شیم فایٹ (جنگ مصنوعی) کے دیکہنے کیواسطے ٹہرے ہوئے تہے بہوپال کے دو اہلکار جوڑے لیکر آئے اور چند روز قیام کے بعد اُسی عزت اور احترام کے

ساتہہ رخصت کئے گئے جیساکہ ہمارے اہلکارون کے واسطے ریاست موصوف کی طرف سے عمل مین آیا تہا۔ یہہ پہلا ہی موقع تہاکہ اس ریاست مین جو ایک دور دراز ریاست ہے اور جسکو اس ملک سے کچہہ تعلق نہین ہے ایک دوستانہ تقریب سے اہلکار بہیجے گئے اور وہان سے یہان آئے۔ ف

پٹیالہ مین تار برقی کے دفتر کا قایم ہونا

مہاراجہ کو جب اختیار حکمرانی حاصل ہوا تو تہوڑے ہی عرصہ بعد بتسہیل کارروائی امور ریاست اور ترقی معاملات تجارت و رفاہ رعایا کیواسطے انکا ارادہ ہوا کہ ریاست کے خرچ سے خاص پٹیالہ مین دفتر تار برقی قایم کیا جائے لیکن چونکہ

ف۔ ریاست بہوپال کا بانی دوست محمد خان نامے میرازی خیل قوم کا ایک پٹہان تیراہ متصل درہ خیبر کا رہنے والا تہا جو ۱۰۹۸ھ مطابق ۱۶۸۷ء ہجری مین ہندوستان مین آکر فوج شاہی کے ساتہہ مالوہ کو گیا اور اُس انقلاب سے جو اورنگ زیب کی وفات کے بعد ہوا استفید ہو کر حکمت اور جنگ سے رفتہ رفتہ اس حصہ ملک کا مالک ہو گیا جو بالفعل ریاست بہوپال کے نام سے مشہور ہے ۱۱۵۳ہجری مین جب اسنے قضا کی اسکا بڑا بیٹا یار محمد خان جسکو ۱۱۳۵ہجری مین نواب نظام الملک دکن کو جاتا ہوا اول مین اپنے ساتہہ لیگیا تہا بہوپال مین تہا اسلئے اہل خاندان اور ارکان ریاست نے اسکے علاتی بہائی سلطان محمد خان کو جو سات آٹہہ برس کا تہا مسند پر بٹہلایا لیکن نظام الملک نے یار محمد خان کی تائید کی اور اسکو نوابی کا خطاب دیکر اپنی فوج کے ساتہہ بہوپال بہیجا

یہ امر بغیر شمولیت اور استصواب گورنمنٹ انگریزی کے ممکن نہ تہا اسلئے جولائی سنہ ۱۸۷۰ء مین
بوساطت گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ اعلی مین اسکی تحریک ہوئی اور بعد خط وکتابت ازروے
ایک عہدنامہ خاص کے جسپر گورنمنٹ ہند کیجانب سے **کرنل مری صاحب** قایم مقام ڈایرکٹر
جنرل صیغہ تار برقی ہند اور ریاست کیطرف سے **خلیفہ سید محمد حسین صاحب**
میر منشی ریاست نے بمقام شملہ دستخط کئے تہے چند مناسب شرطین قرار پاکر شروع مارچ ۱۸۷۲ء
مین دفتر کہولا گیا اور پہلے پہل تین پیغام بنام نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب اور نواب وایسرا

اور وہ سلطان محمد خان کو علیحدہ کر کے مسند نشین ہوا ۱۱۶۷ ہجری مین جب اسکا انتقال ہوا تو اسکا بیٹا
فیض محمد خان گیارہ برس کے سن مین گدی پر بیٹہا اور سلطان محمد خان کے ساتہ جو علیحدہ شدہ مسند پر بیٹہا
تہا لڑائی ہوئی جسمین سلطان محمد خان کو شکست ہوئی اور وہ ایک پرگنہ جاگیر مین لیکر دعوی ریاست سے
دست بردار ہوا فیض محمد خان سے آسا۔ سیہور۔ اچہاور۔ دورآہہ۔ دیوی پور وغیرہ پرگنات
پیشوا نے جو شہنشاہ دہلی کے نام سے حکومت کرتا تہا دہلی سے پونا کو جاتے ہوئے دہمکا کر
لے لئے اور صرف گوندوانہ کا وہ حصہ جو اسکے قبضہ مین تہا اسکے پاس رہگیا یہ واقعہ اس مشہور و معروف
لڑائی سے تہوڑا ہی عرصہ پہلے کا ہے جو پانی پت کے مقام مرہٹون اور احمد شاہ درانی کے باہم
ہوئی تہی۔ فیض محمد خان کے کوئی لڑکا نہ تہا اسواسطے ۱۱۹۱ ہجری مین اسکے انتقال کے بعد
مسند نشینی کی بابت جہگڑا ہوا اور آخرکار اسکا بہائی حیات محمد خان مسند نشین ہوا۔ اسوقت ریاست
کی آمدنی قریب بیس لاکہہ روپیہ سال کے تہی اسکے عہد مین پنداڑون اور ناگپور والون نے اسملک پر
متواتر حملے کئے اور بڑی خرابی اور بربادی پہیلائی مگر دوست محمد خان کے پڑپوتے وزیر محمد خان

وگورنر جنرل بہادر ہند اور صاحب سکرٹری آف سٹیٹ کے بہیجے گئے جنمین مہاراجہ
کی طرف سے مناسب الفاظ مین اس ذوقتکے کہوے جانیکی اطلاع دیگئی اور صاحب
سکرٹری آف سٹیٹ سے استدعا کی گئی کہ براہ مہربانی حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا
اور ہز رائل ہائی نس **پرنس آف ویلز بہادر** ولیعہد سلطنت ہند و انگلنڈ
کے حضور مین عالیجناب پرنس ممدوح کی شفایابی کی دلی مبارکباد گذارش کرین جسکا
جواب ممدوحین نے بالفاظ مناسب بہیجا اور صاحب سکرٹری آف سٹیٹ نے حضرت

کی شجاعت اور ہمت سے جسکا باپ شریف محمد خان ایک خانگی جہگڑے کے باعث باغی ہوکر سنہ ۱۲۰۱ ہجری
مین مع اپنے پانچ بہائیون کے مارا گیا تہا اور جب سے ہی یہہ ریاست سے نکلا ہوا تہا اور اب پہر ریاست مین
آگیا تہا ریاست بربادی اور تباہی سے بچگئی اور اکثر علاقے جو چہن گئے تہے پہر قبضہ مین آگئے مگر اُسکی قوت
اور لیاقت پر نواب کے بیٹے غوث محمد خان کو بڑا حسد ہوا اور وہ گوالیر جاکر وزیر محمد خان کے برخلاف سیندہیا
کی فوج کو چڑہا لایا مگر وزیر محمد خان نے سیندہیا کے سردار کو اپنے ساتہہ ملالیا اور اُسنے نواب سے اُسکی صفائی
کرادی اور گوالیر کی فوج واپس چلی گئی۔ تب وزیر محمد خان کی بن آئی اور اُسنے تمام انتظام اپنے ہاتہہ
پر کرلیا اور حیات محمد خان جو ایک تن آسان اور بے ہمت شخص تہا برائے نام نواب رہکر تہتر برس
کی عمر مین سنہ ۱۲۲۳ ہجری مین قضا کر گیا۔ جب اسکا بیٹا غوث محمد خان گدی پر بیٹہا اسنے اپنے تئین
قوت دینے کی غرض سے پہر گوالیر اور ناگپور والون کی فوج کو بلایا اور اپنے بیٹے معز محمد خان کو
ناگپور کے سپہ سالار صدیق علیخان کے ساتہہ ناگپور بہیجا۔ وزیر محمد خان یہہ دیکہکر قلعہ گنور مین جو بہوپال سے
جنوب کیطرف ایک مضبوط اور دشوار گذار پہاڑی قلعہ ہے جا رہا تہا پس جب صدیق علیخان

ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اجلالہا کیطرف سے گرمجوشی کے ساتھہ اظہار شکرگذاری کیا۔

یہہ لین جو پٹیالہ سے راجپورہ ہوکر چہاونی انبالہ کے دفتر ٹیلیگراف سے ملائی گئی ہے چونکہ ریاست کے خرچ سے قایم ہوئی ہے عہدنامہ کے موافق پٹیالہ ٹیلیگراف لین کے نام سے نامزد ہے اور اگرچہ عہدنامہ کی روسے یہہ دفتر بہی سررشتہ ٹیلیگراف ہند کا ایک شعبہ سمجہا جاتا ہے اور اسکی نگرانی حکّام سررشتہ مذکور کے متعلق ہے اور علاوہ تنخواہ لوکل عہدہ دارون اور عملہ کے بنام نہاد مصارف نگرانی ریاست سے ایک

ناگپور کو چلا گیا اور تہوڑی سی فوج بہوپال مین رہگئی وزیر محمد خان نے دفعتاً اکثر اُسپر حملہ کیا اور شکست دیکر نکالدیا اور جن جن لوگون نے نواب کو اُسکے برخلاف ناگپور والون سے سازش کرنیکی رائے دی تہی انکو سخت سزا دی۔ اسکے بعد ہی اس سبب سے کہ وزیر محمد خان سیندہیا اور ناگپور والون کے برخلاف پنڈارون کی مدد کرتا تہا ایک دو لڑائیان سیندہیا اور ناگپور والون سے ہوئین اور آخر یہہ دونون وزیر محمد خان کی بربادی کے درپے ہوئے اور ۱۸۱۳ء مین انکی متفقہ فوج نے جو بہت کثرت سے تہی بہوپال کا محاصرہ کیا اور نو مہینے تک برابر گہیرے رکہا جس سے بہوپالیون کو سخت تکلیف ہوئی مگر انکی خوش قسمتی سے غنیم کی فوج مین وبا اور بیملی پہیل گئی اور ناگپور کا سپہ سالار صدیق علیخان جو ہم مذہبی کے باعث سے لڑائی مین زیادہ زور نہ دیتا تہا ایک ہولناک خواب دیکہنے کا بہانہ بناکر ناگپور کو چلا گیا اور گوالیر کا سپہ سالار جگوا باپو ناکامیابی کی غیرت سے بیمار ہوکر مر گیا اور فوج واپس چلی گئی اس لڑائی کے بعد غوث محمد خان کا اختیار بالکل جاتا رہا اور وزیر محمد خان خود مالک ملک ہوگیا۔ اگلے برس سیندہیا نے پہر فوج کشی کی مگر وزیر محمد خان نے سرکار انگریزی سے حمایت چاہی اور سرکار

رقم معیّن گورنمنٹ کو دیجاتی ہے مگر ریاست کو اختیار ہے کہ اس دفتر کے جس عہدہ دار
کو جب چاہے فوراً یہان سے علحدہ کرادے اور خلاف ورزی احکام ایکٹ ٹیلیگراف کے
جرم مین ہندوستانی انگریزی رعایا کو اپنی عدالت سے سزا دیوے اور تا مرضی گورنمنٹ ضروری
معاملات مین لین کلیر کرانے کا بہی اختیار ہے اور یہہ بہی اختیار ہے کہ اگر کسی خاص باعث
سے کسیوقت اس دفتر کا برخاست کیا جانا چاہے چہہ مہینے پہلے گورنمنٹ کو مطلع کرے
اور گورنمنٹ نے قبول کیا ہے کہ اس دفتر مین کوئی یورپین یا یورپشین شخص مقرر

انگریزی نے یہہ دیکہکر کہ ناگپور والونکی دوستی پر چندان اعتبار نہین اور پنڈارون کے استیصال اور
دبانیکے واسطے بہوپال کے ساتہہ اتفاق کرنا زیادہ مفید ہوگا سیندہیا کو بہوپال پر حملہ کرنیسے روکا
اور اس سے تہوڑا ہی عرصہ بعد ۱۸۱۶ء مین وزیر محمد خان کا انتقال ہوگیا اور اُسکا چہوٹا بیٹا نظر محمد خان
جسکی شادی غوث محمد خان کی بیٹی گوہر بیگم معروف قدسیہ بیگم کے ساتہہ ہوئی تہی بسبب نالیاقتی اپنے
بڑے بہائی امیر محمد خان کے مسند نشین ہوا۔ اب سرکار انگریزی نے پنڈارون کے استیصال کا ارادہ
کیا اور فوج انگریزی بسرکردگی کرنل آدم صاحب ہوشنگ آباد مین آئی اور نواب کیطرف سے جو شرطین بطور
بنیاد عہدنامہ آغاز ۱۸۱۷ء مین پیش ہوئی تہین اور اب تک زیر تجویز تہین گورنمنٹ سے انکا جواب آگیا اور
نواب نے پنڈارون کے مغلوب کرنے مین تہ دل سے سپاہ انگریزی کو مدد دی اور گورنمنٹ نے خوش ہوکر بتسلیم انکی
خدمات کے پرگنات آشٹا۔ اچہاور۔ سیہور۔ دیوری پورہ بذریعہ عہدنامہ چہبیسوین فروری ۱۸۱۹ء اور
قلعہ اور شہر اسلام نگر مع اُسکے ملحقات کے بذریعہ سند سویم اکتوبر سنہ مذکور دوام کیواسطے عنایت کیے
اور نواب نے چہہ سو سوار اور چار سو پیادہ بطور کنٹنجنٹ دینے کا اقرار کیا اور سیہور مین انکی چہاونی

کیا جائیگا۔ دفتر پیغاموں کے لینے اور بہیجنے کیواسطے ہر وقت کہلا رہتا ہے لیکن
ریاست کو اختیار ہے کہ باتمزاج گورنمنٹ پنجاب اگر چاہے اوقات خاص معیّن کردے
ازروے معاہدہ تقسیم محصول کی بابت یہہ شرط ہے کہ بموافق اوسط فاصلہ پٹیالہ اور
انگریزی لینوں کے باہم گورنمنٹ اور ریاست کے تقسیم کیا جائے مگر سہولیت جانبین
کی غرض سے اب عمل یہہ ہے کہ پٹیالہ کے دفتر کی تمام وکمال آمدنی داخل خزانہ ریاست
ہوتی ہے اور جو محصولات گورنمنٹ کے دفتروں مین بابت پیغامات پٹیالہ کے وصول

تجویز ہوئی اور پولیٹکل ایجنٹ سرکار انگریزی کا وہان رہنا قرار پایا۔ ۱۸۱۹ء مین نظیر محمد خان
ایک اتفاقیہ پستول کی گولی لگ کر مرگیا اسکے صرف ایک لڑکی نواب سکندر بیگم ایک برس
تین مہینے کی عمر کی تہی اسواسطے ارکان ریاست اور گورنمنٹ کی راے سے یہہ بات قرار پائی کہ بالفعل
قدسیہ بیگم کار پرداز ہے اور جس شخص کے ساتہہ شادی سکندر بیگم کی ہووے وہ آئندہ فرمان رواے ریاست
ہو چنانچہ قدسیہ بیگم کی اطاعت کا اقرارنامہ منیر محمد خان سے اور عدم مداخلت امور ریاست کا اُسکے
باپ امیر محمد خان سے لکہوایا جاکر سکندر بیگم کی نسبت اُس سے کی گئی ۱۸۲۷ء تک قدسیہ بیگم
کارفرما رہین مگر سنہ مذکور مین جب منیر محمد خان نے ریاست کی باگ اپنے ہاتہہ مین لینی چاہی تو قدسیہ بیگم
کو ناگوار ہوا اور اُنہون نے منیر محمد خان کو نامرد ٹہرا کر ترک نسبت کرنا چاہا اسپر باہم لڑائی ہوئی آخرکار
منیر محمد خان بتوسط سرکار انگریزی چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر لیکر دعوی سے دستبردار ہوا اور سکندر بیگم صاحبہ
کی نسبت اُسکے چہوٹے بہائی جہانگیر محمد خان کے ساتہہ ہوئی ۱۸۳۵ء مین جہانگیر محمد خان کے ساتہہ
بہی وہی باعث لڑائی اور جہگڑے کا ہوا۔ چنانچہ جہانگیر محمد خان فساد کے شبہہ مین نظربند کئے

ہوتے ہین وہ ازان خاص گورنمنٹ سمجھے جاتے ہین - سررشتہ ٹیلیگراف ہند پر فرض
ہے کہ اس دفتر کی کارروائی کی ششماہی یا سالانہ رپورٹ گورنمنٹ پنجاب کی وساطت
سے ریاست مین بھیجا کرے اور واسطے درستی اور یکسان رہنے انتظام کے ریاست
نے قبول کیا ہے کہ جو قوانین اور ضابطے بالفعل سررشتہ ٹیلیگراف ہند کے متعلق
ہین یا آیندہ متعلق ہون پٹیالہ مین بھی متعلق کئے جاوینگے اور سرکار انگریزی نے
منظور کیا ہے کہ انکا صحیح ترجمہ اردو زبان مین وقتاً فوقتاً ریاست کو دیتی رہیگی -

---

گئے جہان سے وہ پوشیدہ نکل بھاگے اور کسیقدر فوج نوکر رکھکر آمادہ جنگ ہوے اور خوب لڑائی ہوی
اور بہت سے آدمی طرفین کے مارے گئے اور آخرکار سرکار انگریزی نے پانچ لاکھ روپیہ کی جاگیر جو پہلے
سے قدسیہ بیگم کے مصارف خاص کے لئے مقرر تھی انکو دیکر نواب صاحب کو مسندنشین کیا - چندے سکندر بیگم
سے انکی موافقت رہی مگر پھر لوگون نے باہم نا اتفاقی کرا دی اور انہون نے بے پردگی کے
رنج سے بیگم صاحب کے ہاتھ پر تلوار ماری اور وہ اپنی والدہ کے ساتھ اسلام نگر مین جا رہین اور
یہان انکے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ پیدا ہوئین - جہانگیر محمد خانصاحب کا چھبیس برس کی عمر مین
انتقال ہو گیا اور گورنمنٹ نے تجویز کیا کہ انکی لڑکی شاہجہان بیگم صاحبہ رئیس سمجھی جائین اور تا انکے
بلوغ کے قدسیہ بیگم کا بھائی فوجدار محمد خان زیر نگرانی صاحب پولیٹکل ایجنٹ کے کارپرداز رہے -
اسوقت امیر محمد خان نے جو پہلے ریاست سے دست بردار ہو چکا تھا بغاوت اختیار کی اور کلیا کھیڑی
کے مقام پر جو بھوپال سے جنوب کیطرف ایک مقام ہے لڑائی ہو کر گرفتار کیا گیا اور قلعہ آسیر کو بھیجا
گیا - اب چونکہ فوجدار محمد خان اور سکندر بیگم صاحبہ علحدہ علحدہ حکومت کرتے تھے اور یہ بات

جناب معلی القاب ہز رایل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر کی شفایابی کی خوشی مین مہاراج کا جشن کرنا

اخیر ۱۸۷۱ء مین جناب معلی القاب پرنس آف ویلز بہادر ولیعہد سلطنت ہند وانگلنڈ دام اقبالہ تپ کے مرض سے سخت علیل ہوگئے تھے اور آنکی بیماری ایسی خوفناک ہوگئی تھی کہ تمام ہند وانگلنڈ مین تہلکہ پڑگیا تھا بارے خدا نے فضل کیا اور حضور ممدوح کو صحت کامل حاصل ہوئی اور تردد و تفکر دور ہوا اور جناب ممدوح کی تندرستی اور شفایابی کا

موجب نقصان تھی اسلئے گورنمنٹ نے فوجدار محمد خان کو علحدہ کر کے تن تنہا سکندر بیگم صاحبہ کو مختار بنایا۔ سکندر بیگم صاحبہ نے شاہجہان بیگم صاحبہ کا نکاح اہل خاندان مین سے کسی کے ساتھہ نامناسب اور باعث قباحت سمجھکر بمنظوری گورنمنٹ ریاست کے ایک معزز ملازم بخشی باقی محمد خان کے ساتھہ کردیا اور گورنمنٹ سے یہہ منظور کرالیا کہ اگر آئندہ وارث ریاست لڑکی ہو تو بھی وہی رئیس سمجھی جاوے اور اُسکے شوہر کو ریاست کے کام مین کچھہ مداخلت نہو اور درخواست کی کہ شاہجہان بیگم صاحبہ کے بالغ ہونے پر بھی وہی مختار و کارپرداز ریاست رہین جو آخرکار نواب شاہجہان بیگم صاحبہ کی رضا سے یہہ امر بھی منظور ہوگیا اور سکندر بیگم صاحبہ رئیس اور شاہجہان بیگم صاحبہ ولیعہد قرار پائین۔ سکندر بیگم صاحبہ نے ریاست کا انتظام بہت نیکنامی کے ساتھہ کیا اور انکی ہوشیاری اور لیاقت انتظامی سے انکی بہت عزت ہوئی۔ غدر ۱۸۵۷ء کی خدمات کے صلہ مین پرگنہ بیرسیہ اور درجہ اول کا ستار آف انڈیا کا تمغہ اور سند اختیار تبنیت جیسی اکثر رئیسونکو دی گئی تھی انکو ملی۔ نومبر ۱۸۶۸ء مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مسند نشین ہوئین جو اپنی نامور والدہ کیطرح لیاقت سے حکومت

مژدہ پہنچتے ہی مہاراجہ کا یہہ ارادہ ہوا کہ اس تقریب سے اپنی ریاست کی رسم کے موافق ایک جشن مسرت منعقد کرین لیکن بسبب حادثہ قتل لارڈ میو صاحب بہادر کے اُنکے ایام ماتم کے منقضی ہونے تک ضرورتاً انتظار کرنا پڑا اور اسکے ختم ہوتے ہی اسکی تیاری کا حکم دیا اور پانچوین اپریل ۱۸۷۲ء اس جشن کے واسطے قرار پای اور تمام قلمرو مین احکام جاری ہوئے کہ بروز معہود ہر ایک شخص خداوند تعالیٰ کی اس عنایت و رحمت کے شکریہ مین کہ اُسنے اپنے فضل و کرم سے اُنکے عادل اور مہربان شہنشاہ کے ولیعہد کو صحت عطا فرمائی خوشی منائے اور سب شہرون اور قصبون مین روشنی کیجائے اور آتشبازی چھوڑی جائے اور دفترون اور سرکاری اور پرائیوٹ مدرسون اور پاٹ شالاؤن مین تعطیل کیجائے۔ اور اپنے انگریز دوستون سے استدعا کی کہ براہ مہربانی وہ بھی اگر اس تقریب مین شریک ہون اور دعوتی چٹھیان اور کارڈ بھیجے گئے اور اُنکی دعوت کا اہتمام

کرتی ہین۔ سٹار آف انڈیا کا تمغہ اِنکو بھی دیا گیا ہے۔ اِنکی والدہ کی طرح لکھنے پڑھنے کی لیاقت اِنکی بہی اچھی ہے۔ شعر بھی کہتی ہین اور شیرین تخلص کرتی ہین۔ اب ملک کی آمدنی قریب ستائیس لاکھ اور رقبہ بحساب مسٹر ہنٹر چھہ ہزار سات سو چونسٹھہ ۶۷۶۴ میل اور آبادی قریب ساڑھے سات لاکھ آدمی کے ہے۔

فرمان روائے ریاست کی سلامی گورنمنٹ سے اُنیس ۱۹ توپ کی مقرر ہے۔

(ماخوذ از کتاب عہدنامجات مسٹر ایچیسن صاحب و تاریخ بہوپال مؤلفہ شاہجہان بیگم صاحبہ والیہ حال)

مہاراج کی خاطر سے سر ڈگلس فورسائتہہ صاحب کمشنر انبالہ اور مسٹر اڈورڈ
پرنسپ صاحب کمشنر بندوبست پنجاب نے جو اتفاقیہ انبالہ مین آئے ہوئے تہے
اپنے ذمہ لیا۔ دیوانخانہ وغیرہ مکانات قلعہ اور موتی باغ مین بڑے تکلف سے آراستہ
کی گئی اور ایک خاص نو تیار محل جسمین تاحال کوئی جلسہ نہوا تہا اور بالفعل اسی غرض کیواسطے
بالتخصیص سجایا گیا تہا دعوت کیواسطے تجویز ہوا اور مہمانون کے قیام کیواسطے موتی باغ
مین تیاری کی گئی اور ہر قسم کا سامان آسایش مہیا کیا گیا اور چوتہی اپریل کو جب مہمانان
عزیز جو تعداد مین بیاسی تہے اور جنمین قریب نصف کے لیڈیان تہین سرکاری گاڑیون پر
جو اُنکے لانیکے واسطے راجپورہ کے ریلوے سٹیشن پر بہیجی گئی تہین شہر کے قریب پہنچے
تو مہاراج نے جائے مناسب تک بڑی شان وشوکت کے ساتہہ استقبال کر کے اُنکو قیامگاہ
مین پہنچایا اور وہ ایک پرتکلف مکان مین جو شیش محل کے نام سے مشہور ہے رات کو
ہنسی خوشی اور ناچنے گانے مین مصروف رہے اور صبحکو بارہ بجے ایک بڑے خیمہ
مین جو متعدد خیمون کے ساتہہ مناسب طور سے لگایا گیا تہا اور ہر طرح کے تکلف سے آراستہ
تہا فلڈریس وردیان پہنکر مہاراج کی ملاقات کیواسطے جمع ہوئے جہان مہاراج نے
ہمراہی کپتان ہڈن صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ جو استقبال کو قلعہ مین آئے تہے
جاکر اُنسے ملاقات کی اور سر ڈگلس فورسائتہہ صاحب نے سول افسرون اور

ایک کرنل صاحب نے فوجی عہدہ دارون کو پیش کیا اور ملاقات کرائی اور شام کو
معمولی رسوم کے ساتہہ دیوانخانہ مین بڑی شان و شوکت سے دربار ہوا اور چونکہ یہہ
دربار ہندوستانی وضع کا تہا مہاراج کی مسند کے دائین طرف صاحبان انگریز بہی
فرش پر ہی تشریف فرما تہے لیکن لیڈیون کیواسطے انکی تکلیف کے خیال سے مہاراج
کی مسند کے پس پشت شہ نشین کے کمرہ مین عمدہ کوچین اور کرسیان رکہی گئی تہین جب
سلامی کی معمولی توپین چل چکین تو مہاراج کہڑے ہوے اور عہدہ داران ریاست کو
مخاطب کر کے یہہ تقریر فرمائی۔

تقریر

عہدہ داران و ملازمان ریاست پٹیالہ تمکو معلوم ہے کہ بہت تہوڑا زمانہ گذرا ہے
کہ جناب معلے القاب سلطنت و جلالت انتساب **ہز رائیل ہائی نس پرنس آف**
ویلز بہادر ولیعہد سلطنت ہندوانگلنڈ دام ظلہ ایک خطرناک اور مہلک مرض مین مبتلا
ہوگئے تہے اور اسوجہہ سے تمام اقوام ہندوانگلش کو ایک سخت تردد اور تفکر نے
گہیر لیا تہا اور حضرت ملکہ معظمہ شہنشاہ ہندوانگلنڈ دام اجلالہا کو مادری شفقت اور
محبت نے ایک ناقابل برداشت غم واندوہ مین مبتلا کر دیا تہا لیکن شکر ہے اس خدائے قادر
مطلق کا جسنے ایک سخت ناامیدی کے بعد اپنے فضل و کرم سے حضور ولیعہد بہادر

دام ظلہ کو صحت و شفا عطا فرمائی اور تمام اقوام ہند و انگلش علی الخصوص حضرت قدر قدرت بلقیس حشمت کوئین وکٹوریا ملکہ معظمہ ہند و انگلنڈ کے دلکو تسکین اور اطمینان بخشا ہرچند ہندوستانی ریاستین بظاہر حضور ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ سے علیحدہ شمار ہوسکتی ہین لیکن اگر غور کیا جائے تو درحقیقت اُسی آسمان کے تارے اور اُسی آفتاب کے ذرے اور اُسی دریا کے قطرے اور اُسی باغ کے بوٹے ہین۔ اقلیم ہندوستان کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرچند خاندان مغلیہ کے عہد سلطنت مین بہی مطیع و یلداروں اور خیرخواہ رئیسون کے ساتہہ گورنمنٹ شاہی کو بڑی رعایت ملحوظ تہی تہی اور اُنکی جاگیداد و ملک اور حکومت مین کبہی دست اندازی نہین کیجاتی تہی لیکن اصل یہ ہے کہ جو اطمینان حضرت ممدوحہ نے معرفت اپنے نہایت قابل التعظیم ویسرائون اور خود اپنے اشتہار قبضہ سلطنت و احکام دیگر کی روسے رئیسون کو بخشا ہے اور اُنکے حقوق واجب کو تسلیم فرماکر اپنی اور اپنے جانشینون کیطرف سے وعدہ اُسکے ایفا کا فرمایا ہے اور متبنیت کا اختیار عطا فرماکر ہر ایک خیرخواہ ریاست کو ایک دائمی بنیاد پر قایم فرمایا ہے اور یوماً فیوماً رئیسون کی عزت اور احترام مین افزایش مدنظر فیض اثر ہے شاید ہی ایسا کبہی کسی گذشتہ سلطنت مین ہوا ہو دے پس بلحاظ اس تمام شاہانہ اور منصفانہ سلوک کے جو حضرت ممدوحہ کی جانب سے روساے ہندوستان کے ساتہہ کیا جاتا ہے اور

باعتبار اُس عزت اور احترام کے جو گورنمنٹ موصوف کیطرف سے عمل مین آتا ہے اور بوجہ
اُس امن و امان اور صلح و عافیت کے جو گورنمنٹ موصوف کی بدولت ہندوستان مین قایم
ہے جو عموماً موجب ہر ایک طرح کی ترقی ملک اور ریاستہاے ہندوستانی کا ہے علی الخصوص
بسبب اُس عمدہ اور مفید تعلیم کے جو روساے ہندوستان کو گورنمنٹ موصوف کے طرز حکومت
کے بغور دیکھنے سے اپنے ملک پر حکمرانی کیواسطے حاصل ہوتی ہے انصافاً واجب اور
لازم ہے کہ ہم روساے ہندوستان گورنمنٹ شاہی کی ترقی کو اپنی ترقی اور گورنمنٹ
موصوف کے شاہنشاہ کی خوشی کو اپنی خوشی سمجھین اور نہایت خلوص دل سے اُسمین
شریک ہون۔ شکر ہے خدا کا کہ اِس دربار مین جسمین ہمارے معزز اور شفیق مہمان مسٹر
فورسایتھ صاحب اور مسٹر پرنسیپ صاحب و دیگر صاحبان
عالیشان اور خاتونان عصمت نشان معزز قوم انگریز نے ہماری خواہش کے موافق
شریک ہوکر اس جلسہ تہنیت کو ایک رونق خاص بخشی ہے علانیہ طور سے ہم وہ فرض ادا
کرتے ہین اور اپنی نہایت مہربان شہنشاہ کے فرزند ارجمند وارث تاج و تخت کی
صحت کی خوشی اور مسرت ظاہر کرتے ہین۔ اے خدا تو ہماری مہربان ملکہ معظمہ کو ایک
عرصہ دراز تک بدولت و اقبال ہمارے سرون پر قایم اور سلامت اور اُنکے عزیز فرزند
ارجمند ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز بہادر دوام اقبال اور تمام اعیان

خاندان شاہی کو انکی اغوش مرحمت مین بلیات زمانہ سے محفوظ اور معئون رکہتے آمین

جب مہاراج نے لفظ آمین اپنی زبان مبارک سے فرمایا تو ساتہہ ہی جوش ہواخواہی

اور مسرت سے ارکان ریاست اور اہل دربار نے بہی پکار کر اس لفظ کا اعادہ کیا۔ بعد

اسکے مسٹر فورسایتہہ صاحب نے اردو زبان مین مندرجہ ذیل سپیچ فرمائی۔

سپیچ

الحمد للہ کہ یہہ جلسہ نہایت درجہ کی مبارکبادی اور بہت سرور کا ہے جس سے

فرحت دل پیدا ہوتی ہے مین نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ سب صاحبان عالیشان

حاضرین دربار کیجانب سے بصد خوشی شکریہ ادا کرتا ہون کہ ہم جمیع صاحبان کو مہاراجہ

صاحب بہادر نے اس جلسہ مبارکبادی مین شامل کیا جسکی بنیاد نہایت درجہ

کی خوشی پر ہے۔ ایام گذشتہ مین بسبب علالت طبیعت دشمنان جناب شاہزادہ

ولیعہد دولت انگلشیہ کے ایک خوفناک اندیشہ کی صورت تمام مملکت زیر فرمان

ملکہ معظمہ کو ہوگئی تہی کہ پروردگار عالم نے اپنے فضل و کرم سے رفع کردی یعنی شاہزادہ

عالیجاہ کو شفائے کلی عطا فرمائی بلکہ زندگی دوبارہ بخشی۔ یہہ خدائتعالی کی بڑی مہربانی

ہے کہ یہہ موقع شکرگذاری کا نہ صرف انگریزون کے واسطے ہے بلکہ تمام رعایا و رئیسان

عالیشان ماتحت فرمان دولت انگلشیہ کے واسطے ہے۔ بیشک ایسی موقع پر جسقدر اظہار

خوشنودی کیا جاوے اسیقدر تہوڑا ہے - ظاہر ہے کہ ہمیشہ سے ریاست پٹیالہ
ہر موقع اور ہر وقت مین دل سے خیر طلب اور خیر خواہ دولت انگلشیہ رہی ہے اور
جب کوئی وقت مدد دہی کا پہنچا تو مال اور جان سے دریغ نکر کے خصوصیت اپنی
سرکار انگریزی سے حاصل کری بلکہ اس امر مین ایک طرحکی سبقت پیدا کی - مین کوئی
ضرورت نہین دیکہتا کہ تفصیل اُن خدمات کی جو ریاست پٹیالہ کی طرف سے ادا
ہوئین ہین اسوقت بیان کرون لیکن اسوقت اسیقدر کافی اور مناسب ہے کہ جسطرح سے
ریاست پٹیالہ کو راسخ الاعتقادی سرکار انگلشیہ سے ہے اُسیطرح سے جمیع صاحبان انگریز چہ
ملازم دولت انگلشیہ چہ غیر ملازم مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو اپنا دوست صادق اور ہوا خواہ
دلی سمجہتے ہین اور دل سے اُنکی الفت کا شکریہ ادا کرتے رہتے ہین اور امید رکہتے ہین کہ
آیندہ کو بہی ہمیشہ اسیطرح ریاست پٹیالہ کیجانب سے اظہار خیر خواہی اور وفاداری نسبت بہ
سرکار انگلشیہ ہوتا رہیگا اور صاحبان انگریز اس ریاست مین شادی او غم کے موقعون
پر مثل برادری شریک ہوا کرینگے ۱۱

جب مسٹر فورسایتھ صاحب اسپیچ ختم کر چکے تو حسب الحکم توپخانہ سے
شاہی سلامی سر ہوئی اور گاڈ سیو دی کوئین (ملکہ معظمہ کو خدا سلامت رکہے) بجایا
گیا - جبتک باجا بجا کیا مہاراجہ اور سب اہل دربار تعظیما کہڑے رہے اسکے بعد ملازمان

ریاست کیجانب سے مہاراج کے حضور مین ہندوستان کی رسم کے موافق مبارکبادی کی
نذرین گذرین اور ناچ گانا ہوتا رہا۔ آٹہہ بجے دربار برخاست ہوا اور آتشبازی دیکہی گئی
اور اسکے بعد مہاراج اپنے عزیز مہمانون کو کہانیکے کمرہ مین لیگئے جو طرح طرح کے تکلفات
اور انواع و اقسام کے طعام و شراب سے آراستہ و معمور تہا جب کہانا کہا چکے تو مسٹر فورسیاتہ
صاحب نے اوّل حضرت ملکہ معظّمہ قیصر ہند اور بعدہ ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز
بہادر کے توسٹ کی تحریک کی جو بڑے جوش و خروش سے پیا گیا بعدہ ریورینڈ
ڈاکٹر راٹن صاحب چپلن کیمپ انبالہ نے کہڑے ہوکر حمد الہی کی اور ایک راگ
گایا گیا جو عالیجناب پرنس ممدوح کے شکریہ صحت کے باب مین تہا پہر مسٹر فوسیاتہہ
صاحب نے ایک نہایت فصیح و بلیغ سپیچ کے ساتہہ مہاراج کے توسٹ کی تحریک
کی جسپر بڑے شدّ و مدّ سے چیرز ہوئی - اور مہمانون نے اپنے میزبان کی سلامتی کا
توسٹ پیا اور مسٹر پرنسپ صاحب اور اَور صاحبون نے فصیح و بلیغ سپیچیز
کین اور مہاراج نے اُسکے شکریہ مین ایک مختصر تقریر کے ساتہہ فوسیاتہہ صاحب کے
توسٹ کی تحریک کی جو بڑی خوشی کے ساتہہ پیا گیا اور نہایت مسرت کے ساتہہ یہہ
جلسہ ختم ہوا اور اگلے روز سب مہمان رخصت ہوگئے مسٹر فوسیاتہہ صاحب نے جو
سپیچ کی دلچسپ سمجہکر اُسکا ترجمہ ہم یہان لکہتے ہین۔

سپیچ

یہہ بات واجب ہے کہ ہم لوگ جو عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر پٹیالہ کی دعوت ملوکانہ مین شریک ہوئے ہین اُس مدارات اور خوش اخلاقی کی نسبت جس سے یہہ ممتاز رئیس ہر ایک اور تمام ہمارے اُن ہموطنون سے نمایان طور پر پیش آتا ہے جنکو اُنکے ساتھ تعارف کی خوش نصیبی حاصل ہے عالیجناب ممدوح کا شکریہ ادا کرین بلکہ یہہ حالیہ موقع کہ جسمین ہم لوگ جمع ہوئے ہین ایسا ہے کہ یہہ بات شایان ہے کہ ہم لوگ اپنی خوشی اور شکوری اس بات کی نسبت ظاہر کرین کہ رئیس ممدوح نے ہمکو ایک ایسی امر کی یادگاری کی تقریب مین شامل ہونیکو بلایا ہے کہ جو نہ صرف ہر ایک انگلستانی کے دل پر بلکہ ہر فرد رعایا سے وفادار حضرت ملکہ معظمہ کے قلب پر خواہ وہ کسی ولایت کا باشندہ ہو موثر ہے۔ یہہ بات نہ صرف حضور ممدوح کے لئے موجب نازش ہے بلکہ تمام قوم کی مسرت واطمینان کا باعث ہے کہ ممالک شرقیہ مین سلطنت انگلشیہ کا استحکام نہ صرف سنگین کے زور پر منحصر ہے بلکہ رعایا کی رضامندی اور اُن رؤسا کی عقیدتمندانہ اور مخلصانہ وفاداری پر کہ جنکو مشرقی محاورہ کے موافق رکن سلطنت کے لفظ سے تعبیر کرنا فی الواقع صحیح ہے۔ جیت وفاداری اور موقع ضروری پر مستعدانہ امداد دینیسے رؤسا پٹیالہ نے پشت بہ پشت اپنے ہمسرون مین نمایان امتیاز حاصل

کیا ہے ہم حاضرین جلسہ مین سے ایسے بہت کم ہونگے کہ جو بتکلیف زمانہ جنگ اوّل
سکہان مین موجود تہے مگر تاریخ ہمکو بتلاتی ہے کہ اُسوقت سے ہی پہلے رئیس پٹیالہ
نے کسطرح اپنے مقدر کو ہمارے مقدر کے ساتہہ شامل کرلیا تہا اور اسیقدر امداد ہمکو نہین
دی کہ جب ہم اُسکی قوم کے ساتہہ لڑرہے تہے تو سرد مہری اور بے تعلقی کے
ساتہہ اپنی قوم سے کنارہ کش ہا بلکہ بہت کچہہ اس سے بڑہکر کیا۔ بعض ایسے ہین کہ
اُس سے تہوڑے ہی زمانہ مابعد کی بابت بذات خود ہمارے ممتاز مہماندار کے والد
ماجد کے اُس عمدہ سلوک کی شہادت دیسکتے ہین کہ جب مہاراجہ صاحب بہادر مرحوم
نے بغاوت برپا ہونے غدر کے قبل آگاہ ہونے اس حال سے کہ ملک اور سمجہہ انکو کمک
پہونچیگی اپنی افواج بسرعت تمام دہلی کیطرف جہونک دی تہین اور اب دوبارہ پہر بروقت
برپا ہونے فساد کے ریاست پٹیالہ کے ہمسایہ مقامات مین پٹیالہ ہی کی فوجین سب سے
اوّل تہین کہ جنہون نے موقع پر پہنچکر کارگر مدد دی اور اسطرح تاریخ کے صفحہ کو پہر دوہرا دیا
کہ جسکے ملاحظہ کرنیسے ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی صدی کے اخیر مین جبکہ سکہہ لوگون نے
پہم کیطرف سے ایک پرجوش تعصب مذہبی کے باعث مالیرکوٹلہ پر حملہ کیا تو وہ بیچاری
ریاست رئیس پٹیالہ ہی کے بروقت خبر لینے بچ رہی تہی اور اگر پہلے رئیس اس
خاندان کے لڑائی کے میدان مین پیشدست ہوتے رہے ہین تو بہرحال اُنہین

ایک ایسا ہی ہوا ہے جو کونسل وبسرائے وگورنر جنرل ہند کو بیش بہا امداد دینے مین کسیطرح قاصر تہا اور ہملوگ اس بات پر بیقین ہونیسے خوشی ظاہر کرتے ہین کہ روشنضمیری اور کمال دانائی اپنے ملک کے انتظام مین مہاراجہ صاحب مسندنشین حال کی رہنما ہے اور ہمکو یقین کامل ہے کہ جس طریق کر مجوشی سے آپ لوگ اس ٹوسٹ کو نوش فرمائینگے وہ عالیجناب مہاراجہ صاحب بہادر کو ہم لوگون کے صدق دل سے انکی ترقی عمر اور خاندان پٹیالہ کے افزائش اقبال کی خواہش اور دعا کا منشا بخوبی ظاہر ہوگا۔

نہر ستلج اور اُسکے متعلق حالات

نہر ستلج جسکو سرکار انگریزی کے کاغذات مین سرہند کنال[1] یعنی نہر سرہند لکھا جاتا ہے اور جو مہاراجہ کے عہد دولت کی ایک نہایت فیض رسان اور بے نظیر یادگار ہے۔ پہلے پہل اسکی تجویز ۱۸۴۲ء مین سرکار انگریزی نے کی تہی مگر پیمایش وغیرہ ہوکر ۱۸۴۹ء یعنی ضبطی ملک پنجاب تک بہر کچھہ

[1] ۱۸۶۲ء مین جب ہماری خواہش سے نہر کی پیمایش کی گئی تہی تو سرکار انگریزی کے کاغذات مین اسکا نام پٹیالہ ستلج کنال لکھا جاتا تہا مگر جب ۱۸۶۹ء مین گورنمنٹ نے اپنی شمولیت کا ارادہ کیا تو پہلا نام بدلکر اس خیال سے کہ سرہند اس ملک کا قدیم دارالحکومت اور امور تاریخی کے اعتبار سے ایک باوقعت مقام ہے سرہند کنال رکہا گیا۔
مؤلف

کارروائی ہوئی اور نہ مذکورین مہاراج نرایندر سنگھ صاحب بہادر
سے اسمین شریک ہونیکی استدعا کی جاکر (جسکو اُنہون نے بخوشی منظور کیا) پھر
کسی سبب سے یہہ تجویز ملتوی ہو گئی مگر ۱۸۵۸ء اور ۱۸۶۰ء مین حضور ممدوح نے
اس منصوبہ کو پھر زندہ کرنا چاہا اور سر جان لارنس صاحب بہادر چیف
کمشنر پنجاب اور لارڈ کیننگ صاحب بہادر ویسرائے اور سر رابرٹ
منٹگمری صاحب بہادر لفٹننٹ گورنر پنجاب کیخدمت مین بروقت ملاقات
وقتاً فوقتاً زبانی تحریک کرتے رہے اور آخر کار جولای ۱۸۶۰ء مین مسٹر بارنس
صاحب بہادر کمشنر و ایجنٹ ممالک این روے ستلج سے بحوالہ کارروای ۱۸۵۹ء
تحریراً دریافت کیا کہ ہمارا کون کون سا علاقہ سیراب ہو سکیگا اور صحیح تخمینہ خرچ کا
کیا ہوگا اور حصہ کے موافق ہمکو کسقدر روپیہ دینا ہوگا جسکے جواب مین صاحب موصوف
نے لکھا کہ " سرہند سے کچھہ اوپر تک جو ملک مقبوضہ سرکار انگریزی ہے وہان
قدرتی سیرابی کے باعث سے چندان خواہش پانی کی نہین ہے۔ سرہند سے
نیچے اُنکا علاقہ اکثر خشک ہے وہان بیشک نہر سے فایدہ ہوگا اور آپکے علاقہ سے
نکلکر جہان نہر ختم ہو جایگی وہ تھوڑا سا علاقہ حصار اور سرسہ کا ہے اور اس سے ظاہر
ہے کہ سرکار انگریزی کا فایدہ نہایت قلیل ہوگا پس آپ کل خرچ سے دو ثلث

یا پانچ دو کے حساب سے تین حصے دینا پسند کرتے ہیں یا کیا،، چونکہ یہہ جواب بہت مجمل اور کسی حساب کی رو سے نہتا اسلئے نقشہ اور تخمینہ مجوزہ طلب کیا گیا مگر اُنہوں نے لکہا کہ کوی نقشہ ہمارے دفتر مین نہین ہے لیکن کپتان بیکر صاحب (جنہون نے سنہ ۱۸۴۱ء مین پیمایش کی تہی) کی یہہ تجویز تہی کہ ایک نہر سو فٹ چوڑی موضع مُنگہ[۱] کے قریب سے نکالی جاکر سرہند تک لای جاے اور یہان سے دو شاخین ہوجائین جنمین سے ایک حصار کیطرف جاے دوسری ابوہر ضلع سرسہ کیطرف اور لکہا کہ منگہ سے سرہند تک نہر کے پہنچنے مین بکمال مشکلین واقع ہین کیونکہ سرسہ اور کئی اَور پہاڑی ندیان راستہ مین پڑتی ہین،، اور بیکر صاحب کے مجوزہ تخمینہ کو غلط خیال کرکے اپنے قیاس سے قریب چالیس لاکہہ روپیہ کے صرف ہونیکی اُمید ظاہر کی۔ ابہی یہہ معاملہ زیر تجویز ہی تہا کہ سنہ ۱۸۶۰ و ۱۸۶۱ء کے قحط کے سبب سے جسکا حال ہم مہاراج نرندر سنگہہ صاحب بہادر کے عہد کے ذکر مین لکہہ آئے ہین سر رابرٹ منٹگمری صاحب بہادر کو بسبب اُنکی اور مہاراج کی اُس گفتگو کے جو کچہہ عرصہ پہلے بمقام لاہور ہوچکی تہی اسکا خیال آیا اور اُنہون نے تحریراً مہاراج سے اُنکے ارادہ کا حال دریافت فرمایا جسکے جواب

[۱] اسکا پتہ اور مقام ہم پہلے لکہہ چکے ہین دیکہو صفحہ ۵۴۸۔ ۱۲ مؤلف

مین مہاراج نے لکھا کہ ہمارا قطعی ارادہ اس کام کے کرنیکا ہے لیکن اول وہ حالات
معلوم ہونے ضرور ہین جن پر تجویز اخیر کا ہونا منحصر ہے انہین دنون مین پنجور
کے مقام صاحب ممدوح سے جو بہ تقریب دورہ تشریف لائے تھے ملاقات
ہوئی اور بعد گفت و شنید انہون نے مہاراج سے فرمایا کہ بلحاظ حالت خزانہ اور
اُور اُمور کے گورنمنٹ اس کام مین شریک نہین ہوسکتی لیکن اگر آپ اپنے صرف
خاص سے چاہین تو نہر نکال سکتے ہین پس مہاراج نے بغرض فائدہ عام اور
خصوص ریاست کے اُن اضلاع بارانی کے جو جنگل اور بانگر کے نام سے
نامزد ہین اور جنمین اکثر خشک سالی کا اندیشہ رہا کرتا ہے براہ بلند حوصلگی اس امر
عظیم کے تنہا انجام دینے کا ارادہ کیا اور اس سبب سے کہ مسٹر پارسن صاحب
کو اس مین شک تہا کہ پانی چل سکیگا یا نہین مزید اطمینان کیواسطے یہہ درخواست
کی کہ امتحاناً مکرر پیمایش کرائی جاے اسکا خرچ ہم دینگے پس منظوری گورنمنٹ سنہ ۱۸۶۳ء
مین مکرر پیمایش کی گئی اور کپتان جیمس کرافٹن صاحب ایل انجنیر
نے رپوٹ کی کہ اس ملک مین آبپاشی کی نہایت ضرورت ہے اور نہر سے آبپاشی
کا ہونا بخوبی ممکن ہے اور بلحاظ وفور آب ستلج اور ضرورت آبپاشی ملک کے
اُن بارانی قطعات کے جو ستلج کے شرق مین واقع ہین یہہ رائے دی کہ نہر

کی چند شاخین پٹیالہ کے اضلاع بانگر و جنگل کے لئے اور کچھہ قلمرو انگریزی کے
اضلاع لدہیانہ و فیروزپور وغیرہ کیواسطے نکالنی چاہئین۔ لیکن اسی عرصہ مین
مہاراج کا انتقال ہوگیا اور کونسل ریجنسی کیطرف سے جو بوجہہ نابالغی مہاراج مہندر سنگھہ
صاحب بہادر کے مقرر ہوئی تہی کوی خاص توجہہ نہوئی اور گورنمنٹ نے بہی
کچھہ سلسلہ جنبانی نہ کی اور اسلئے کئی برس تک یہہ معاملہ اسیطرح پڑا رہا مگر جب ۱۸۶۰ع
مین اوڈیسہ کے قحط کے نہایت سخت اور شدید نتایج نے گورنمنٹ ہند کی
توجہہ عموماً آبپاشی کے وسایل کے ترقی دینے کیطرف مایل کی تو اسکی طرف
بہی توجہہ ہوئی اور بلحاظ کپتان کرافٹن صاحب کی اُس رائے کے
گورنمنٹ نے تجویز کیا کہ گورنمنٹ اور ریاست دونون ملکر اس نہر کو بنائین اور
اس بنا پر چند شرطین بطور معاہدہ پیش کین جنکا بعد طول و طویل بحث کے
قطعی تصفیہ مہاراج کے آغاز حکومت مین ہوا اب جو نکہ منظور شدہ شرائط مین ایک
یہہ شرط بہی تہی کہ نہر کی وہ شاخین جو پٹیالہ کیواسطے تیار ہونگی تین کنال سے نیچے
بہمہ وجوہ بلاشرکت و مداخلت گورنمنٹ انگریزی یا کسی ریاست کے پٹیالہ کے ضبط
اور اختیار مین رہینگی اور اسکی رو سے گورنمنٹ انگریزی اور ریاست کو ملکہ
کی زمینون کے علاوہ چند و نابہہ کی بعض اراضیات پر بہی نہر کے راستہ مین

حایل ہونیکے باعث سے ضرور تا ہمکو اختیار حاصل ہوتا تہا ریاست جیند اور
نابہہ نے جواب تک بالکل خاموش اور الگ تہین کچہہ تو اس سبب سے اور کچہہ اس باعث
سے کہ انہون نے دیکہہ لیا کہ نہر کے کامیابی کے ساتہہ جاری ہو جانیمین اب
کچہہ شک نہین رہا ہے اور پٹیالہ نے ایک صرف کثیر کا ذمہ دار ہو کر انکو اس قابل
کر دیا ہے کہ اگر چاہین تو تہوڑا سا خرچ کر کے نہر کو اپنے دروازہ کے سامنے
پائین اور اُس سے فائدہ اُٹہائین بالاتفاق گورنمنٹ سے اس کام مین شریک
ہونے اور اپنے اپنے حصہ کے موافق خرچ کے ادا کرنے اور اپنے اپنے
علاقہ مین نہر کے انتظام کے اپنے ہاتہہ مین رکہنے کی استدعا کی اور درخواست
کی کہ اگر یہہ امر منظور نہو تو تمام انتظام گورنمنٹ اپنے ہاتہہ مین رکہے اس پر گورنمنٹ
اعلیٰ کے ایما سے **جنرل سر ہنری ڈیوینڈ صاحب بہادر** لفٹنٹ
گورنر ممالک پنجاب نے اپنی چٹہی مورخہ اٹہائیسوین اکتوبر ۱۸۷۸ء مین مہاراج کو
لکہا کہ ،، غالب نہین معلوم ہوتا کہ یہہ ریاستین اپنی بیان کی ہوئی خواہشون سے
ہٹ جائین پس چونکہ نہر انکے علاقہ مین سے خصوصاً شہر نابہہ کے نزدیک
سے گذریگی تو بہت پسندیدہ معلوم ہوتا ہے کہ انکی خواہشون پر لحاظ کیا جائے
تاکہ برخلاف ایسے مفید اور عظیم کام کے کسی طرحکی مخالفت نرہے اور یہہ امر بہی

پسندیدہ ہے کہ کئی ریاستین اور سرکار اس مفید اور عظیم کام مین شامل ہون اور ایک نمونہ یکدلی کا ظاہر ہو اور لکھا کہ "میری دانست مین ان ریاستون کی شرکت کی منظوری اُس عزت اور نیکنامی مین جو آپکا حق ہے (کیونکہ اس عمدہ تجویز کے موجد آپ ہی ہین) کچھہ نقصان نہین کر سکتی بلکہ برخلاف اسکے مجھکو یقین ہے کہ یہہ امر زیادہ تر آپکی نیکنامی اور شہرہ آفاقی کا باعث ہوگا اور اس طریق سے ان چھوٹی ریاستون کے حسد کو سیری ہو جائیگی اور اُنکو اور سب کو ثابت ہو جائیگا کہ آپنے جو از راہ فیاضی اس نہر کے بانی ہوئے ہین یہہ کام صاف اور عالی خیالات سے کیا ہے اور آپکا ذرا بھی ارادہ اور آرزو نہتی کہ چھوٹی ریاستون کی عزت اور حقوق مین نقصان ہو" اور گورنمنٹ پنجاب کے انڈر سکرٹری مسٹر لیپل گرفن صاحب بہادر اور کرنیل جیمس[1] کرافٹن صاحب بہادر جوائنٹ سکرٹری پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ صیغہ آبپاشی کو جن دونون صاحبون کو مہاراج اور ہمارے دربار کو ذاتی اور سرکاری تعلقات سابقہ اور حُسن خلق اور دانشمندی کے باعث سے دلی بہروسہ اور اعتماد تہا اس معاملہ کے تصفیہ کیواسطے پٹیالہ بہیجا - اب اگرچہ ان ریاستون کی بیہ حجت اور تکرار کسی طرح سے نا واجب تہی کیونکہ اول تو نہر بہت دونتک

[1] یہہ وہی صاحب ہین جنہون نے ۱۸۶۲ء مین اس نہر کی پیمایش کی تہی - مؤلف

ہمارے علاقہ مین سے ہوکر انکے علاقہ مین پہنچتی تہی اور بغیر اسکے پہنچنا ممکن تہا دوسرے اس عمدہ اور مفید تجویز کے بانی ہم تہے۔ تیسرے دس سال گذشتہ سے جب سے کہ تجویز مذکور پر غور اور بحث ہو رہی تہی اور اُسکی تعمیل کیواسطے تدبیرین عمل مین آ رہی تہین ان روے ستلج کی ریاستون مین سے کسی کو اسقدر ہمت نہین ہوئی کہ پیش قدمی کرکے اس امر عظیم کی جو کہون کو اپنے ذمہ لیلیے اور اسکی وجہہ یہہ نہیں ہوسکتی تہی کہ یہہ ریاستین اس تجویز سے ناواقف تہین یا اسکے باب مین غلط خیالات رکہتی تہین کیونکہ ہر ایک شخص جسکو ان ریاستون سے تعلق تہا اس معاملہ کی حالت سے بخوبی واقف تہا اور ہر ایک بات مثل پیمایش اور فیصلہ شرائط معاہدہ جو بابین ہمارے اور گورنمنٹ کے ہوا تہا اُنکی آنکہون کے سامنے ہوئی تہی یہانتک کہ رپوٹ سالانہ گورنمنٹ پنجاب کا ایک ایک چہپا ہوا نسخہ جسمین اس معاملہ کا مختصر ذکر تہا ان ریاستون مین سرکاری طور پر گورنمنٹ سے بہیجا جائیگا اور اسطرح پر یہہ معاملہ گویا باضابطہ بہی اُنکے سامنے پیش ہوچکا تہا اور ان وجوہات سے ہمارا حق تہا کہ شرکت کی قبولیت کیحالت مین اُس منافع مین سے جو ناہبہ اور جیند کو اُنکے علاقہ کی آبپاشی سے حاصل ہوگا کسیقدر حصہ پانیکا دعوی کرتے مگر مہاراج سنے ازراہ فیاضی ان تمام باتون کو نظرانداز کرکے کشادہ دلی

کے ساتہہ گورنمنٹ کو لکہدیا کہ جو شرطین وہ پیش کرتے ہین ہمکو منظور ہین پس گورنمنٹ
نے آخر ستمبر ۱۸۷۱ء مین بلحاظ حالات موجودہ ایک نیا عہدنامہ جسکی شرطین علاوہ
تغیر اصول خود اختیاری ریاست کے (جسکا ذکر ہم اوپر لکہہ چکے ہین) فواید مالی و
انتظام پولیس و فوجداری نہر کے لحاظ سے بہی قابل صلاح تہین پیش کیا اب
اگرچہ مناسب یہہ تہا کہ یہہ دونون ریاستین ہمارے اتفاق سے اسمعاملہ کو
طے کرتین چنانچہ ہمنے اِس امر مین کوشش بہی کی مگر باوجود ہماری اِس
رہنمایت کے اُنہون نے اپنے نفع و نقصان کا بہی خیال نکیا اور بغیر ہمارے
مشورہ کے سب شرطون کو منظور کرلیا اور ناچاری ہمکو تہا اُن مطالب مین
گورنمنٹ کے ساتہہ ایک عرصہ تک خط و کتابت اور مباحثہ کرنا پڑا جسکو گورنمنٹ
نے ازراہ واجب پسندی قریب کُل کے تسلیم کیا اور ہماری مقبولہ شرایط
کے موافق عہدنامہ مرتب ہوکر مسٹر گورا وسلی صاحب بہادر کمشنر
انبالہ نے گورنمنٹ ہند کیجانب سے اور **خلیفہ سیّد محمد حسین صاحب میر منشی**
نے (جنہون نے شروع ۱۸۶۶ء سے ابتک اوّل بحیثیت عہدہ وکالت
گورنمنٹ پنجاب اور پہر بمنصب میر منشی ریاست ایک خاص شوق اور سرگرمی
اور محنت سے نہایت لیاقت کے ساتہہ اس عہدنامہ کے اصُول و فروع اور

مسودات کی ترتیب اور جہان مین فائدہ مند اور کامیاب غور و بحث

کی تہی) ہماری طرف سے اٹہارہوین فروری ۱۸۷۳ء کو بمقام انبالہ اُسپر دستخط

کئے اور اس سبب سے کہ نہر کی مشترکہ شاخونکا نام اسمین پٹیالہ برنچیز یعنی شاخہاے

پٹیالہ لکہا گیا تہا جیند اور نابہہ کے اہلکارون نے دستخط کرنیسے عذر کیا لیکن

آخرکار اُنہون نے بہی دستخط کردیئے اور اسطرح سے جو کام کہ مہاراج

نراندر سنگہہ صاحب بہادر نے ازراہ عالی ہمتی کرنا چاہا تہا اور اُنکی وفات

کے سبب سے ملتوی رہگیا تہا بقول شخصے " اگر پدر نتواند پسر تمام کند - مہاراج

مہندر سنگہہ صاحب بہادر کی سیرچشمی اور بلند حوصلگی سے انجام کو پہنچگیا

اِس عہدنامہ کی رو سے جسمین چالیس فقرے مین نہر اور راجبہون کا تجویز

اور تعمیر کرنا گورنمنٹ انگریزی کے اختیار مین ہے مگر جہان تک اصول انجنیری کے

برخلاف نہو ریاستہاے معاہد کے منشا کا لحاظ کیا جاویگا اور اُنکو استحقاق ہے

کہ مصارف کا حساب ہمیشہ سمجہتی رہین -

نہر کی کل شاخون کا ہر ایک طرحکا انتظام گورنمنٹ انگریزی کے ہاتہہ مین رہیگا

مگر راجبہے جو ریاستہاے معاہد کی اراضیات متصلہ کی حالت کو ملحوظ رکہکر تیار کئے

جائینگے ریاستہاے معاہد کے اختیار مین دیدیئے جائینگے اور اُن سے جو آمدنی

ہوگی ریاستہاے معاہد خود وصول کرینگی اور حسب ضرورت اپنے اپنے علیحدہ
صرف سے انکی مرمت وغیرہ کا خود انتظام رکھینگی۔

انگریزی اور پٹیالہ کی شاخون سے اُن زمینون کو جنکی آبپاشی فایدہ
کے ساتھہ ہوسکے بلالحاظ اس بات کے کہ وہ زمینین کسکی قلمرو مین ہین عموماً
پانی دیاجائیگا۔

نہرون اور راجبہون کے راستہ مین مختلف عملداریون کی جو زمینین آئین
معمولی قیمت لیکر اُنکے دینے مین عذر نکیا جائیگا اور مابین دو ریاستون کے
اختلاف راے کی حالت مین قیمت وغیرہ کا فیصلہ انگریزی عہدہ دار کردیگا۔
مشترکا و غیر مشترکہ نہرون اور راجبہون وغیرہ کی آمدنی ہر ایک حصہ دار کو باعتبار حصہ خرچ کے ملیگی
یعنی جو چیز مشترک خرچ سے متعلق ہے اُسکی آمدنی حصون کے موافق تقسیم کیجائیگی اور جو کسی علیحدہ
صرف سے تیار یا پیدا ہوئی ہو اُسکی آمدنی صرف اُسی حصہ دار کی ملکیت سمجھی جائیگی جسکے خرچ سے وہ
تیار یا پیدا ہوئی ہو۔ کشتیون اور لکڑیون کے بیڑون وغیرہ پر خواہ کہین سے روانہ کئے
جائین شرح محصول یکسان ہوگی اور ایسے مال پر محصول اگر کسی جگہہ نلیا جائیگا۔

نہر کی اُن شاخون پر جو پٹیالہ برانچز کے نام سے موسوم ہین مجرمان خلاف ورزی
قوانین نہر سزا دہی کیواسطے اُس ریاست کے حوالہ کردیئے جائینگے جنمین سے اُن

نہرون کا گذر ہوگا یا جنکو اِنسے پانی پہنچیگا۔

چونکہ دریاے ستلج گورمنٹ انگریزی کی ملکیت ہے بعوض استعمال اُسکے پانی کے گورمنٹ سینیوریج یعنی حق مالکانہ موافق قواعد مندرجہ خلاصہ دفعات جنپر ہمنے نمبر لگا دیئے ہین مستحق ہوگی۔

دفعہ ۱۵ ریاستہاے معاہدِ ستلج کے پانی کی بابت جو پٹیالہ کی شاخونکو دیا جائیگا ایک مقدار روپیہ کی سال بسال سرکار انگریزی کو بنام نہاد حق مالکانہ ادا کرتی رہینگی۔

دفعہ ۱۶ جو حق مالکانہ سرکار پٹیالہ بابت اُس پانی کے دیگی جو سرکار انگریزی اُسکو دیگی اُسکی شرح چار آنے ایکڑ سے زیادہ نہوگی۔

دفعہ ۱۷۔ جو روپیہ سال بسال دیا جائیگا اُسکا حساب اُس رقبہ پر کیا جائیگا جسکی سال معین مین نہر کی انگریزی شاخون سے آبپاشی ہوئی ہوگی اور بحساب نسبتی مقدار پانی کے جو انگریزی اور پٹیالہ کی شاخون مین علحدہ علحدہ جاتا ہوگا یعنی اگر پانی انگریزی شاخون مین دو ہزار فٹ مکعب فی ثانیہ زمانی جاتا ہوگا اور پانی کی اِس مقدار سے دو لاکھہ ایکڑ کی آبپاشی ہوئی ہوگی اور اُسی وقت مین پٹیالہ کی شاخون مین ایکہزار فٹ مکعب فی ثانیہ زمانی پانی جاتا ہوگا تو حق مالکانہ ایک لاکھہ ایکڑ پر

بحساب چار آنہ فی ایکڑ پچیس ہزار روپیہ سالانہ واجب الادا ہوگا۔

دفعہ ۱۸ - جبتک انگریزی نہرون سے منافع حاصل ہوگا اور تاوقتیکہ انگریزی شاخون کا منافع اسقدر کم ہوگا کہ چار آنہ فی ایکڑ حق مالکانہ کا مطالبہ زیادہ ناواجب ہوگا تو باندازہ نسبتی حسب اقتضائے راے سرکار انگریزی حق مالکانہ ایک یا دو یا تین آنہ تک فی ایکڑ گھٹا دیا جائیگا۔

دفعہ ۱۹ - حق مالکانہ کے ادا کرنیکا مطالبہ پٹیالہ کی شاخون مین پانی داخل ہونیکے بعد گیارہوین سال ہوگا۔

چونکہ سرکار انگریزی کو انبالہ کی چھاونی اور شہر کیواسطے پانی کی بہت ضرورت تھی اسلئے مندرجہ ذیل شرط احتیاطاً ہے لیگئی اور اسکے عوض ستلج کے حق مالکانہ مین سے ایک حصہ کے چھوڑ دینے کا گورنمنٹ نے اقرار کیا۔

دفعہ ۲۰ - بلحاظ اُن فواید کے جو نہر ستلج سے حاصل ہونگے اگر سرکار انگریزی چاہے تو ریاست پٹیالہ سرکار موصوف کو ایک چھوٹی نہر دریا گھگر جسمین بمقدار قریب بیس فٹ مکعب فی ثانیہ زمانی پانی جائیگا انبالہ کی چھاونی اور شہر مین پانی پہنچانیکے واسطے نکال لینے دیگی اور اندرین صورت اسکے عوض مین ایک حصہ حق مالکانہ ستلج کے پانی کا چھوڑ دیا جائیگا۔

اور اس غرض سے کہ نہر کا انتظام ہمیشہ خوبی کے ساتہہ قایم رہے احتیاطاً شرط مندرجہ ذیل درج عہدنامہ ہوئی

دفعہ ۴۴- سرکار انگریزی کو اس امر کا استحقاق ہے کہ اگر کسی ریاست کے علاقہ مین فرایض مندرجہ ذیل پورے نہون تو اُس ریاست کے متعلق کل انتظام نہر اپنے ہاتہہ مین لیلے- اوّل تنخواہو نکا ادا نہونا- دوسرے زر مطلوبہ تعمیرات وغیرہ کا بہم نہ پہنچنا اگر ایسے حالات مین سرکار انگریزی اپنے خزانہ سے روپیہ صرف کرے تو سرکار ممدوح کو استحقاق ہے کہ تا اصلاح قباحت مذکورہ اور بحال ہو جانے انتظام کے کل انتظام نہر اور شعبون اور آبپاشی کا اپنے اختیار مین لیلے- تیسرے ہر ایک ریاست کی رعیت کو جو نہر سے تعلق رکہتی ہو پانی کی تقسیم مین بطور واجب حصہ ندینا اور اُنہین اصول پر رعایاے غیر کے ساتہہ معاملات نہر مین عمل نکرنا جو عہدہ داران انگریزی کو ملحوظ ہون چوتھے پنجاب گورنمنٹ کے عہدہ داران اعلی صیغہ آبپاشی کی ایسی درخواستون کو جو کل سلسلہ انہار کے قیام اور پرداخت واجب کیواسطے لابد ہون بلا تامل اور دوستانہ طور پر نہ ماننا-

اس دفعہ کے متعلق اگر کسی ریاست کو عہدہ داران مذکورہ بالا کی نسبت

یہہ شکایت ہو کہ اس تجویز کے منشا کی پوری تعمیل نہین ہوتی تو نواب گورنر جنرل
باجلاس کونسل اس ریاست کے بیان کی سماعت کو جملہ اوقات مین مستعد ہونگے
نہر کے اول کیرت پور کے پاس سے کاٹنے کی تجویز تہی جو روپڑ سے
اوپر کیطرف چند میل کے فاصلہ پر ایک بلند مقام ہے اور اس سے ہمارے
علاقہ بانگر کو بہی پانی پہنچ سکتا تہا مگر عملی مشکلات اور خصوصاً ندی سرسہ اور
بالد کے حایل ہونیکے باعث سے جن پر پل باندہنے مین قریب چالیس لاکہہ
روپیہ کے صرف ہوتا اور کسیوقت پل کو صدمہ پہنچنے کی حالت مین تمام روپیہ کے
برباد ہو جانیکا احتمال تہا یہہ تجویز ملتوی ہو کر روپڑ کے پاس سے نکالی گئی ہے
اور یہان سے قریب دوراہہ تک جو قصبہ پاپل کے نزدیک ہماری عملداری
کا ایک گانون ہے اکتالیس میل کے فاصلہ مین مشترک خرچ سے بنی ہے
اور تین کنال یعنی نہر اعظم کہلاتی ہے اسکا قعر دوسو فٹ چوڑا ہے اور خشک
موسم مین چہہ فٹ اور بارش اور طغیانی کیوقت نو فٹ تک پانی اسمین ہیگا
اس مین سے غرب کیطرف ایک چہوٹی سی لین نکلکر دو شاخون مین منقسم ہوگئی
ہے جو آبوہر برنچ اور بہٹنڈہ برنچ کے نام سے موسوم ہین اور یہہ دونون
خالصاً سرکار انگریزی کی ملکیت ہین انمین سے پہلی اکسیو پچیس اور دوسری

جو ہماری عملداری کے مشہور مقام بہٹنڈہ کے نزدیک سے جائیگی سو میل لمبی ہے۔ تجویز ہے کہ ابوہر برنچ مین سے جو فرید کوٹ کے علاقہ کو سیراب کرتی ہوئی جائیگی پینتالیس ۴۵ میل لمبی ایک شاخ تجارتی کشتیون کیواسطے بنائی جاے جو فیروزپور کے قریب (جو ایک چھوٹا مگر پر رونق قصبہ ہے اور جہان سے پنجاب کے ملک کے ساتھہ غلہ اور روئی اور اور اس قسم کی چیزونکی تجارت کثرت کے ساتھہ ہوتی ہے) ستلج مین ملجاے۔ مین کنال مین سے جو دوسری شاخ بچہتر فٹ قعر کی چوڑی اور انتالیس ۳۹ میل لمبی جنوب کیطرف نکلکر مایل بہ مشرق ہوگئی ہے فیڈر لین کہلاتی ہے اور اسمین سے تین شاخین مناسب مناسب فاصلہ سے مغرب کیطرف مایل بجنوب نکالی گئی ہین جو پٹیالہ برنچیز کے نام سے نامزد ہین انمین سے پہلی کوٹلہ برنچ دوسری جو نابہہ کے قریب فیڈر لین سے جدا ہوی ہے گہگر برنچ اور تیسری جو پٹیالہ سے چھہ میل مغرب کیطرف موضع روتی کے پاس سے کاٹی گئی ہے چوا برنچ کہلاتی ہے اور انمین سے پہلی جو کوٹلہ کے علاقہ کے قریب سے گذری ہے نوے میل دوسری جو گہگر تک پہنچکر ختم ہو جائیگی بچپن میل تیسری جو ایک برساتی نالہ مین جو چوا کہلاتا ہے اور سرہند کے قریب ہوکر نکلا ہے پہنچاکر ختم کردیجائیگی بچیس میل سے

تجویز ہے کہ جسطرح نہر کے سلسلہ کو دریاے ستلج سے ملادیا گیا ہے اُسی طرح

چوا برنچ مین سے پچپن میل لمبی ایک شاخ کشتیون کے واسطے نکالکر قصبہ اندری

ضلع کرنال کے قریب دریاے جمنا کی نہر غربی سے ملادی جاے۔

چوا برنچ مین سے چھہ میل لمبی ایک تجارتی لین پٹیالہ کو بھی آئی ہے جو

پٹیالہ نیوی گیشن چینل کہلاتی ہے اور جس سے بہ نسبت آبپاشی کے جو تھوڑی

سی ہوگی زیادہ تر کشتی رانی کا فائدہ ملحوظ رکھا گیا ہے۔

اس کل سلسلہ انہار کا طول بحساب میل نہری جو پانچہزار فٹ کا ہوتا ہے پانسو

چوراسی میل اور بحساب میل متعارف پانسو تریپن میل ہے اور راجبہون سمیت دو

کروڑ اٹھانوے لاکھہ چار ہزار دو سو ستتر روپیہ خرچ کا تخمینہ ہوا ہے جسمین سے ایک

کروڑ چھہ لاکھہ بائیس ہزار ایک سو سڑسٹھہ روپیہ جسمین سے چار لاکھہ ستاون ہزار

چھہ سو بیس جیند اور نو لاکھہ ستانوے ہزار چار سو ستتر نابھہ کے ذمہ ہے ہمکو ادا

کرنا ہوگا۔

مین کنال مین خشک موسم مین فی ثانیہ زمانی تین ہزار اور برسات مین چار ہزار

پانسو فٹ مکعب پانی رہیگا اور طغیانی کیوقت چھہ ہزار فٹ مکعب کی گنجایش ہوسکیگی

اسمین سے ڈیرہ ڈیرہ سو فٹ مکعب دونون بڑی تجارتی لینون مین جائیگا

باقی سے آبپاشی کیجاویگی جسمین سے ایک ثلث سے کچھ کم ہمارے حصہ مین آیگا۔

اراضیات مندرجہ نقشہ بحساب میل مربع اگرچہ قابل آبپاشی ہین

نام علاقہ	شاخہای انگریزی	شاخہاے پٹیالہ	میزان
انگریزی	۳۹۰۰	۲۰۰	۴۱۰۰
پٹیالہ	۶۳۲	۲۲۸۸	۲۹۲۰
فریدکوٹ	۶۲۰	۰	۶۲۰
نابھہ	۲۲۰	۲۷۶	۴۹۶
جیند	۱۶	۱۳۲	۱۴۸
کوٹلہ	۱۱۲	۵۲	۱۶۴
کلسیہ	۲۸	۰	۲۸
میزان	۵۵۸۸	۲۹۴۸	۸۴۴۸

لیکن سالبسال آبپاشی صرف بقدر ایک ثلث کے ہی ہوسکیگی اور از روے تخمینہ مجوزہ کرنل گالو صاحب سوپرنٹنڈنٹ انجنیر مرتبہ ۱۸۶۸ع بعد منہای اخراجات دایمی مرمت وغیرہ کے اصل لاگت پر گیارہ روپیہ فیصدی منافع کی امید ہے۔ ریاستہاے فریدکوٹ اور کوٹلہ اور کلسیہ جنکا تھوڑا تھوڑا علاقہ ان

متعلق صفحہ (۷۰۹)
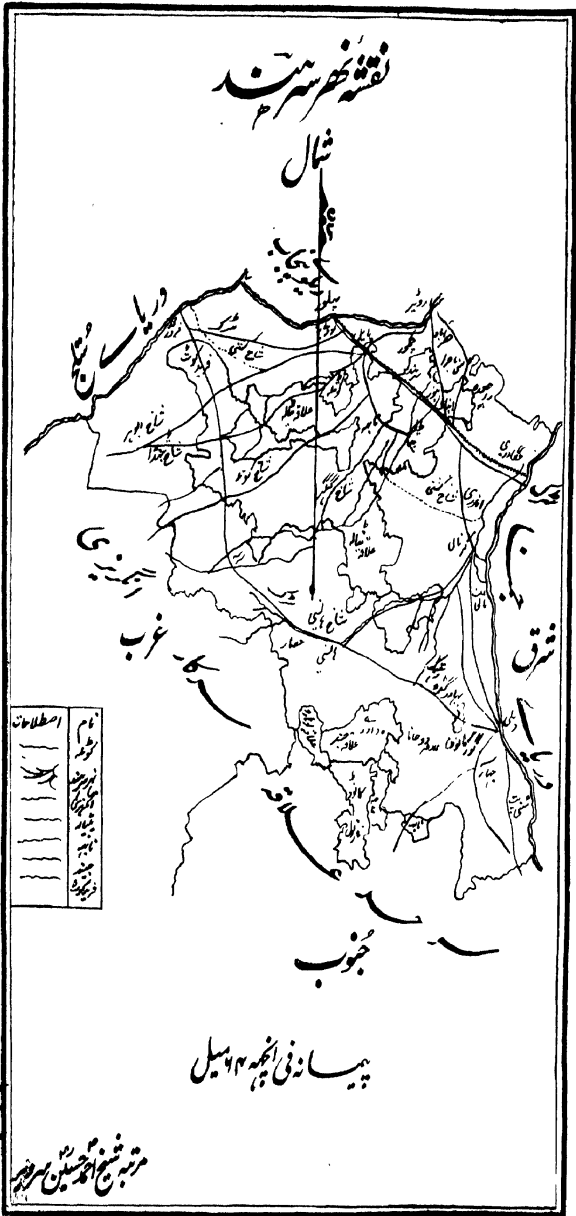
نہرون سے فیضیاب ہوسکیگا اُنکو ائین کچہہ دخل نہین ہے اور وہ صرف عام طور پر مالکان نہر کو آبیانہ دیکر پانی لے سکتی ہین اس موقع پر مناسب جانکر نہر کا نقشہ درج کیا جاتا ہے جس سے زیادہ تر اسکا حال معلوم ہوسکتا ہے۔

ریاست جیپور کے ساتہہ عہدنامہ کی ترمیم کا ہونا

علاقہ نارنول و کانوڈ جنکی حد غربی اور جنوبی علاقہ جیپور اور شرقی علاقہ الور اور پرگنہ باول علاقہ ریاست نابہہ سے ملحق ہے زمانہ دراز سے موروثی اور مشہور چور اور رہزنون قوم مینا و ٹہاکران معروف شیخاوت علاقہ جیپور اور الور کے شکارگاہ تہے اور وہ ہمیشہ انکو لوٹتے اور تکلیف دیتے رہتے تہے۔ پس جب ۱۸۵۸ء عیسوی مین یہہ ملک ہمارے قبضہ مین آیا تو اگرچہ الور کی رعایا کے ہاتہہ سے ہی جو شایستہ یا جیسا کہ چاہیئے اپنے حکام کے قابو مین نتہی ہماری رعایا محفوظ نتہی مگر اس سبب سے کہ ہمارے اور الور کے باہم پہلے سے راہ و رسم اور دوستانہ ربط و ضبط تہا علاوہ برین مہاراجہ شیودان سنگہہ صاحب بہادر کی نابالغی کیوجہہ سے گورنمنٹ انگریزی انتظام کی نگران حال تہی ہماری رعایا کو دعا علیہم علاقہ الور سے دادیابی مین زیادہ دقت نہ اُٹہانی پڑتی تہی

مگر جیپور کی رعایا کے ہاتھہ سے جو نہایت سرکش اور مسلح اور بے قابو تہی
تکلیف ہی پہنچتی تہی اور اس سبب سے کہ جیپور کے ساتھہ کچہہ دوستانہ راہ و رسم
نہ تہی اور نہ کوئی اور ایسا ذریعہ تہا جو دادرسانی مین سہولیت کا باعث مدعا علیہم علاقہ
جیپور سے ہو مدعیون کی حق رسی قریب ناممکن کے تہی کیونکہ حکام جیپور کا یہہ
حال تہا کہ اگرچہ ہمارے حکام کیطرف سے انکو برابر لکہا جاتا تہا مگر داد دہی تو کیا
اُلٹا بدمعاشونکی حمایت کرنے لگتے تہے اور اندرین حالت مظلوم لوگ
اگرچہ کبہی کبہی کسی ناجایز وسیلہ سے اپنی کچہہ کارروائی کر لیتے تہے اور
بطور معاوضہ نقصان انکو کچہہ دلا دیا جاتا تہا مگر سزا جس سے آیندہ انتظام ہو
کسیکو نہین ملتی تہی اسلئے بناچاری ہمکو اپنے پولیٹکل افسرون سے رجوع
کرنا پڑا اور بعد خط و کتابت شروع ۱۸۶۱ع مین ہمنے ایک مسودہ عہدنامہ باہمی
اپنے اور جیپور کے پیش کیا جسکا یہہ منشا تہا کہ ملزمان جرایم مندرجہ عہدنامہ اور
وہ اشخاص جو جیلخانہ یا حوالات سے بہاگ گئے ہون خواہ طرفین سے کسیکی
رعایا ہون عدالت محل وقوع واردات کو بلا اعتراض سپرد کر دئے جائین
اور پولیس ریاست معاہد کو اپنی قلمرو مین مجرمان کے آزادانہ تعاقب کی
اجازت دیجائے اور جب پولیس محل وقوع واردات موافق شرایط مقررہ

(جو صحت سراغ کیواسطے تجویز کیگی تہے) کسی قانون عملداری ریاست معاہدمین سراغ پہنچادے تو ریاست محل منتہا سراغ سے مدعی کو معاوضہ نقصان دلادے مگر کوئی ملزم بربنار دلیل مُسراغ تفویض عدالت محل وقوع واردات نکیا جائیگا اور معاملات دیوانی مین یہہ مشروط ہوا تہا کہ مدعیان کو اختیار دیا جاوے کہ جہان مدعا علیہ ہتا ہو یا جہان اُسکی جایداد موجود ہو یا جہان بنار مخاصمت قایم ہوئی ہو برعایت دستورات اُس ریاست کے اپنے دعوون کو پیش کرین اور عدالت معاہد کی ڈگری بلا عذر اپنی قلمرو مین جاری کیجاوے لیکن جیپور والون نے اس سبب سے کہ اُنکا انتظام نہایت ناقص اور حکومت از بس ضعیف اور سست تہی اور رعایا پر بہروسہ نتہا کہ وہ بلا مزاحمت ان شرایط کی تعمیل ہونے دیگی شرایط متعلقہ فوجداری مین کچہہ کچہہ ترمیمات پیش کین اور شرایط معاملات دیوانی کی نسبت یہہ عجیب جواب دیا کہ "راجپوتانہ مین یہ طریقہ جاری نہین ہے اسلئے ہم پٹیالہ کے ساتہہ جاری نہین کر سکتے اور جو ترمیمات اُنہون نے پیش کی تہین اگرچہ اُنکے باعث سے آزادی اور اطمینان کے ساتہ کارروائی کا ہونا ناممکن تہا مگر ہمنے مصلحتاً منظور کرلین" اور ایک تاریخ مقرر کرکے شرایط مقررہ کے موافق عمل ہونیکا اشتہار دیدیا اور چونکہ جیپور والون نے تائید

انصاف و عدالت کے پیرایہ مین بڑے اصرار کے ساتھہ یہہ خواہش ظاہر کی تہی
کہ ریاست جہیجر کیطرح (اِن نئے علاقون مین جسکے ہم قایم مقام تہے) پٹیالہ
کا وکیل اپنی رعایا کے معاملات کی تائید کیواسطے جیپور کے محکمہ ایجنٹی مین
حاضر رہا کرے اور بعد متواتر خط و کتابت کے جو باہم ہمارے پولیٹکل افسرن
اور صاحب ایجنٹ جیپور کے ہوئی تہی ہمنے اس شرط پر وکیل کا بہیجنا منظور
کیا تہا کہ ،، جیپور کا وکیل بہی انبالہ کی ایجنٹی مین حاضر رہے اور جو برتاؤ نشست
وغیرہ کے باب مین ہمارے وکیل کی نسبت کیا جائے وہی اُنکے وکیل کی
نسبت یہان ملحوظ رہے ،، محکمات ایجنٹی مین وکلا کا بُلانا بہیجنا تو ملتوی ہو گیا مگر
جولای ۱۸۶۳ء مین اُنہون نے اپنی نظامت شیخاواٹی کیطرف سے ہماری نظامت
مین وکیل بہیجدیا جسکے عوض یہان سے بہی وکیل مقرر کیا گیا اور اسکا نتیجہ یہہ
ہوا کہ جانبین کے محکمات نظامت مین جو کثرت سے مقدمات ملتوی پڑے تہے
اور جنمین اکثر ہماری رعایا مدعی تہی فیصل ہو گئے مگر ۱۸۶۵ء مین ایک اتفاقیہ
سبب ایسا پیدا ہو گیا جس سے عہدنامہ کی شرایط کی تعمیل قریباً مسدود ہو گئی
اور جو امر اسقدر محنت اور کوشش سے حاصل کیا گیا تہا اُسمین خلل آگیا
یعنی جنوری سنہ مذکور مین صاحب ایجنٹ گورنر جنرل راجپوتانہ نے بغرض

ذمہ داری بڑہانے اور انتظام کیجانب مایل کرنے روساء راجپوتانہ کے جنکی رعایا کے عادات و اخلاق اور حالت بدنظمی قریب قریب یکسان تھی رؤساء ئور کے استمزاج سے ایک عام حکم اس مضمون کا جاری کردیا کہ باستثناء اُس حالت کے کہ جب فوراً تعاقب کی حالت مین کچہہ مال وغیرہ کسی کانون کی حد کے اندر مل جائے یا کوئی اور ایسی ہی قوی وجہہ ہو صرف بربناء سُراغ کوئی دعوی سنا نہ جایگا بلکہ وہی ریاست ذمہ دار حق رسی شخص مظلوم کی ہوگی جسکے علاقہ مین واردات ہوئی ہو ،، اور جیپور والون نے جو عہدنامہ سنہ ۱۸۶۱ع مین رخنہ ڈالنے کیواسطے گویا منتظر ہی تہے اسکی آڑ مین یہہ عمل اختیار کرلیا کہ جب کبہی ہمارا کوئی عہدہ دار پولیس سُراغ براری کرتا ہوا حسب معمول اُنکی حد مین پہنچا اور اُنکے عہدہ دار پولیس کو طلب کیا تو اُنہون نے بحوالہ حکم مذکور محل واردات کو ذمہ دار حق رسی بتلاکر اپنے آنیسے صاف انکار کردیا جسکے باعث سے بڑی بدنظمی پیدا ہوئی اور وارداتین زیادہ ہونے لگین پس ہمنے اس بنا پر کہ ہمارا اور جیپور کا عملدرآمد ایک خاص عہدنامہ کی بنیاد پر ہے اور روساء راجپوتانہ کے باہمی قول و قرار سے کہ (جسکی اطلاع بہی ہمکو نہین دی گئی تہی اور نہ استمزاج کیا گیا تہا) ہمکو کچہہ تعلق نہین ہے اور محل واردات کے ذمہ دار حق رسی ہونیسے یہہ بات لازم آتی

ہے کہ ظالمون کی جگہ مظلوم ذمہ دار حق رسی ٹھہرائے جائین اور جیپور کی رعایا
مسلح اور بالتخصیص اس امر کی عادی ہے کہ دور دور فاصلون پر جا کر چوری
اور غارتگری کرے اور ہماری رعایا غیر مسلح اور غریب ہے اس معاملہ کو صاحب
ایجنٹ ممالک ایسٹ ستلج کے روبرو تدارک کیواسطے پیش کیا لیکن مہاراجہ کے اختیار
پانے یعنی قریب پانچ سال تک یہہ ضروری معاملہ یکسو نہوا اور جانبین سے الزامی
اور تردیدی شکوی اور شکایت ہوتے رہے اور جون ۱۸۸۱ع مین جیپور والون نے
ترمیم عہدنامہ کی خواہش ظاہر کی اور ستمبر ۱۸۸۱ع مین عدم تعمیل عہدنامہ کی شکایت
مین ایک خاص مراسلہ گورنمنٹ پنجاب کی خدمت مین ہماری جانب سے بھیجا گیا
اور آخر کار گورنمنٹ ہند کے حکم سے بمقام لاہور ایک کانفرنس[1] کا ہونا قرار پایا
جسمین مسٹر لیپل ہنری گرفن صاحب بہادر سکرٹری گورنمنٹ پنجاب
پنجاب کیطرف سے اور کرنل ولیم ہول بینن صاحب بہادر پولیٹکل
ایجنٹ جیپور راجپوتانہ کیجانب سے اور سید امداد علی صاحب
دیوان اور خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی اور سید
محمد علی صاحب معتمد حاضر باش خدمت گورنمنٹ پنجاب پٹیالہ کیجانب سے

---

[1] انگریزی مین پنچایت کے طرح کے ایک مجمع کو کہتے ہین ۔ ۱۲ مؤلف

اور پنڈت موتی لال صاحب دیوان اور لالہ رام کشن صاحب وکیل متعینہ محکمہ ایجنٹی جیند مع لالہ کنہیا لال صاحب وکیل ریاست جیند ممدوٹ[۵۱] جیند کیطرف سے اسمین شریک ہوئے مقصود اس کانفرنس کا یہہ تہا کہ جو جو امور باعث ہرج کارروائی ہین وہ دریافت کئے جائین اور آیندہ کے لئے ایسی سبیل نکالی جاوے جس سے کارروائی مین آسانی ہو۔

ہمارا دربار مفصلہ ذیل امور کا خواہشمند تہا۔ اول یہہ کہ جب ۱۸۶۱ع کے عہدنامہ کا مسودہ پیش کیا گیا تہا اُسمین یہہ بات درج کی گئی تہی کہ رعایا پٹیالہ و جیند خواہ فی الحقیقت مجرم ہون یا مشتبہ الجرم عند الطلب عدالت محل واردات کو تحقیقات اور تجویز سزا کیواسطے سپرد کئے جائین لیکن جیند نے اسمین یہہ ترمیم کروی تہی کہ اشخاص مشتبہ الجرم سرسری تحقیقات کے بعد سپرد ہوا کرین اور تجربہ سے اس ترمیم کا یہہ نتیجہ ثابت ہوا کہ جیند کو ہماری عدالت کو اپنی رعایا کے سپرد نکرنیکے واسطے گنجایش ملتی ہے اور وہ اپنی رعایا کے ہمکو سپرد کرنے مین اپنی کسرشان سمجھتے ہین اور گو یہہ امر سچ ہے کہ منجملہ بیس مقدمات کے غالبًا اُنیس مقدمات مین اُنکی رعایا کو ہماری عدالت مین حاضر ہونا پڑتا مگر عہدنامہ

[۵۱] علاقہ شیخاوائی مین ہماری سرحد پر جیند کی ایک ذیلدار ریاست ہے ۔۱۲۔ مؤلف

جانبین کے لئے مساوی تہا اسلئے یہہ قید دور ہونی چاہیئے دوسرا ہے
یہہ کہ سرکار محررہ ۱۸۶۵ء کا تعلق ہمسے نہین ہے اور محل واردات کا ذمہ دار
حق رسی بنایا جانا خلاف منشاء عہدنامہ اور نیز بہ لحاظ حالت ہماری رعایا کے
ہماری رعایا کے مقاصد کیواسطے مضر ہے۔ تیسرا ہے یہہ کہ بموجب منشاء عہدنامہ
بالفعل یہہ امر عدالت محل مشتہار سُراغ کے اختیار مین ہے کہ چاہے مدعی کے
دعوی کو خارج کردے یا تسلیم کرے اور بسبب کثرت دعاوی ہماری رعایا کے
اِس عمل سے ہم اپنی رعایا کے حق مین انصاف کامل کی کم امید رکھتے ہین اسلئے
اختیار تجویز ایسے مقدمات کا عدالت محل واردات پر منتقل ہونا چاہیئے
جیپور والے اسکے خلاف سرکار صاحب ایجنٹ گورنر جنرل بہادر
راجپوتانہ کے موافق عمل ہونا چاہتے تھے اور اُنکی خواہش تہی کہ دفعہ عہدنامہ
متعلقہ سُراغ کی ترمیم اسکے موافق کیجائے لیکن مسٹر گرفن اور کرنل بینن
صاحب کی راے ہمارے زیادہ تر موافق ہوگئی اور انکی ذی اثر فہمائشین سے
آخرکار جیپور والون نے ہماری باتون کو مان لیا۔ اور معاملہ سراغ کی بابت یہہ
امر قرار پاگیا کہ عدالت محل واردات مقدمہ کو اپنے ہان مرتب اور تحقیقات کرے
وکیل ریاست معاہد کو حاضر کرنا ایسے اشخاص مطلوبہ عدالت کا جنسے اُس مقدمہ کا

حال دریافت کرنا منظور ہو واجب ہوگا اور اُسکے مواجہ مین اُنکے اظہارات تحریر اور تصدیق ہونگے جسپر بطور تصدیق اور شہادت اُسکے بہی دستخط کراے جائینگے اور اگر حاکم عدالت محل واردات کی راے مین مقدمہ کی حالت ایسی ہو کہ اُسکی رو سے زر معاوضہ نقصان محل منتہا سراغ سے مدعی کو دلانا واجب ہو تو مثل کو اپنی راے کے مفصل وجوہات لکھکر حاکم عدالت محل منتہا سراغ کے پاس اتفاق راے کیواسطے بہجدیگا اور دونون کے اتفاق راے کی حالت مین زر معاوضہ نقصان بذریعہ عدالت محل منتہا سراغ عدالت محل واردات کے سپرد ہوکر مدعی کو دلادیا جائیگا اور اختلاف راے کی حالت مین مثل مع وجوہات راے طرفین جیثیت سرپنچ مقبولہ جانبین صاحب پولیٹکل ایجنٹ جنکے زیر نگرانی محکمہ جات ہون جنکی کیفیت مین بذریعہ عدالت محل واردات مرسل ہوگی اور جس فریق کی راے سے بحیثیت مذکورہ وہ اتفاق کرینگے اُسکی موافق فیصلہ عمل مین آئیگا اور فہرست جرایم مندرجہ عہدنامہ بہی آپس کے اتفاق راے سے ترمیم کی گئی اور جانبین سے نے پندرہوین مارچ سنہ ۱۸۹۳ع کو بمواجہ مسٹر گرفن صاحب اور کرنل مین صاحب کے عہدنامہ کی ایک ایک نقل پر دستخط کرکے ایک دوسرے کو دیدیا۔

شفاخانون اور سررشتہ ویکسی نیشن کا قایم ہونا

جون ۱۸۷۵ء مین مہاراجہ کی توجہ اپنی رعایا کے حفظ صحت کیطرف مایل ہوی اور مناسب مقامات مین چند باقاعدہ شفاخانے اور مرض چیچک کے دفعیہ کے واسطے ایک مستقل سررشتہ ویکسی نیشن زیر اہتمام ڈاکٹر گریسیٹ فرویلیم کلتھارپ صاحب کے جو مہاراجہ نے اپنے ذاتی علاج معالجہ کیواسطے سرکار انگریزی سے مانگ لئے تھے اور جو ایک نہایت لایق اور تجربہ کار طبیب تھے اور جنکو آنکھون کے علاج مین ایک خاص دستگاہ حاصل ہے قایم کیا گیا۔

مرض چیچک جسکے نتایج نہایت خوفناک ہین منجملہ اُن نہایت قدیم اور کثرت سے پھیلے ہوئے امراض کے ہے جو دُنیا مین مشہور ہین مُلک مصر مین اسکا وجود بطور وبا تین ہزار تین سو اسّی برس سے خیال کیا گیا ہے اقوام شرقی خصوصاً اہل چین اور ہند مین بھی اسکا آغاز اُسی زمانہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ یونان اور اٹلی مین دو ہزار برس سے زیادہ سے اسکا وجود پایا جاتا ہے۔ عرب مین اسکا ظہور پہلے پہل جب ہوا جبکہ ۵۶۶ء مین آبرہہ حبشی حاکم یمن نے جو عیسائی تھا کعبہ کے مسمار کرنیکی غرض سے ایک بڑی فوج کے ساتھ جسمین ہاتھی بھی تھے مکہ معظمہ پر حملہ کیا چنانچہ اسکا اشارہ

قرآن مجید بھی پایا جاتا ہے - سلہ

اسکا قدیم علاج جسکو انگریزی مین اناکیولیشن اور ہمارے اس ملک مین ٹیکہ چھوپ کہتے ہین اسطرح کیا جاتا تہا کہ چند سوئیون کی نوک پر چیچک کا مادہ جو اسکے چھالکے کو پانی مین گہسکر قابل استعمال بنایا جاتا تہا لگاکر بچے کے دائین یا بائین کلائی پر گود دیتے تہے جس سے تپ ہوکر اوسجگہہ ایک بڑا سا آبلہ ہوکر تہوڑی سی چیچک نکل آتی تہی اور آیندہ کا خوف جاتا رہتا تہا چنانچہ بہت چہوٹی سی عمر مین خود میرے دائین ہاتہ کی کلائی پر ایک ہندو پہاڑی جراح نے جو یہان نوکر تہا یہہ عمل کیا تہا - اور عرب - چین - ہندوستان - فارس - آرمینا - گرجستان - یونان - اٹلی - فرانس - جرمنی - سویڈن - ڈنمارک - انگلستان غرض سب جگہہ یہی علاج مختلف طریقون مین مروج تہا لیکن اسمین یہہ بڑا ضرر تہا کہ چیچک کے وبائی مادہ کو تحریک ہوکر مرض تمام ملک مین پہیل سکتا تہا جسکا پہر روکنا ناممکن تہا - پس ۱۷۹۶ء مین ڈاکٹر جینر صاحب ایک مشہور انگریز طبیب نے اس علاج کا دوسرا طریقہ ویکسی نیشن نکالا جسمین

سلہ دیکھو تفسیر کبیر رازی صفحہ ۶۸۷ جلد ہشتم مطبوعہ مصر ۱۳۰۸ ہجری اور تفسیر صافی صفحہ ۳۸۱ مطبوعہ بمبئی ۱۲۷۱ ہجری اور تفسیر کشاف صفحہ ۱۶۲۳ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ ہجری - ۱۲ مؤلف

اس مرض کے وبائی مادہ کے تحریک مین آنیکا عیب نہین ہے اور نہایت ہی فایدہ مند ثابت ہوا ہے۔ اسمین گائے کے تھن پر جو کبھی کبھی دانے بطور چیچک نکل آتے ہین اُنکا مادہ نشتر کی نوک سے بچہ کے بازو پر ایسی غیر محسوس صورت مین جلد کے اندر داخل کیا جاتا ہے کہ خون کا ایک قطرہ بھی نکلنے نہین پاتا بلکہ خون کا نکلنا مضر سمجہا جاتا ہے کیونکہ اُسکے ساتھہ دوا کے بہہ جانیکا جو مقدار مین بہت ہی قلیل ہوتی ہے احتمال ہوتا ہے جس سے اثر باطل یا ضعیف ہو جاتا ہے اور اس عمدہ علاج کا نتیجہ یہہ ہوتا ہے کہ خفیف سا بخار ہو کر صرف اُسیجگہہ ایک چیچک کا سا دانہ اُبھر آتا ہے اور اُسیطرح بھر کر اور خشک ہو کر گر جاتا ہے اور کچھہ کسیطرح تکلیف نہین ہوتی۔ اگرچہ اپنے وقت مین بجز کوہستانی لوگون کے اناکیولیشن بھی عام پسند علاج تھا مگر افسوس ہے کہ ویکسی نیشن بھی باوجودیکہ اسمین بہت ہی کم تکلیف ہوتی ہے اور اگر عمل کامل طور سے دو یا تین بار ہو جائے تو چیچک کا نہ نکلنا ایک یقینی امر ہے لوگون کے نزدیک نامرغوب اور موجب خوف و نفرت ہے اور اسکی جگہہ ہمارے کروڑون جاہل اور وہمی ہموطن زیادہ تر بھروسہ جہاڑ پہونک در او[illegible] ایسی ہی لغویات پر کرتے ہین اور گورنمنٹ انگریزی اور اُن بعض ریاستون

بلکی کوشش اور تحریص و ترغیب جنہوں نے اس عمدہ علاج کو اپنی قلمرو میں جاری
کیا ہے اب تک لوگوں کے وہم اور تعصبات پر بہت ہی کم غالب آئی ہے اور
تمام ہندوستان میں جو ہر ایک بچہ کا اس مہلک مرض میں ایکبار مبتلا ہونا گویا
ضروریات سے ہے بچے اس کثرت سے ضایع ہوتے ہیں کہ اور کسی
بیماری سے اسقدر موتیں نہ بچوں میں واقع ہوتی ہیں اور نہ جوان اور بڑھوں
میں مگر امید ہے کہ جیوں جیوں تعلیم کو ترقی ہوتی جائیگی وہم اور تعصبات بہی کم
ہوتے جائینگے اور کوئی وقت آئیگا کہ انگلینڈ کیطرح ہمارے ملک میں بہی اس
مرض کا نام و نشان نہ رہیگا اور یہہ کمبخت مرض اپنے خوشامدی خطابوں ماتا سیتلا
ٹھنڈی کے ساتھہ جو ہمارے وہمی اہل وطن نے اسکو دیئے ہیں پکاری
نہ جائیگی۔

یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ اس ریاست کے فرمانروا نے اپنے اور اپنی اولاد
کے علاج معالجہ کیواسطے ایک انگریز طبیب کو نوکر رکہا اور اپنے ملک میں ترقی
یافتہ فن طب انگریزی کے علاج کے رواج دینے میں کوشش کی۔

مہاراج رگہوراج سنگہہ بہادر والی ریوان کا پٹیالہ آنا

مہاراج ایشری پرشاد نارائن سنگہہ بہادر مہاراجہ بنارس اور

مہاراج رگہوراج سنگہہ بہادر والی ریوان اس دربار مین شریک ہونیکو
جو ہز ایکسلینسی لارڈ نارتہہ بروک صاحب بہادر ویسرائے گورنر جنرل
ہند نے نومبر ۱۸۷۲ء مین راجپوتانہ اور سنٹرل انڈیا کے اکثر خود مختار والیان
ملک کی ملاقات کیواسطے آگرہ مین منعقد فرمایا تہا تشریف لائے ہوئے تہے
پس جب دربار ہوچکا مہاراجہ صاحب بہادر بنارس معہ مہاراجہ صاحب بہادر
ریوان جو اُنکے دوست ہین متہرا اور بندرابن ہوتے ہوئے سیر کے
ارادہ سے دہلی آئے اور ہمارے مکان مین آکر ٹہرے جو اُنکی آرام و
آسایش کیواسطے درست کردیا گیا تہا۔ پس مناسب سمجہکر مہاراج نے
سلطان الشعرا مرزا محمد اکبر خان صاحب سیستانی خاور تخلص کو معہ اپنے
ایک اور معزز اہلکار کے اُنکی خاطر اور مدارات کیواسطے وہان بہیجا اور پیغام دیا
کہ اگر تشریف لاوین تو پٹیالہ بہی کچہہ دور نہین ہے چنانچہ مہاراجہ صاحب بہادر
بنارس تو اسوجہہ سے تشریف نہ لاسکے کہ اُنکو میور کالج کے فونڈیشن کی رسم
مین شریک ہونا تہا جو دسوین دسمبر سنہ مذکور کو ہز ایکسلنسی لارڈ نارتہہ
بروک صاحب بہادر کے ہاتہہ سے الہ آباد کے مقام عمل مین
آئی تہی مگر مہاراج رگہوراج سنگہہ بہادر نے پٹیالہ کا قصد فرمایا اور

اور اس ضمن مین گرچہ میرے اشنان کی بہی نیت کی جو ایک مشہور و معروف تیرتہہ ہے اور اُنکی دوستانہ درخواست پر مہاراج نے انبالہ سے تہانیسر تک اُنکے آرام و آسایش کے انتظام کیواسطے **شیخ فخر الدین صاحب** سول جج پٹیالہ اور **سردار اجمیر سنگہہ** کرنیل کا ذمہ کیا اور تیرتہہ سے فارغ ہوکر گیارہوین دسمبر سنہ مذکور کو وہ پٹیالہ تشریف لائے۔ مہاراج نے بڑی شان و شوکت سے اپنے مہمان عزیز کا استقبال کیا اور لیجاکر موتی باغ مین اُتارا اور پانچ روز یہان رکہا اور اُنکی اور اپنی شان و منزلت کے موافق اُنکی خاطر و تواضع کی جس سے وہ نہایت خوش ہوئے اور جوش مسرت سے مہاراج کی تعریف مین ایک کبت تصنیف کیا اور سولہوین دسمبر کی شب کو جب اُنکی ملاقات رخصت کے بعد بے تکلفانہ طور پر مہاراج اُنکی ملاقات کو تشریف لیگئے انگریزی مین جسمین بات چیت کرنیکا اُنکو نہایت ہی شوق ہے مہاراج سے یہہ کہا کہ ،، مینے مسرت خاطر کے تقاضا سے آج صبح کو آپکے اوصاف مین یہہ کبت تصنیف کیا ہے اور اپنے ہاتہہ سے شیش محل (موتی باغ مین ایک مکان ہے) کی دیوار پر اسواسطے لکہدیا ہے کہ اس مکان مین میرے قیام کی یادگار رہے اور ہمیشہ جب آپکو اسکے ملاحظہ کا اتفاق

ہو تو خود آمین یا و آون ۔ اور ایک پنڈت اپنی کونسل کے ایک ممبر کو جسکا
نام بتقلید ریاست جیپور رایل کونسل (شاہی کونسل) رکھا ہے پڑھنے کو
دیا اور کہا کہ مجھے چشمہ لگانے کی عادت ہے اسلئے مین خود اسوقت نہین
پڑھ سکتا۔ چنانچہ وہ کبت یہ ہے ۔

कवित ॥ मंत्रीमरमकविउदारसरदारसबैपंडित
कीमंडलीसीमंडितसमाजको सेरहोशिकारबागमं
झुलतडागकेतेबांधेमुरजादसभाजुद्धराजसाजको
मंनेबांधेबसमहाराजरघूराजसिंघकीनीमत
कारप्रेमपूरनदराजको आला आला विपुल
मरातबाविशालदेयकेशबकूपालापदयालाम
हाराजको ॥१॥

ترجمہ وزرا اور شاعران خوش بیان اور امرا، سخاوت پیشہ سے دربار
ایک فاضلون کا مجمع معلوم ہوتا ہے۔ سیر و شکار کی جا گاہین اور نفیس باغ
اور تالاب ریاست مین اکثر ہین اور انتظام رزم و بزم ریاست نہایت باقاعدہ ہے
مہاراج رگھوراج سنگھ ان صفات کو موزون کرکے بیان کرتے ہین کہ

یہان مہمان کی تواضع و تکریم اعلی درجہ کی ہوتی ہے پس نہایت بلند مرتبہ
خدا کی عنایت سے والی پٹیالہ کو حاصل رہے۔"
جب کبت ختم ہوچکا تو مہاراجہ نے ہی اپنے عزیز مہمان کے میلان طبع
کے لحاظ سے انگریزی ہی مین جواب دینا مناسب سمجہا اور فرمایا کہ "آپنے
جو کچہہ فرمایا ہے اُس سے مین بہت خوش ہوا۔ میری خوشی اسوجہہ سے
نہین ہے کہ آپنے میری اور میری ریاست کی تعریف کی بلکہ اسوجہہ سے
ہے کہ آپکی مہمانداری کے لئے جو سامان کئے گئے تہے وہ آپکی مطبوع خاطر
ہوئے اور آپکو اُنسے رضامندی حاصل ہوئی۔ آپنے جو یہان تشریف
لانیکی تکلیف گوارا فرماکر مجہکو اپنی دوستانہ ملاقات سے معزز اور مسرور کیا
مین اسکی نسبت آپکا نہایت شکریہ ادا کرتا ہون۔ خدا کے فضل سے اُمید ہے
کہ ہمارے اور آپکے درمیان دوستی اور محبت کے جس سلسلہ کی ابتدا ہوئی
ہے یہہ نہ صرف زمانہ دراز تک بلکہ پشتہا پشت تک قایم رہیگی۔ اگرچہ ہم آپ
اب بظاہر جدا ہوتے ہین مگر اُمید ہے کہ دوستانہ مکاتبات کے ذریعہ
سے مراسم ارتباط کو ترقی ہوتی رہیگی اور خدا کے فضل سے یہہ بہی اُمید ہے کہ
کسی مبارک موقع مین پہر ملاقات حاصل ہوکر جانبین کی خوشی کو تازگی حاصل

ہوگی‘‘

اگرچہ مہاراج گھوراج سنگھہ بہادر سنسکرت مین اچھی استعداد رکھتے ہین اور بھاکھا کے تو شاعر ہی ہین اور انگریزی مین بھی اسقدر مہارت ہے کہ گفتگو کر سکتے ہین اور کچھہ لکھہ بھی لیتے ہین۔ مگر افسوس ہے کہ باستثناے ہمارے پنجاب کے رئیسون کے ہندوستان کے اکثر والیان ملک کیطرح انکے بھی سونے جاگنے کھانے پینے اور پاٹ پوجا کے اوقات عام دنیا سے نہایت ہی مختلف ہین جسکے سبب سے ان کو اور اُن لوگون کو جنکو ان سے ملاقات کا اتفاق پڑے بہت تکلیف ہوتی ہے۔ ؎۱

؎۱ ریاست ریوان ہندوستان کی نہایت ممتاز اور قدیم ریاستون مین سے ہے چنانچہ مسٹر ایچیسن صاحب کی کتاب عہدنامجات سے معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب بہادر حال سے بانی ریاست تک بتیس ۳۲ پشتین ہوتی ہین۔ اس خاندان کے رئیس سورج بنسی راجپوت ہین اور عرفاً بگھیلے کہلاتے ہین سخاندان اودیپور۔ جودہ پور۔ جے پور بیکانیر سے جو بہت پرانی ریاستین ہین انکی برادری اور قرابت ہے۔ مسندنشین کی سترہ توپ کی سلامی سرکار انگریزی سے ہوتی ہے۔ مہاراجہ حال گورنمنٹ کے دوست صادق ہین اور غدر ۱۸۵۷ء کی خدمات کے صلہ مین پرگنہ سہاگ پور اور امرکنٹک اور اول درجہ کا تمغہ سٹار آف انڈیا انکو ملا ہے ریاست کا رقبہ بارہ ہزار آٹھہ سو بتیس ۱۲۸۳۲ میل مربع

مہاراج کا راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر کی مسندنشینی کی تقریب سے فریدکوٹ تشریف لیجانا

مئی ۱۸۷۴ء مین مہاراج راجہ وزیر سنگھ صاحب بہادر کی تعزیت اور اُنکے ولیعہد راجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر کی مسندنشینی کی تقریب سے فریدکوٹ تشریف لیگئے چونکہ فیروزپور کے راستہ سے جانا ہوتا تہا میجر گرے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر نے فیروزپور سے دو میل اسطرف معہ صاحبان یورپین افسر ضلع یعنی کنٹونمنٹ مجسٹریٹ اور اسسٹنٹ کمشنر اور سول سرجن اور ڈسٹرکٹ سوپرنٹنڈنٹ پولیس کے استقبال کیا اور جب فرودگاہ پر پہنچے تو مہاراج سے اجازت لیکر ہندوستانی عہدداروں یعنی مولوی سید ذوالفقار علیخان صاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر و تحصیلدارون اور میونسپل کمیٹی کے ممبرونکو پیش کیا اور سرکار کیطرف سے بطور دعوت سدپہنچائی اور شہر مین روشنی کرائی اور آتشبازی چہڑوائی غرض نہایت اخلاق اور مدارات سے پیش

اور آبادی بارہ لاکھ ایکہزار آدمی کی ہے مگر کچھہ زمین کی خرابی کے سبب سے اور زیادہ تر بدانتظامی کے باعث سے آمدنی بحسب شہرت عام بیس پچیس لاکھ سے زیادہ نہیں ہے اور اس زمانہ مین تو اس سے بہی بہت گہٹ گئی ہے۔ ۱۲ - مولف

بہر ادا کی تعزیت رسم دن بر ۔ گیا ۔ مئی ۱۹ انند نے مہاراجہ اور آئے
اگلے دن منصبداران سوم کے ساتھ ملاقات اور بازدید فرمائی یعنی سوم درجہ
کے دو اہلکار راجہ صاحب کو مہاراج کی ملاقات کیواسطے جاکر لائے اور دوم
درجہ کے دو اہلکاروں نے سواری تک استقبال کیا اور مہاراج نے مسند سے
علیحدہ مخملی صوفہ پر اپنی بائین طرف ہاتھ کے اشارہ سے بٹھایا اور انکے
ہمراہیوں نے مہاراج کو نذرین دین اسیطرح مشایعت ہوئی اور جب مہاراج
بازدید کیواسطے تشریف لیگئے چونکہ رات تھی ولیعہد صاحب فریدکوٹ صغیر سنی
کے باعث سے دستور العمل کے موافق قیامگاہ پر استقبال کو نہ آسکے اُنکے
عوض اوّل درجہ کے چار اہلکار آئے اور سواری تک راجہ صاحب نے خود استقبال
کیا اور مہاراج نے علیحدہ مسند پر جو راجہ صاحب کے دائین طرف بچھائی گئی تھی
جلوس فرمایا اور سب اہل دربار نے مہاراج کو نذرین دین ۔ اگلی صبح صاحب
کمشنر بہادر لاہور جنسے اس ریاست کا پولیٹکل تعلق ہے تشریف لائے اور
گیارہ بجے رسم مسندنشینی عمل مین آئی اور اگلے دن راجہ صاحب نے مہاراج
کو کوٹ کپورہ کی بیڑ مین شکار کھلایا ۔

فریدکوٹ کی حیثیت اگرچہ ایک گانو سے کچھہ ہی زیادہ ہے مگر اُس

ریگستانی خشک ملک مین راجہ صاحب کا چہوٹا سا باغ جسمین ایک چہوٹا سا مکان بہی ہے گرمی کے موسم مین بہت غنیمت ہے - کوٹ کپورہ فریدکوٹ سے قریب سات میل کے ایک بڑا گانو ہے اور راجہ صاحب کے رہنے کیواسطے یہان بہی انگریزی وضع کا ایک چہوٹا سا مکان اور ایک چہوٹا سا باغچہ ہے -

مہاراج کا اس موقع پر فریدکوٹ تشریف لیجانا صرف خانگی تعلقات رشتہ داری کے باعث سے تہا اور یہہ پہلا ہی مرتبہ تہا کہ ہمارے عالیقدر رئیسون مین سے ایک رئیس کو اس چہوٹی سی ریاست کے رئیس کی مسندنشینی کی تقریب مین بذاتہ شریک ہونیکا اتفاق ہوا -

نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کا پٹیالہ آنا

آغاز اپریل ۱۸۷۳ء مین کرنل چارلس منچن صاحب پولیٹکل ایجنٹ بہاولپور نے نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کی ہمت اور جرات بڑہانیکے خیال سے یہہ تجویز کیا کہ چند روز دسہرہ دون مین وہ شیر کا شکار کہیلین چونکہ بہاولپور سے اسجگہہ کو بہت فاصلہ تہا اور بہاولپور سے شکاری ہاتہیون کے بہیجے جانیمین ایک طرح کی دقت تہی اسلئے بہ سبب دوستی خاندان ریاست بہاولپور اور ہماری ریاست کے صاحب موصوف نے مہاراج سے شکار کے موقع

چند ہاتھیون کے بھیجے جانیکی درخواست کی اور نواب صاحب بہادر کے
اتالیق مسٹر ڈوین صاحب کو فہمایش کی کہ شکار سے واپس آکر اگر مہاراج
کی مرضی ہو تو نواب صاحب پٹیالہ بہی تشریف لیجائیں چنانچہ آغاز جون مین نواب
صاحب شکار سے واپس تشریف لائے اور ہمارے مکان واقع سول لین انبالہ
مین جو اُنکے واسطے درست اور آراستہ کیا گیا تہا ٹھیرے اور بمعیت ہمارے دو معزز
اہلکارون کے جو اُنکے لینے کو انبالہ بہیجے گئے تہے بارہوین جون کو پٹیالہ تشریف
لائے مہاراج نے حد مناسب تک استقبال فرمایا اور فوج نے جو تعظیما کہڑی کی گئی
تہی سلامی اُتاری اور توپخانہ سے سلامی کی توپین سر ہوئین اور اگرچہ ضابطہ بمقتضی اسکا
تہا کہ پہلے نواب صاحب مہاراج کی ملاقات کیواسطے تشریف لاتے مگر مہاراج
نے بنظر خوش اخلاقی اور مہمان داری بلا رسوم ضابطہ بے تکلفانہ اپنے عزیز مہمان
کے پاس اپنا پہلے تشریف لیجانا مناسب سمجہا اور باضابطہ ملاقات مین جو اسکلے
دن ہوئی اوّل نواب صاحب تشریف لائے اور پہر مہاراج اُنکے ہان تشریف
لیگئے اور معمولی رسمین ادا ہوئین اور چودہوین کو نواب صاحب ایک بے تکلفانہ
رخصتی ملاقات کرکے بہاولپور کو تشریف لیگئے اور راجپورہ کے ریلوے
سٹیشن تک ہمارے دو معزز اہلکار اُنکے ہمراہ گئے - علاوہ تحایف معمولی

کے جبکا لیا یا تجا نارسمی ملاقات مین مقرر ہے ملاقات رخصت کیوقت مہاراج
نے ایک نہایت خوبصورت اور چالاک پاٹہا نواب صاحب کو دیا جسکو
بمقتضائے سن لیکر وہ نہایت ہی خوش ہوئے۔

نواب صادق محمد خان صاحب بہادر والئ حال کے

پڑدادا نواب بہاول خان ثالث آغاز ۱۸۵۱ء مین خواجہ
معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جنکا مزار اجمیر
مین ہے تشریف لیگئے تہے اور اس تقریب سے اُنکا قیام اثنا راہ مین
ہماری عملداری کے قدیم شہر سامانہ مین ہی ہوا تہا اور مہاراج نرندر سنگہہ
صاحب بہادر سرگباشی نے راقم کے والد اور ایک اور معزز اہلکار
کو اُنکی خاطر تواضع اور اس غرض کیواسطے اُنکی خدمت مین بہیجا تہا کہ اُنکے
پٹیالہ تشریف لانیکے باب مین تحریک کرین لیکن رسوم ملاقات کے تصفیہ ہونے
کے باعث سے وہ تشریف نہ لا سکے۔ پس یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ ریاست
بہاولپور کا ایک فرمان روا دوستانہ اور بے تکلفانہ طور سے پٹیالہ مین مہمان
ہوا اور اُس دوستی اور اتحاد کو جو دونون ریاستون کے باہم مدت سی
چلا آتا ہے۔ زیادہ تر استحکام حاصل ہوا۔

مہاراج کا امرتسر کے اشنان اور ملتان کی سیر کو تشریف لیجانا

نومبر ۱۸۶۱ء مین دیوالی کے میلہ کے موقع پر مہاراج امرتسر تشریف لیگئے اور درشن اور اشنان کیا اور علاوہ اٹھارہ ہزار روپیہ کے جو مختلف مقامات پر چڑہایا گیا اکاون ہزار روپیہ اس غرض سے دربار صاحب کی بہینٹ کیا گیا کہ اسکی آمدنی سے ایک عام خیراتی لنگر جاری رہے اور یہان سے فارغ ہوکر لاہور مین بعض انگریز دوستون سے ملاقات کی اور پھر تفریحاً ملتان کی سیر کو تشریف لیگئے اور شیر شاہ کے مقام جو یہان سے دس میل دریا کے کنارہ ایک بستی ہے دُخانی کشتی پر دریائی جانورونکا شکار کیا جو تفریح سے خالی نتھا۔

ملتان اگرچہ بہت پرانا اور قدیم شہر ہے مگر قریب اسّی ہزار کے اب بھی لوگ اسمین آباد ہین لیکن قلعہ جسکا تاریخ مین اکثر ذکر ہے زمانہ حال کے طرز جنگ کی موافق ندیکھکر سرکار انگریزی نے مسمار کرادیا ہے اور اُسکے عوض ایک اور قلعہ بنانیکی تجویز ہے۔ یہان نوّاب صادق محمد خان صاحب بہادر والی بہاولپور کے دو معزز اہلکار دوستانہ پیغام اور تحایف لیکر آئے

اور مسٹر برانڈرتھہ صاحب بہادر کمشنر اور اور انگریز دوستون سے
ملاقات ہوئی - اور آخر نومبر مین ہم پٹیالہ پہنچگئے -

مہاراج کا شمولیت دربار گورنری کیواسطے دہلی تشریف لیجانا اور لارڈ نارتھہ بروک صاحب بہادر کا پٹیالہ آنا

مارچ ۱۸۷۵ء مین جب ہز ایکسلینسی لارڈ نارتھہ بروک صاحب بہادر
ویسرائے و گورنر جنرل ہند نے دہلی مین ایک شاہانہ دربار منعقد فرمایا
مہاراج بہی بہ معیت کپتان لنسڈیل صاحب ڈپٹی کمشنر لاہور جو ہمراہی
کیواسطے حسب الحکم گورنمنٹ تشریف لائے تہے جاکر اسمین شریک ہوئے
اور اس موقع پر علاوہ اور دوست رئیسون کے مہاراجہ منگل سنگہہ
صاحب بہادر والی الور سے جنکے ساتہہ خاندانی راہ و رسم چلا آتا تہا
ملاقات ہوئی جو ایک پہلی ہی ملاقات تہی جو پٹیالہ اور الور کے عالیقدر رئیسون
کے باہم ہوئی - اور چونکہ ہز ایکسلینسی لارڈ ممدوح نے براہ مہربانی شملہ کو جاتے
ہوئے پٹیالہ مین مہمان ہونا منظور فرمایا تہا - یہان سے فارغ ہوتے ہی فوراً
پٹیالہ تشریف لے آئے اور نہایت توجہ اور سرگرمی سے انکی مہمانداری کے

انتظام مین مصروف ہوئے اور انیسوین مارچ کو لارڈ ممدوح تشریف فرماے پٹیالہ ہوئے اور اگلے دن شام کو بعد سماعت ایڈریس جو راقم نے مہاراج کے حکم سے متضمن حالات تاریخی اس مدرسہ اور سررشتہ تعلیم پٹیالہ کے پڑہکر سُنائی تھی اور جسکا ترجمہ لارڈ ممدوح اوّل ملاحظہ فرما چکے تھے مدرسہ اعظم پٹیالہ کی بُنیاد رکہی جسکا نام مہاراج کے نام کی مناسبت سے **مہندر کالج** کہا گیا اور مندرجہ ذیل تقریر فرما کر ایک سونیکا تمغہ اپنی طرف سے اِس مدرسہ کے اوّل درجہ کے ایک طالبعلم کیواسطے سال بسال دینا تجویز فرمایا۔

سپیچ

مین نہایت خوشی سے اعلان کرتا ہون کہ مہندر کالج کی بُنیاد احسن طور سے رکہی گئی۔ سر مہاراجہ صاحب بہادر کے وزیر اعظم کی رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ریاست مین مدارس کی تعداد نوّے کے قریب ہے جنمین چہہ ہزار طالب علم تعلیم پاتے ہین اور تعلیم مین تدریج ترقی ہوتی جاتی ہے۔ چونکہ رفاہ عام کے ہر کام سے آیندہ زمانہ کی ترقی کی اُمید ہوتی ہے اسلئے مین اُمید کرتا ہون کہ اس ریاست کے صیغہ تعلیم کو جو ابہی ابتدائی حالت مین ہے زمانہ آیندہ مین بہت فروغ حاصل ہوگا اور اس صیغہ سے

بتدریج ملک کو بڑا نفع حاصل ہوگا - مگر میری صلاح یہہ ہے کہ ترقی تعداد
طلبار کی نسبت اصلی ترقی علوم کو زیادہ تر مد نظر رکہنا چاہیئے - مین قبلی
مین ایک موقع پر بیان کرچکا ہون کہ اشاعت علم اور اعانت تعلیم مین مہاراجہ
صاحب بہادر کی توجہہ اور فیاضی نہ صرف اپنے ملک اور اپنی رعایا پر منحصر ہے
بلکہ غیر علاقہ کے کارخانجات تعلیم مین بہی اپنی عالی ہمتی اور روشنضمیری سے
امداد فرماتے رہتے ہین - جیساکہ لاہور یونیورسٹی کو زر خطیر عطا فرمایا ہے -
چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر نے ازراہ مہربانی مہندر کالج کے فونڈیشن
کی رسم مین مجہے بہی شریک فرمایا ہے اسلئے میری یہہ خواہش ہے کہ اگر
مہاراجہ صاحب بہادر منظور فرمائین تو اس شرکت کی یادگار کیواسطے مین ایک
تمغہ اوّل درجہ کے طالبعلم کیواسطے پیش کرتا ہون جس صیغہ کے طالب علم کو
جس طور پر مہاراجہ صاحب بہادر مناسب سمجہین یہہ تمغہ عطا فرماتے رہین -
واضح ہو کہ ہندوون مین مکان کی بنیاد مین سونے کا ایک چہوٹا سانپ بناکر
رکہنے کی رسم ہے جو اس اعتقاد پر مبنی ہے کہ زمین ایک بہت بڑے سانپ
کے سر پر جسکا نام سیس ناگ ہے اور جسکے ہزار سر ہین اور جو چارون طرف
سے زمین کو گہیرے ہوئے ہے قایم ہے جس سے بطور تفاول یہہ مُراد ہوتی

ہے کہ گویا سیس ناگ کے سر پر جو زمین کا محافظ ہے بنیاد قایم کیجاتی ہے۔
پس اس رسم کے موافق اس مکان کی بنیاد مین بہی علاوہ ریاست اور سرکار انگریزی کے سونے چاندی کے سکّون کے جو ایک فرنگستانی رسم ہے ایک چہوٹا سا سونے کا سانپ بہی ایک بوتل مین ڈالکر رکہا گیا اور بوتل کے مونہہ پر ایک چاندی کا پتّر رکہا گیا[ا] جسپر مندرجہ ذیل عبارت فارسی حروف مین کندہ تہی "،آج بتاریخ اُنتیسوین چیت سمت ۱۹۳۱ ہندی مطابق سوم مارچ ۱۸۷۵ء موافق بست و یکم ماہ صفر ۱۲۹۲ ہجری روز سہ شنبہ حضور رایٹ آنریبل لارڈ طامس جارج بیرنگ صاحب بہادر بیرن آف نارتہ بروک جی۔ ایم۔ ایس۔ آئی نے جو از طرف علیا حضرت ملکہ معظمہ رفیع الدرجہ کوئین وکٹوریا شہنشاہ ہند و انگلنڈ کشور ہندوستان کے ویسراے و گورنر جنرل ہین

[ا] کسی چیز پر کچہہ کہود کر یا لکہہ کر مکان کی بنیاد مین بطور یادداشت رکہدینے کی رسم ہندوستان مین بہت عرصہ سے پائی جاتی ہے چنانچہ شاری پتّر اور موگلان کے ستوپہ (مینار) مین سے جو مگدہ دیش (بہار) کے راجہ اشوک نے جوسن عیسوی سے دو سو تریسٹھہ برس پہلے تخت نشین ہوا تہا بہلیسہ کے قریب سانچی مین بطور اُنکی یادگار کے بنوایا تہا شاری پُتر اور موگلان کی ہڈّیان جو بودہ مذہب کے بانی شاک منی گوتم بدہ کے چیلے اور اس مت کے بہت بڑے آچاج تہے ایک ڈہبیا مین سے نکلی ہین جسپر پالی یعنی پرانے دیوناگری حروف مین ان

موافق خواہش حضور عالیجناب فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیرالامرا
مہاراجہ راجگان دہراج راجیشر سری مہاراجہ مہندر سنگھہ مہندر بہادر
جی-سی-ایس-آئی والی پٹیالہ کے بنیاد مکان مہندر کالج یعنی مدرسہ اعظم
دارالریاست پٹیالہ اپنے دست مبارک سے رکھی۔

مہاراج کا ہز رایل ہائینس پرنس آف ویلز بہادر دام اقبالہ کی ملاقات کے لئے کلکتہ جانا اور راجپورہ مین انکی تشریف آوری کی یادگار کیواسطے ایک گنج کی بنیاد کا رکھنا

جناب معلے القاب عالیجاہ رفیع پایگاہ ہز رایل ہائینس البرٹ اڈورڈ پرنس
آف ویلز بہادر دام اقبالہ ولیعہد سلطنت ہند و انگلینڈ کا ہندوستان مین
تشریف لانا اگرچہ ایک ایسا واقعہ ہے جو اس ملک کی عام تاریخ سے علاقہ رکھتا
ہے مگر اس سبب سے کہ مہاراج کو اول کلکتہ مین انکی ملاقات اور تعارف ذاتی کا اعزاز
حاصل ہوا اور پہر براہ نوازش وہ راجپورہ مین انکے مہمان ہوئے اور انہون نے
اسکی یادگار کیواسطے انکے نام نامی پر یہان ایک نئے گنج کی آبادی کی بنیاد رکھی

دونون کے نام کندہ ہین۔ ۱۲۔ مولف

اس ریاست کی تاریخ خاص کے لئے بہی کچہہ کم زیب و زینت کا باعث نہین ہے
اسلئے ہم اس شاہانہ سیر و سفر کے متعلق چند ضروری اور عام مطالب لکھکر وہ
خاص حالات قلمبند کرتے ہین جو اس ریاست سے متعلق ہین۔

واضح ہو کہ جب ۱۸۵۸ء کے غدر کے رفع ہونیکے بعد از روے ایکٹ
پارلیمنٹ موسومہ (ایکٹ برائے احسن انتظام ہند) مصدرہ سنہ ۲۱ و ۲۲ جلوس
حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا دام سلطنتہا اس ملک کی حکومت آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی
سے لیجا کر سیدہی تخت شاہی کے متعلق کرلیگئی تو **ارل کیننگ صاحب**
نے جو اسوقت اس ملک کے ویسرائے و گورنر جنرل تہے حضور شاہی مین اپنی یہہ
رائے پیش کی کہ اس نقل و تحویل حکومت کے اہل ہند کے ذہن نشین کرنیکی
غرض سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اصل علامت شاہی انکے پیش نظر
کیجائے اور اسلئے مناسب ہے کہ جناب معلے القاب ہز رایل ہائینس پرنس **آف**
ویلز بہادر (جنکا سن شریف اسوقت سترہ سال کا تہا) اس ملک مین
بطور سیر و سیاحت تشریف لائین تاکہ جو امتیاز ایسٹ انڈیا کمپنی اور گورنمنٹ
شاہی کے مفہوم مین ہے لوگ جسسے اب تک بہت کم لوگ واقف ہین ہر کسیکو
معلوم ہو جائے۔ پس اگرچہ انکی یہہ رائے پسند ہوئی اور سب ارکان دولت

نے حضور ممدوح کے اس سیر و سفر کے باب مین اپنی رضامندی ظاہر کی لیکن
ارل الگین صاحب ویسرائے و گورنر جنرل ہند کی وفات اور اور چند امور کے
باعث سے یہہ مبارک امر وقوع مین نہ آسکا مگر جب ۱۸۶۹ء مین حضور ممدوح کے
چھوٹے بھائی ہزرایل ہائینس ڈیوک آف اڈنبرا بہادر کے تشریف لانیکے
وقت اس ملک کے روسا اور رعایا نے عموماً نہایت خوشی اور دلی تعظیم و تکریم اور
محبت ظاہر کی تو اس خیال سے کہ لوگون کو اپنے آیندہ شہنشاہ اور وارث تخت
و تاج کے دیکھنے سے زیادہ تر اطمینان اور گورنمنٹ شاہی پر اپنے ہر ایک طرح
کے سود و بہبود کا بھروسہ ہوگا اور بادشاہ و رعایا کے باہم ذاتی تعارف ہو جانیسے
سلطنت کو زیادہ تر استحکام ہو جائیگا اس امر کی پھر تحریک ہوئی اور ۱۸۷۵ء
مین بعد بہت سی غور اور بحث اور گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ شاہی کے باہم خط و
کتابت کے یہہ امر قرار پایا کہ حضور ممدوح شروع نومبر مین ہندوستان مین پہونچ
جائین اور یہہ سیر و سفر صرف بحیثیت ولیعہد سلطنت اور مہمان نواب ویسرائے
و گورنر جنرل کے ہو نہ بحیثیت قائمقام حضرت ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کے مگر
بطور نیابت ایک امر خاص کے یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو کلکتہ مین دربار فرما کر حضرت
ملکہ معظمہ دام سلطنتہا کے نام سے جن جن روسا اور شرفا اور عہدہ داران سرکار

کو سٹار آف انڈیا کا معزز خطاب عطا فرمائے جانیکا منشا ہے انکو اسکے تمغے وغیرہ
عنایت فرمائین تاکہ ہز ایکسلینسی وائسرائے کے رعب و داب اور وقار و منزلت مین
بہی فرق نہ آسے اور جو مقصود انکے اس ملک مین تشریف لانیسے ہے وہ
حاصل ہو جاسے۔ چنانچہ ان امور اور حضور ممدوح کے کوچ و مقام کی مفصل اور
باضابطہ اطلاع تیرہوین جولائی سنہ مذکور تار کے ذریعہ سے لارڈ نارتہہ برو
صاحب بہادر وائسرائے و گورنر جنرل ہند کو دیگئی اور اس سبب سے
کہ صاحبان خطاب جلیل سٹار آف انڈیا کا حسب قاعدہ اس دربار مین شریک ہونا
ضرور تہا انہون نے اسی روز شملہ سے مہاراج کے نام اپنے ہاتہہ سے چٹہی لکہی
جسمین فقرہ لکہکر تحریر فرمایا کہ " مجہے امید ہے کہ آپ اس مبارک موقع پر کلکتہ تشریف
لاسکینگے اور مجہکو یہہ موقع حاصل ہوگا کہ جسطرح آپنے پٹیالہ مین میری دعوت کی
تہی مین بہی تپاک دلی کے ساتہہ کلکتہ مین آپکو ویل کم (خیر مقدم) کہون اور
آپکے لئے کلکتہ کی سیر کو حتی المقدور ایک پسندیدہ سیر بناؤن " اور لکہا کہ " نسبت
تاریخ دربار اور انتظامات کے پبلک طور پر آپکی خدمت مین اطلاع پہنچیگی۔ "
چنانچہ تیسوین اگست کو صاحب سکرٹری آرڈر (خطاب) کی طرف سے انعقاد
دربار کا معمولی سمن (اطلاعی پرچہ) آیا اور گورنمنٹ پنجاب کے حکم سے سترہوین

ایل ٹیپر صاحب انڈر سکریٹری گورنمنٹ موصوف تشریف لائے اور پانچوین
دسمبر کو مہاراج پٹیالہ سے سوار ہو کر علیگڈہ - بریلی - لکھنؤ - اور عظیم آباد ہوتے اور سیر
کرتے ہوئے سترہوین کو تشریف فرمائے کلکتہ ہوئے - اور رسوم مقررہ کے
ساتھہ (جنکا ذکر پہلے کئی دفعہ لکھا جا چکا ہے) نواب ویسرائے بہادر کی ملاقات
اور بازدید ہو کر تیئیسوین کو اپنے شہنشاہ زادہ کے استقبال اور انکی جناب مین
ویل کم گذارش کرنیکو پرنسپ گھاٹ پر ان بڑے بڑے رؤسا و صاحب
ملک اور امرا و شرفا کے ساتھہ شریک ہوئے جو باستثنائے سفیران شاہ نیپال
جو بطور نیابت اپنے بادشاہ کیطرف سے صرف مبارکباد دینے کو حاضر ہوئے
تھے اکثر طبقہ جلیلہ سٹار آف انڈیا کے ممبر یا اس خطاب کے دینے کے لئے بلائے
گئے تھے مثلاً مہاراجہ صاحب بہادر جموّن - گوالیار - اندور - جیپور - جودھپور -
ٹریوانکور - ریوان - پنّا - جوہور - سر سالار جنگ بہادر وزیر حیدرآباد دکن -
راجہ صاحب بہادر جیند - نابھ - اور جنرل رندیپ سنگھ رانا بہادر سپہ سالار
نیپال وغیرہ -

اس وقت جو خوشی اور اُمنگ خاص و عام خصوصاً اُن رئیسون اور امرا و
شرفا کی حالت سے جنکو نواب ویسرائے بہادر نے حضور ممدوح الشان کی خدمت

عالی مین خود پیش کیا اور جناب ممدوح الالقاب نے بکمال الطاف سے ہاتھ بڑہاکر اُسکے مصافحہ فرمایا اور عنایت آمیز کلمات ارشاد فرمائے ظاہر تہی اُس سے یہہ بات خود بخود عیان تہی کہ لارڈ کیننگ صاحب آنجہانی نے جو خیال کیا تہا اور جو جذبے اظاہر کی تہی وہ نہایت ہی صحیح اور مستحسن تہی۔

اب جسطرح ملاقات اور بازدید ہوئی اور مہاراج کو اپنے شہنشاہ زادہ اور آیندہ شہنشاہ سے ذاتی تعارف کا اعزاز حاصل ہوا اُسکی کیفیت سُنیے کہ حضور مُعلےٰ نے چوبیسوین کی صبح کو دس بجے سب رئیسون سے پہلے مہاراج کو ملاقات کیواسطے یاد فرمایا۔ چنانچہ مہاراج ہمراہی مسٹر ٹپر صاحب اور اپنے نو اعلیٰ عہدہ دارون کے تشریف لیگئے اور گورنمنٹ ہوس کے شمالی مشرقی دروازہ سے پانسو گز کے فاصلہ پر حضور ممدوح کے دو مصاحبون اور میجر سارٹورلیس صاحب نے جو میجر ہنڈرسن صاحب کی نیابت مین کام کرتے تھے استقبال کیا اور گاڑی سے اُترنیکے بعد صاحب موصوف اور ایک صاحب نے ہمراہ ہوکر گورنمنٹ ہوس کے اُوپر کے زینہ تک پہنچایا اور گارڈ آف آنر نے سلامی کی اور فورٹ ولیم سے معمولی توپین سر ہوئین۔ یہان میجر ہنڈرسن صاحب جو بمنزلہ فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند حضور ممدوح کے

سٹاف مین پولیٹیکل امور کے انجام دینے کیواسطے مقرر کئے گئے تہے ملے اور ہمراہ ہوکر ملاقات کے کمرہ مین جو گورنمنٹ ہوس کے تخت کے کمرہ کی دائین طرف ایک بہت چہوٹا سا کمرہ تہا لیگئے اور حضور معلی نے جو فیلڈ مارشل کی فلڈریس وردی پہنے ہوئے تہے استقبال فرماکر اُسی کوچ پر جسپر تشریف فرما تہے اپنی دائین طرف بٹہایا اور چند کلمۂ کلام کے بعد اپنا سونے کا بیضوی تمغہ جسکے ایک طرف حضور ممدوح کی شبیہ مبارک اور مہاراج کا نام نامی اور خطاب سٹار آف انڈیا اور دوسری جانب حضور ممدوح کا اسم گرامی اور القاب و خطاب اور اُنکی پلوم (کلغی) کی شکل منقوش تہی اور آسمانی فیتہ پڑا ہوا تہا اپنے ہاتہ سے پہنایا۔

اسوقت صرف مسٹر ٹیپر صاحب مہاراج کے ساتہ تہے اور حضور ممدوح کے سٹاف مین سے صرف ڈیوک آف سدرلینڈ جو انگلینڈ کے بہت بڑے امراءمین سے ہین اور سر بارٹل فریر صاحب جی - سی - ایس - آئی جو لارڈ کیننگ صاحب کے عہد مین کونسل کے سنیئر ممبر اور بمبی کے گورنر رہ چکے ہین اور جو اپنی مشہور و معروف دانشمندی اور واقف کاری امور سلطنت ہند کے باعث سے بتخصیص حضور ممدوح کے سٹاف مین مامور کئے گئے تہے حاضر تہے اور ہم کو

تخت کے کمرہ کی بائین جانب ایک گوشہ مین جہان حضور ممدوح کے سٹاف کے
جملہ صاحبان عالیشان بلباس فلڈریس اسی غرض خاص کے لئے تشریف رکہتے
تہے بٹہائے گئے ہتے مگر تہوڑی دیر کے بعد ہمکو بہی باریابی کی اجازت ہوئی
اور کہڑے کہڑے سلام ہوکر ہمارے حاضر ہوتے ہی حضور ممدوح نے مہاراج کو
اپنے ہاتہہ سے عطر و پان عنایت فرمایا اور اگرچہ پروگرام مین لکہا تو یہہ گیا تہا کہ ہمراہی
سردارون کو میجر ہنڈرسن صاحب کے سوا کوئی ایک اور عہدہ دار عطر و پان دیگا
مگر دیا اُنہون ہی نے کیونکہ کوئی اور شخص موجود ہی نہ تہا اور اُسیطرح مشایعت اور
سلامی وغیرہ ہوئی جسطرح استقبال ہوا تہا۔
اُنتیسوین کو ایک بجے حضور معلی معہ ڈیوک آف سدرلینڈ اور سر بارٹل
فریر اور جنرل برون اور جنرل پروبن اور میجر ہنڈرسن اور اور اپنے
عالیقدر رفقا اور مصاحبین کے جو شمار مین بائیس تہے ملاقات بازدید کیواسطے تشریف
لائے۔ راقم اور سردار دیوا سنگہہ صاحب دیوان۔ خلیفہ سید محمد حسین صاحب
میر منشی اور سید امداد علی صاحب حاکم عدالت صدر جو استقبال کو گئے تہے
ساتہہ آئے اور جب سواری مکان کی دہلیز (پورٹی کو) مین پہنچی تو مہاراج نے
معہ مسٹر ٹپیر صاحب کے پیشوائی کی اور ساتہہ مین ہاتہہ دیئے ہوئے دربار کے

کمرہ مین بیٹھ گئے۔ تہوڑی دیر کے بعد مسٹر ٹہپر صاحب نے سب اہل دربار کو پیش کیا۔ اور اسکے بعد حضور ممدوح نے چند تحایف جنپر اُنکا اور مہاراج کا نام نامی مع القاب و خطاب کے کندہ و مرقوم تہا اور پہلے سے ایک علحدہ مکان مین لا کر رکہے گئے تہے طلب فرمائے اور براہ اخلاق کہڑے ہوکر اور چند مناسب کلمات ارشاد فرما کر عنایت فرمائے جنمین سے کرچ کو جو حضور ممدوح نے اپنے دست خاص سے عنایت فرمائی تہی مہاراج نے فخریہ طور پر فوراً زیب کمر فرمالیا اور جب عطر و پان دینے کی رسم ہوچکی اور دربار برخاست ہوا تو حضور ممدوح نے اُن تحایف کو ملاحظہ و منظور فرمایا جو مہاراج نذر کرنا چاہتے تہے اور دربار کے ساتہہ ملے ہوئے ایک کمرہ مین مناسب طور سے رکہے ہوئے تہے یعنی مہاراج کی تصویر جسکا دس ہزار روپیہ کی قیمت کا مرصع فریم تہا اور مرصع آلبم جسمین مہاراج آلا سنگہہ صاحب بہادر سے لیکر مہاراج تک سب مہاراجگان پٹیالہ کی تصویرین اور دار الریاست پٹیالہ کے خاص خاص مکانات کے عکسی نقشے تہے اور ڈہال اور تلوار جسکے پہول اور قبضہ وغیرہ مرصع تہے اور سونیکی گہڑی جسکے اوپر کے ڈہکنے مین مینے کی بنی ہوئی مہاراج کی تصویر اور نہایت عمدہ موتیونکا چین تہا جسکو اجازت لیکر مہاراج نے اُنکے زیب گلو فرمایا اور باتین کرتے ہوئے ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے خوشی خوشی سواری تک

تشریف لائے اور رخصت ہوکر دولتخانہ کو تشریف لیگئے اور استقبال کیطرح ہم لوگون نے مشایعت اور گارڈ آف آنر نے سلامی کی اور فورٹ ولیم سے توپین سر ہوئین۔

چونکہ اُن رسوم کے معلوم ہونیسے جنکے ساتہہ مہاراج اور مہاراجہ صاحب بہادر اندور۔ جودہپور۔ جیپور۔ کشمیر۔ گوالیار۔ بیگم صاحبہ بہوپال اور مہاراجہ صاحب بہادر ریوان۔ سے اسی ترتیب سے ایک ہی روز ملاقات ہوئی تہی اس ریاست اور اُن ریاستون کا درجہ اور رتبہ اور وہ تفاوت جو گورنمنٹ اس باب مین ملحوظ رکہتی ہے معلوم ہوسکتا ہے اسلئے اس موقع پر ان روسا کی ملاقات کی رسوم کا بیان کیا جانا خالی از فایدہ نہو گا۔ واضح ہو کہ ہمارا اور جودہپور کا پروگرام بالکل یکسان تہا۔ اندور۔ جیپور اور گوالیار کا پروگرام اگرچہ اور سب باتون مین ہمارے موافق تہا لیکن اس امر مین کہ ایک دو خاص ہمراہی سردارون کو میجر ہنڈرسن صاحب اور باقی کو کسی ایک اور عہدہ دار کے ہاتہہ سے عطر و پان کا دیا جانا لکہا تہا مختلف تہا۔ ریوان کا پروگرام بہی وہی تہا جو ہمارا تہا مگر ایک اس بات مین کم تہا کہ اُنکے ہمراہی سردار آٹہہ تہے اور ہمارے نو۔ بہوپال کا پروگرام ریوان کے موافق تہا مگر اسمین اور اُسمین یہہ تفاوت

تہا کہ اندور وغیرہ کی طرح انکے ہی خاص خاص اہلکارون کو عطر و پان کا میجر

ہنڈرسن صاحب کے ہاتہہ سے ملنا لکہا تہا۔ کشمیر کے پروگرام مین

اورون کی نسبت یہہ امتیاز تہا کہ اٹہارہ سردارون تک کے ہمراہ لیجانے کی

اجازت تہی اور گاڑی سے اُترنیکے بعد خود میجر ہنڈرسن صاحب اور

ایک مصاحب ساتہہ ہوکر انکو ملاقات کے کمرہ مین لیگئے تہے۔

اب ہم حضور ممدوح کے راجپورہ مین مہمان ہونے اور اسکی یادگار کیواسطے ایک

نئے گنج کی بنیاد کے رکہے جانیکا ذکر کرتے ہین۔ واضح ہو کہ حضور معلے کے سیر و سفر

کا پروگرام جو ہندوستان مین تشریف لانیسے پہلے ہی تجویز ہو کر مشتہر ہو چکا تہا

اُسمین جموّن۔ جےپور۔ گوالیار اور اندور کے سوا کسی چہوٹے یا بڑے رئیس

کی دارالریاست یا کسی اور مقام مین قدم رنجہ فرمانیکی تجویز نتہی لیکن جب مہاراج

نے باصرار درخواست کی اور نواب ویسرائے بہادر نے براہ مہربانی اسکی منظوری

کیواسطے سعی فرمائی تو جناب ممدوح نے براہ نوازش اپنے سفر کا ہرج گوارا فرماکر

تہوڑی دیر کیواسطے راجپورہ مین جو پٹیالہ سے قریب پندرہ۱۵ میل کے مشرق کیطرف

ایک چہوٹا سا قصبہ ہے ٹہرنا اور کہانا نوش فرمانا منظور فرمایا۔ پس جب یکم جنوری ۱۸۷۶ء کو

سٹار آف انڈیا کا دربار ہو کر تیسری کو حضور ممدوح بنارس کیطرف نہضت فرما ہوئے

تو مہاراج بھی نواب ویسرائے بہادر سے ملاقات رخصت فرماکر پٹیالہ کو سوار ہوئے اور دعوت کی تیاری اور اہتمام بڑے شوق سے کرنے لگے اور چونکہ راجپورہ مین کوئی ایسا مکان نتہا جو اس مقصد کے لایق ہوا سلئے چند بہت بڑے اور عمدہ عمدہ خیمے ریلوے سٹیشن کے قریب مناسب طور سے لگائے گئے اور نہایت عمدہ سامان سے انکو آراستہ اور پیراستہ کیا گیا اور سٹیشن بھی نہایت خوبی سے سجایا گیا اور ہر ایک طرح کا تکلف جو مناسب اور ممکن تہا کیا گیا۔ پس جو بیئسوین جنوری کو رات کے گیارہ بجے جب شاہی ٹرین سٹیشن پر پہنچی مہاراج نے جو پہلے سے مع مسٹر جیمس ولیم میکناب صاحب کمشنر انبالہ (جنکو گورنمنٹ پنجاب نے بطور خاص رسومات تعظیم و تکریم مین مددی کیواسطے بہیجدیا تہا) موجود تہے حضور معلے کو دست بدست گاڑی سے اُتارا اور خیمہ گاہ کو لے آئے اور ایک بڑی زرین کرسی پر جو حضور ممدوح کے اجلاس کیواسطے مخصوص تہی بٹہایا اور اجازت لیکر اپنے اوّل درجہ کے نو عہدہ دارون کو جنکو اس موقع پر حاضر رہنے کی اجازت تہی پیش کیا اور ہر ایک کا عہدہ اور نام بتایا جنکی نذرین جناب ممدوح نے نہایت مہربانی سے ہاتھ لگاکر معاف فرمائین اور اسکے بعد ایک دوسرے خیمہ مین جو آرام کے لئے مخصوص تہا تشریف لیگئے اور تہوڑی دیر بعد باہر آکر اپنے عالیقدر رفقا اور مصاحبین کو مہاراج

کے پیش کیا اور تعارف کرایا اور سب کے نام اور عہدے بیان فرمائے اور جس خیمہ
مین کہانیکی میز لگی ہوئی تہی تشریف لیگئے اور مہاراج سے جو بائین طرف بیٹھے ہوے
تہے باتین کرتے اور کہانا نوش فرماتے رہے - جب کہانیسے فراغت ہو چکی تو
مہاراج نے کہڑے ہوکر اوّل حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے توسٹ کی تحریک کی
اور پہر چند منٹ بعد مندرجہ ذیل تقریر فرماکر (جسکا ترجمہ مسٹر میکناب صاحب نے انگریزی
مین پڑہکر سنایا) حضور ممدوح کی صحت و سلامتی کے لئے جام مسرت پیئے
جانیکی تحریک فرمائی -

اسپیچ

حضور عالیجناب معلے القاب پرنس آف ویلز بہادر - آجکی تاریخ خاندان
پٹیالہ کے لئے ایک نہایت خوشی اور فخر کی تاریخ ہے کہ حضور نے جو ہماری نہایت
ذی شوکت اور نہایت رحیم شہنشاہ علیا حضرت ملکہ معظمہ دام اقبالہا کے فرزند ارجمند
اور خود ہمارے آیندہ شہنشاہ ہین میری ناچیز دعوت کو قبول فرماکر ریاست پٹیالہ کو
افتخار بخشا - خاندان پٹیالہ کو اس بات کا بڑا گہمنڈ ہے کہ پہتّر برس سے یعنی جب سے
کہ اسکو سرکار عظمت مدار انگلشیہ کے ساتہ دوستانہ تعلق حاصل ہوا ہے تمام ریاستہاے
ہندوستان مین سے یہہ خاندان اپنی متواتر اور مسلسل اور غیر منقطع خدمات کی حیثیت

سے ایک خاص طرحکی برتری اور امتیاز اور شہرت رکھتا ہے اور انہین وجوہ سے
ہمیشہ گورنمنٹ شاہی کی نوازش ہائے بیشمار کا مورد رہا ہے اور امید ہے کہ آیندہ
بھی ایسی ہی عنایت اس خیرخواہ خاندان پر رہیگی - یہہ مقام (راجپورہ) اگرچہ اب
تہوڑے عرصہ سے قریب تر ریلوے سٹیشن کے اس جگہہ ہونیکے باعث سے دارالریاست
پٹیالہ کا دروازہ گنا جاتا ہے لیکن اس جگہہ نہ تو کوئی بڑا شہر ہے اور نہ کوئی ایسی
عمدہ عمارت ہی ہے جو حضور کے شوق سیر کو اپنی طرف مایل کرے نہ کسی اور تاریخی
واقعہ سے یہہ جگہہ قابل توجہ اور ممتاز ہے پس ایسے مقام مین جو حضور نے محض
میری توقیر اور عزت افزائی کے لئے اپنے سفر کا ہرج گوارا فرماکر مجھے اعزاز بخشا
ہے یہہ ایک نمایان ثبوت اسی خاص شاہانہ نظر عاطفت کا ہے جس سے حضور
کی گورنمنٹ نے ہمیشہ اس ریاست کو دیکہا ہے - پس مین نہایت صدق دل سے
حضور کے اس لطف خاص کا شکریہ ادا کرتا ہون اور گذارش کرتا ہون کہ
ہرچند یہہ چند خیمے جنمین میری اس ناچیز دعوت کا سامان ہے حضور کی
شاہانہ قدر و منزلت کے لایق نہین ہین مگر ہمارے اس ملک ہندوستان
مین یہہ ایک مثل مشہور ہے کہ "صدر ہرجا کہ نشیند صدر ست -
آجکی رات ریاست پٹیالہ کی تاریخ مین ہمیشہ یادگار رہیگی اور مجھے اس

کے خیال کرنیسے بڑی مسرت ہے کہ اپنے خاندان مین مین وہ اوّل شخص
ہُون جسنے اپنے آیندہ شہنشاہ سے شرف ملازمت حاصل کیا۔ مین اِس
امر سے واقف ہون کہ حضُور اور علیا حضرت ملکہ معظمہ دام ظلہا خاندان پٹیالہ کی
خدمات اور اُسکی وفاداری اور فرمان پذیری کی تاریخ سے بخوبی آگاہ ہین پس
خدا نکرے کہ پہر کوئی ایسا موقع پیش آئے کہ سرکار کو میری خدمات کی ضرورت ہو
لیکن بالفرض اگر کوئی ایسا اتفاق پیش آئے تو مین نہایت صداقت سے عرض کرتا
ہُون کہ مین اپنی فوج اور خزانہ اور اپنی جان سے سرکار کی خدمت کے لیئے
حاضر ہون اور مجھے امید ہے کہ جسطرح میرے بزرگون سے خیر خواہی اور اطاعت
گورمنٹ کے خیالات مجھے بطور میراث ملے ہین اسیطرح پشت بہ پشت میری اولاد
بہی اِس امر پر فخر کیا کریگی۔ اب مین اپنے اس التماس کو حضُور اور حضرت ملکہ معظمہ
دام اقبالہما اور تمام خاندان شاہی کی صحت اور سلامتی اور حضُور کی سلطنت کی
بقا کی دُعا پر جو ہمارے لئے بہت سی برکتون کا باعث ہوئی ہے ختم کرتا ہون اور
سب صاحبان عالی منزلت سے جو اِس مجمع مین میرے ساتھ اس خوشی مین
شریک ہین خواہشمند ہون کہ حضُور کی صحت اور سلامتی کا ٹوسٹ پئین۔"
اسکے بعد حضور ممدوح الشان اپنی کرسی سے کھڑے ہوئے اور مہاراج کو مخاطب

فرماکر ایک تقریر فرمائی جسکا مطلب قریب قریب یہہ تہا کہ ،، آپنے جو نہایت
گرمجوشی اور صداقت دلی سے ہماری دعوت اور مہمانداری اور استقبال وغیرہ
کیا مین اسکی بابت آپکی خدمت مین دلی شکریہ ادا کرتا ہون - آپکے خاندان کی خیرخواہی
اور وفاداری کا اظہار جسکے لئے آپکا خاندان مشہور ہے آج جو میری اس دعوت اور
استقبال اور اپنی دلچسپ تقریر مین آپنے کیا ہے مین بہت خوشی سے اسکا ذکر حضرت
ملکہ معظمہ کے حضور مین کرونگا اور ہمیشہ آپکی صحت اور سلامتی اور آپکی ریاست کی بقا اور
بہبودی میری عین مراد ہے ،، اور اہل مجلس کیجانب متوجہ ہوکر مہاراج کی سلامتی
کے ٹوسٹ کی تحریک فرمائی اور تہوڑی دیر چرٹ پیتے رہے پہر ملاقات کے خیمہ
مین تشریف لاکر تصویرات وغیرہ سامان آرایش کو جو اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا
تہا دیکہا اور مہاراج کی ایک تصویر پسند فرماکر ازراہ عنایت خاص لے لی اور سوار ہوکر
سٹیشن پر آئے اور چند لمحہ آتشبازی کا ملاحظہ فرمایا اور رخصت ہوکر بدولت و اقبال آگے کو
تشریف لیگئے اور اس جلسہ کے کامیابی کے ساتہہ ختم ہونیکی بابت نواب ویسرائے
و گورنر جنرل بہادر ہند اور نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب نے تار کے ذریعہ سے مہاراج
کو مبارکباد دی اور چونکہ یہہ پرمسرت واقعہ ہمیشہ یاد رکہنے کے قابل تہا مہاراج
نے ۲۶ جنوری کو بساعت سعید اُس مقام پر جہان خیمے نصب تہے اپنے ہاتہہ سے ایک

نئے گنج کی بُنیاد رکھی جسکا نام حضور ممدوح اور مہاراج کے نام نامی کی مناسبت سے البرٹ مہندر گنج رکھا گیا۔ اِس موقع پر جو دو عمدہ قطعہ تاریخ میرے سب سے چھوٹے بھائی خلیفہ سید محمد محسن صاحب مہاراج کے مصاحب نے لکھکر پیش کئے اور مہاراج نے ازراہ قدر دانی اسکے صلہ مین مرصع کڑونکی جوڑی انگوٹھی مرحمت فرمائی تفنن طبع ناظرین کے لئے ہم یہان نقل کرتے ہین۔

قطعہ

ولیعہد شہنشاہِ فلک قدر — چو مہمانِ شہ باعز و شان شد
مہاراجہ مہندر سنگھہ صد شکر — ازین اعزاز فخرِ خاندان شد
پُر از شادی و عشرت زین ملاقات — ہمانا از زمین تا آسمان شد
بگو تاریخ خوش از روئے حشمت — متین (خورشید با مہ مقران شد)
۱۸۷۰ء

قطعہ دیگر

بنام نامی شہزادہ البرٹ اڈورڈ — نہادہ شد چو بنائے عمارت این گنج
شد از حضور مہاراجہ حکم تا بخشش — بنام داعی دولت متین قافیہ سنج
بگفت سال بنایش ز روی استحکام — سروش غیب بمن با صدائے خوش آہنج
بگو (جناب مہاراجہ مہندر سنگھہ — بنا نہادی البرٹ مہندر گنج)
۱۸۷۰ء

کلکتہ جانیکے موقع پر علاوہ اُن رئیسون کے جنسے پہلے ملاقات تھی مہاراج
جیاجی راؤ صاحب بہادر سیندہیا والی گوالیار اور مہاراج رام راج صاحب
بہادر والی ٹریوانکور۔ اور نواب سید تراب علیخان بہادر سالار جنگ وزیر
حیدرآباد دکن سے ملاقات ہوئی۔ مہاراجہ صاحب بہادر گوالیار کے ان اوّل
مہاراج تشریف لیگئے اور پہر وہ تشریف لائے اور اسطرح پر ملاقات ہوئی کہ اُنکے
وزیر سر راؤ راجہ گنپت راؤ دادا صاحب کہڑکے شمشیر جنگ بہادر کے
سی۔ ایس۔ آئی نے سواری تک استقبال کیا اور ملاقات کے کمرہ کے دروازہ
تک خود سیندہیا صاحب بہادر تشریف لائے اور رخصت کیوقت مہاراج کو خود اُنہون
نے اور ہمراہیون کو ایک بڑے عہدہ دار نے عطر و پان دیا اور اسیطرح مشایعت

۱؎ ڈاکٹر ولیم ہاورڈ رسل صاحب جنہون نے حضور پرنس آف ویلز بہادر کا سفرنامہ بحیثیت اُنکے آنریری
اور عارضی پرائیوٹ سکرٹری کے تحریر کیا ہے لکھتے ہین کہ "مہاراجہ صاحب بہادر ٹریوانکور قوم
کے راجپوت اور اپنے مذہب کے نہایت پابند ہین اور سنسکرت مین اچھی استعداد ہے اور سنسکرت
زبان کے علوم مین پنڈتون کے ساتھہ مباحثہ کا بڑا شوق رکھتے ہین اور مرہٹی۔ تامل۔ تلنگانی
اور اردو زبانون کے علاوہ انگریزی کو بہت صفائی کے ساتھہ لکھہ پڑہ سکتے ہین۔ علم موسیقی
کے بہی شایق ہین اور خود بہی اُنکو اسمین بڑی دستگاہ حاصل ہے۔ ریاست کے کاروبار مین بہت
عجیب شخص ہین اور اُنکا جو کام ہے نہایت ٹہیک ٹہاک ہے" اس ریاست کا رقبہ چہہ ہزار مربع
میل مربع اور آبادی بقول ڈاکٹر صاحب موصوف تیئیس لاکہہ دس ہزار اور بقول مسٹر ہیمین صاحب مولف

ہوئی جسطرح استقبال ہوا تہا علی ہذا جب وہ تشریف لائے اسطرف سے عمل ہوا جیسا کہ سینڈ ہیا صاحب بہادر کا منشا تہا کچہہ تحفہ تحایف جیساکہ اکثر دستور ہے طرفین سے لیا دیا نہین گیا مگر صرف ایک بیش قیمت گہڑی جسکے اوپر کے ڈہکنے مین مہاراج کی مینے کی بنی ہوئی نہایت خوبصورت تصویر تہی جو مہاراج نے بطور یادگار انکو دی اور انہون نے اسکو قبول کیا۔

مہاراجہ صاحب بہادر ٹریاانکوڑ جنکے مزاج مین اس قسم کے تکلفات کہ کون پہلے آئے اور کون پیچہے جائے نہین ہین اور جو اپنے پرائیوٹ سکرٹری کو بہیجکر از خود محرک ملاقات ہوئے تہے تشریف لائے اور بلحاظ انکے حسن اخلاق اور بے تکلفی کے مہاراج نے سواری کے قریب تک استقبال فرمایا اور جب مہاراج تشریف لے گئے

کتاب عہدنامجات بارہ لاکہہ باسٹہہ ہزار چہہ سو چھیتالیس ہے مگر ہمکو شک ہوتا ہے کہ کتاب عہدنامجات کے مترجم نے شاید غلطی سے بائیس ۲۲ کی جگہہ بارہ لکہدیا ہے ورنہ اسقدر تفاوت کا ہونا تعجب سے خالی نہین ہے۔ آمدنی بقول مسٹر ایچیسن صاحب بیالیس لاکہہ پچاسی ہزار ہے لیکن خود مہاراجہ صاحب ممدوح نے مہاراج سے ایک تذکرہ مین پچپن لاکہہ بیان کی تہی۔ اس ریاست کا دار الحکومت ترپونیدرم آٹہہ درجے عرض البلد شمالی اور ستتر درجے طول البلد شرقی پر مدراس پریزیڈنسی کے جنوبی حصہ مین ساحل ملابار کی جانب عین سمندر کے کنارہ آباد ہے۔ رئیس کی سلامی گورنمنٹ سے انیس ۱۹ توپ کی مقرر ہے اور آٹہہ لاکہہ دس ہزار روپیہ ریاست گورنمنٹ کو خراج دیتی ہے۔

تو اسیطرح اُنہون نے عمل کیا۔ انکے مزاج کی سادگی اور بے تکلفی اسی سے سمجھ لینی چاہیئے کہ باوصفیکہ پچپن لاکہہ روپیہ کا مُلک اُنکے زیر نگین ہے کلکتہ مین صرف شیاشیا شاستری صاحب دیوان اور دو تین اُور اہلکار ساتہہ تہے اور جب مہاراج کی ملاقات کو تشریف لائے تو صرف پرائیوٹ سکرٹری جو قوم کا برہمن اور ایک ہوشیار شخص ہے اور ایک چوبدار ہمراہ تہے۔

سر سالار جنگ بہادر کی ملاقات اسطرح پر ہوئی کہ انکو مہاراج کے دو مصاحب سواری تک استقبال کرکے لائے اور مہاراج نے سرو قد تعظیم کی اور ہاتہہ ملایا اور اپنی داہنی طرف ایک چہوٹی کرسی پر بٹہایا اور اوّل اُردو مین اور پہر جب اُنہون نے فارسی مین پوچہا کہ ،، مینے سُنا ہے کہ آپ فارسی مین بخوبی بات چیت کرسکتے ہین ،، تو فارسی اور پہر اسی سوال کے انگریزی مین کرنے پر انگریزی مین اسنے گفتگو فرماتے رہے اور اپنے ہاتہہ سے عطر و پان دیا اور کہڑے ہو کر رخصت فرمایا اور دو مصاحب سواری تک چہوڑ آئے۔

اِس سفر مین مہاراج نے اپنے دلی شوق کے باعث سے کلکتہ جاتے ہوے چند گہنٹہ ٹہر کر علیگڈہ انسٹیٹیوٹ اور مدرستہ العلوم کو ملاحظہ فرمایا جو میرے شفیق اور قوم کے سرگرم اور دلی خیرخواہ آنریبل مولوی سید احمد خان صاحب بہادر

سی۔ ایس۔ آئی ممبر لیجسلیٹو کونسل گورنمنٹ ہند کی دردمندانہ اور بے بہا کوششونکا

نتیجہ ہین اور جنسے ملک اور قوم کو بے انتہا فائدہ پہنچنے کی اُمید ہے اور ازراہ

فیاضی و علم دوستی اٹھارہ سو روپیہ سالانہ کا ایک دایمی وظیفہ اس شرط سے عطا

فرمایا کہ اُسکا صرف صرف دنیوی علوم کی تعلیم مین ہوتا رہے اور اپنی مُہر اور دستخط

سے اسکی سند مدرستہ العلوم کی کمیٹی کو عنایت فرمائی۔

مہاراج کی وفات اور اُنکے عہد حکومت کی نسبت گورنمنٹ پنجاب اور لارڈ ڈلٹن صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند کی رائے

اگرچہ یہہ بات انسانکی جبلّی ہے کہ جس سے جسکو محبّت ہوتی ہے اور جس سے

جسکو تعلّق ہوتا ہے اُسکی جُدائی سے اُسکو رنج والم ہوتا ہے اور اُسکی مفارقت

سخت صدمہ پہنچاتی ہے خصوصاً جبکہ جُدائی ایک دایمی جُدائی اور مفارقت

ایک ابدی مُفارقت ہو مگر جو لوگ دنیا کے نشیب و فراز کو سوچتے اور موجودات کے

تغیر اور انقلاب پر غور کرتے رہتے ہین وہ موت کو بھی خواہ وہ کسی کی جوانی

ہی کی موت کیون نہو ایک معمولی اور طبعی امر خیال کر کے اپنے دلکو لاحاصل

رنج و غم کے جال مین نہین پہنساتے اور طبیعت کو بیفایدہ غم و اندوہ مین مبتلا

ہونے نہین دیتے کیونکہ جب وہ دیکھتے ہین کہ بڑے بڑے نبی اور پیغمبر جنکا فرشتے

ہی دم بہرتے تہے قضا کے سامنے آنکی ہی کچہہ نچلی اور انکو اپنے وقت پر اس
دنیا کو چہوڑنا ہی پڑا اور بڑے بڑے بادشاہ اور شہنشاہ جو کوس لمن الملکی بجاتے
تہے اور ہزاروں لاکہوں آدمی اُنکے محکوم تہے جب موت آئی تو کوئی بہی انکو
بچا نہ سکا اور اُنہوں نے تن تنہا بے یار و غمگسار اپنی راہ لی اور بڑے بڑے
عاقل اور حکیم جو علم و عقل کے زور سے آسمان کے تارے توڑتے تہے وقت
کے پہنچنے پر ٹہرنے کی کوئی بہی تدبیر نکر سکے اور بُلاتے کے ساتہہ ہی انکو جانا ہی
پڑا اور بڑے بڑے بہادر پہلوان اور جنگجو شہسوار جنکے نام سے دنیا کو لرزہ چڑہتا
تہا اجل کے پانوؤن کے تلے چیونٹی کیطرح کچل گئے اور ذرا بہی ہاتہہ پانوؤن
نہ ہلا سکے تو سمجہہ لیتے ہیں کہ امیر ہو یا غریب جوان ہو یا بوڑہا جو موجود ہوا ہے اُسکو
ایکدن معدوم ہونا ہے اور زبردست ہو یا کمزور عاجز ہو یا توانا جو آیا ہے اُسکو
ایک روز جانا ہے اور انکی یہہ سمجہہ اُنکے دلکو تسلی اور طبیعت کو اطمینان دلاتی ہتی
ہے اور وہ سخت سے سخت حادثوں میں بہی اپنے خالق اور مالک کی مرضی
پر جو کسیطرح ٹالے نہیں ٹل سکتی راضی اور شاکر رہتے ہیں پس ہمکو بہی مناسب ہے
کہ ایسے لوگوں کی تقلید سے گذشتہ لوگوں کے حال پر نظر کرکے اپنے غمزدہ دلکو
تسلی دیں اور مہاراج کی وفات کے واقعہ کو جو اُنکے دوستوں اور ہواخواہوں

کے لئے فی الواقع ایک سخت حسرت ناک واقعہ ہے صرف تاریخی طور سے قلمبند کریں۔

واضح ہو کہ مہاراجکی طبیعت قریب تین سال سے اکثر نادرست رہتی تہی جسکا باعث ابتدائً یہہ ہوا کہ اپریل ۱۸۸۳ء مین جب انکے لخت جگر ولیعہد ریاست کا جسکی پیدایش کاتک سمت ۱۹۴۰ مین ہوئی تہی اور جس سے انکو ایک بیحد محبّت تہی انتقال ہو گیا تو غم غلط کرنیکو کمبخت شراب کا زیادہ استعمال کیا اور عمر اور موسم کے ناموافق ہونیکے سبب سے طبیعت بگڑ گئی اور اگرچہ بڑی کوشش سے علاج ہوا کیا مگر سبب کے منقطع نہونیکے باعث سے بگاڑ بڑہتا ہی گیا اور جگر مین خرابی آجانیکی وجہہ سے رفتہ رفتہ بہوک بالکل جاتی رہی اور روزمرّہ کے استفراغ اور مسہل اور کمی غذائی کے باعث سے جسم سوکہہ کر کانٹا ہو گیا اور اعضاء رئیسہ خصوصاً دماغ مین نہایت ضعف آگیا اور آخر کار اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ آٹہوین اپریل ۱۸۸۶ء کو جبکہ وہ طلباء الجیا کالج کو سالانہ انعام تقسیم فرمانیکے لئے مہندی باغ کی کوٹہی کو جایا چاہتے تہے درباری لباس پہنکر محل کے کمرے سے باہر آنیکو تہے کہ یکبیک مرگی کی بیماری لاحق ہوئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے اور چونکہ تہوڑی سی زندگی اور باقی تہی علاج معالجے کے ہونیسے گہنٹہ بہر کے بعد ہوش آگیا مگر اسی صدمہ نے جو دماغ

کی کمزوری اور خرابی کا نتیجہ تہا ایسا مضمحل کر دیا کہ مسٹر لیپل گرفن صاحب
سکرٹری گورنمنٹ پنجاب (جو دو تین دن سے دوستانہ ملاقات کیلئے آئے
ہوئے تھے) جب عیادت کو تشریف لائے تو اُٹھکر بیٹھہ نہ سکے اور لیٹے
ہی لیٹے بہت آہستہ آہستہ اُنسے باتین کرتے رہے اسکے بعد بارہوین کی صبح تک
طبیعت اچھی رہی اور چونکہ اُس روز تہوڑا سا پانی برس گیا تھا اور ہوا ٹہنڈی اور
فرحت ناک تھی شکار کے ارادہ سے (جسکا اُنکو بہت ہی شوق تھا) گاڑی مین
بیٹھکر شکار کو تشریف لیگئے مگر اتنی طاقت کہان تھی کہ شکار کہیلتے ناچار تمام دن
بنگلہ مین (جو شکار گاہ مین بنا ہوا ہے) لیٹے رہے اور رات کو گاڑی مین بیٹھے
ہوئے واپس آئے اور اُسی شوق اور طبعی ہمّت و جرات کے سبب سے اگلے دن
علی الصباح پہر جانیکو تیار ہوئے اور اگرچہ اُنکے معالج حکیم کریم اللہ صاحب اور
خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی نے (جو ایک سرکاری ضرورت
کے سبب سے اُسوقت چلے گئے تھے) بہت روکا مگر وہ یہہ خیال کرکے کہ چلنے پہرنے
سے طبیعت کو فرحت ہوگی تشریف لے ہی گئے اور حکیم صاحب کو بہی ساتہہ لیگئے
لیکن اسدن بہی کچہہ شکار نہ کہیل سکے اور غروب آفتاب کے قریب جو واپس آنیکے ارادہ
سے ہاتہی پر سوار ہوکر چند قدم چلے اور چرے سے ایک خرگوش مارا تو معاً اُسی

مرض نے پہر عود کیا اور ہاتہی ہی پر بیہوش ہو گئے۔ حاضرین نے یہہ حال دیکہکر ہاتہون ہاتہہ پہلا یک چہوٹے ہاتہی پر اور پہر زمین پر اتارا اور ڈیرہ مین لاکر ہاتہہ پانون کی مالش کرنے لگے اور ہم لوگون کو جو پٹیالہ مین تہے اطلاع کی۔ رات کے آٹہہ بجے کو تہے کہ جب یہہ ناخوش خبر میرے پاس پہنچی۔ پس مین فوراً سردار دیوا سنگہہ صاحب دیوان۔ سید امداد علی صاحب حاکم عدالت صدر اور خلیفہ سید محمد حسین صاحب میر منشی کو ساتہہ لیکر اسطرف کو روانہ ہوا مگر بد قسمتی سے ہمارے پہنچنے مین عجیب پیچ پڑا یعنی جہان مہاراج تشریف رکہتے تہے شہر سے وہان کو دو راستے جاتے ہین جنمین سے ایک ذرا لمبا ہے مگر صاف ہے اور گاڑی بآسانی چل سکتی ہے۔ دوسرا چہوٹا ہے مگر صاف نہین ہے اور بارش مین اکثر جابجا پانی بہر جاتا ہے۔ پس اگرچہ اسمین کسیقدر پانی بہی بہرا ہوا تہا مگر جلد پہنچ جانیکے خیال سے ہم اسی راہ سے گئے۔ اودہر یہہ اتفاق ہوا کہ بخشی گنڈا سنگہہ صاحب اور ہمراہی سردارون نے جب کچہہ افاقہ ہوتا نہ دیکہا تو انکو گاڑی مین لٹا کر دوسرے راستہ سے قلعہ مین لے آئے چنانچہ جب ہم ایک سوار کے کہنے سے نصف راہ سے پہر کر آئے تو ہم سے چند منٹ پہلے وہ قلعہ مین پہنچگئے تہے مگر اسوقت سے یعنی جبسے کہ بیماری نے عود کیا اسوقت تک

برابر بیہوش تھے ناچار سب سرکاری طبیب بلائے گئے اور انبالہ کے سول سرجن کے
بلانیکے واسطے تار بھیجا گیا اور طبیبون نے جو مناسب وقت دیکھا کیا مگر ڈاکٹر پہنچنے
پایا اور نہ ہندوستانی طبیبون کے علاج سے کچھہ ہو سکا اور یہہ سرخیل روساء پنجاب بغیر
کچھہ کہے سُنے اور نصیحت و وصیّت کے قریب چوبیس برس کی عمر مین رات کے ایک
بجے دُنیا سے سدہار گیا ؎ حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد* روئے گل
سیر ندیدم و بہار آخر شد۔

مہاراج کے عہد حکومت کی نسبت گورنمنٹ پنجاب اور ہز ایکسلینسی لارڈ لٹن
صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہند کی رائے جو اس سال (۱۸۷۶ و ۱۸۷۷ع) کی
رپورٹ مین درج ہوئی اور جو ہز ایکسلینسی نے چھٹی جنوری ۱۸۷۷ع کو حضور مہاراج
راجندر سنگھہ صاحب بہادر دام اقبالہ کو مسند نشین کرتے وقت دربار مین
علانیہ ظاہر فرمائی ہمارے لئے اس امر کی ضرورت باقی نہین رکھتی کہ ہم بھی
اسباب مین کچھہ بیان کرین۔ اسلئے ہم گورنمنٹ موصوف کی صرف اُس رائے ہی کا
یہان نقل کردینا کافی سمجھتے ہین اور ہز ایکسلینسی لارڈ لٹن صاحب بہادر
کی رائے عنقریب آئیندہ نقل کرینگے مگر اتنا لکھنا ہمیر بہی فرض ہے کہ اگرچہ
مہاراج کے عہد مین کونسل ریجنسی کے عہد کی نسبت اُسیقدر بلکہ اُس سے ایک

برس کم مدت مین صیغہ مال کی بعض فروعات کی اصلاح اور درستی کے سبب سے اخیر
کسی طرح کی دقت یا رعایا کی تکلیف کے اور باوجود چھوڑے جانے بہت سے تکلیف دہ
محصولون کے ملک کی آمدنی مین قریب چار لاکہہ روپیہ سال کے اضافہ ہوگیا اور
سب قسم کے اخراجات کے بعد جنمین ہی تینتیس لاکہہ تینتیس ہزار روپیہ مصارف نہر ستلج اور
اٹہارہ لاکہہ ساٹہہ ہزار قیمت جواہرات نوخرید موجودہ ریاست بہی شامل ہے چہہ
برس کے عرصہ مین قریب اٹہائیس لاکہہ روپیہ کے نقد پس انداز رہا اور دیگر زر جواہر
موجودہ خزاین ریاست کے سوا ایسے تین لاکہہ روپیہ سال کی آمدنی کے ستر لاکہہ
روپیہ کے گورنمنٹ پرامیسری نوٹ اُنکی وفات کے وقت موجود تہے مگر تب ہی
بعض خودغرضون نے انکہون پر ٹہیکری رکہکر اُنکے انتظام کو دہبہ لگانیکی خاطر
اُنکی وفات کے بعد اُنکو دیندار اور مقروض مشہور کیا اور اُن بیشمار اصلاحات امور ترقی
ملک کے عمدہ کامون سے جو اُنکے عہد مین وقوع مین آئے چشم پوشی کر کے طرح طرح
سے اُنکے زمانہ کو ایک تاریک زمانہ اور اُنکے عہد کو ایک خراب عہد مشہور کرنیمین
کوشش کی۔

۲ - گورنمنٹ پنجاب مندرجہ فقرہ دوم رپوٹ مجموعی بابت سنہ ۱۸۷۶ء-۱۸۷۵ء

،، نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اس برس کی رپوٹ مین مہاراجہ رنبیر سنگہہ

صاحب بہادر والی پٹیالہ کے انتقال کا حال نہایت افسوس کے ساتھ درج فرماتے ہین جو بہت سی صورتون مین ایک نہایت روشنضمیر سوار پنجاب مین تھے انکو ایک نامور ہندوستانی عالم نے نہایت احتیاط کے ساتھ تعلیم دی تھی اور انکی ریاست کا انتظام بابت چند سال گذشتہ کے ایسا تھا کہ اگر اسکا ہندوستانکی کسی اور ریاست سے مقابلہ کیا جائے تو اسیکو ترجیح ہوسکتی ہے انکی حیات کے پچھلے مہینون مین بلاشبہ بعض صیغون مین بہت بدانتظامی اور بے ضابطگی ظہور مین آئی تھی مگر اسکا باعث حوادث اتفاقیہ تھے اور نیز یہہ کہ بسبب فتور صحت اور ضعف قوا کے اپنے تئین قابو مین نہین رکھہ سکتے تھے لیکن یہہ امر اس عام بیان کو ضعیف نہین کرتا کہ وہ اپنی جبلی لیاقت اور انتخاب وزرا دانشمند سے اپنی ریاست کا انتظام بڑی لیاقت اور کامیابی کے ساتھہ کرتے رہے۔ ضوابط کارروائی جو اس ریاست مین معمول تھے وہ وہی ہین جو برٹش گورنمنٹ مین ہین۔ بجٹ سالانہ بہی تیار ہوتا تھا اور عدالتون مین انگریزی قواعد سہل تر بناکر جاری کئے گئے تھے اور باوجود صرف کثیر نہر سرہند کے جو آخرالامر ریاست کے بڑے انتفاع کا باعث ہوگی اخراجات ریاست معمولی طور سے بڑی احتیاط کے ساتھہ آمدنی کے اندر ہی رکھے جاتے تھے ،،

مہاراج راجندر سنگھہ صاحب بہادر دام اقبالہ کی نابالغی کے سبب سے کونسل ریجنسی کا مقرر ہونا

مہاراج مہندر سنگھہ صاحب بہادر کے انتقال کیوقت سریحضور مہاراج راجندر سنگھہ صاحب بہادر دام اقبالہ کا سن شریف اِس حساب سے کہ ولادت باسعادت پچیسوین ۲۵ مئی سنہ ۱۸۷۲ء کی ہے کچھہ کم چار برس کا تہا اور اسلئے موافق منشار واجب العرض منظورشدہ ۱۸۵۹ء جسکا ذکر ایک موقع پر ہم پہلے کر آئے ہین اور جسپر اس پر اندوہ حادثہ کے باعث اسوقت دوبارہ عمل کئے جانیکی ضرورت ہوئی اجرای کاروبار ریاست کیواسطے انتخاب اور تقرر ایک کونسل ریجنسی کا ضرور تہا اور چونکہ یہہ امر کسیقدر طلب تہا اسواسطے مسٹر لیپل گرفن صاحب سکرٹری گورنمنٹ پنجاب نے جبکہ وہ بموقع انتقال مہاراج مہندر سنگھہ صاحب بہادر یہان تشریف لائے تہے یہہ تجویز کردیا تہا کہ تا تجویز اخیر اس معاملہ کے انتظام ریاست بطور عارضی زیر نگرانی راقم ہوتا رہے چنانچہ اُسوقت سے تیرہوین اگست سنہ مذکور تک اسیطرح کام ہوتا رہا اور چونکہ اس عرصہ مین سپریم گورنمنٹ سے نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی رپوٹ کی جواب مین کی تہی منظوری آگئی تو مسٹر گرفن صاحب بہادر معہ کپتان بارٹن صاحب پرائیوٹ سکرٹری نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب سنگرور تشریف لائے اور چودہوین اگست

کی شام کو دربار مین جسمین راجہ صاحب بہادر جیند و نابہہ بہی صاحب موصوف نے بُلا کر شامل کر لیئے تھے تقرر کونسل کا اعلان فرمایا اور یہہ تقریر کی۔

تقریر

مہاراجہ صاحب بہادر و راجہ صاحبان و اہلکاران و سرداران چند مہینے گذرے جبمین بعد انتقال مہاراجہ مہندر سنگہہ صاحب بہادر سرگباشی جنکی وفات کا گورنمنٹ کو بہی اُسیقدر افسوس ہے کہ جسقدر ریاست کے لوگون کو ہے پٹیالہ آیا تہا اُس موقع پر مینے حسب الحکم نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اسوقت تک کے واسطے کہ جبتک حکم اخیر پیشگاہ گورنمنٹ سے صادر ہو کاروبار ریاست کے جاری رہنے کا انتظام کر دیا تہا۔ جہانتک کہ مین رائے دیسکتا ہون یہہ چند روزہ انتظام جو اس موقع پر کیا گیا تہا عمدہ طور پر چلتا رہا اور اہلکارون نے کاروبار ریاست کو لیاقت کے ساتہہ انجام دیا۔ مین نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کیخدمت مین رپوٹ کرونگا کہ مینے ہر ایک امر کا انتظام درست پایا اور یہہ خصوصاً خلیفہ سیّد محمد حسن صاحب وزیر اعظم اور دیوان دیوا سنگہہ صاحب کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے جسکا مین اس حسن کارگذاری کی بابت گورنمنٹ کیطرف سے شکریہ ادا کرتا ہون۔

چونکہ مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن یعنی مہاراجہ صاحب بہادر بیکنٹہہ باشی

کے فرزند ارجمند بہت خورد سال ہین اور اس بات کو ایک عرصہ دراز چاہیئے کہ
وہ امور ریاست کے انتظام کو اپنے ہاتھہ مین لین اسلئے یہہ بات ضرور ہے کہ
انکی نابالغی کے زمانہ مین ریاست پٹیالہ کے واسطے مستقل انتظام کیا جاے۔
آپ سب صاحب اس بات سے واقف ہین کہ اعلیٰ حضرت ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ
نے ۱۸۵۹ع مین رؤساء پٹیالہ جھیند اور نابہہ کی اس درخواست کو کہ اگر ان
ریاستون مین سے کسی ریاست کا رئیس نابالغ ہو تو اسصورت مین ایک کونسل آف
ریجنسی جسمین تین قدیم اور معتبر ملازم شامل ہون برائے انتظام ریاست قایم کیجاے
جسکا انتخاب سرکار انگریزی بمشورہ ہر دو رئیسان دیگر فرمائیگی۔ چنانچہ اس فیصلہ
کے موافق آنریبل نواب لفٹننٹ گورنر بہادر نے بعد انتقال مہاراجہ مہندر سنگھہ
صاحب بہادر راجگان جھیند و نابہہ سے بذریعہ مراسلہ یہہ درخواست کی کہ
پٹیالہ کے تین اہلکارون کو جو آپکی راے مین کونسل ریجنسی مین مقرر ہونیکے نہایت
لایق ہون نامزد فرمائین۔ رؤساء ممدوح نے اسکے جواب مین بالاتفاق تین
اہلکارون کے نام پیش کئے جنکے مقرر کئے جانیکے باب مین بعد غور کامل نواب
لفٹننٹ گورنر بہادر نے گورنمنٹ ہند کیخدمتمین سفارش کی ممبران کونسل جنکا تقرر
نواب وایسراے و گورنر جنرل بہادر نے منظور فرمایا یہہ ہین۔ سردار دیوا سنگھہ پریسیڈنٹ

چودہری جرہت رام اور نامدار خان ممبران —

نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بہروسہ کرتے ہین کہ پٹیالہ کا انتظام کونسل کے تحت جو مذکورہ بالا طور پر مقرر ہوئی ہے دیانت اور لیاقت کے ساتہہ ہوتا رہیگا باینہمہ وہ یہہ بات فراموش نہین کرتے کہ بعہد نابالغی مہاراجہ مہندر سنگہہ صاحب بہادر کے پہلی کونسل ریجنسی ریاست کی بہلائی کیطرف متوجہ ہونیکی نسبت جوڑ توڑون اور پارٹی دسپیوٹس یعنی اُن جہگڑون مین جو دو گروہون مین اپنے اپنے گروہ کی جانبداری کے سبب سے پیدا ہون زیادہ تر مصروف رہی اسلئے مین ممبران کونسل و دیگر کارکنان اور اہلکاران ریاست پٹیالہ کو تہ دل سے یہہ نصیحت کرتا ہون کہ پیچ اور طرفداری کو چہوڑ کر اپنے آقا کی خیرخواہی اور اُسکے ملک کی سرسبزی کیواسطے اتفاق کے ساتہہ کام کرتے رہین گورنمنٹ انگلشیہ نے جو ہمیشہ عہدنامون اور معاہدون کو ملحوظ رکہتی ہے — روسا جیند اور نابہہ کی سفارش سے حسب قرارداد مذکورہ بالا ایک کونسل آف ریجنسی مقرر فرمائی ہے مگر گورنمنٹ انگلشیہ سب باتون سے اس امر کو مقدم سمجہتی ہے کہ ریاست پٹیالہ کے حسن انتظام اور اسکی رعایا برایا کی رضامندی اور خوشی اور مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن کی سلامتی اور حفظ عزت کے باب مین جنکے رتبہ اور حقوق کو گورنمنٹ اُنکے والد

اور دادا کی ہواخواہی اور خدمات کو یاد کرکے قایم اور برقرار رکہنا چاہتی ہے) امرا

کرے پس جبتک کونسل اپنے فرض کو ادا کریگی اور انتظام ریاست دیانت اور انصاف

کے ساتہہ ہوتا رہیگا اسوقت تک گورنمنٹ برطانیہ جو ہندوستانی ریاستون کے اندرونی

معاملات مین مداخلت نہین کیا چاہتی اُسکی حامی رہیگی۔ لیکن اگر یہہ لوگ اپنے

آقا کے فرض کو بہول جائین اور یہہ خیال کرین کہ ریاست اسواسطے ہمارے سپرد

ہوئی ہے کہ ہم خوب روپیہ کمائین اور لوگون پر ظلم و تعدّی کرین تو جو اختیار

اُنکو عطا ہوے ہین وہ اُنسے لے لئے جائینگے اور نوّاب لفٹنٹ گورنر بہادر فوراً اور

بلا تامّل گورنمنٹ ہند کی خدمت مین کونسل کی موقوفی اور انتظام ریاست کی نگرانی

کیواسطے ایک انگریز عہدہ دار کے تقرّر کے باب مین تجویز فرمائیگی۔

مہاراجہ راجندر سنگھہ صاحب بہادر رئیس صغیر سن کی مسند نشینی کا

جلسہ اس باعث سے کہ ایک انبوہ کثیر کے جمع ہونیکے واسطے یہہ موسم اچھّا نہین ہے

بالفعل ملتوی رہا اور غالب ہے کہ یہہ جلسہ موسم سرما مین ماہ جنوری منعقد ہو اور اُس موقع

پر ہز ایکسلینسی لارڈ لٹن صاحب بہادر ویسرائے و گورنر جنرل ہی بشرط فرصت

مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن کے مسند نشین کرنیکے واسطے خود رونق افروز پٹیالہ

ہونگے۔

جب صاحب ممدوح اپنی تقریر ختم کر چکے تو راقم نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوکر حسب ذیل گذارش کیا ،، جناب مسٹر گرفن صاحب بہادر آپنے جو میری کارروائی کی تعریف کی اور گورنمنٹ عالیہ کیطرف سے اُسکا شکریہ بیان فرمایا مین تہ دل سے اسکا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اور جو آپنے از جانب گورنمنٹ ارشاد فرمایا میرے لئے نہایت موجب فخر ہے۔ جو خیالات عنایت آمیز آپنے نسبت عزت اور احترام ہمارے خداوند نعمت سر مہاراجہ صاحب بہادر دام اقبالہ اور بہبودی ریاست منجانب گورنمنٹ اس موقع پر ظاہر فرمائے مین اپنی طرف سے اور نیز اہالیان کونسل ریجنسی اور اپنی کل دربار کیجانب سے اُسکا نہایت درجہ کا شکریہ گذارش کرتا ہون اور آپکو یقین دلاتا ہون کہ جو حکومت اسوقت گورنمنٹ عالیہ نے ریاست مین قایم فرمائی ہے ہم اُسکی دل و جان سے اطاعت کرینگے اور اپنے مالک اور آقا کی نمک حلالی اور خیرخواہی مین ہمیشہ ثابت قدم رہینگے۔ ،،

اِس موقع پر یہہ بات بھی قابل بیان ہے کہ گورنمنٹ نے علاوہ اُس مہم کے جسکا ذکر مسٹر گرفن صاحب نے اپنی سپیچ مین کیا اور جو ایک نہایت مہتم طلب اور قابل توجہ امر ہے ایک یہہ بات بھی نئی کی کہ اپنا ایک ہندوستانی عہدہ دار اخبار نویس کے نام سے اس غرض سے یہان مقرر فرمایا کہ کونسل کی کارروائی

اور پولیٹکل حالات کی اطلاع مخفی طور پر گورنمنٹ کی خدمت مین کرتا رہے۔

حضرت ملکہ معظمہ کے نئے لقب قیصر ہند کا اعلان اور اُسکے متعلق حالات

سلاطین مغلیہ جنکی سلطنت نہ تو ایسی قوی ہی تہی اور نہ ایسی وسیع کہ جیسی حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند کی سلطنت ہے مگر اسپر بہی وہ شہنشاہ ہند کہلاتے تہے اور انکا یہہ کہلانا عموماً زیبا متصوّر تہا۔ پس یہہ امر واجب اور مناسب تہا کہ جب اس بڑے اور وسیع مُلک کی حکومت ایسٹ انڈیا کمپنی سے لیکر سیدہی تخت شاہی سے متعلق کرلی گئی تہی اُسیوقت حضرت ملکہ معظمہ کے القاب و خطاب مین شہنشاہ کا لفظ جسکی عظمت و وقعت ایک مدّت سے اِس ملک کے لوگون کے دلونمین بیٹہی ہوئی تہی اور جو بلحاظ بدل مطیع اور فرمان بردار ہونے بڑے بڑے صاحب مُلک اور عظیم الاقتدار راجون مہاراجون اور نوابون کے جو بمنزلہ چہوٹے چہوٹے خود سر بادشاہون کے ہین ہر طرح سے زیبا اور شایان تہا بڑہایا جاتا مگر کسی مصلحت سے یہہ امر وقوع مین نہ آیا اور اسکے باضابطہ اعلان و اشتہار کیواسطے گورنمنٹ کسی مناسب موقع کی منتظر رہی۔ چنانچہ آغاز ۱۸۷۶ء مین جب حضور پرنس آف ویلز بہادر اِس ملک کی سیر فرماکر واپس تشریف فرمائے انگلینڈ ہوئے موقع مناسب جانکر وزراے

سلطنت نے پارلیمنٹ مین یہہ تجویز پیش کی کہ حضرت ملکہ معظمہ کے القاب وخطاب شاہی
مین لفظ امپرس آف انڈیا (جو لفظ شہنشاہ کے قریب المعنی سمجھا جاتا ہے) بڑہایا
جائے اور حسب معمول کسیقدر بحث ہوکر (جو اس بنیاد پر تہی کہ امپیرر کا لفظ (جسکا مونث
امپیرس ہے) باعتبار اپنے مفہوم کے ایسی حکومت کیطرف اشارہ کرتا ہے جو مقید
بقوانین نہو اور بادشاہ معاملات سلطنت مین صرف اپنی مرضی اور اختیار سے جو چاہے
حکم کرے اور یہہ امر سلطنت برطانیہ کے اصول کے برخلاف ہے) کثرت راے سے
یہہ امر منظور ہوگیا اور از روے ایکٹ پارلیمنٹ صدرہ ستائیسوین اپریل ۱۸۷۶ء حضرت
ملکہ معظمہ کو اختیار دیا گیا کہ موجودہ القاب وخطاب شاہی مین جو مناسب سمجہین اضافہ
فرمائین پس اُسی تاریخ کو سلطنت کی مہر اعظم اور حضرت ملکہ معظمہ کے دستخط مبارک سے
اشتہار مندرجہ ذیل اس حکم سے جاری ہوا کہ حضرت ممدوحہ کے القاب وخطاب قدیم
مین لفظ امپرس آف انڈیا (جسکا سرکاری طور پر قیصر ہند ترجمہ ہوا ہے)
بڑہایا جائے اور بہ تعمیل اسکے دہلی مین جو اس مُلک کا قدیم دار السلطنت ہے
یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ایک ایسے عظیم الشان مجمع مین جسکی نظیر اس مُلک کی تاریخ
مین پائی نہین جاتی اور جسمین سلطنت کے تمام گورنر اور لفٹننٹ گورنر اور چیف کمشنر اور
اور حکام اور اس سرے سے اُس سرے تک کے تمام راجے مہاراجے

اور نواب ہز ایکسلینسی وائسیرائے و گورنر جنرل بہادر کے تخت کے سامنے حاضر اور موجود تھے اس مبارک اور عظیم الشان لقب کا اعلان کیا گیا اور چونکہ اُن ریاستون کو جنکے رئیس بوجہ خورد سالی یا کسی اور ایسے ہی قوی سبب معذوری کے حاضر ہو سکتے تھے ایما ہوا تہا کہ اُسیدن اپنی اپنی قلمرو مین مناسب طور پر اسکے اعلان کا انتظام کرین اور حکم تہا کہ وہان کے پولیٹیکل ایجنٹ یا وہ عُہدہ دار جنکو گورنمنٹ اس امر خاص کے لئے مامُور فرمائے مجمع عام مین اُنکو اشتہار شاہی پڑہکر سنائین اس سبب سے کہ مہاراج بوجہ صغیر سنی اور نیز اسوجہ سے کہ حضور ممدوح کی مسند نشینی کا وقت قریب تہا اور حضور وائسیرائے بہادر اسموقع پر خود تشریف لانے والے تہے دہلی مین حاضر ہونیسے مُعاف کئیے گئے تہے اشتہار معروف کے سُنانیکے لیئے **کپتان آر۔ پی۔ نسبٹ صاحب** ڈپٹی کمشنر لاہور بحکم گورنمنٹ پنجاب تشریف لائے اور بڑے تزک و احتشام سے دربار ہوکر اشتہار شاہی پڑہا گیا اور ایکسو ایک توپین جو بجائے اکیس توپ مروجہ سابق کے شہنشاہی سلامی مُقرر ہوئی تہی سر ہوئین اور اُسی روز ریاست کی تمام قلمرو مین بڑی خوشی کے ساتہہ اسکا اعلان کیا گیا اور اضلاع کے صدر مقامون اور شہرون اور قصبون اور خاص قلعہ معلے اور شہر پٹیالہ مین روشنی کی گئی اور آتشبازی چہوڑی گئی۔ اشتہار جسکا اوپر ذکر ہوا یہہ ہے۔

اشتہار

چونکہ پارلیمنٹ کے حال کے اجلاس سے ایک ایکٹ اس نام کا (ایکٹ بمراد اسبات کے کہ جناب مرحمت مآب ملکہ معظمہ اُس خطاب و القاب شاہی مین جو سلطنت متحدہ اور اسکے تابع ملکون کی بادشاہی سے متعلق ہین ایک اور لقب اضافہ کرسکین) صادر ہوا ہے اور اُسمین لکھا ہے کہ از روے ایکٹ بابت متحد کرنے ممالک برطانیہ عظمی اور ایرلینڈ کے یہہ حکم ہوا تھا کہ بعد ایسے متحد ہونیکے سلطنت متحدہ اور اُسکے تابع ملکون کی بادشاہی کے متعلق خطاب و القاب وہی ہوا کرینگے جو بادشاہ اپنے اشتہار شاہی کے ذریعہ سے جو سلطنت متحدہ کی مُہر اعظم سے مزین ہو مقرر فرماوین اور اُس ایکٹ مین یہہ بہی لکھا ہے کہ حسب منشار ایکٹ مذکور اور اشتہار شاہی کے جو مزین بمہر اعظم اور مورخہ یکم جنوری ۱۸۰۱ء ہے مابدولت کے حال کے خطاب و القاب یہ ہین "

وکٹوریا بہ فضل خدا سلطنت متحدہ برطانیہ عظمی و ایرلینڈ کی ملکہ اور حامیہ دین عیسائی "

اور اُس ایکٹ مین یہہ بہی لکھا ہے کہ ایکٹ بابت احسن انتظام گورنمنٹ ہند کے بموجب یہہ حکم نفاذ پایا ہے کہ گورنمنٹ ہند جو اسوقت تک مابدولت کیطرف سے سرکار ایسٹ انڈیا کمپنی کی تفویض مین بطور امانت کے تہی مابدولت کے تفویض ہوئی اور یہہ کہ اب آیندہ کے لئے ہندوستان مابدولت کی حکمرانی ہوگی اور

مابدولت کے نام سے اسپر حکمرانی کیجائیگی اور قرین مصلحت یہہ ہے کہ نقل وتحویل گورنمنٹ جو حسب مذکورہ بالا کی گئی اسکی تسلیم وپذیرائی اس نہج پر ظاہر کیجاوے کہ مابدولت کے خطاب والقاب مین ایک اور لقب اضافہ کیا جاوے اور اس ایکٹ مین بعد بیانات مذکورکے یہہ حکم ہوا ہے کہ مابدولت کو جایز ہوگا کہ نقل وتحویل گورنمنٹ ہند کی تسلیم وپذیرائی مذکورالفوق کی نظر سے اس خطاب والقاب مین جو سلطنت متحدہ اور اسکے تابع ملکون کی بادشاہی سے بالفعل متعلق ہین بذریعہ اشتہار مشتہر مابدولت مزین بمہر اعظم سلطنت متحدہ ایسا لقب اضافہ کرین جو مابدولت کو مناسب معلوم ہو لہذا مابدولت نے حسب صلاح مشیران پریوی کونسل کے یہہ مناسب سمجہا کہ یہہ تعین اور اعلان کردین (اور اس صلاح کے بموجب اس تحریر کی روسے تعین اور اعلان کیا جاتا ہے) کہ اب سے جہان تک بسہولت ہوسکے تمام موقعون اور تمام دستاویزون مین جنمین مابدولت کے خطاب والقاب مستعمل ہون بجز اور باستثنا چارٹر (معاہدات ملکی) اور کمیشن (فرامین مناصب) اور لیٹرس پیٹنٹ (مکاتیب عامہ) اور گرانٹ (ہبات وعطایا) اور ریٹ (پروانجات) اور اپایمنٹ (تقررات) اور اسیطرح کے جملہ دستاویزات کے جو سلطنت متحدہ کے باہر اثر پذیر ہون اس خطاب والقاب مین جو سلطنت

متحدہ اور اسکے تابع ملکونکی بادشاہی سے متعلق ہین زبان لاٹن مین یہہ الفاظ
،، انڈی امپراٹریکس ،، اور زبان انگریزی مین یہہ الفاظ ،، امپرس آف
آنڈیا ،، یعنی قیصر ہند اضافہ کئے جائین سوا اسکے مابدولت کی مرضی اور
خوشی یہہ ہے کہ جملہ سونے اور چاندی اور تانبے کے نقود جو سکجات رایج الوقت
اور جایز الرواج ہین اور جملہ سونے اور چاندی اور تانبے کے نقود جو آج یا آج کے
بعد مابدولت کے حکم سے اسی طرح کے نقوش سے مسکوک ہون بلالحاظ اس اضافہ
کے جو مابدولت کے خطاب والقاب مین کیا گیا ہے سلطنت متحدہ مذکورہ کے سکجات
رایج الوقت اور جایز الرواج متصور ہون اور سمجھے جائین اور سوا اسکے یہہ کہ
جملہ سکے جو سلطنت متحدہ کے تابع ملکون مین سے کیسیکے لئے اور کسی مین مسکوک
اور جاری ہوئے ہین اور مابدولت کے اشتہار کی رو سے ان تابع ملکون کے
سکجات رایج الوقت اور جایز الرواج قرار دئے گئے ہین اور انپر مابدولت کے خطاب
والقاب یا انمین سے کوئی جزو یا اجزا منقوش ہوئے ہین اور جملہ نقود جو مطابق اشتہار
مذکور کے بعد ازین مسکوک اور جاری ہون بلالحاظ ویسے اضافہ کے ان تابع ملکون
کے سکجات جایز الرواج اور رایج الوقت رہا کرین تاوقتیکہ مابدولت کی کوئی اور مرضی
اسکی نسبت ظاہر کیجاوے ۔

جناب معلی القاب حضور مہاراج راجندر سنگھ صاحب بہادر دام اقبالہ کی مسند نشینی اور ہز ایکسیلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر کا پٹیالہ تشریف لانا

موسم گرما ۱۸۷۶ء مین جب حضور پر نور عالیجناب معلے القاب فرزند خاص دولت انگلشیہ منصور زمان امیر الامرا مہاراجہ دہراج راجیشر سری مہاراجہ راجگان راجندر سنگھ صاحب مہندر بہادر دام اقبالہ کی مسند نشینی کا معاملہ ہز ایکسیلنسی لارڈ لٹن صاحب بہادر ویسرے و گورنر جنرل ہند کے روبرو معمولی طور پر پیش ہوا تو ہز ایکسیلنسی نے براہ مہربانی بنظر اعزاز و امتیاز خاندان فیلشان پٹیالہ کے یہہ تجویز فرمایا کہ شروع جنوری ۱۸۷۷ء مین (کیونکہ گرمی کا موسم اس عظیم الشان تقریب کے مناسب حال نتھا) ہم خود پٹیالہ تشریف لاکر اس معزز اور مبارک رسم کو ادا فرماینگے- پس جب امپیریل اسمبلیج کے عظیم الشان کام سے فراغت ہوگئی تو لارڈ ممدوح معہ سر ہنری ڈیوس صاحب بہادر کے سی ایس آئی لفٹننٹ گورنر ممالک پنجاب اور اپنے ذاتی سٹاف اور صاحب سکرٹری گورنمنٹ ہند فارن ڈپارٹمنٹ کے چھٹی جنوری سنہ مذکور کو تشریف فرمائے پٹیالہ ہوئے اور موافق پروگرام مجوزہ فارن آفس گورنمنٹ ہند

اوّل درجہ کے چار عہدہ داروں یعنی تینون ممبران کونسل ریجنسی اور
راقم نے راجپورہ کے ریلوے سٹیشن اور مہاراجہ نے معہ جناب کنور صاحب
بہادر اپنے چھوٹے بہائی کے (جنکا ابہی نام نہین کہا گیا) اور راجہ صاحب بہادر
جیند و نابہہ و فریدکوٹ کے بہادر گڑہ تک استقبال فرمایا اور جب سواریان قریب ہوئین تو
مہاراج اپنی گاڑی اور ویسرائے بہادر اپنی گاڑی سے اُترے اور ہاتہہ ملاکر مہاراج کی گاڑی
مین سوار ہوئے۔ کنور صاحب بہادر کے ساتہہ نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب
اور راجہ صاحب بہادر جیند نابہہ اور فریدکوٹ کے ساتہہ صاحبان سکرٹری
گورمنٹ سوار ہوے اور بڑی شان و شوکت سے شہر مین ہوتے ہوے سواری
خیمگاہ مین جو موتی باغ کے محاذی بڑے تکلف سے لگائے گئے تہے داخل
ہوئی اور فوج نے جو شہر کے دروازہ سے حضور ویسرائے بہادر کے
خیمہ تک دورویہ صف بستہ تہی شاہی سلامی کی اور اس سبب سے کہ دربار کا
وقت قریب تہا اور اس سے پہلے حضور ویسرائے بہادر سے ایک تعظیمی ملاقات
کا کرنا ضروری تہا نوّاب ممدوح کو اُنکے خیمہ مین پہنچاکر مہاراج موتی باغ مین
تشریف لے آئے اور تہوڑی دیر کے بعد معمولی مراسم تعظیم و تکریم کے ساتہہ
جو منجانب گورمنٹ مقرّر ہین ملاقات کیواسطے تشریف لیگئے اور اس سے فارغ

ہوکر قلعہ مین آے اور جب نواب ممدوح کے تشریف لانیکا وقت قریب ہوا
تو حسب دستور اوّل درجہ کے چار اہلکار استقبال کے واسطے خیمگاہ پر پہنچے گئے
اور نصف راستہ تک خود مہاراج نے پیشوائی کی اور نواب ممدوح کے ساتہہ داہین جانب
بیٹہکر قلعہ مین تشریف لاے۔ دیوانخانہ کے عام زینہ سے نصف صحن تک ہماری
ایک پلٹن اور اُس سے آگے دربار کے کمرہ تک یورپین پلٹن کا ایک دستہ
جو انبالہ کی چہاونی سے آگیا تہا استادہ تہا انہون نے سلامی اُتاری۔
توپخانہ سے بہی اکتیس ۳۱ توپ کی سلامی ہوئی اور لارڈ ممدوح مہاراج
کے ہاتہہ مین ہاتہہ دیئے ہوے دربار مین تشریف فرما ہوے اور اُسی
چوبی بلند نشست گاہ پر جسپر ضرورتاً مہاراج کیواسطے مسند تکیہ لگایا گیا تہا مہاراج
کے ساتہہ اُنکے داہین طرف بیٹہے اور اُنکے داہین جانب ایک سُنہری
کرسی پر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب اور ادنٰی مکلّف اور سادہ کرسیون پر صاحبان
سکرٹری گورنمنٹ ہند و پنجاب و صاحبان کمشنر انبالہ و امرتسر و حصار اور
بہت سے حکّام انگریزی جو دوستانہ طور پر بلاے گئے تہے اور جو تعداد
مین اکاون تہے تشریف فرما ہوے اور پس پشت لیڈی لٹن اور لیڈی
ڈیوس صاحبہ اور اَور لیڈیان شہ نشین کے کمرے مین مکلّف کوچون اور

کرسیون پر جا گزین ہوئین اور مہاراج کی بائین طرف اوّل راجہ صاحب بہادر
جیند پہر نابہہ پہر فرید کوٹ اور اسی ترتیب سے اُنکے ہمراہی اور اُن کرسیون پر جو
مُحرّف رکہی گئی تہین اور جنسے درباری کمرہ تمام بہرا ہوا تہا ہمارے معزز مہمان
جو بہت کثرت سے تہے بیٹہے۔ اسکے بعد اوّل مہاراج اور پہر راجہ صاحب بہادر
جیند و نابہہ و فرید کوٹ اور پہر ہم لوگون نے نواب ویسرائے بہادر کے حضور
مین نذرین پیش کین اور جب دربار کی معمولی رسمین سطے ہو چکین تو حضور ممدوح
نے موتیون کی مالا مہاراج کو پہنائی اور بطور علامت اس بات کے کہ گورنمنٹ
عالیہ قیصریہ اُنکا مُلک خود مختار اور مسند نشین پٹیالہ ہونا تسلیم فرماتی ہے اپنے ہاتہہ
سے مرصع کلغی پگڑی مین لگائی اور سترہ توپ کی سلامی جو مہاراجگان اس ریاست
کیواسطے گورنمنٹ سے مقرر ہے سر ہوئی اور بعد سماعت اڈریس جو سردار
دیوا سنگہہ صاحب پریسیڈنٹ کونسل ریجنسی نے متضمن شکریہ الطاف و عنایات
گورنمنٹ عالیہ قیصریہ اور اُس اعزاز و احترام کے جو ریاست کو اُنکی تشریف آوری
سے حاصل ہوا پڑہکر سنائی تہی اور جسکا ترجمہ انگریزی مین مسٹر تہارنٹن صاحب
سی۔ ایس۔ آئی فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند کرتے جاتے تہے کہڑے ہو کر مہاراج
اور اہل دربار کو مخاطب کرکے یہہ تقریر فرمائی۔

تقریر

،، مہاراجہ صاحب بہادر مین اس اہم اور مبارک موقع پر دارالریاست پٹیالہ
مین آنے سے بہت خوش ہوا اور خصوصاً اس بات سے کہ مجھے آپکو اس ریاست
کی مسند پر جو اس صدی کے آغاز سے گورنمنٹ انگریزی کے ساتھہ نہایت اتحاد
اور ارتباط رکھتی ہے جلوہ افروز کرنیکے سبب سے اُس تپاک دلی اور محبت باطنی
کے جو اعلی حضرت قیصر ہند کو آپکے خیرخواہ خاندان کے ساتھہ ہے علانیہ طور سے
نہ فقط آپ پر بلکہ آپکی تمام رعایا اور برایا پر ظاہر کرنیکا موقع ملا سنہ ۱۸۰۸ء یعنی
آپکے بزرگ مہاراجہ صاحب سنگھہ بہادر کے عہد مین ریاست پٹیالہ گورنمنٹ
انگریزی کی خاص حمایت مین لیا گیا تھا اور اُسوقت جو اعتبار رؤسا خاندان
پھول نے گورنمنٹ انگریزی کی راستبازی اور دانشمندی اور طاقت پر کیا
تھا وہ کچھہ بے محل تھا چنانچہ اسکا ایک قابل اطمینان ثبوت یہہ ہے کہ ریاست
پٹیالہ کو جو دولتمندی اور اعزاز اور طاقت بالفعل حاصل ہے وہ معاہدہ کے
وقت سے جو اس کے اطمینان کا باعث نسبت حراست اُس گورنمنٹ کے
ہوا تھا جس پر اس ریاست کے فرمان روا نے اسقدر وفاداری کے ساتھہ
بھروسہ کیا تھا بدرجہا زائد ہے۔

ہمہ رین حال تمام مہاراجگان پٹیالہ ہی خصوصاً آپکے والد ماجد او جدّ امجد
غیر متزلزل اور غیر منقطع اور مستعدانہ ہواخواہی کے ساتھ اپنے شرایط کو جنکا اوا
کرنا اُنپر فرض تھا اوا کرتے رہے ہین - ۱۸۵۷ء مین مہاراجہ نرانددر سنگھہ
صاحب بہادر نے اپنے تمام وسایل قوّت اور اپنا عظیم الشان ذاتی رعب و
داب بہمہ جہت گورنمنٹ کے تصرف مین کردیا پھر اُنہون نے ایک سپاہ دہلی کو
روانہ کی جسکی قیمتی خدمات ہمکو اتبک احسانمندی کے ساتھ یاد ہین اور جو امداد
مہاراجہ صاحب بہادر ممدوح نے اُس موقع پر دی اُسکا احسان حضرت ملکہ معظمہ
کی گورنمنٹ قبول کر چکی اور صلہ بہی عطا فرما چکی ہے -

آپکے والد مہاراجہ مہندر سنگھہ صاحب بہادر جنکے بیوقت انتقال
کا ہم سبکو افسوس ہے وفاداری اور دانشمندی کے ساتھ اپنے نامور والد کی
کامل تقلید کرتے رہے اور اُنکے عہد حکومت کو صرف گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ
غیر متزلزل اور دلی خلوص رکھنے ہی سے نہین بلکہ بہت سی اہم اصلاحون کے
جاری کرنے اور عام رعایا مین تعلیم و تربیت پہیلانے اور اپنی قلمرو مین تجارت
کو ترقی دینیسے شہرت اور ناموری حاصل ہوئی جسوقت سے مین یہان آیا
ہون اُسوقت سے مجھکو لوگون کے بشاش چہرے اور سپاہ کی آراستگی اور

اِس دلچسپ شہر کی بہیڑ بہاڑ اور پر رونق بازارونکو دیکہکر گذشتہ عمدہ حکومت
کے آثار جا بجا عیان نظر آتے ہین۔

بس آپ اِس نامور خاندان مین صرف رئیس بننے کیواسطے ہی پیدا نہین
ہوئے بلکہ آپکو ابتداے عمر مین ہی اِس خاندان کی قابل احترام اور وفادارانہ
قدیم باتین بہی سکہائی جائینگی اور مجہے اُمید ہے کہ جب آپ اُس سن کو
پہنچینگے جو سن تمیز کہلاتا ہے اور خدا کے فضل سے مجہکو اُمید ہے کہ آپ ضرور
اُس سن کو پہنچینگے اور اپنے مُلک موروثی پر اختیار ذاتی حاصل کرینگے تو
مجہکو یقین ہے کہ آپ ہی اُن روسا کی نسبت جنکے جلوس سے مسند پٹیالہ نے
آپ سے پہلے رونق پائی ہے حضرت ملکہ معظمہ قیصر ہند کے الطاف اور اشفاق
دلی کے کچہہ کم مستحق نہونگے۔

اے راجہ صاحبان جیند و نابہہ مین آپ صاحبون سے دوبارہ اور
علی الخصوص یہان (پٹیالہ) ملکر بہت خوش ہوا آپ جو اشتراک نسل کی جہت سے اس
نوعمر رئیس کے قدیمی خاندان کے ساتہہ الحاق رکہتے ہین مین یقین کرتا ہون کہ
آپ یہان میرے آنیمین اعلیٰ حضرت قیصر ہند کے دوستانہ ارتباط کا ایک ثبوت
ملاحظہ فرمائینگے اور اُن الطاف آمیز اقرارون کا استحکام معاینہ کرینگے جنکا اس

سال کی پہلی تاریخ کو حضرت ممدوحہ کیطرف سے روساء ہند کے روبرو بیان کرنا میرا خاص فرض تھا اور وہ اقرار گورنمنٹ انگریزی کی حکومت ہند کے عمدہ اصول ہین جن پر وہ عمل کرتی رہیگی ۔

اے ممبران کونسل آف ریجنسی آپکو مہاراجہ صاحب بہادر صغیر سن کی نابالغی کے زمانہ مین اس ریاست کے انتظام کا بہت بڑا اور معزز کام سپرد کیا گیا ہے مین بھروسہ کرتا ہون کہ آپ اسکو دانشمندی کے ساتھہ بے رو رعایت اور رعایا کے فائدہ پر نظر رکھکر انجام دینگے اور اسی مطلب کیواسطے آپکو اختیارات عظیم دیے گئے ہین اور اُنکے عوض مجکو آپسے یہہ توقع ہے کہ آپ مہاراجہ صاحب بہادر کی خدمت نمکحلالی اور دیانت اور جانفشانی کے ساتھہ کرینگے اور جبتک رعایا کی ضمانت اور ریاست کی بہبودی اور مہاراجہ صاحب بہادر کو اُن فرائض عظیم کی آیندہ اُنکو ادا کرنے پڑینگے ہوشیاری کے ساتھہ تعلیم و تربیت کئے جانیسے آپ کے انتظام کی خوبی ثابت ہوگی اُسوقت تک آپ میری گورنمنٹ کی جسنے نواب لفٹننٹ گورنر کی سفارش اور راجہ صاحب جیند و نابھہ کی راے سے آپکو اس منصب اعلے پر مامور کیا ہے دلی امداد پر بھروسہ رکہین ۔

جب سپیچ ختم ہوچکی تو حضور ممدوح نے بیادگار جشن قیصری ایک نہایت

عمدہ تلوار اور ایک اپنی شبیہ مہارکہ اور چاندی کے چار تمغے جن پر ایک طرف حضرت ملکہ معظمہ وکٹوریا قیصر ہند دام اقبالہا کی شبیہ مبارک اور نام نامی و تاریخ یکم جنوری ۱۸۷۷ء اور دوسری جانب فارسی انگریزی اور دیوناگری مین الفاظ ،، قیصر ہند ،، ایمپرس آف انڈیا ،، ہند کی قیصر منقوش تہے اور جو دہلی مین بیادگار اس عظیم الشان موقع کے امرا و شرفاء ہندوستانی اور بعض انگریز عہدہ دارونکو دیئے گئے تہے ممبران کونسل بحیثیتی اور راقم کو اپنے ہاتہ سے عطا فرمائے

یہہ پہلا ہی موقع تہا کہ حضرت قدر قدرت ملکہ معظمہ قیصر ہند کے ویسرا ے و گورنر جنرل ہند نے حضرت ممدوحہ کے ایک عالیقدر اور خیرخواہ فیلدار کی مسند نشینی کی تقریب مین بذاتہ شریک ہوکر گورنمنٹ شاہی کیطرف سے اس رسم کو ادا فرمایا۔

اس مبارک موقع پر جو مادہ تاریخ پورا پورا بلا تعمیہ و تخرجہ بطور بیان واقعی راقم کے چہوٹے بہائی **خلیفہ سید محمد محسن صاحب متین** تخلص نے موزون کرکے پیش کیا تفنن طبع ناظرین کیواسطے ہم یہان درج کرتے ہین۔

قطعہ

جبکہ عالیجناب لارڈ لٹن	صاحب جاہ و منصب والا
بہر اظہار لطف قیصر ہند	شاہ انگلینڈ حضرت اعلیٰ
ہوئے باصد شکوہ و شوکت و شان	رونق افزائے شہر پٹیالہ

کھل گئے سب کے غنچہائے دل	فرط شادی سے جون گُل و لالہ
دست قدرت نے حرف رنج و الم	صفحۂ دہر سے مٹا ڈالا
سال تاریخ پوچھا مینے متین	بولا یون ہاتف کہن سالہ
کہ (مہاراج راج اندر سنگھ	ہوئے مسند نشین پٹیالہ
	۱۸۷۶ء

خاتمہ

یہہ کتاب جسکا ہم آج خاتمہ لکھنے کو بیٹھے ہین فروری ۱۸۷۶ء مین لکھنی شروع ہوئی تھی اور آج اُنتیسوین ۲۹ اکتوبر ۱۸۷۸ء کو تمام ہوئی اسمین جو کچھہ لکھا گیا ہے وہ اکثر ریاست کے دفتر کا انتخاب یا راقم کا اپنا تجربہ اور مشاہدہ ہے یا اُن کتابون سے لیا گیا ہے جو معتبر اور قابل سند ہین مثلاً جناب مسٹر گرفن صاحب کی کتاب پنجاب راجاز اور پنجاب چیفس وغیرہ اور چونکہ انتظام ریاست کے حسن و قبح اور مہاراجگان فرمانروایان کی عادات اور خصایل کے بیان کرنے مین (جہان تک تاریخ کے لئے ضرور ہے) خلاف واقع تعریف اور چشم پوشی کو دخل نہین دیا گیا اور واقعی حال لکھا گیا ہے ناظرین والا تمکین سے اُمید ہے کہ اِسکو بے اعتباری کی نظر سے نہ دیکھینگے اور چونکہ راقم ایک ایسے شہر (پٹیالہ) کا رہنے والا ہے جہان اُردو زبان صحیح طور پر نہین بولی جاتی اگر کہین کسی محاورہ یا روزمرہ

مین غلطی اور چوک ہوئی ہو معاف فرمائینگے۔

قطعہ تاریخ اختتام کتاب لاجواب تاریخ پٹیالہ از نتائج طبع بندہ عجز آئین سید محمد محسن متخلص بہ متین کہین برادر حضرت مصنف دام ظلہ

اس عمدہ کتاب کو کیا جب تالیف	دستور معظم نے بشرح و تفصیل
جو لطف بیان و خوبی مضمون ہے	ہے آپ ہی اپنی بیمثالی کی دلیل
اور حکم ہوا متین کو تاریخ اسکی	کہہ جلد کہ چہپنے مین ہبت ہے تعجیل
تب مینے کہا یہہ فوراً از روے حساب	پٹیالہ کی ہسٹری ہے بیمثل و عدیل

۱۸۷۸ء

الحمد للہ والمنۃ کہ این کتاب صدق انتساب تاریخ پٹیالہ حسب الارشاد واجب الانقیاد حضرت مصنف دام اقبالہ بقلم خام رقم ذرہ بیمقدار خاکسار محمد حسین ابن شیخ خادم حسین صاحب متوطن مرادآباد و تجاوز اللہ عن سیئاتہما فی الدارین بتصحیح و مقابلہ جناب خلیفہ سید محمد محسن صاحب متخلص بہ متین کہین برادر حضرت ممدوح و جناب مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب سابق ممتحن پٹیالہ کالج خلف الرشید مولوی علاء الدین صاحب مرحوم سلمہما اللہ تعالی بتاریخ بست و نہم ۲۹ نومبر ۱۸۷۸ء مطابق سوم ۳ ذی الحجہ ۱۲۹۵ ہجری

بمقام پٹیالہ باتمام رسیدہ مطبوع طبع خلایق گردید۔ فقط
و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

امرتسر پنجاب
سفیر ہند پریس باہتمام پادری رجب علی صاحب
مالک و اڈیٹر اخبار سفیر ہند
۱۸۷۸ء

تنبیہ۔ جس کتاب پر مصنف کے قلمی دستخط نہونگے وہ مال مسروقہ سمجھا جائیگا۔

صحت نامہ تاریخ پٹیالہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	کبوتروں کا	کبوتر پرونکا	۵۹ حاشیہ	۵	انکلا علاقہ	انکا قریب چھہ لاکھہ روپیہ کی آمدنی کا علاقہ
۵	۱۵ حاشیہ	برونزن	برو نو	ایضاً	۱۰	سنہ ۱۸۵۷ع	سنہ ۱۸۵۵ و ۱۸۵۶ع
۶	ایضاً ۱۵	گیلیلو	گیلیلیو	۶۰ حاشیہ	۶	اٹھائیش کی	اٹھائیس سال کی
۷	۷	زمین	زمین مین	ایضاً	۹	ہکے	ہے
ایضاً	۱۰	کڑکیون	لڑکیون	۶۷ حاشیہ	۱۳	سوکر چکپلیہ	سوکر چکلیا
ایضاً	۱۱	اوار	اور	۶۸ حاشیہ	۱۸	رسدا کنور	سدا کنور
۸	۱۲	لکہکروہ اسکے	اُسکے	ایضاً ۶۸	۱۲	دریاے ستلج	دریاے بیاس
۱۴	۲	مطالبہ	مطالعہ	۷۵	۱۰	کڑہ بوانہ	کرہ بوانہ
۲۶	۶ حاشیہ	انچا	اونچا	ایضاً حاشیہ	۱۳	چہلونڈی	چہلوندی
۲۹	۳	شادی	شادی کی	۹۲	۵	کالیکا کا	کالیکے کا
۳۴	۵ حاشیہ	ٹہنڈ	بٹہنڈہ	ایضاً	۷	بیر رحم	بیرحم
۴۰	۱	سنہ ۱۳۷ ہجری	سنہ ۱۱۳۷ ہجری	۹۸	۶	اُتر	اُترا
۴۱	۶ حاشیہ	سلاونی	سروانی	۱۰۱	۱۵	راج تک	راج تلک

صفحه	سطر	غلط	صحیح	صفحه	سطر	غلط	صحیح
١٠٣	٦	دسونڈھا	دسوندھا	١٣٣ حاشیه	١٢	راجے سنگھه	جے سنگھه
ایضاً	٧	دار	سردار	١٣٦	٣	دونون	دنون
١٠٤ حاشیه	٣	سندھو	سدّھو	١٣٧	١٢	انبا راو آستے	انبا راؤ سے
١٠٦ حاشیه	٩	مندیاله	منڈیاله	١٣٩	٥	تین سو چار سو	تین چار سو
١١٤	١٤	اثر گا	اثر هوگا	١٥١	١٣	کو دیکھتی تھی کو دیکھتی تھی	کو دیکھتے تھے
١١٥	١١	عبدالاحد خان سے	عبدالاحد خان کے	١٥٣	٧	آنکھه کھلی	آنکھه کھلی
١١٧	٣	رخصت واپس کر دیا	رخصت کر دیا	١٦٣	١٥	کوالا سنگھه	کولا سنگھه
ایضاً حاشیه	٧	محاصر	محاصره	١٨٤	٥	بایل	ماہل
ایضاً	٩	صاحب مار گیا	صاحب سنگھه مارا گیا	١٩٤	٣	تیس	تبیس ٣٣
١٢٠	١٢	فتنه فساد	فتنه و فساد	١٩٥	٢	جولا کھی	جوالا کھی
١٢٥	٨	موسے پر	موسے پور پر	٢٠٦	١١	مجھیلے	مجھلے
١٣٠ حاشیه	١٥	یهه خان	یهه خاندان	٢٠٩	٣	فایده کے فایده کے واسطے	فایده کے واسطے
١٣١ حاشیه	١٦	او	اور	٢١٢	٣	کرم سنگھه شاه آباد	کرم سنگھه شاه آبادی
ایضاً	ایضاً	لویانه	لودیانه	٢١٤	١٤	ماه گھسر	ماه مگھسر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۱۵	۳	روالطہ	روابط	۲۸۴	۵	طور وطریقہ	طور وطریقے
ایضاً	ایضاً	مراتبات سابقہ	مراتبات سالفہ	۲۹۲ حاشیہ	۱۳	دُرجن لال	دُرجن سال
ایضاً	۱۱	معزی الیہ	معزالیہ	ایضاً	۱۵	اٹاوہ	الہ آباد
۲۳۱	۶	واقع	واقعہ	ایضاً			
۲۳۶	۱۲	کام	حکام	۲۹۲	۸	کہاون	کہانون
۲۴۰	۱۰	پٹیالہ سے	پٹیالہ آئے	ایضاً	۹	اسکے محکمہ کے متعلق ہوگیا اور اس کی	اسی کے محکمہ کے متعلق ہوا کیونکہ اُن کی
۲۴۴	۴	حالت سے کچھہ	حالت کچھہ سی کچھہ	۲۹۳	۷	اسوقت اس	اسوقت اسی
۲۴۸	۱	کہ اور کہا کہ	اور کہا کہ	۲۹۷	۱۰	عضہ	عضو
۲۴۹	۱	خاطر	حاضر	۲۹۸	۲	بعد	مع
۲۵۱	۹	چنگوئیان جیپر	چنگوئیان کا جھگڑہ جیپر	ایضاً حاشیہ	۱۴	اُسیقدر	اُسقدر
۲۵۲	۱	بات	باب	۲۹۹	۵	اور کسی	اور اگر کسی
۲۵۶	۱۰	منصوبہ	منصوبے	۳۰۵	۱۱	یہہ امر مہاراج	یہہ امر مہاراج [illegible]
۲۵۸	۴	شریک ہونگے	شریک ہون گے	۳۰۸	۹	سکّھہ	سکّہ
۲۵۹	۷	خلت	خلعت	۳۰۹	۳	اُسکے	اُنکے
۲۶۲	۹	اصلیت سے	اصلیت اُسنے	۳۱۰	۱	اوراس سبب	اوراسی سبب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۱۲	۴	تعاقب ہین ہوئی	تعاقب ہین روانہ ہوئی	۳۵۹	۴	طرف	اطراف
۳۱۷	۴	بڑسکین	بڑہ سکین	۳۶۱	۲	ہے	ہین
ایضاً	۸	ہوئگا	ہوگیا	ایضاً	۵	چلتے ایک	چلتے انکا ایک
۳۲۱	۱۳	بہیٹر	بہیر	۳۶۴	۸	رہکہینگے	رہکیے گی
۳۲۳	۲	کوا چلے	کوچ چلے	۳۶۵	۱۳	پہر سنبہالے	پہر ہتہیار سنبہالے
۳۳۱	۱۳	ریاست فیصلہ	ریاست اس فیصلہ	۳۷۵	۸	لاکہہ روپیہ کے	لاکہہ روپیہ
۳۳۳ حاشیہ	۱۴	ایک عہدہ وار	ایک ایک عہدہ وار	۳۷۹	۹	آباد	آیا
۳۳۷ حاشیہ	۸	خصواصاً	خصوصاً	۳۹۲	۵	ادویات	ادوات
۳۴۰	۸	ملّہارائو	ملہار راؤ	۴۰۰	۵	سبب کے	سبب ہے کہ
۳۴۶	۳	اُگل	اَکل	۴۱۹	۷	ہوائے	ہوئے
۳۵۳ حاشیہ	۱۴	عقیقہ	عفیفہ	۴۵۲	۱	تدبیر کے عملی	تدبیر عملی کے
۳۵۴	۹	دریخواست	درخواست	۴۵۴	۱۲	سٹیس	سٹیٹس
ایضاً	۱۰	گرہ دن	گردون	۴۵۸	۱۵	اور مال کی	اور مال
ایضاً حاشیہ	۱۳	اوریاست	اور ریاست	۴۸۰	۶	خراج	خرچ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۸۴ حاشیہ	۱۱	اسمین اوربمین	اسمین وہی اسمین	۵۴۰	۱۱	کے ہو	کی ہون
۴۹۱	۱۱	بانہہ	بہان	۵۶۰	۱۲	وکالت	کفالت
۴۹۲	۱۱	جہاجنون	مہاجنون	ایضاً	۱۴	اگر	آکر
۵۰۲	۶	ہمیشہ اہی	ہمیشہ ہی	۵۸۶	۱	کہکنی	کہلنے
۵۰۸	۷	نسبت	بسبب	ایضاً	۷	درالسلطنت	دارالسلطنت
۵۲۲	۴	جرم	حُرَم	۵۸۷	۱۳	انہین	انپر
ایضاً	۵	والی	دلی	۵۹۵	۸	ملادیتے ہین	ملادینے مین
۵۲۳	۹	بر پر	پر	۶۰۴	۲	اوتہانہ دار	اورتہانہ دار
۵۲۵	۳	قوم برہمن	قوم کا برہمن	۶۲۳	۱۵	کور کنور	کو کنور
ایضاً	۱۲	دس روپیہ کی	دس روپیہ تک کی	۶۵۹ حاشیہ	۱۶	ماہوار نکے	ماہوار انکے
۵۲۷	۵	محکمہ مال	محکمہ صدر مال	۶۶۰ حاشیہ	۱۵	ریاست منے	ریاست سے
۵۳۱	۱۳	چاکرون	چارون	۶۶۳	۶	کہ یہہ جرایم	کہ جب لوگ بسبب اپنے کیئے جرایم
۵۳۲	۱	شامل لیا	شامل کرلیا	۶۷۶ حاشیہ	۷	اکثر	آکر
۵۳۷	۱	اونیسل ۱۹	اونیس ۱۹ تو یعن	۶۷۹ حاشیہ	۱۶	آسیہ	آسیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۹۸	۱۲	جائیگا	جاچکا	۷۶۳	۶	ندیدم	ندیدیم
۶۹۹	۴	اِب	اُب	۷۶۵	۱۴	تومسٹر	اسلئے مسٹر
۷۰۰	۵	کردینے	کردئے	۷۶۷	۸	فرمائیگی	فرمائیگی منظور فرمایا تھا
۷۱۹	۱	مجیدبہی	مجیدین بہی	۷۶۹	۹	تجویز فرمائیگی	تحریر فرمائینگے
۷۴۶	۲	گارڈور	گارڈ	۷۷۲	۵	اپنی	اپنی ہی
۷۵۰	۱۵	یادگار ہیگی	یادگار ہیگی	۷۸۰	۳	ہمارے معزز	ہمارے اور معزز
۷۵۴ حاشیہ	۱۰	ہارورڈ	ہاورڈ	ایضاً	۸	قیصریر	قیصریہ
۷۵۵	۷	ازخود	خود	ایضاً	۱۱	پریسڈنٹ	پریسیڈینٹ
۷۵۹	۱۵	مگراسی	مگراس	۷۸۴	۱۳	ترتیت	تربیت
۷۶۰	۷	شکارکو	شکارگاہ کو				

تمت

noble direction of art with a view to do some good to my fellow-men. As my ancestors have been for generations subject to and in the service of the Puttialah State, and as no detailed history has been written before, I think it proper to attempt a history for the benefit of the subjects of this State and my fellow-countrymen.

I commence the task; may God complete it! AMEN!

our view. Such are the conclusions of those who read history with the eye of discernment and learn lessons from its pages. But even the ignorant and the simple do not fail to derive some benefit from a study of history. If it does nothing else, it at least entertains them in their solitary leisure and lulls them to repose.

In short, every one profits by history according to his taste. Mark the dear and impressive terms in which the celebrated poet and philosopher Petrarch, who flourished in Italy in the fourteenth century, dwells upon the advantages of the study of history when reproached by his friend for retiring from the world and devoting days and nights to the study of books? He writes :—

"You set the greatest value upon the pleasures of the world and deem it improper to renounce them. Here am I surrounded by a circle of friends whose society is extremely agreeable to me. They are men of all countries and all ages. They have distinguished themselves in war, in politics, in science and literature. Their society is not difficult to reach. Their services are always at my command. I can call for them and send them away at my pleasure. They do me no injury, on the contrary they always answer my questions patiently. Some relate to me the events and incidents of past ages; while others unveil to me the mysteries of nature. Some suggest the plans of spending time with joy and comfort; others impress on my mind the plans by which my end may be happy and my soul may depart from the world in peace; some drive away the sorrows of my heart by their counsel of wisdom and liveliness of wit, others give me good advice which, when followed, renders it easy to endure affliction incidental to human life. Some eloquently teach me to depend upon the labours of my own arms as far it lies in my power; others open to my view the wonderful exhibition of art and science. In return for these services they but require a corner in which they may repose in peace."

Such are the reasons which induced the able and the learned to write accounts and histories of their own and foreign countries. The progress made by the people of Europe in the art of history is beyond all praise. Though I possess neither their ability nor their knowledge to write the history of some large country or great kingdom, I am tempted to make an attempt in this excellent and

zeal and undiminished energy, we learn to do disinterested good to our nation and to overcome steadily the troubles and difficulties which confront us in such noble undertakings. Sometimes history preaches to us lessons which inspire religious awe in our hearts. When we read in the Sacred Scriptures the account of the nations which paid no heed to the warnings of prophets and thus drew upon themselves the wrath of their offended God, our hair stands on end and our hearts are softened to obey His sacred commands. And sometimes the virtues and pious lives of the servants of God console our troubled hearts and inspire faith in the true promises of the compassionate and merciful God. Living in hopes of His infinite mercy and goodness, we live in happiness. Sometimes history encourages us to leave the comforts of home in pursuit of some noble object, like Columbus who discovered the New World with the aid of the Queen of Spain, and keeps us from giving up the pursuit in disappointment when the accomplishment of the object of desire is delayed.

By telling us that Socrates, that Greek philosopher, on his death bed, requested a friend to offer a hen at the shrine of his God, history teaches us that heroic courage is required to break through the adamantine chains of superstitious customs. By recording the wholesale murders perpetrated by Taimur and Nadir, it teaches us that even man, under the impulse of the passion of wrath, at times becomes more bloodthirsty than the wild beasts. It tells us: "Luxury and Administrative capacity clash with " each other. If you do not credit testimony, witness how kings " in debauchery lost their kingdoms for mere trifles." It tells us in language not to be mistaken that knowledge is the source of all blessings. It is through knowledge that man acquires all accomplishments and perfections. If any one doubts this, let him witness the people of Europe who by means of knowledge, have gradually attained the highest pinnacle of civilization. It teaches us that discord and selfishness ruin kingdoms and degrade nations. You daily hear and read the account of India. Listen to the recent story of the French who, on account of this baneful habit, but a few years ago sustained defeat at the hands of the Germans and lost their pre-eminence. It tells us that unity and patriotism are the most potent powers, and holds up Prussia as a model to

Court to entercede in behalf of a friend—his wrathful attack upon the Judge when the latter disregarded the illegal recommendation, the Judge's order to confine him in prison, and the king's approval of the Judge's proceedings—do not all these facts of history teach us to administer the law impartially like the Judge who in order to preserve the authority of law, disregarded such a great personage—to obey the Law like the heir-apparent of England who though of exalted position, bowed to its authority and went to prison—and to uphold the law-like Henry, the king, who acknowledged its superiority over the rank of his son.? Various are the lessons which our heart instinctively learns when we read how the brothers of Joseph deceived their father and took Joseph with them to a wilderness where they threw him into a well—how Joseph was taken out by a passer by who sold him as a slave to the king of Egypt, how in courseof time he himself became king of Egypt, how he recognised his brothers, detained them by pretext and behaved towards them in a manly spirit when in time of famine in their native land they came to buy corn in Egypt. The life of Joseph first of all reminds us that the mean feeling of jealousy sometimes estranges even the hearts of brothers and tempts them to do forbidden deeds. Then again it recalls to our mind the noble quality of benevolence which Joseph showed to his brothers in return for the harsh treatment which he had received at their hands. Then again it makes us reflect upon the mysterious ways of Providence who made the very enemies of Joseph, who had taken him from home and thrown him into a well, the means of his accession to the throne of Egypt. He was taken out of the well by some wayfarers who sold him to the king of Egypt, and he gradually rose to the exalted position of his royal purchaser. God gave him authority over the brothers who had illtreated him. The memoirs of Ayoub (Job), the pious servant of God, encourage us to bear adversity with patience, when we read how our own and the world's true guide Mahomed (may God's blessing and peace be on him and his descendants) and his pious and chosen friends were subjected to various tortures by their nation in return for their disinterested and pious teachings, and how the prophet and his pious companions bore persecution with patience and persevered in their great mission of preaching and instruction with unabated

ism, and can attain the highest stage of progress and civilization. But knowledge of history is the chief means which guides human progress. It enables man to compare his present state with that of his ancestors, to gain experience of good and evil from knowledge of the deeds of his ancestors and, by profiting by that knowledge to inherit the fruit of their life-long labours and the rich patrimony of accumulated experience which his forefathers have left behind in black letters formed of straight and crooked lines. Can any one in the limited span of life, learn, without a knowledge of history all the useful facts which Nature, during centuries, has revealed for the benefit of mankind? Can it be that all those various events, which according to the tendency of the age have happened to different men during hundreds nay thousands of years, should fall to the lot of a single man? Certainly not! History is therefore the only means which enables us to learn, with very little perseverance, such facts as are useful to us, and to teach ourselves the precious and valuable conclusions, which different men have derived from varied experiences in various ages. When we read in history of the heroic exploits of some brave and patriotic man, challenging his enemy in the field of battle, we feel our hearts filled with martial ardour, and wish to overcome our foes in a fight for the cause of our country and our nation, and to win the well-merited name of the brave and valiant. Again when we read the memoirs of some generous man, we desire to spend what we have earned by 'the sweat of the brow' for the benefit of our fellow-beings, and to obtain the reputation of being liberal and generous. The amours of Zullekha the wife of the king of Egypt—her endeavours to tempt Joseph in a secluded place to sin—Joseph's escape from her wiles, saying "shall I steal the reputation of my master and inflict injury on me by behaving unjustly?" Zullekha's tearing off Joseph's garment and charging him before her husband with violence—the testimony to Joseph's innocence borne by an unweaned infant—do not all these historical facts teach us to control the impure and unworthy desires of our wicked and strong passions, to copy the chastity and continence of Joseph, to guard against the machinations of the cunning and to fear their calumnies; and to have faith in God's support of the truth? The appearing of the heir apparent of Henry III, King of England, in

and godless, that they attributed their defeat in a battle with a hostile tribe to the wrath of their great idol, and, to propitiate the god, immolated at his altar four hundred innocent children of their own tribe. These very Englishmen who are at this day the avowed enemies of slavery, and who in their zeal for humanity and philanthropy are ready to have recourse to arms to compel other nations to abolish slavery, were, but a few days ago its warm supporters. They had several hundred-thousand slaves whom they emancipated at an expense of many crores of rupees defrayed by their Government. There was a time when the Arabs were so shameless, cruel, and ignorant that thousands of men and women marched round the sacred shrine of the "Kaba" during the days of pilgrimage; when they interchanged wives, and to avoid the shame of becoming fathers-in-law through their daughters, buried them alive or threw them down from the hill tops, when not a single man in the whole country knew how to read or write, and thereby earned for their nation the name of "*Ummis*" the Illiterate. They afterwards abolished such indecent customs, regarded with horror the interchange of wives, and considered infanticide a heinous crime. They made such rapid progress in knowledge that the people of Europe not unfrequently visited Andelusia to study various arts and sciences with the Moors, whom up to this day, they acknowledge as their teachers. Then came a time when the very Musalmans, whose large cities were the centres of knowledge and civilization, and seats of numerous Schools and Colleges, were shorn of all their literary glory and degenerated into their former state of primitive society. The far-reaching lustre of the sun of their knowledge and literary excellence dwindled into the dim light of a flickering lamp. And now again those very Mahomedans have begun to establish a Mahomedan University in Hindustan to meet the peculiar wants of their co-religionists. They have roused themselves from the deep lethargy and torpor of ages, and sanguine hopes may be entertained that if they but persevere in their efforts, they will regain at no distant period the valuable treasure which they had lost.

It is thus evident that the Creator of the universe has undoubtedly endowed man with a power by the aid of which he can merge from the low and degraded state of rudeness and barbar-

HISTORY OF PATIALA,

COMPILED

FROM

AUTHORITATIVE WORKS, OF THE RECORDS OF THE STATE

AND

PERSONAL INFORMATION,

BY

KHALIFA SYED MOHAMMAD HASAN,

KHAN BAHADUR,

Prime Minister of the State.

Amritsar,

PRINTED AND PUBLISHED

AT THE SAFIR-I-HIND PRESS, BY REVD. RAJAB ALLI,

1878.